الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان الشمس

والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان

الحمد للہ والشکر للہ کہ کتاب مستطاب المسمٰی بہ

الجواہر العلیۃ فی العلوم النقلیۃ والحکمیۃ والادبیۃ الجلیۃ

واشعۃ انوار محمد عبید اللہ الاحراری اہدیتہ لخلق اللہ الباری

المعروف بہ

مجموعہ فتاوی ورسائل علوی

از تصانیف

بابرکات جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول کاشف رموز مذہب حنفیہ
واقف اصول فقہیہ یادگار سلف خلف جناب حضرت سیدنا ومولانا مخدومی
محمد گوہر علی شاہ صاحب علوی حنفی مجددی نقشبندی از سادات علویہ
حنفیہ وحسینیہ زاد مجدہم متوطن موضع تودے تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی

اشعار تقریظیہ از بعض مخلصان مصنف

یا رب از فضل وکرم ہمیں مقتدا را زندہ دار — آں تصنیفات ہر فن پیشوا را زندہ دار
مرشد کامل مجدد شرع نبوی ایں زماں — محمد گوہر علی شمس الضحی را زندہ دار
فخر رازی وقت غزالی دوراں ایں زماں — مولوی معنوی مجدد دین را زندہ دار
ایں فتاوی ورسائل از جواہر ساختہ — مستفیض آنجا یا جی تاج علی را زندہ دار

صاحب ازواج وہم اولاد پسری داشتہ
محمد گوہر علی صاحب ہدی را زندہ دار

مجموعہ جمیع ابیاتوں پر شامل ہے قیمت تین روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد واضح ہو اے اولی الالباب کہ
قبل ازیں اس فقیر محمد گوہر علی شاہ علوی قادری چشتی نے رسالہ اشعتہ الانوار اللمعہ فی فتوی
الجمعہ لکھا ہے۔ اس کے لکھنے کا مقصود صرف یہی تھا کہ اللہ تعالے نے اقیموا الصلوۃ فرما کر
مسلمانوں پر نماز کو مقرر فرمایا۔ اور تعداد رکعات قرآن مجید میں مصرح نہیں بلکہ احادیث شریفہ
واجماع امت سے ثابت ہے خصوصاً وقت ظہر کی نماز کہ باقی دنوں میں تو چار رکعت ہے
مگر جمعہ کے دن میں اختلاف ہے۔ عند الحنفیہ تو چار ہی رکعت ہے۔ لیکن جب شرائط مصر
وسلطان مسلم یا اس کا مامور موجود ہو تو جمعہ کی دو رکعتیں پڑھ کر ظہر کو ساقط کیا جائے لیکن
جب یہ شرائط نہ موجود ہوں تو ظہر کو ہی پڑھنا فرض ہے جمعہ اگرچہ ظہر سے زیادہ موکدہ ہے۔ مگر
جمعہ کے ادا کرنے کے لئے مصر اور سلطان مسلم یا اس کے ماذون کا ہونا حنفی مذہب میں شرط
ہے۔ حنفیہ کے نزدیک شرط مصر ان دلائل سے ثابت ہے۔ (۱) نص وذروا البیع سے تجارتی
ثبات دلالت کیونکہ خرید و فروخت عموماً شہروں میں ہی ہوتی ہے۔ (۲) حدیث لاجمعۃ
ولاتشریق الا فی مصر جامع۔ یہ حدیث مرفوع یا موقوف حکماً مرفوع ہے۔ (۳) یہ ثابت
نہیں کہ صحابہ وتابعین نے چھوٹے قریوں اور دیہاتوں میں نماز جمعہ ادا کرائی ہو اور مصر جب
کے ہوں۔ اس کی تفصیل النور واللمعہ اور اشعتہ الانوار اللمعہ میں موجود ہے۔ اور مصر وہ
ہے جہاں امیر و قاضی قادر بر اقامت حدود موجود ہو۔ یہی حد تعریف کنز، ہدایہ و فتاوی
قاضیخان وسراجیہ وغیرہ کتب فقہ میں۔ اور حاشیہ بخاری اور قسطلانی و عینی شرح بخاری
میں مرقوم ہے۔ اس کے سوا دوسری تعاریف مرجوحہ مرذولہ ناقابل عمل ہیں کما ہو مصرح
فی رسالتی النور واللمعہ واشعتہ الانوار اللمعہ فی فتوی الجمعہ اور سلطان کا شرط ہونا ان دلائل
سے ثابت ہے (۱) آیت شریفہ الذین ان مکناہم اقاموا الصلوۃ۔ یعنی اللہ تعالی ان لوگوں
کی مدد کرے گا۔ کہ اگر ہم انہیں زمین پر قبضہ و حکومت دیں تو وہ نماز پڑھیں۔ یہاں ان حرف
شرط مکناہم جملہ شرط اقاموا الصلوۃ جملہ جزا۔ یہ سب ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ پس اس سے ثابت
ہوا کہ بعض نمازیں ایسی بھی ہیں جو مشروط بشرط حکومت اسلامیہ ہیں۔ اور وہ نمازیں جمعہ وعیدین
ہیں۔ اسی آیت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے والی امام ہونا اور جابر ہو یا عادل حکومت اسلامیہ کی شرط
مقرر فرمائی ہیں۔ یہ آیت وحدیث فصول ای دیکھا۔ کہ تفسیر و تشریح ہوتی ہے۔ مثلاً ما العینی ...

نعت فی رواتی رابعہ فی تحمی و ذہنی و اجتہادی فہمت وعت ہذہ اللطیفۃ العجیبۃ وحکمۃ
الغریبۃ وما سبق علی غیری فی فہم ہذہ النکتۃ فالحمد للّٰہ الذی ہدانا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا
اللّٰہ - (۲) حدیث مرفوع و (۳) امام عادل او جائر - روی ابن ماجۃ وغیرہ - (۴) اللہ کسی [illegible]
بھی ہیں - کما فی العالمگیری (۵) بخاری کی حدیث رزیق (۶) مذہب حنفی کی معتبر کتابوں میں
نماز جمعہ کے لئے سلطان مسلم یا اس کے مامور کا موجود ہونا شرط لکھا ہے - ولا یجوز اقامتہا الا السلطان
او لمن امرہ السلطان اسی واسطے اشعۃ اللمعات میں لکھا گیا ہے - کہ جہاں یہ شرائط موجود ہوں وہاں دو
رکعت نماز جمعہ پڑھنا فرض ہے اور جہاں یہ شرطیں نہ موجود ہوں وہاں چار رکعت نماز ظہر کا پڑھنا فرض ہے
پس دونوں طریق پر اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرض نماز درستی و صحت کے
ساتھ ادا ہو جائے (۷) جہاں شہروں اور قصبوں میں حاکم سب کفار ہوں جائز ہے کہ مسلمان نماز جمعہ [illegible]
قاضی بھی کریں رکھے قاضی جو ہے سو ہی - فرض ہے یعنی جہاں قاضی مسلم کریں جس کو [illegible]
[illegible] والی خلیفہ [illegible] علی السلطین نہیں [illegible] امام [illegible] اور اگر حاکم مسلم [illegible]
[illegible] ہر واجب ہے [illegible] فرض ہے [illegible] اور امام جمعہ [illegible]
[illegible] سادات علویہ حسنیہ و حسینیہ - [illegible] قطب شاہی [illegible] اعوان ہے [illegible]
[illegible] قوم اعوان [illegible] اور [illegible] لکھا ہے [illegible]
[illegible] اعوان [illegible]
[illegible] قوم اعوان [illegible]
علوی [illegible] قوم اعوان [illegible] - اور قوم اعوان - عون بن علی معروف قطب شاہ [illegible]
بن [illegible] نسب اسطرح ہے عون ملقب قطب شاہ صاحب علوی قادری کا مرید و [illegible] شیخ عبد القادر
جیلانی [illegible] بن یعلی مشہور قاسم بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن [illegible]
بن عباس علمدار شہید کربلا بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible] - اور حضرت [illegible] صاحبہ [illegible] حضرت شیخ عبد القادر جیلانی [illegible]
[illegible] حضرت امام حسین بن فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے تھیں - اور
[illegible] اور طیار کی ماں [illegible] تھیں - اور قاسم کی ماں [illegible]
[illegible] اولاد سے تھیں - اور حمزہ کی ماں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھیں - اور یہ بزرگ عالم فاضل [illegible]
[illegible] منطقی فلسفی ادیب فصیح بلیغ شاعر اور اہل تصانیف اور اپنے زمانے میں [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہو گذرے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ - اور [illegible]
[illegible]
[illegible]

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان الشمس والقمر بحسبان
والنجم والشجر یسجدان

الحمد للہ والشکر للہ کہ کتاب مستطاب مسمی

الجواہر العلیۃ فی العلوم الفقہیۃ والحکمیۃ والادبیۃ الجلیۃ
واشعۃ انوار محمد عبید اللہ الاحراری لہدایۃ خلق اللہ الباری

المعروف بہ

مجموعہ فتاوی ومسائل علوی

از تصانیف

بابرکات جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول کاشف رموز
مذہب حنفیہ واقف اصول فقہیہ یادگار سلف وخلف جناب
مولانا مولوی محمد نور علی صاحب علوی حنفی مجددی
لماطوی زاد مجدہم متوطن موضع بودے تحصیل گوجرخاں ضلع
راولپنڈی حال وارد لاہور

در مطبع منظور عام پریس لاہور طبع شد

مجموعہ الجواہر العلیہ فی العلوم الفقہیۃ والحکمیۃ الجلیۃ۔ و اشعۃ الانوار محمد عبد اللہ الاحراری

(۱) القول السدید فی وجوب التقلید کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید واجب ہے

(۲) الفضل والنعمۃ فی فضائل العلم والحکمۃ۔ (۳) النور واللمعۃ فی فتوی الجمعۃ

(۴) اشعۃ الانوار اللمعۃ فی فتوی الجمعۃ حصہ دوم (۵) اشعۃ الانوار اللمعۃ فی فتوی الجمعۃ

(۶) حکمۃ اللہ البالغۃ برشرح حاول الطال کشف متعدیہ زمین حصہ دوم ابطال حرکت زمین

بدلائل عقلیہ طبعیہ وہندسیہ وریاضیہ (ہیئیہ) حصہ سوم ابطال حرکت ارضیہ بدلائل نقلیہ

(۷) جواہر آبدار۔ (۸) الجوہر العلی فی القصائد والقصادی فی اللسان

العربی الجلی (۹) البراہین العشرۃ فی حقیقۃ الخلافۃ الراشدۃ المبشرۃ۔

(۱۰) القول المحکم فی حیات عیسیٰ بن مریم۔

(۱۱) کتاب البرہان والتبیان فی بیان الحلال والحرام من الحیوان۔

(۱۲) الانصاف خیر الاوصاف فی مسائل الاحناف۔

(۱۳) الجواہر المعصومۃ فی بیان مسئلۃ ما اہل بہ لغیر اللہ ومسئلۃ الذبح ما فوق العقدۃ

(۱۴) الشرافۃ والنظافۃ فی عدم وقوع الطلاق لغیر الاضافۃ۔

(۱۵) الجواہر العلیۃ فی اثبات الخلافۃ الراشدۃ بالنصوص الجلیۃ

(۱۶) الجواہر العلویۃ فی العلوم الصرفیۃ والنحویۃ دو حصہ۔

حصہ اول۔ خط التصانیف فی علم التصریف حصہ دوم غایۃ الصرف و غایۃ النحو

(۱۷) نظم الفصیح فی علم المعانی والبیان والبدیع (۱۸) الاحسن الشافی فی علم القوافی

یہ تمام کتابیں اور انکے ماسوا بھی بہت سی کتابیں اصناف علوم میں

مصنفہ ومؤلفہ محمد گوہر علی علوی لودوی عفا اللہ عنہ

ابن غوث صمدانی وقطب ربانی حاج الحرمین الشریفین حضرت جناب

قاضی فضل الدین صاحب حاجی لودوی رضی اللہ عنہ ورضی عنہ وارضاہ عنا

کی موجود ہیں۔ اور جناب قاضی صاحب کی بھی تصنیف شدہ کئی

کتابیں بعض مطبوع وبعض غیر مطبوع موجود ہیں اور نیز جناب قاضی

صاحب موصوف کے جد امجد حضرت جناب قاضی محمد شمس اللہ صاحب

کی تصنیف وتالیف شدہ کتابیں غیر مطبوع موجود ہیں جنمیں سے ایک کتاب

مسمی بہ مکتوبات شمس اللہ۔ موجود ہے جو قسم قسم اصناف صنائع وبدائع سے

پر ہے۔ اور بزبان فارسی مکاتیب وخطوط مندرج ہیں۔ والسلام والاکرام

محررہ محمد گوہر علی علوی لودوی عفا اللہ عنہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باسم اللہ یبتدأ الکلام ۔ ویختم کل اعمال یرام
ھو اللہ الموفق للسداد ۔ بہ تکلنا والاعتصام

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فقیر الی اللہ الملتجی الی ربہ العلی **محمد گوہر علی علوی لودوی** حنفی نقشبندی مجددی نوری لحاظوی فضلی تجاوز اللہ العلی عن ذنبہ الجلی والخفی عرض پرداز ہے کہ بعض احباب نے اس ملتجی الی اللہ سے چند استفتاء پیش کیے جنکا جواب دینا ضروری سمجھکر یہ فتاوے لکھے گئے ما ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ **الاستفتاء** (۱) ائمہ اربعہ میں سے ایک کی تقلید واجب ہے یا نہیں۔ **الافتاء** (۱) واجب ہے کیونکہ دین جسکو انہیں ائمہ وعلماء کے ذریعہ سے ملا ہے تو جب انکی تقلید چھوڑی گئی تو دین جاتا رہیگا کیونکہ کئی بعض فرقوں نے اپنی اپنی ہوا وہوس کے مطابق قرآن مجید واحادیث کے معانی کر لئے ہیں جو حق وصدق کے برخلاف ہیں لہذا علماء نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو جملہ علوم کی تحصیل نہ ہو اور اس میں اجتہاد کے شرائط نہ پائے جائیں اسکو جائز نہیں کہ قرآن مجید واحادیث سے احکام استخراج کرے کیونکہ کئی حدیثیں منسوخ ہیں اور کئی اپنے محل اور وقت پر موقوف ہیں اور کئی بظاہر مسائل کے برخلاف ہیں لہذا اسمیں عامی کو سخت تردد ہوگا اس لئے کسی مجتہد کی اتباع اسکو لازم اور واجب ہے کفایہ میں ہے العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاہرہ لجواز ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بخلاف الفتوے اور تقریر شرح تحریر میں ہے لیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز کونہ مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء۔ اور اعلام الموقعین میں بھی ہے لا یجوز لاحد ان یاخذ من الکتاب والسنۃ مالم یجتمع فیہ شروط الاجتہاد اور عقد فرید میں ہے وقد قال محقق الحنفیۃ الکمال ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نقل الامام الرازی اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ بل یقلدون من بعدھم الذین سبروا ووضعوا ودونوا۔ اور مسلم الثبوت میں ہے اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید الصحابۃ بل علیہم اتباع الذین سبروا وبوبوا وھذبوا ونقحوا وفرقوا وعللوا وفصلوا وعلیہ ابتنی منع تقلید غیر الائمۃ اور شرح منہاج الاصول میں ہے قال الامام الحرمین فی البرہان اجمع المحققون علی ان العوام لیس لہم ان یعملوا بمذاہب الصحابۃ بل علیہم ان یتبعوا مذاہب الائمۃ۔ اور محمود ابو البرکات حنفیہ میں ہے ان اصحاب السنۃ والجماعۃ ہم اہل المذاہب الاربعۃ اور حدیث شریف میں ہے یؤم القوم اقرأہم فی الدین واعلمہم بسنۃ۔ الحدیث مشکوۃ۔ الاعلم احق بالامامۃ۔ کتب فقہ۔ فاسئلوا

اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور عہد صحابہ میں احکام فقہ کی تدوین نہیں ہوئی کیونکہ انکو
فتوحات ملکی و مہمات جہاد سے فراغت نہ تھی اور نہ انکو قرآن مجید کے بغیر کسی کتاب کی
اور تدوین مذہب اور فقہ کی ضرورت تھی کیونکہ رسول اللہ صلعم ان میں موجود تھے وہ حضور
علیہ السلام سے مسائل دریافت کر لیتے تھے بعد میں جب ضرورت پڑی تو ائمۂ دین مجتہدین
نے مذاہب کی تدوین فرمائی اسلئے ان ائمۂ دین کی تقلید ضروری و لازم ہوئی اور قرآن مجید
میں ہے یوم ندعوا کل اناس بامامہم۔ و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ لعلمہ
الذین یستنبطونہ منہم۔ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا۔ پس سبیل
المؤمنین المجتہدین کی اتباع ضروری اور لازم ہے اور طحطاوی شرح در المختار میں ہے قال بعض المفسرین
فعلیکم یا معشر المسلمین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ و
توفیقہ فی موافقتہم وخذلانہ وسخطہ فی مخالفتہم و ہذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم
فی المذاہب الاربعۃ ہم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا
من ہذہ المذاہب الاربعۃ فی ذالک الزمان فہو من اہل البدعۃ والنار۔ اور تفسیر
مظہری میں ہے فان اہل السنۃ والجماعۃ قد افترقت بعد القرون الثلثۃ۔ او الاربعۃ
علی اربعۃ مذاہب ولم یبق فی الفروع سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ اھ۔ اور بحر الرائق
میں اشباہ سے ہے وما خالف الائمۃ الاربعۃ فہو مخالف للاجماع اور عقد جید میں ہے
اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا مفسدۃ کبیرۃ
ونحن نبین بوجوہ اور رسالہ تشییع الفقہاء لملا علی قاری میں ہے واما فی زماننا فمذاہب
الائمۃ کالواجب فی الکل فانہ فامن واقعۃ تقع الا وتجدہا فی مذہب الشافعی او غیرہ او
تخریجا فلا ضرورۃ الی اتباع الاعمی اھ۔ پس جو شخص مذاہب اربعہ کی تقلید سے خارج ہے
وہ شخص خارج از فرقہ ناجیہ اہل السنت والجماعت ہے کیونکہ بموجب روایات مذکورہ
کے مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کا التزام ضروری اور لازم و فرض ہے فافہم واعمل۔
الاستفتاء: کیا مذاہب اربعہ میں سے ہر ایک مذہب کے سہل و آسان مسائل پر عمل کرنا جائز
ہے یا نہیں۔ **الافتاء**۔ اسطرح عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ ایک تو اس میں ان لوگوں کے ساتھ
مشابہت ہے جنکے بارے میں یہ آیت آئی یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما۔ دوسرا فقہانے اس کے منع
پر تصریح فرمائی ہے چنانچہ تحریر الاصول لابن الہمام اور مختصر الاصول لابن حاجب و قاضی عضد الدین
اور در مختار میں بالفاظ مختلفہ اسطرح مرقوم ہے ان الرجوع عن التقلید بعد العمل ممنوع بالاتفاق اور
بحر الرائق نے رسالہ زینیہ میں لکھا ہے فوجب علی مقلد ابی حنیفۃ العمل بہ ولا یجوز لہ العمل بقول غیرہ

کی لفظ الشیخ قاسم فی التصحیح عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق
اور مجمع البحار میں ہے لکن منعہ الاصولیون المصلحۃ - وحکی عن بعض الائمۃ ان من اختار من کل
مذہب ما ہو اہون یفسق - اور میزان الشعرانی میں ہے سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ
یقول امر علماء الشریعۃ بالتزام مذہب معین تقریباً للطریق اور رسالہ الانصاف للشاہ ولی اللہ
میں ہے بعد المأتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد
بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان - پس ثابت ہوا کہ دو سو ۲۰۰ برس کے بعد تقلید
مذاہب ائمہ اربعہ پر اجماع ہوگیا تھا کسی شاذ نادر اور اقل قلیل کے بغیر سب لوگ مقلد ہوگئے
تھے رسالہ تشیع الفقہاء میں ہے بل وجب علیہ ان یعین مذہباً من ہذہ المذاہب اور تفسیر
احمدی میں لکھا ہے اذا التزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم مذہباً التزمہ ولا ینتقل عنہ الی مذہب
آخر - اور طحطاوی میں ہے قال صاحب الہدایۃ فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ
علی کل حال اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے حنفی ارتحل الی مذہب الشافعی یعزر کذا فی جواہر
الاخلاط - اور شرح اشباہ النظائر حموی میں ہے وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذہب الی
مذہب باجتہاد وبرہان آثم ویستوجب التعزیر فبلا اجتہاد وبرہان اولیٰ اور رد المحتار للشامی
میں ہے لیس للعامی ان یتحول من مذہب - اور عقد جید میں ہے اذ لم یجمع آلات الاجتہاد لا یجوز لہ
العمل علی الحدیث بخلاف مذہبہ لانہ لا یدری منسوخ ہو اول او محکم علی ظاہرہ وقال الی ہذا
القول ابن حاجب فی مختصرہ وتابعوہ - اور شرح جوہرہ میں ہے انعقد الاجماع علی ان من قلد
فی الفروع ومسائل الاجتہاد واحدا من ہؤلاء بری عن عہدۃ التکلیف اور تحریر میں ہے لا یرجع
عما قلد فیہ الی عمل بہ اتفاقا اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ المبداء والمعاد
میں لکھتے ہیں آخر الامر ببرکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است حقیقت مذہب حنفی
در ترک قراۃ ماموم ظاہر ساختند اور کیمیائے سعادت میں ہے مخالفت صاحب مذہب خود در
نزد ہیچ کس روا نباشد اور میزان شعرانی میں لکھا ہے ان من لم یصل الی شہود عین الشریعۃ
الاولیٰ وجبت علیہ التقلید بمذہب واحد خوفا من الوقوع فی الضلال وعلیہ عمل الناس الیوم۔
اور قہستانی شرح نقایہ میں ہے فلو اخذ من کل مذہب مباحثہ صار فاسقا کما فی شرح الطحاوی
اور عقد الجید میں ہے المرجح عند الفقہاء ان العامی المنتسب الی لا یجوز فی لغتہ۔

الاستفتا: کیا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب معتبر اور مستند اور قابل تعریف اور
مسلمانوں کے لیے مفید و ضروری ہے یا نہیں اور مقلد مذہب حنفی اپنے مذہب کے سوا دوسرے مذہب
پر عمل کرسکتا اور فتوے دے سکتا ہے یا نہیں - **الافتاء:** امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بلا شک

کے لیے نہایت معتبر و مفید و ضروری ہے اور مقلد مذہب حنفی اپنے مذہب کے بغیر دوسرے
مذہب پر نہ عمل کر سکتا ہے اور نہ فتوے دے سکتا ہے چنانچہ رد المحتار للشامی میں ہے۔
وحسبک من مناقبہ اشتہار مذہبہ ما قال قولاً الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام وقد جعل
اللہ الحکم واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام وقد اتبعہ علی مذہبہ کثیر من الاولیاء الکرام
ممن فی عامۃ البلاد الاسلام بل کثیر من الاقالیم والبلاد لا یعرف الا مذہبہ کبلاد الروم والہند
والسندہ وما وراء النہر وسمرقندہا وقولہ من زمنہ الی ہذہ الایام فالدولۃ العباسیۃ وان
کان مذہبہم مذہب جدہم فاکثر قضاتہا ومشائخ اسلامہا حنفیۃ یظہر ذالک لمن طالع
کتب التواریخ وکان مدت ملکہم خمس مائۃ سنۃ تقریبا واما الملوک السلجوقیون وبعد
ہم الخوارزمیون فکلہم حنفیون وقضاۃ ممالکہم غالباً حنفیۃ الخ اور میزان شعرانی میں ہے
فلا ینبغی لاحد الاعتراض علیہ رای علی ابی حنیفۃ لکونہ من اجل الائمۃ واقدمہم تدویناً للمذہب
واقربہم سنداً الی النبی صلعم ومشاہداً لفعل اکابر التابعین وکان متقیداً بالکتاب والسنۃ
متبرأ من الرائ اور امام صاحب کے مذہب کی نسبت مجمع البحار میں ہے ویدل علیہ ما یسر اللہ لہ من الذکر
المنتشر فی الآفاق فلو لم یکن للہ تعالیٰ سر فیہ لما جمع شطر الاسلام علی تقلیدہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ
بھی ایک رسالہ میں لکھتے ہیں واتباع ابی حنیفۃ رضی قدیماً وحدیثاً فی الازدیاد فی جمیع البلاد سیما
فی بلاد الروم وما وراء النہر وولایۃ الہند والسند واکثر اہل خراسان وعراق مع وجود قلۃ
اتباعہم فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انہم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المہندسین بالاتفاق
مع ان السلاطین فی کل زمان ومکان ثابتون علی مذہب النعمان فی کل عصر ودہر۔ اور مکتوبات شریف
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے امام شافعی از فقاہت او شمہ یافتہ گفتہ الفقہاء
کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ بواسطہ ہمیں مناسبت کہ بروح اللہ دارد گفتہ اند بود آنچہ خواجہ محمد پارسا
نیز در فصول نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول بمذہب امام ابو حنیفہ حکم و عمل خواہد کرد اور
طحاوی کا شرح در مختار میں ہے قال صاحب الہدایۃ فی التجنیس الواجب عندی ان یفتی بقول
ابی حنیفۃ رح علی کل حال۔ اور فتح القدیر میں ہے جعلوا ظاہر ان الصواب ما ذہب الیہ ابو حنیفۃ وان
الحمل علی مقلدہ واجب والافتاء بغیرہ لا یجوز لہم۔ اور فتاوے عالمگیری میں ہے حنفی ارتحل الی
مذہب الشافعی یعزر کذا فی جواہر الاخلاطی۔ اور قہستانی میں ہے قال ابو بکر الرازی لو فعل مخالف
مذہبہ جمیع العلماء یعزر فی قولہم جمیعا۔ اور شرح عین العلم لملا علی قاری میں ہے فلو التزم مذہبا
کابی حنیفۃ رح والشافعی فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل۔ اور رسالہ فیوض الحرمین للشاہ
ولی اللہ رح میں ہے عرفنی رسول اللہ صلعم ان مذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ بالسنۃ المعروفۃ التی

جمعت ونحت فی زمان البخاری واصحابہ - اور کشف المحجوب میں ہے کہ حضرت یحیٰی معاذ رازی نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کرکے عرض کی کہ این اطلبک یا رسول اللہ قال عند علم ابی حنیفہؒ اور عینی شرح کنز میں ہے قال البزدوی فی اصولہ اجمع العلماء والفقہاء علی ان المفتی یجب ان یکون من اہل الاجتہاد وان لم یکن من اہل الاجتہاد فلا تحل لہ ان یفتی الا بطریق الحکایۃ وکذا فی العمادیۃ والبحر وفی فصول العمادیۃ اور میزان الشعرانی میں ہے لما الفت کتاب ادلۃ المذاہب فلم اجد قولا من اقوال الامام ابی حنیفہؒ واقوال اتباعہ الا وہو مستند الی آیۃ او حدیث او اثر او مفہوم ذالک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ اور جواہر منیفہ میں ہے ان الامام ابو حنیفہؒ کان یقول ضعیف الحدیث احب الیّ من آراء الرجال اور میزان الشعرانی میں ہے قال مجد اللہ تتبعت مذہب الامام ابی حنیفہؒ فوجدتہ فی غایۃ الاحتیاط والورع وہکذا فی المکتوبات الشریف اور خود امام صاحب اپنے ایک خط میں ابو جعفر منصور کی طرف لکھتے ہیں لیس الامر کما بلغک یا امیر المؤمنین انما اعمل اولا بکتاب اللہ ثم بسنۃ رسول اللہ ثم اقضیۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی ثم اقضیۃ بقیۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم ثم اقیس بعد ذالک کما فی المیزان -

الاستفتاء اماماں دین نے بالفاظ مختلفہ فرمایا ہے اترکو قولی بخبر الرسول - اذا صح الحدیث فہو مذہبی - لا تقلدونی ولا مالکا - تو ان اقوال سے تقلید اڑ گئی **الافتاء** امام صاحب نے اپنے اصحاب اور شاگردوں میں سے جو اہل اجتہاد کو فرمایا ہے اترکو قولی بخبر الرسول کما فی الشامی ولا یخفی ان ذالک راجع الی من کان اہلا للنظر فی النصوص ومعرفۃ محکمہا من منسوخہا الخ ہر ایک عامی غیر مجتہد کو نہیں فرمایا ورنہ ائمہ اربع مجتہدین خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تدوین مذہب کی کیا ضرورت پڑی تھی اور اس قدر گراں سنگ تکلیف گوارا کرنے کی کیا ضرورت تھی - اور اعلام الموقعین میں ہے لا یجوز لاحد ان یاخذ من الکتاب والسنۃ ما لم یجتمع فیہ شروط الاجتہاد ومن جمیع العلوم اور توضیح تلویح میں ہے ولیس للعامی الاخذ بظواہر الآثار وانما التمسک بہا للفقہاء (ای المجتہدین) اور مسلم الثبوت میں ہے اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ - اور اذا صح الحدیث فہو مذہبی کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ میرا مذہب بالکل حدیث صحیح کے موافق ہے ہرگز مخالف نہیں - جب ائمہ اربع کے مذاہب کی تقلید پر اجماع ہو چکا ہے تو پھر اجماع مومنین کا خلاف ہرگز جائز نہیں کیونکہ اجماع مسلمین ومومنین بھی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ کی طرح یقینی حجت ہے **الانتباہ** جن لوگوں نے اس زمانے میں ہر ایک مسئلہ اور فتوی میں بخاری ومسلم وغیرہ کتب احادیث شریفہ سے استناد پیش کرنا اور کتب فقہ حنفیہ سے اعراض اور بے توجہی کرنا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے یہ طریقہ بالکل مقلدین حنفیہ کے برخلاف ہے - ہاں جب غیر مقلدین کو جواب دینا پڑے تو جائز ہے تاکہ [illegible] فقہ حنفیہ پر عمل کریں [illegible] **الاستفتاء** کیا امام مسجد اور معلم قرآن کی معاش کی ذمہ واری قوم پر فرض ہے یا نہیں **الافتاء** فرض ہے دیکھو [illegible] وغیرہ [illegible] وقاضی خاں درمختار ویفتی الیوم بصحۃ الاجارۃ لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان

ویجبر المستاجر علیٰ دفع ما قبل درمختار - ویجبر علیٰ دفع الحلوۃ المرسومۃ ہی ما یھدیٰ للمعلم علیٰ رؤس بعض
سور القرآن سمیت بہا لان العادۃ اہداء الحلوۃ درمختار - و اذا اعینوا لاعانہم شیئًا من الاوقاف و
الصدقات والہدایا فرہم اداؤہا فصول عمادی و وجیز الصراط اور فتاوی جواہر صفحہ ۲۲۳ میں ہے من اشتغل
بتعلم العلم واجب علی المسلمین کفایتہ و اذا کان العالم والمتعلم فی بلد لیس لہ من بیت المال وظیفۃ یجب
علی اغنیاء تلک البلدۃ نفقتہ و کسوتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ
لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف تعرفہم بسیماہم لا یسئلون
الناس الحافا وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم ۔ مظہری کہا ابن عباس نے کہ قریب
چار سو کے وہ تھے جو گھر بار چھوڑ کر رات دن مسجد نبوی میں حاضر اور عبادت اور تعلیم میں
مشغول تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے ہیں حضور صلعم انہیں لڑائیوں میں بھیجتے تھے و اللہ تعالیٰ
نے امرائے اصحاب کو ترغیب دلائی کہ انکی خدمت کرو صفہ یہ وہی غنی گروہ ہے جن کی بدولت
تیرہ سو ۱۳۰۰ برس سے آج اور قیامت تک کروڑہا مسلمانوں کی روحی پرورش اور علمی دولت وری ہے
واضح رہے کہ خیرات دو غرضوں کے لئے مشروع ہوئی ہے (۱) مجبوروں کی رفع حاجت کے لئے جیسے اندھے
لولے لنگڑے بیمار غریب الوطن بچے بڈھے ایسی مسلمان ہو یا کافر فاسق ہو یا فاجر سب کی حاجت روائی
میں ثواب ہے اور اللہ راضی (۲) خدا پرستی اور اشاعت اسلامی کے لئے جیسے مجاہد - طلبۃ العلم - عابد
حاجی - گوشہ نشین - حفاظ - محتسب - واعظ و معلم - مصنف - تعمیر مساجد - اجرائے مدارس یا اور عام نفع
رساں کام ان دونوں صورتوں میں باعتبار طہارت و خلوص نیت و حاجت اثر ثواب بیش و کم ہوتا ہے
اور آیت میں اسی قسم کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ رفع حاجت اور خدا پرستی کی اعانت یہ دونوں امر حاصل
ہوں - خلاصۃ التفاسیر صفحہ ۱۲۳ و الاصل فی وظیفۃ الامام ہذہ ہو سنۃ الخلیفۃ الثانیۃ عمر فان عمر کان یعطی الامام
کل یوم نصف شاۃ و للساع ربعہا وللعامل ربعہا - حموی شرح اشباہ النظائر
حضرت عمر نے تعلیم کو نہایت ترقی دی یعنی تمام ممالک مفتوحہ میں ابتدائی مکاتب قائم کئے تھے جن میں قرآن کریم اخلاقی
اشعار اور امثال عرب کی تعلیم ہوتی تھی بڑے بڑے علمی صحابہ اضلاع میں حدیث و فقہ کی تعلیم کے لئے مامور کئے تھے مدرسین اور
معلمین کی تنخواہیں بھی مقرر کی تھیں - تمام ممالک مفتوحہ میں ہر جگہ قرآن مجید کا درس جاری کیا اور معلم و قاری مقرر کرکے انکی تنخواہیں
مقرر کیں چنانچہ یہ امر بھی حضرت عمر کے اولیات میں شمار کیا جاتا ہے کہ انہوں نے معلموں کی تنخواہیں مقرر کیں - سیرۃ العمرین لابن
الجوزی میں ہے ان عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان کانا یرزقان المؤذنین والائمۃ والمعلمین - تنخواہیں اس وقت
کے لحاظ سے کم نہ تھیں چنانچہ مدینہ منورہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لئے جو مکتب تھے انکے معلموں کی تنخواہیں ۱۵
۱۵ درہم ماہوار تھیں - صحت اعراب و صحت تلفظ کا بے نہایت اہتمام کیا اور فرمایا تعلموا اعراب القرآن کما تعلمون
حفظہ اور یہ حکم دیا کہ کوئی شخص جو لغت کا عالم نہ ہو قرآن نہ پڑھانے پائے - کنز العمال صفحہ ۲۲۸ - الفاروق للشبلی
بیشہ مردم [illegible] قوم گشت از قرآن [illegible] کہ قدر مرد بعلم است قدر علم بمال [illegible] چنین گفت محمد علی عطوی لودودی عفی عنہ

الفصل والتحفۃ فی فضائل اہل العلم والحکمۃ ـ مصنفہ محمد گوہر علی علوی نودہی عفی عنہ
ابن حاج الحرمین الشریفین حضرت جناب قاضی فضل الرحیم صاحب حاجی نودہی رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] عفا ـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد احقر عباد اللہ **محمد گوہر علی علوی**
عرض پرداز ورقم طراز ہے کہ اس زمانہ میں علماء اسلام و فضلاء عظام و فقہاء کرام کی
سخت ترین بے قدری ہو رہی ہے اور انکو عظمت وعزت کا جو استحقاق حاصل تھا عوام
اہل اسلام نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے لہذا بندہ قرآن مجید کے انوار ہدایات اور مشکوٰۃ
نبوت کے احادیث شریفہ کے مصابیح ناظرین پر ظاہر کرتا ہے وباللہ استعین وہو الموفق المعین
اول آیات شریفہ سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ علم دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت کاملہ ہے جو اپنے
فضل وکرم سے علما کو عطا فرمادی ہے جیسا کہ اشباہ میں ہے الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر
قال فی البزازیۃ الاستخفاف بالعلماء کفر لکونہ استخفافا بالعلم والعلم صفۃ اللہ منحۃ وفضلا خیار
عبادہ لیدلوا خلقہ علی شرعہ نیابۃ عن رسولہ فاستخفافہ بہذا یعلم الی من یعود ـ الاشباہ والنظائر
مع شرح الحموی ص۲۱۸ یعنے استہزاء اور تخفیف علم اور علما کی کفر ہے ـ الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر
بحر الرائق ج۵ ص۱۲۱ ودو صغر الفقیہ قاصداً الاستخفاف بالدین کفر. بحر الرائق ص۱۲۳ لان اہانۃ
العلم کفر علی المختار. شامی ج۳ ص۳۰۳ اہانۃ العلماء من حیث العلم کفر لان العلم صفۃ ازلیۃ للہ تعالیٰ
بزازیہ من ابغض عالما من غیر سبب دنیوی او دینی خیف علیہ الکفر والحق انہ لا یکفر ـ خلاصہ فقہ
من استخف بالعلم او بالعالم فہو کافر نقل جامع الفتاویٰ ـ من استخف بالقرآن او العالم فہو کافر
نقل فتاوےٰ غرائب ـ من سب اکبر العلماء فنسبہ الی النبی صلعم فہو کافر یجب قتلہ ولم تقبل توبتہ لان
اکبر العلماء کان محمد رسول اللہ صلعم ـ نقل فتاوےٰ سمرقندی ـ ان الخفی الرجل العالم او المتعلم او احترہ فقد
کفر فتاوےٰ غرائب ـ قال علیہ السلام تعظیم العالم فرض علی کل مسلم ومسلمۃ ـ لانہ یبین ما قال اللہ تعالیٰ
وقال رسولہ صلعم تعظیم العالم تعظیم العلم محض فمن استہزء بالعالم فکانما استہزاء العلم وعلمہ کلام اللہ
وحدیث رسول اللہ صلعم فہذہ استخفاف العالم والعلم کفر صریح فمن لم یتب فہو کافر مطلقاً لا یجوز
للمومنین ان یاکل من طعامہ ولا یجوز ان یدخل فی صلوٰۃ جنازتہ ولا یدخل فی بیتہ اصلاً الا ان یتوب
بالصدق ویتصدق بقدر التوفیق واقلہ ان یطعم عشرۃ مساکین او یلبسہم ـ قاضیخان ـ
اہانۃ اہل العلم کفر علی المختار ـ جامع الرموز ـ من قال لعالم عویلم [illegible] او قال [illegible] فقد کفر
[illegible] ـ فصول عمادی ـ من تقدم علی العالم فی الجلوس [illegible] فقد [illegible]

نقد معه لا يحل اما ان يكون باهانة العلم او باهانة ذات العالم ان كان باهانة العلم
فهو كفر فالنكاح بين الكافر والمسلمة باطل بالاجماع وان كان باهانة الذات فهو
ايضا موجب للكفر لان شرف الانسان بالعلم عند الله تعالى اقوى من سائر الاوصاف
تاتارخانيه - ومن احتقر عالما حرمت امرأته فتاوى قاعدى وباهانة العلم والعالم يكفر وهو
المختار وبه اخذ الفقيه ابو الليث رحمه الله ابو المكارم - قال النبي صلعم اهانة العالم طلاق
رضاء فتاوى براهنيه - من سبّ عالما فقد سبّ العلم ومن سب العلم فكانت سب النبي
عليه الصلوة والسلام فحده القتل بالاجماع وقيل يعزر ويحبس حتى يتوب والفتوى على
الاول - جامع المتفرقات - قال رسول الله صلعم عاق الوالدين يغفر وعاق الاستاذ لا
يغفر - مشارق الغرائب - وروى عن علي كرم الله وجهه انه قال من علمني حرفا فهو مولائي
ان شاء استخدمني وان شاء يبيعني وان شاء اعتقني - قال ابو حنيفة رح ومالك رح وشافعي رح واحمد
وابو يوسف رح ومحمد رح وغيرهم رحمة الله عليهم اجمعين ان العاق من الاستاذ والامام كافر وجب
القتل بكذا في عجب الاخبار وزهرة الرياض - وان اهان او سب او ضرب طالب العلم او العلماء
او السادات او الاستاذ او الامام الحي بانت امرأته ويقطع يده ولسانه بالاتفاق لتعظيم العلم و
الاكرام فانهم اهل الاكرام اي العلماء والعلويون والرجل الصالح والاستاذ والامام الحي فليعزر
باهانتهم لان العلماء ورثة الانبياء قال عليه السلام علماء امتى كانبياء بني اسرائيل - روضة العلماء
وفصول عمادى - ولا يجوز للجاهل ان يرفع صوته على صوت العالم او المتعلم ورفع صوته على صوت
هما ان كان على وجه الاستخفاف بانت امرأته وان كان على وجه الحقارت يكفر وان كان على وجه
المزاح يعزر - الجوهرى - ومن استخف بالقرآن او العلم او العلماء او الشريعة يكفر وبانت
امرأته - تاتارخانيه - من شتم طالب العلم او العالم او جادلهما ان كان المجادلة على وجه الحقارت
فهو كافر بالاتفاق لان حرمة العلم والعالم فرض ومن ترك الحرمة بالحقارت بانت امرأته بالاتفاق
جامع العجائب از تحفة الفقها - من سب العالم يعود الى النبي صلى الله عليه وسلم فيجب قتله ولا يقبل
توبته - اجناس ناطفي - قال الفقيه دانشمندك او بعلوي علويك يكفر ان قصد به الاستخفاف
بالدين - بزازيه - وفي عيون المجالس سئل النبي صلعم جبرئيل ع عن صاحب العلم فقال هو سراج
امتك في الدنيا والآخرة طوبى لمن عرفهم واحبهم والويل لمن انكر معرفتهم وابغضهم - نزهة
المجالس مع فتح وفتنا - سوال علم اور علماء کی اہانت پر کیا حکم ہے - جواب اگر کوئی اہانت
علم و [illegible] دین کی اس خیال سے کرے کہ یہ دین موجب راہ حق ہے اور یہ علماء بندہ راہ شریعت ہیں
دریں عالم [illegible] یا اور [illegible] تعلق کے لیے موضوع ہے تو شریعت سے ایسا شخص کافر ہے - فتاوی [illegible]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کے کہا اے ابوبکر دوزخ کی طرف
دیکھو میں نے دیکھا تو ایک جماعت گنہگاروں کی کھڑی ہے جن کے چہرے سور خنزیر کی طرح
ہیں خون اور پیپ پی رہے ہیں آگ میں جلائے جا رہے ہیں میں نے عرض کیا یہ کیا وجہ
ہے فرمایا یہ لوگ علماؤں کو ستاتے اور دکھ دیتے تھے اور بغیر توبہ کے مر گئے تو انکو یہ سزا ملی -
تذکرۃ الواعظین اردو صفحہ ۱۱۔ اور کواشی میں لکھا ہے جو شخص کہ گالی دے کسی عالم کو فحش کلام سے
پس کافر ہو جاتا ہے وہ اور مطلقہ ہو جاتی ہے عورت اس کی بطلاق بائن نزدیک امام محمد رح
کے اور کہا صدر الشہید رح نے فتاوی بدیع الدین میں ہے کہ جس نے حقارت اور اہانت کی عالم کی
کافر ہوا وہ اور مطلقہ ہوئی عورت اسکی اور فرمایا حضرت صلعم نے قریب ہے کہ آئیگا ایک
زمانہ میری امت پر کہ بھاگینگے لوگ علما اور فقہا سے پس مبتلا کریگا ان کو اللہ تعالیٰ تین
بلاؤں میں اول اٹھ جائیگی برکت کسب انکے سے دوئم بھیجیگا خدا تعالیٰ ان پر بادشاہ ظالم
سوئم ایسے لوگ دنیا سے بے ایمان جائینگے - پس مسلمانوں کو چاہیے کہ عالموں کی عزت کریں
اور انکی صحبت سے فیض لیں اور انکی شان میں کوئی کلمہ بے ادبی یا گستاخی کا نہ کہیں درۃ الناصحین اردو صفحہ ۱۲
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ جس نے تعظیم
کی عالم کی گویا اسنے ستر نبیوں کی تعظیم کی اور جس نے توقیر کی طالب العلم کی گویا اسنے ستر شہیدوں
کی تعظیم کی اور جس نے دوست رکھا اور عزیز جانا علم اور عالموں کو اسکی زندگی بھر میں کوئی گناہ اسکے
نامۂ اعمال میں نہ لکھا جائیگا - درۃ الناصحین اردو صفحہ ۲۳ نصاب میں مذکور ہے کہ جو کسی عالم سے
بغیر کسی سبب ظاہر کے بغض رکھے تو اسپر کفر کا خوف ہے اور اگر بغیر سبب کسی عالم یا فقیہ کو شتم
کیا یعنے بدگوئی سے یاد کیا تو اسپر کفر کا خوف ہے اور اگر کسی عالم کے حق میں الفاظ فحش استعمال
کئے اور علم سے علم دین مراد لی تو اسکی تکفیر کیجائیگی یعنے اسپر حکم کفر کا لگایا جائیگا بحر الرائق میں ہے
کسی جاہل نے کہا کہ جو لوگ علم سیکھتے ہیں وہ داستانیں ہیں کہ انکو سیکھ لیتے ہیں یا کہا کہ جو کچھ
وہ کہتے ہیں بیہودہ ہے یا کہا فریب دہی ہے یا کہا کہ میں علم حیلہ سے منکر ہوں تو یہ سب کفر ہے
یہ محیط میں ہے اور اگر فقیہ علم کی کوئی بات یا کوئی حدیث صحیح بیان کرتا ہو پس دوسرے نے
کہا کہ یہ کچھ نہیں اور اس کو رد کر دیا تو یہ کفر ہے اور اگر کسی فقیہ سے کہا کہ آ کو انشنوک یا
کہا کہ آ علویک تکفیر کی جائیگی - عالمگیری اردو اور ایک شخص نے کہا کہ طالب علم (دین) لوگ فرشتوں کے پروں
پر چلتے ہیں پس اس دوسرے نے کہا کہ جھوٹ ہے تو تکفیر کیا جائیگا - اگر کسی نے کہا کہ قیاس امام
اعظم رح کا حق نہیں تو تکفیر کیا جائیگا یہ تاتار خانیہ میں ہے - ایک شخص کے سامنے کسی امام

کانتوے پیش کیا پس اسنے رد کردیا تو بعض نے فرمایا کہ تکفیر کیا جائیگا - عالمگیری اردو
حکایت کی گئی ہے کہ ایک فقیہ نے اپنی کتاب ایک شخص کی دکان پر رکھدی الخ پس فقیہ
موصوف نے اس امر کی شکایت بحضور شیخ محمد بن الفضل پیش کی پس شیخ موصوف نے اس
دکاندار کے قتل کا حکم دیا (بوجہ کفر کے) یہ محیط میں ہے فتاوی عالمگیری اردو

حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجود عالی مرتبہ اور اولو العزم پیغمبر ہونیکے اپنے معلم خواجہ خضر
علیہ السلام کی جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعلمناہ من لدنا علما اتباع کرتے تھے
اور کسی امر میں انکی نافرمانی نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے حکایۃً فرماتے
ہیں قال لہ موسیٰ ہل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا - اور) قال ستجدنی انشاء اللہ
صابرا ولا اعصی لک امرا ۝ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم اور معلم کی اتباع اور فرمانبرداری
فرض ہے اور اسکا خلاف ترک فرض اور انکار کفر ہے - حررہ محمد علی علوی الودودی

الاستفتاء کیا شرعا ہر ایک مسلمان پر علم دین اور احکام کا پڑھنا فرض ہے یا نہیں نیز بعض
فضائل ومسائل متعلق علم وعالم ومتعلم بیان فرمائیے **الافتاء** علم دین واحکام کا پڑھنا ہر مسلمان پر
فرض ہے قال رسول اللہ صلعم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم الحدیث مشکوۃ قولہ فریضۃ علی مسلم
اے مسلمۃ کما فی الروایۃ المراد بالعلم مالابد منہ للعبد من تعلمہ کمعرفۃ الصانع والعلم بوحدانیتہ
ونبوۃ رسولہ وکیفیۃ الصلوۃ فان تعلمہ فرض عین حاشیہ مشکوۃ شریف حصہ اول علمی فضائل میں سب
سے بڑھکر یہ امر ہے کہ علم دراصل اللہ عزوجل کی صفت کاملہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے
وسع ربنا کل شیء علما ۝ ان اللہ بکل شیء علیم ۝ قد احاط بکل شیء علما ۝ عالم الغیب والشہادۃ ۝
واللہ واسع علیم ۝ اس مضمون کی بہت سی آیات شریفہ ہیں اور علیم وحکیم بصیغہ مبالغہ اللہ تعالیٰ
کے صفاتی نام بھی ہیں دوم یہ کہ جمیع انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اہل علم تھے اور جہالت سے خدا کی پناہ
مانگتے ہے اور انکے مخالف اور کافر بے علم تھے قرآن مجید میں ہے وعلم آدم الاسماء کلہا الخ آدم
علم وتعلیم ہی کی وجہ سے مستحق خلافت الٰہی کے اور مسجود لہ یا مسجود الیہ ملائکہ کے سجدہ تعظیمی
کے ہوئے اور اپنے معلم واستاذ کی تعظیم نہ کرنے اور تکبر کرنیکی وجہ سے رب العزت کی درگاہ سے
ابلیس ہمیشہ کے لیے مطرود ومردود وملعون ہوا - انہ (ادریس) کان صدیقا نبیا ورفعناہ مکانا
علیا ۝ فلا تسئلن (رب نوح) ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین ۝ قال رب انی
اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم ۝ قال (ہود) انما العلم عند اللہ وابلغکم ما ارسلت بہ
ولکنی اراکم قوما تجہلون ۝ وقال (صالح) یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون
الناصحین ۝ واذکر فی الکتاب ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا ۝ اذ قال لابیہ یا ابت الخ یا ابت

انی قد جاءنی من العلم ما لم یأتک فاتبعنی اھدک صراطاً سویا ہ واذکر فی الکتاب اسمعیل
انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاہ (ا) ولوطاً اتینہ حکماً وعلماً ہ وانہ (یعقوب)
لذو علم لما علمنہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہ وکذالک مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمہ
من تاویل الاحادیث ہ ولما بلغ اشدہ اتینٰہ حکماً وعلماً ہ ذالکما مما علمنی ربی ہ رب قد اتیتنی
من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث ہ وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین ہ واذکر
عبدنا ابراہیم واسحاق ویعقوب اولی الایدی والابصار ہ واذکر اسمعیل والیسع وذالکفل
وکل من الاخیار ہ فبشروہ بغلام (اسحاق) علیم ہ فبشرناہ بغلام حلیم ہ یعنے اسمعیل اور حلم فرع
علم کی ہے۔ قال (موسٰے) اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین ہ ولقد اتینا موسے الکتاب۔
فقد اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکاً عظیماً ہ ولقد اتینا موسٰے وہارون
الفرقان وضیاءً وذکراً للمتقین ہ وزادہ (طالوت) بسطۃ فی العلم والجسم ہ وقتل داؤد
جالوت واتٰہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء ہ وکلاً (داؤد وسلیمان) اتینا حکماً وعلماً ہ
ولقد اتینا داؤد وسلیمان علماً ہ قال (آصف بن برخیا) الذی عندہ علم من الکتاب ہ وعلمناہ
(خضر) من لدنا علماً ہ قال لہ موسٰے ہل اتبعک علٰی ان تعلمن مما علمت رشدا ہ یا یحیٰی خذ الکتاب
بقوۃ ہ واتیناہ الحکم صبیاً ہ کہیعص ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا ہ قال (عیسٰے) انی عبد اللہ ط
اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیاً ہ ربنا وابعث فیہم رسولاً (محمداً) منہم یتلوا علیہم اٰیٰتک و
یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم ط یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ اقرأ وربک الاکرم الذی علم
بالقلم علم الانسان ما لم یعلم ط وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم و
کان فضل اللہ علیک عظیماً ہ لقد من اللہ علے المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلو
علیہم اٰیٰتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ہ سو اللہ
تعالےٰ نے مومنین کو بھی علم دیا۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من
عند ربنا ہ وما یذکر الا اولوا الالباب ہ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو والملٰئکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ ہ
ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ہ واولٰئک ہم المفلحون
واذا تلیت علیہم اٰیٰتہ زادتہم ایماناً وعلٰی ربہم یتوکلون ہ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ ط فلو
لا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون
وما یعقلہا الا العالمون ہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ط قل ہل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب ط یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت

چنانچہ قرآن شریف میں خداتعالیٰ نے بہت جگہ جہالت اور بے علمی کی مذمت فرمائی ہے
ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون - قال (موسیٰ) اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین۔
سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین۔ قال فخر الدین الرازی سجود سحرۃ فرعون من اعظم الدلائل
علی فضل العلم لانھم لما کانوا عالمین بحقیقۃ السحر واقفین علی منتہاہ عرفوا ان معجزہ موسیٰ
خارجۃ عن حد السحر۔ نیز قرآن مجید سے ثابت ہے کہ بغیر انسان کے بعض حیوانوں کو بوجہ
علم خاص شرافت حاصل ہوئی ہے چنانچہ قال اللہ تعالیٰ قل احل لکم الطیبٰت وما علمتم من
الجوارح مکلبین تعلمونھن الخ جب تعلیم یافتہ کتے کا شکار حلال ہو جاتا ہے تو یہ
اس کا شرف بوجہ علم کے ہے تو نفس ناطقہ انسانی کو بوجہ علوم اسلامیہ کیونکر شرافت اور فضیلت
حاصل نہ ہو۔ قالت نملۃ یایھا النمل ادخلوا مسٰکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون ف
اس چیونٹی کو ایک مسئلہ یعنی انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور سلیمان معصوم ہیں ان سے دیدہ دانستہ
ایذا صادر نہیں ہو سکتا لہذا کہا وھم لا یشعرون) جاننے سے باقی چیونٹیوں پر سرداری ملی تو جو
شخص انسان ہو کر عالم اسلام ہے وہ دنیا و دین کی ریاست کا کیونکر مستحق نہ ہوگا۔ اور
احادیث شریفہ سے ثابت ہے۔ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین یخرجہ الشیخان والترمذی
بخاری مصری ملا مشکوٰۃ ص۲۲ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔ ت - فقیہ واحد اشد
علی الشیطان من الف عابد۔ ت۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون واھل السمٰوات واھل الارض حتی
النملۃ فی جحرھا والحیتان فی البحر یصلون علی معلمی الناس الخیر۔ ت م۔ ر۔ من سلک طریقا
یطلب بہ علما سلک اللہ بہ طریقا من طرق الجنۃ وان الملائکۃ لتضع اجنحتھا رضی لطالب العلم
وان العالم لیستغفر لہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم
علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا
دینارا ولا درھما ولکن ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔ د۔ ت ج ر۔ بلغوا عنی ولو آیۃ خ
و ب ت ش۔ فضل ھذا العالم الذی یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النھار
ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم۔ ش ۔ د۔ و اما ھؤلاء فیتعلمون الفقہ او العلم ویعلمون الجاھل فھم
افضل وانما بعثت معلما ثم جلس فیھم۔ ش ر۔ فائدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے
ابراہیم میں علیم ہوں اور ہر عالم کو دوست رکھتا ہوں۔ احیاء العلوم۔ ف جو شخص میری امت کو ۴۰
چالیس حدیثیں یاد کر کے پہنچائے قیامت کے روز میں اسکا شفیع اور گواہ ہونگا۔ روایت ہے کہ
قیامت کیدن علماء کی سیاہی اور شہیدوں کا خون وزن کیا جائیگا پس علماء کی سیاہی شہیدوں کے
خون پر غالب آ جائیگی احیاء العلوم۔ حدیث علم سیکھنا اور عالموں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

حدیث عن ابی سعید رض عن النبی صلعم قال کان فی بنی اسرائیل رجل قتل تسعة وتسعین انسانا ثم
خرج یسأل فاتی راہبا فسألہ فقال لہ ھل من توبة قال لا فقتلہ فجعل یسأل فقال لہ رجل
ائت قریة کذا وکذا فادرکہ الموت فناء بصدرہ نحوھا فاختصمت فیہ ملائکة الرحمة وملائکة
العذاب فاوحی اللہ الی ھذہ ان تقربی واوحی اللہ الی ھذہ ان تباعدی وقال قیسوا ما بینہما
فوجد الی ھذہ اقرب بشبر فغفر لہ بخاری کتاب بدء الخلق پ۱۳ ح اگر عالم ایک ساعت اپنے بستر سے
پر تکیہ لگا کر کتاب کو دیکھے تو وہ اسکا دیکھنا عابد کی ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ ح جب عالم
اور عابد پل صراط پر جمع ہونگے تو عابد کو حکم کیا جائیگا کہ اپنی عبادت کے سبب جنت میں داخل ہو
اور عالم کو کہا جائیگا کہ ٹھہر تو شفاعت کر لوگوں کی جس کسی کی تو چاہے کیونکہ تجھے حصہ دیا جائیگا
مقام انبیا علیہم السلام سے۔ اشعار صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ ٭ بشکست عہد صحبت اہل طریق را ٭
گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود ٭ تا اختیار کردی ازاں این فریق را ٭ گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج ٭
وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را ٭ گلستان سعدی رحمة اللہ علیہ فان فقیہا واحدا متورعا ٭ علی الف ذی زہد تفضل واعتلی
تفقہ فان الفقہ افضل قائد ٭ الی البر والتقوی واعدل قاصد ٭ فان فقیہا واحدا متورعا ٭ اشد علی الشیطان
من الف عابد ٭ درمختار۔ ما الفضل الا لاہل العلم انہم ٭ علی الہدی لمن استہدی ادلاء ٭ ففز بعلم ولا تبتغی بہ بدلا ٭
فالناس موتی واہل العلم احیاء ٭ دیوان علی رض۔ فضائل علماء کی [illegible] واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ محمد گوھر علی علوی [illegible]
مسئلہ ویکرہ اذان فاسق ولو عالما لکنہ اولی بامامة واذان من جاہل تقی۔ اور مکروہ ہے اذان
فاسق کی اگرچہ عالم ہو لیکن امامت اور اذان میں فاسق عالم اولی ہے جاہل پرہیزگار سے یعنے جہاں
سوا اس فاسق کے دوسرا عالم نہو کذا فی حاشیة الحلبی غایة الاوطار ج۱ ص۱۹۳ معاذ اللہ عالم کو فاسق
کہنا حرام ہے مگر جبکہ وہ خود معلن بالفسق ہو یعنے علانیہ بدکاری کرتا ہو جسپر مسلمانوں کا شاہد
ہوتا ہو اور وہ جانتے بھی ہوں کہ یہ شرعا وحقیقة بدکاری ہے۔ مستور الحال جاہل اولی ہے فاسق نہیں۔
مسئلہ واعرابی ومثلہ ترکمان واکراد وعامی اور مکروہ ہے امامت بدوی کی اور مثل بدوی کے قوم
ترکمان اور کرد اور جاہل آدمی ہیں یعنے انکی امامت مکروہ ہے اور علت کراہت غلبہ جہالت ہے
غایة الاوطار ج۱ ص۲۴۲ مسئلہ لو کان للامام لا یحسن العربیة واقتدی بہ من یحسن العربیة یجوز فی
قول ابی حنیفة وعندہما لا یجوز بمنزلة القاری اذا اقتدی بالامی قاضیخان ج۱ ص۴۴ مسئلہ ولا یصح اقتداء
القاری بالامی ولا بالاخرس ولو صلی الامی وحدہ وبحضرتہ قاری یصلی تلک الصلوة لا یجوز
صلوة الامی قاضیخان ج۱ ص۴۴ مسئلہ زیادہ مستحق امامت کا آگے بڑھنے میں بلکہ ہمیشہ کو امام ہونے
میں کذا فی مجمع الانہر وہ شخص ہے جو احکام فقط نماز کے صحت اور فساد کے زیادہ جانتا ہو
فقہ اور علوم میں قاصر ہو یا نہیں نماز کے احکام زیادہ جانتا ہو بشرطیکہ اسکے پیچھے سے ظاہری گناہ [illegible]
غایة الاوطار [illegible]

مسئلہ واذا اقتدی امی وقاری بامی تفسد صلوۃ الکل - استخلف الامام امیا فی الاخریین ولو بعد التشہد تفسد صلوتہم در مختار ج ۱ ص ۵۰۰ مسئلہ ومنہا زلۃ القاری اور ایک نماز کا مفسد قاری کی لغزش ہے یعنے غلط پڑھنا ہے - غلطی یا اعراب (حرکات و سکون) میں ہو گی یا مشدد کی تخفیف یا بالعکس یا ممدود کو مقصور پڑھنا یا بالعکس یا حرف یا کلمہ مقدم کو مؤخر کرنا یا بالعکس یا ایک حرف یا کلمے یا جملے کی جگہ کوئی اور حرف یا کلمہ یا جملہ پڑھنا وقف کی جگہ وصل کرنا یا بالعکس اب متقدمین کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جس غلطی سے معنے ایسے بگڑ جائیں کہ اسکا اعتقاد کرنا کفر ہو تو اس غلطی سے نماز فاسد ہو جائیگی خواہ کسی قسم کی غلطی ہو اور اگر غلطی سے معنے ایسے نہیں بگڑتے جنکا اعتقاد کفر ہو لیکن بہت کی تبدیل معنوں میں آجاتی ہے جیسے ہذا الغراب کی جگہ ہذا الغبار پڑھنا یا بالکل بے معنے ہو جاتا ہے جیسے سرائل پڑھنا سرائر کی جگہ تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے الخ نماز کے باب میں متقدمین کا قول بہت درست اور صحیح و محتاط ہے یہ مضمون غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۲۹۶ وقاضی خان ج ۱ ص ۲۱۶ اور شامی میں مرقوم ہے پس مسائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص اعرابی اور لفظی غلطی سے تغیر و تبدل معنوی کا علم محفوظ فی القلب و مستحضر فی الذہن نہیں رکھتا اور بوجہ تغیر فاحش معنوی کے نماز کے فساد کو نہیں جانتا اگرچہ سادہ طور پر قرآن مجید پڑھ سکتا ہے بلکہ اسکو چند سورتیں حفظ بھی ہیں وہ شخص عامی امی کے مشابہ ہے عالم وقاری کے موجود ہوتے اس کی اپنی انفرادی نماز بھی فساد یا کم از کم کراہت تحریمہ سے خالی نہیں ہوتی اگر ایسا شخص امام مسجد ہو بشرطیکہ وہاں کوئی عالم وقاری - فقیہ - صرفی نحوی لغوی موجود ہو سکے تو ایسے عامی کالامی امام اور اسکے عوام کالانعام مقتدیوں کی نماز جس میں غلطی نہ ہوئی ہو تو کراہت تحریمی سے ادا ہو گی اور اگر بوجہ زلت ولغزش غلطی واقع ہو گئی ہو جس سے معنے متغیر فاحش ہو گیا ہو تو سب جماعت یعنے امام اور مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی اور کسی کو خبر نہیں پس سب چاہ جہالت وضلالت اور عدم ادائگی نماز کے گڑھے میں گر پڑے فاوئیل کل الویل ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون الذین ہم یراؤن ویمنعون الماعون - مسئلہ الاحق بالامامۃ تقدیما بل نصبا الاعلم باحکام الصلوۃ صحۃ وفسادا - در مختار - مسئلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ در مختار مسئلہ ویفتی الیوم بصحتہا (الاجارۃ) لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان ویجبر المستاجر علی دفع ما قبل - در مختار - منقول حرف محمد کریم علی ملوی لودودی عفی عنہ - اشعار لتقریظہ از مصنف

یارب از فضل [illegible]

[illegible]

تمت

النور واللمعه

في لزوم اداء الظهر لانتفاء شرط من شروط الاداء للجمعه

من تصانیف محمد گوہر علی علوی صوفی لحاظوی منشی فاضل ساکن لودے تحصیل گوجرخان
ضلع راولپنڈی حال راولپنڈی مدرس فارسی

بسم الله الرحمن الرحيم

الاستفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اور فضلائے شرع مبین اس مسئلہ میں کہ دیہات اور گاؤں میں جمعہ کا پڑھنا فرض ہے یا نہیں اور گاؤں میں جمعہ کا قائم کرنا خلاف مذہب حنفیہ ہے یا نہیں۔ اور اگر گاؤں میں جمعہ پڑھا جائے تو پڑھنے والے کے ذمے سے ظہر کے فرض ساقط ہو جاتے ہیں یا نہیں۔ اگر ساقط نہیں ہوتے تو کیا ظہر کا پڑھنا اسپر فرض ہے یا نہیں۔ بینوا بالدلیل فتوجروا بالاجر الجزیل۔

الجواب وہو الموفق للصواب۔ مصر یا بالفاظ دیگر بلدہ۔ مدینہ عظیمہ یا قریہ کبیرہ جو ہم معنی مصر کے ہیں اسکا ہونا وجود ادائے جمعہ کے لیے شرط ہے۔ اور جب شرط ادا نہ پائی جائے تو مشروط نہیں ہوتا۔ مالم تحقق وجود الشرائط لم یحکم بوجود الجمعة۔ فتح القدیر۔ ولا تصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القری لقوله علیه السلام لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع۔ ہدایہ شریف۔
قال فی البحر ولها شرائط وجوب واداء والفرق ان الاداء لا یصح بانتفاء شروطه ویصح بانتفاء شروط الوجوب ونظمها بعضهم فقال شعر وحر صحیح بالبلوغ مذکر مقیم وذو عقل لشرط وجوبها ومصر وسلطان ووقت وخطبة واذن کذا جمع لشرط ادائها۔
رد المحتار شامی مطبوعہ مصر … وفیه ایضا تفریع لقوله لا اداء فانه لو کانت هذه الشروط شروطا للاداء لم تصح من فاقدها کما فی الشروط الآتیة۔ عمدة الرعایة حاشیه شرح الوقایه۔ ویشترط لصحتها المصر او فناؤه والسلطان او مأموره … در مختار … واذا فقدت لم یصح الاداء … مطلقا بل یجب اداء الظهر۔ عمدة الفرع …

الوالی شرط لاداء الجمعة وکذا المصر الجامع - فتاوی سراجیہ - الجمعة فریضة علی الرجال
الاحرار العاقلین المقیمین فی الامصار ولایکون الموضع مصراً فی ظاهر الروایة الا ان
یکون فیه مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیته ابنیة منیٰ - قاضیخان -
ولا جمعة بعرفات فی قولهم جمیعاً (ای ابی حنیفة ومحمد وابی یوسف رضی الله عنهم) لانها مفازة -
جامع صغیر حاشیہ صدر الشہید - مذکورہ بالا عبارات کتب فقہ کا مطلب یہ ہے
کہ بالاجماع جمعہ کی فرضیت مقید بالشرائط ہے اور اسکی تمام شرطیں عند الحنفیہ بارہ
ہیں - جنمیں سے چھ شرطیں صحت ادا جمعہ کی ہیں - اگر کوئی شرط ان میں سے نہ پائی گئی تو جمعہ
ادا نہیں ہوگا - لہذا جنگلوں اور گاؤں میں جمعہ ادا نہیں ہوگا - حنفیوں کے لیے
تو مذکورہ بالا دلائل کافی اور وافی ہیں - جب معتبرات کتب فقہ حنفی سے ثابت ہوگیا کہ امام
ابوحنیفہ اور انکے صاحبین کا یہی مذہب ہے تو مقلد کا فرض ہے کہ وہ انکی اتباع کرے
کیونکہ مقلد کے لیے امور شرعیہ کی دلیل اپنے امام کا قول ہے - اما المقلد فمستنده قول
مجتہده - مسلم الثبوت - اور کتاب الله - سنة الرسول - اجماع - قیاس - مجتہد کے لیے
دلائل ہیں نہ مقلد کے لیے - ولیس للعامی الاخذ بظواہر الآثار وانما التمسک بها للفقهاء -
تلویح التوضیح - حنفیوں کے لیے تو متون کتب حنفیہ قرآن وحدیث کی طرح ہیں -
المتون کالنصوص - نافع کبیر مولوی عبدالحی - یعنی مشہور متن کی کتابیں ثقاہت میں
قرآن وحدیث کی طرح ہیں - ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح
مقدم علی ما فی الفتاوی - غرضیکہ متون کا مسئلہ شروح اور فتاوی سے مقدم ہے -
پھر جس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور انکے صاحبین کا اتفاق ہے مفتی اسی پر فتوی دیگا -
اذا اتفق اصحابنا علی امر یفتی به المفتی - واذا اختلفوا فیه فقیل الفتوی علی قول ابی حنیفة
ثم قول ابی یوسف ثم قول زفر والحسن بن زیاد - وقیل اذا کان ابو حنیفة فی جانب
وصاحباه فی جانب وصاحباه فی جانب فالمفتی بالخیار والاول اصح اذا لم یکن
المفتی مجتہدا کذا فی الفتاوی السراجیہ - مقدمہ عمدة الرعایہ - اذا اختلف الفتوی
کان الترجیح لظاہر الروایة - یعنی فتوی میں اختلاف ہو تو فوقیت و ترجیح ظاہر روایت کو
ہی ہوگی - در فی کتاب الشہادات من الفتاوی الخیریة المقرر عندنا انه لا یفتی ولا یعمل الا
بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنه الی قولهما او قول احدهما او غیرهما الا بضرورة -

وعمدة الرعایہ - پس خالص حنفیوں کے لئے تو معتبرات کتب فقہ کی عبارات کا نقل کر دینا ہی کافی
ہے مگر ان حنفیوں کے لئے جو زبانی حنفیت کا دعوی کرتے ہیں اور
اندر سے غیر مقلدین کے پیرو ہیں اور کتب فقہ کے معتبرات پر یقین نہیں رکھتے چند ایک
دلائل قرآن و حدیث سے بھی بیان کئے جائینگے - تاکہ سبکو معلوم ہو جائے کہ سراج
الامۃ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے ثریا تک پہنچنے والے ذہن رسا کی مدد سے اور کن کن علوم
کو قدرا و بے حد سے علوم و ہدایت کے انوار حاصل کر کے اجتہاد فرمایا اور
علم فقہ کی بنیاد ڈالی - من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین - ومن یؤت الحکمۃ فقد
اوتی خیرا کثیرا - ع بامامت ابوحنیفہ نکوت ڈ کا اول وافضل ائمہ اوست
واضح رہے کہ امت کا اجماع اسپر ہے کہ نماز جمعہ کی فرضیت مقید بالشرائط ہے نہ مطلق والتزاع
فی تعداد ائمہ حنفیہؓ نے اسپر اجماع کیا ہے کہ مصر اور سلطان یا اسکا نائب من جملہ جمعہ کے
شرائط میں سے ہیں - اور امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دلائل مرقومۃ الذیل بیچ
فرضیت اور صحت ادا و جواز جمعہ کے لئے شرط اول مصر ہے اور اسکے اثبات
کے لئے قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے دلائل مفصلہ ذیل ہیں -

دلیل اول - قولہ تعالے وذروا البیع - اور چھوڑ دو بیع کو عند السعی والاذان للجمعۃ -
اور ظاہر ہے بیع و شرا اکثر بازار کے شہر میں ہی ہوا کرتی ہے نہ دیہاتوں میں سلطان البیع
والشراء فی الاسواق غالبا - تفسیر کبیر - والمصر لقولہ وذروا البیع اذ البیع الذی یحتاج
الی المنع یکون فی الامصار - کافی - یعنی وجوب اور ادا جمعہ کے واسطے مصر کا شرط
ہونا آیۃ کریمہ وذروا البیع سے ثابت ہے اس واسطے کہ جس خرید و فروخت کے لئے
منع کرنیکی ضرورت ہے وہ شہروں میں ہی ہوتی ہے -

دلیل ثانی - حدیث بسند صحیح ہے - حدثنا جریر عن منصور عن طلحۃ عن سعید بن
عبیدہ عن ابی عبد الرحمان انہ قال قال علی رض لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع
عینی شرح البخاری ج ۳ صفحہ ۲۹۲ یعنی جمعہ و تشریق مصر جامع کے بغیر نہیں ہو سکتے - اور اصول
کا قاعدہ ہے کہ صحابی کا وہ قول جو عقل سے مدرک و معلوم نہ ہو سکے وہ اسپر ٹھہرایا
جائیگا کہ صحابی نے یہ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے - والاثر مسلما انہ موقوف فہو
صحیح وھو محمول علی السماع لانہ لا یدرک بالعقل - بنایہ شرح ہدایہ للعینی

اور فتح القدیر میں حدیث مذکور کے نقل کرنے کے بعد مرقوم ہے وکفے بقول علی قدوۃ واماماً
یعنی حضرت علی جیسے پیشوا اور امام کا قول ہی کافی ہے وکذا قالہ علی القاری۔
وروی عبد الرزاق عن علی موقوفاً لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر جامع واسنادہ صحیح۔
نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ لابن حجر۔ اور صاحب ہدایہ اور قسطلانی شرح
بخاری میں اس حدیث کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول فرما کر مسند مرفوع قرار دیا ہے
اور امام ابو یوسف نے بھی اسکو مرفوع مسند کہا ہے اگر یہ حدیث مرفوع نہ ہوتی تو امام
ابو یوسف جیسے شخص جو امام الحدیث اور حجۃ ہے وہ اس حدیث کو مسند مرفوع کیوں
فرماتا۔ لیکن ہوا کہ زیلعی وغیرہ جس شخص پر اس حدیث کا مرفوع ہونا معلوم نہیں ہوا وہ
اس بات کا مستلزم نہیں کہ غیر کو اس حدیث کا مسند مرفوع ہونا ثابت نہیں۔
اور اصول کا مسئلہ ہے کہ اثبات ہمیشہ نفی پر مقدم ہی ہوا کرتا ہے۔ قالہ العینی فی
شرح الہدایہ۔ عن حذیفۃ قال لیس علی اہل القری جمعۃ انما الجمعۃ علی اہل الامصار
مثل المدائن واخرجہ ابن ابی شیبۃ عن حذیفۃ وعلی وغیرہما۔ فتح الباری لابن حجر
ج ۲ صفحہ ۳۱۶۔ یعنی گاؤں والے لوگوں پر جمعہ فرض نہیں جمعہ تو صرف شہر والے لوگوں پر فرض
ہے۔ فلا تجوز فی القری عندنا وہو مذہب علی ابن ابی طالب وحذیفۃ و
عطاء والحسن ابن الحسن والنخعی ومجاہد وابن سیرین والثوری وسحنون رح
کبری۔ علاوہ ان آثار کے زعم فی الاسرار عن محمد ابن الحسن قال رواہ مرفوعاً معاذ وسراقۃ
ابن مالک رضی اللہ عنہما۔ عینی شرح البخاری۔ اجماع صحابی اور صحابہ تابعین کا
اس حدیث پر عمل ہے پس یہ حدیث یقیناً حجۃ ہے۔
دلیل ثالث۔ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان الناس ینتابون
الجمعۃ وفی روایۃ یتناوبون الجمعۃ من منازلہم العوالی الحدیث۔ بخاری مصری
ج ۱ صفحہ ۱۱۱ اس حدیث میں مروی ہے کہ اہل عوالی یعنی وہ صحابی جو مدینہ طیبہ سے بلندی
کیطرف دو میل چار میل آٹھ میل تک فاصلہ پر رہتے تھے وہ نماز جمعہ کے لیے باری
باری مدینہ طیبہ آیا کرتے تھے۔ ثم لا دلالۃ فی الحدیث علی وجوب الاتیان من مقدار العوالی
کیف ولو وجب لاتاہ اہل العوالی جمیعاً۔ سندی حاشیہ بخاری۔ وفیہ کان الناس
ینتابون الجمعۃ من منازلہم ای یحضرونہا نوباً وفیہ انہ لا یجب الجمعۃ علی من خارج

خارج المصر وا لا یحضرون جمیعا - مجمع البحار - لوکان واجباً علی اہل العوالی ما تناوبوا
ولکانوا یحضرون جمیعاً - فتح الباری لابن حجرؒ - اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے
کہ گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہیں تھا ورنہ یہ صحابہ اپنے دیہات میں جمعہ ادا کرتے
یا تمام کے تمام مدینہ طیبہ میں آکر جمعہ پڑھا کرتے باری باری نہ آتے - مگر انکے باری
باری آنے سے جمعہ کی عدم فرضیت ثابت ہوتی ہے - لا جمعۃ فی العوالی ومن حضر
المدینۃ منہم فلہ الرجوع قبل دخول الوقت - موطا امام مالکؒ - یعنی اہل عوالی پر جمعہ
فرض نہیں نہ دیہات میں کیونکہ وہ مصر نہیں اور اگر شہر آئیں تو وقت کے داخل ہونے سے
پہلے انکو واپس جانا جائز ہے اور جمعہ پڑھنا ان پر فرض نہیں اس لئے کہ وہ شہر میں رہنے
والے نہیں - جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم باب جمعہ میں کسقدر تاکید فرماتے تھے اور ترک
جمعہ پر تغلیظ فرماتے تھے اور اسکو اہل عوالی سنتے تھے معہذا کسی نے اپنے قریہ میں جمعہ
قائم نہ کیا اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس سال تک حیات میں خود ہی انکو
اقامۃ جمعہ کا حکم فرمایا اور نہ ترک جمعہ پر تغلیظ فرمائی جس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہؓ
اہل عوالی وغیرہ یہ سمجھتے تھے کہ تاکید وتغلیظ انہی لوگوں پر ہے جن پر جمعہ فرض ہے اہل قریٰ
اور اہل صحاری اس سے خارج ہیں (ازمستصفیٰ) علی ہذا آیت کے عموم اور عموم الفاظ (احادیث) جملہ واردہ فی
الجمعہ سے بھی یہ لوگ خارج ہیں لہذا انکی قریہ میں کبھی کسی نے جمعہ قائم نہ کیا اور اگر کسی
شخص کو دعوی ہو کہ وہاں جمعہ ہوتا تھا تو ثابت کرے ورنہ لازم آئیگا کہ تمام اہل
عوالی بترک جمعہ فرض قطعی فاسق ہوں - نستغفر اللہ استغفر اللہ - اوثق العری -

دلیل رابع - لم ینقل عن الصحابۃ رضہ انہم حین فتحوا البلاد واشتغلوا بنصب المنابر الا
فی الامصار دون القری ولو کان لنقل ولو آحاداً - فتح القدیر وکبیری - والصحابۃ
حین فتحوا الامصار والقری ما اشتغلوا بنصب المنابر وبناء الجمع الا فی الامصار و
المدن وذلک اتفاق منہم علی ان المصر من شرائط الجمعۃ - نہایہ شرح ہدایہ [illegible]
منہا المصر لانہ جری التوارث من لدن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ہذا الآن
ان لا یصلے الجمعۃ اہل البلاد والقری الصغیرۃ - رسائل الارکان ص ۱۱۳ [illegible]
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک بطور توارث یہی طریقہ چلا آتا ہے کہ صحابہ کرام نے

جن ملکوں کو فتح کیا وہاں شہروں کے بغیر جنگلوں اور دیہاتوں میں جمعہ قائم نہیں کیا اور اگر قائم کرتے تو ضرور منقول ہوتا گو اخبار آحاد کے ذریعہ ہوتا لیکن یہ امر منقول نہیں ہوا اور اس صحابہ کرام کا اتفاق اس پر ثابت ہوتا ہے کہ انکے نزدیک مصر جمعہ کے شرائط میں سے تھا۔

دلیل خامس۔ باب من این توتی الجمعۃ وعلی من تجب الجمعۃ قال عطاء اذا کنت فی قریۃ جامعۃ فنودی بالصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فحق علیک ان تشہدہا سمعت النداء او لم تسمعہ۔ بخاری شریف۔
وزاد عبد الرزاق فیہ عن ابن جریج قلت لعطاء ما القریۃ الجامعۃ قال ذات الجماعۃ والامیر والقاضی والدور المجتمعۃ الآخذ بعضہا ببعض کالمدینۃ قسطلانی۔
اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص قریہ جامعہ میں ہو اور وہ جمعہ کی اذان سنے یا نہ سنے اسپر جمعہ کا پڑھنا واجب ہے اور قریہ جامعہ وہ ہے جس میں جماعت اور قاضی اور امیر ہو اور اسکی دیواریں شہر جدہ کیطرح آپس میں ملی جلی ہوں۔ اور یہی تو شہر کی تعریف ہے جسکو فقہا نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ المصر کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود۔ یعنی مصر وہ جگہ ہے جہاں امیر اور قاضی ہو جو احکام کو جاری فرمائے اور حدود کو قائم کرے۔

دلیل سادس۔ وکان انس فی قصرہ احیانا یجمع واحیانا لا یجمع وہو بالزاویۃ علی فرسخین۔ بخاری شریف۔ قولہ یُجَمِّع بضم المیم وتشدید المیم ای یصلی الجمعۃ بمن معہ او یشہد الجمعۃ بجامع البصرۃ۔ عینی شرح البخاری۔ فکان انس یری ان التجمیع یحتم لبعد المسافۃ۔ قسطلانی شرح البخاری۔ قولہ یجمع ای یصلی الجمعۃ بمن معہ او یشہد الجمعۃ البصرۃ وہذا وصلہ ابن ابی شیبۃ من وجہ آخر عن انس انہ کان یشہد الجمعۃ من الزاویۃ وہی علی فرسخین من البصرۃ۔ فتح الباری شرح البخاری لابن حجر۔ بخاری شریف اور اسکی شروح کی عبارات مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ سے دو فرسخ یا چھ میل کے فاصلہ پر مقام زاویہ میں بود و باش رکھتے تھے اس اثناء میں کبھی تو وہاں ہی نمازیوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھ لیتے تھے یا جمعہ کے لئے جامع بصرہ میں حاضر ہوتے تھے۔ اور کبھی جمعہ نہیں بلکہ ظہر پڑھ لیتے تھے۔ کردہ جانتے تھے کہ بوجہ دور ہونے شہر کے جمعہ فرض نہیں

پس لفظ احیانا یجمع کا معنی قابل ترجیح یہی ہو گا کہ احیانا شہد بجامع البصرۃ واحیانا لا یجمع - کما وصلہ ابن ابی شیبۃ ورویٰ عبد الرزاق - قالہ العینی وفتح الباری شرح البخاری -

دلیل سابع - ولا جمعۃ بعرفات فی قولہم جمیعاً - ہدایہ و شرح الوقایہ - قولہ بعرفات وقد صح عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ انہم وقفوا فی حجۃ الوداع بہ وکان یوم الجمعۃ فلم یصلوا الجمعۃ بل صلوا الظہر علی ما ہو موجود فی الصحاح الستۃ وغیرہا ولو کانت الجمعۃ جائزۃ فیہ لما ترکوہا - عمدۃ الرعایۃ - صلا ۲ -

آمر بلالاً فاذن ثم اقام الصلوٰۃ فصلے الظہر رکعتین واسر فیہما بالقراۃ وکان یوم الجمعۃ فدل علی ان المسافر لا یصلی جمعۃ ثم اقام فصلے العصر رکعتین ایضاً ومعہ اہل مکۃ - زاد المعاد لابن القیم صلا ۲۲۹ اسمیں ابن قیم کا استدلال کہ مسافر جمعہ نہ پڑھے صحیح نہیں ایک تو یہ کہ اہل مکہ مسافر نہیں تھے دوسرا یہ کہ اگر مسافر جمعہ پڑھ لے تو صحیح ہے ان عبارات مذکورہ کا مطلب ہے - واما قریہا و شہر ہا پس شرط جمعہ است بجہت اینکہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در بدو جمعہ نبود وبا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع کثیر از اہل مکہ بودند والبتہ نماز جمعہ نفرمودند وسفر اگر عدم مختتم در حق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اہل مدینہ مے تواند شد در حق اہل مکہ نمے تواند سببا شد الا بودن ایشان در صحرا - و اثر حضرت عثمان کہ اذن داد اہل بادیہ را بر رجوع پیش از وقت جمعہ وعمل مستمر مسلمین کہ تبر و جمعہ نیست ونہ در بیر ونہ در اہل خیام - مصفا شرح موطا للشاہ ولی اللہ محدث دہلوی - فافہم وتدبر

دلیل ثامن - باب لا جمعۃ فی العوالی عن ابن شہاب عن ابی عبید مولی ابن ازہر قال شہدت العید مع عثمان فجاء فصلی ثم انصرف فخطب وقال انہ قد اجتمع لکم فی یومکم ہذا عیدان فمن احب من اہل العالیۃ ان ینتظر الجمعۃ فلینتظرہا ومن احب ان یرجع فقد اذنت لہ - اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اہل عوالی نے جمعہ کے دن حضرت عثمان کے ساتھ عید کی نماز پڑھی پھر حضرت عثمان نے خطبہ پڑھا اور فرمایا آج کے دن دو عیدیں جمع ہیں (نماز عید اور جمعہ) اہل عوالی میں سے جو چاہے نماز جمعہ کا انتظار کرے اور جو واپس جانا چاہے میں اسکو اختیار اور اجازت دیتا ہوں - اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حوالی عوالی کو اجازت دی تو وہ اسی بنا پر تھی کہ جمعہ ان پر فرض نہیں تھا۔

دلیل تاسعہ۔ بیہقی نے اپنی کتاب معرفۃ السنن والآثار میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے
وقد کان سعید بن زید وابو ہریرۃ یکونان بالشجرۃ علی اقل من ستۃ امیال فیشہدان
الجمعۃ ویدعانہا وکان یروی ان احدہما کان یکون بالعقیق فیترک الجمعۃ ویشہدہا وکان
یروی ان عبد اللہ بن عمرو بن العاص کان علی میلین من الطائف فیشہد الجمعۃ ویدعہا۔
(من جامع الآثار للنیموی) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سعید بن زید اور ابو ہریرہ رضہ
اور اسی طرح عبد اللہ ابن عمرو ابن العاص شہر کے باہر دیہات میں رہتے تھے تو وہ کبھی جمعہ
کے لئے حاضر ہوتے تھے اور کبھی جمعہ کو ترک کر دیتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ جمعہ کو وہ
اسی بنا پر ترک کرتے تھے کہ جمعہ ان پر فرض نہیں تھا کیونکہ وہ دیہات میں رہتے تھے۔

دلیل عاشرہ۔ عن حذیفۃ قال لیس علی اہل القری جمعۃ انما الجمعۃ علی اہل الامصار مثل المدائن
واسندہ ابن ابی شیبۃ عن حذیفۃ وعلی وغیرہما۔ فتح الباری ج ۲ ص ۳۱۶
اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دیہات کے رہنے والوں پر جمعہ نہیں۔ جمعہ تو صرف شہر والوں
پر فرض ہے۔ اور یہ قول حضرت حذیفہؓ اور حضرت علی رضہ سے منقول ہے۔

سوال۔ کیا سلطان مسلم یا اسکے ماذون کا ہونا نماز جمعہ کیلئے شرط ہے یا نہیں اگر شرط ہے
تو پھر اسکے موجود نہ ہونے کے بغیر جمعہ ادا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ سلطان مسلم یا اسکے نائب کا ہونا نماز جمعہ کیلئے شرط ہے اور اسکے
موجود نہ ہونے کے بغیر جمعہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ ولا یجوز اقامتہا الا للسلطان او لمن امرہ السلطان۔
قدوری وہدایہ شریف۔ وشرط لادائہا المصر والسلطان۔ کنز۔ وشرط لجوازہا وادائہا المصر
والسلطان۔ شمس الدین۔ وشرط لادائہا ای شرط صحۃ ادائہا السلطان والمصر۔ شیخ الاسلام
ویشترط لصحتہا (ستۃ اشیاء) (منہا) السلطان۔ در المختار۔ السلطان شرط لصحۃ ادائہا
الجمعۃ۔ طبقات۔ وشرط ادائہا ای صحۃ ادائہا المصر والسلطان او نائبہ ... السلطان
شرط ادائہا لانہا تقام بجمع عظیم۔ مسعودی۔ الخطبۃ والامامۃ فیہما من اعمال السلطان کالقضاء
فلم یجز لغیرہ الا باذنہ فاذا لم یوجد لم یجز۔ ابو السعود۔ طحطاوی۔

کتب فقہ کی مذکورہ بالا عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ امام اعظمؒ اور انکے صاحبین کے نزدیک بالاجماع مسلم بادشاہ کا ہونا نماز جمعہ کے لئے شرط ہے۔ اب حنفیوں کے لئے ضروری ہے کہ اسکی اتباع کریں۔ اور قرآن مجید و حدیث شریف سے استدلال طلب کرنا انکا حق نہیں۔ لیکن الحمد للہ کہ بسراج الامۃ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے استدلالات سے بقدر قلیل جو ہمکو معلوم ہوئے وہ لکھے جاتے ہیں تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ فقہ حنفی کا ہر ایک مسئلہ قرآن و حدیث و اجماع امت سے ماخوذ ہے دلائل یہ ہیں۔ دلیل اول۔ فاسعوا الی ذکر اللہ ای خطبۃ الامام والصلوٰۃ معہ۔ تفسیر عباسی۔ یہاں امام سے مراد امام اعظم ہے جسکو امارت کبریٰ حاصل ہو۔ دلیل ثانی۔ الشرط الثانی فی الجمعۃ کون الامام یعنی السلطان او من اذن لہ السلطان لقولہ علیہ السلام فمن ترکہا ولہ امام عادل او جائر فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الحدیث رواہ ابن ماجۃ وغیرہ فقد اشترط علیہ السلام الامام وہو السلطان لالحاق الوعید بتارکہا۔ کبیری مطلب یہ کہ ابن ماجہ میں مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے جمعہ کی فرضیت کو امام (سلطان عادل یا جائر) کے موجود ہونیکے ساتھ مشروط فرمایا لہذا امام یعنی سلطان کا ہونا شرط ادائے جمعہ ثابت ہوا کیونکہ تارک جمعہ پر وعید تب ہی لاحق ہو سکتا ہے جبکہ امام یعنی سلطان موجود ہو اور جب جمعہ کے تارک پر سلطان کے نہ ہونے سے وعید کو ملحق نہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ جمعہ فرض نہیں لعدم وجود السلطان۔ اس حدیث کی نسبت علامہ عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ اخرجہ البزار من وجہ آخر وروی الطبرانی فی الاوسط من حدیث ابن عمر نحوہ قلت ہذا الحدیث روی من طرق مختلفۃ فحصل لہ بذلک قوۃ فلا یمنع من الاحتجاج بہ۔ بنایہ شرح ہدایہ للعلامۃ العینی اور شرح بخاری میں بھی عینی نے ایسا ہی لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کو بزار نے دوسرے طریق سے اخراج کیا اور طبرانی نے اوسط میں ابن عمرؓ کی حدیث سے روایت کیا میں کہتا ہوں چونکہ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے لہذا اسکو قوۃ حاصل ہو گئی ہے پس اس سے حجت لانے میں کوئی رکاوٹ نہیں کیونکہ اصول کا قاعدہ ہے کہ جو حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہو وہ قابل احتجاج ہوتی ہے

حیث شرط فی لزومہا الامام کما یقیدہ قید الجملۃ الواقعۃ حالاً۔ فتح القدیر لابن الہمام۔
ولنا ماروی ان النبی علیہ السلام شرط الامام للجمعۃ لحدیث الوعید بترک الجمعۃ لقولہ
علیہ السلام ان اللہ افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ہذا الحدیث ۔ مستخلص ۔ یعنی اس
حدیث میں شرط کیوجہ یہ ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ترک جمعہ کو جو مستلزم
وعید ہے ولہ امام عادل اوجائر کی قید کے ساتھ مقید کیا ہے ۔ دلیل ثالث
عن ابن عباس مرفوعاً اربع الی الولاۃ وذکر منہا الجمعۃ والحدود ۔ کافی ومستخلص
دلیل رابع ۔ اور بخاری دلیل قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ چار چیزیں
حاکموں کیطرف ہیں حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت روایت کیا انکو
اصحاب سنن نے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ سے مرفوعاً ۔
نور الہدایہ اردو شرح الوقایہ کتاب الحدود ۔
دلیل خامس ۔ قال انس کتب زریق ابن حکیم الی ابن شہاب وانا معہ
یومئذ بوادی القری ہل تری ان اجمع ورزیق عامل علی ارض یعملہا وفیہا جماعۃ من
السودان وغیرہم ورزیق یومئذ علی ایلۃ فکتب ابن شہاب وانا اسمع یامرہ
ان یجمع یخبرہ ان سالما حدثہ ان عبداللہ ابن عمر یقول سمعت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم یقول کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ والامام راع ومسئول عن
رعیتہ الحدیث ۔ بخاری شریف ۔
وقال الحنفیۃ وہو روایۃ عن احمد ایضاً ان السلطان شرط لقولہ علیہ السلام من
ترک الجمعۃ ولہ امام عادل اوجائر الحدیث رواہ ابن ماجۃ والبزار وغیرہما
فشرط ان یکون لہ امام ویقوم مقامہ نائبہ وہو الامیر والقاضی وحینئذ فلا
دلالۃ فیہ للشافعیۃ لان رزیقاً کان نائب الامام ۔ قسطلانی شرح بخاری ۔
والامام راع فی من ولی علیہم یقیم فیہم الجمعۃ والاحکام علی سنن الشرع
وہذا موضع الترجمۃ لانہ لما کان رزیق عاملاً من جہۃ الامام علی الطائفۃ
التی ذکرہا فکان علیہ ان یراعی حقوقہم ومن جملتہا اقامۃ الجمعۃ فیجب علیہ
اقامتہا ۔ قسطلانی ۔

مطابقۃ للترجمۃ من حیث ان رزیق ابن حکیم لما کان عاملا علی طائفۃ کان علیہ ان یراعی حقوقہم ومن جملتہا اقامۃ الجمعۃ فیجب علیہ اقامتہا وان کانت فی قریۃ ہٰکذا قررہ الکرمانی - عمدۃ القاری شرح البخاری للعینی - مطلب یہ ہے کہ رزیق نے جوکہ ایلہ شہر کا عمر بن عبد العزیز کیطرف سے حاکم تھا دستی بذریعہ خط ایلہ کے فناء مین ابن شہاب سے جمعہ پڑھنے کی اجازت مانگی اور ابن شہاب نے بموجب حدیث ابن عمر کلکم راع الخ (کہ الامام راع - الحدیث ہے) جمعہ پڑھنے کی اجازت دی - اس لیے کہ رزیق ایلہ شہر کا حاکم اور نائب الامام تھا اور امام پر رعایا کے حقوق کی نگہداشت فرض ہے اور جمعہ بھی من جملہ حقوق رعایا مین سے ہے پس رزیق پر جمعہ کا قائم کرنا فرض تھا شہر مین ہو یا فنائے شہر مین - ایلہ شہر تھا اور وادی القری فنائے شہر - اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر حاکم یا اسکے اذن کے بغیر جمعہ کا پڑھنا فرض ہوتا تو نہ اجازت لینے کی ضرورت تھی نہ جواب دینیکی حاجت کیونکہ جمعہ کے بغیر صلوٰۃ خمسہ کی نسبت نہ سوال کی ضرورت پڑی نہ جواب کی -

دلیل سادس - روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن الحسن قال اربعۃ الی السلطان الصلوٰۃ والزکوٰۃ والحدود والقصاص وعن العطاء الخراسانی قال الی السلطان الزکوٰۃ والجمعۃ والحدود - بنایہ للعینی علی الہدایہ - صفحہ ۱۹۱ ترجمہ ابن ابی شیبہ محدث نے اپنی کتاب مصنف مین حسن سے روایت کی ہے کہ چار چیزین بادشاہ اسلام کے وجود پر موقوف ہے - ۱ نماز جمعہ - ۲ وصول زکوٰۃ - ۳ اجرائے حدود - ۴ اجرائے قصاص - اور عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں - ۱ زکوٰۃ - ۲ جمعہ - ۳ حدود بادشاہ اسلام کے وجود پر موقوف ہین - اسیطرح کبیری مین بھی ہے -

دلیل سابع - وقال حبیب ابن ثابت لا یکون الجمعۃ الا بامیر وخطبۃ وہو قول الاوزاعی ومحمد بن مسلمۃ ویحیی ابن عمر المالکی عینی - حبیب بن ثابت نے کہا کہ جمعہ امیر اور خطبہ کے بغیر نہیں ہوتا - اور یہی قول اوزاعی اور محمد بن مسلمہ کا اور یحیی بن عمر مالکی کا ہے - اور اسیطرح کبیری شرح منیہ میں ہے -

دلیل ثامن - وقال ابن المنذر مضت السنۃ ان الذی یقیم الجمعۃ

السلطان او من یہا امرہ فاذا لم یکن ذلک صلوا الظہر۔ عینی شرح البخاری
دلیل تاسع - وروی الدارقطنی باسنادہ عن الزہری عن ام عبد اللہ الدوسیۃ
قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الجمعۃ واجبۃ علی اہل قریۃ فیہا امام - الحدیث عینی
شرح بخاری - اس حدیث کی پوری اسناد یہ ہے - ثم اخرج البیہقی عن بقیۃ حدثنا معاویۃ
بن یحیی حدثنا معاویۃ بن سعید التجیبی ثنا الزہری عن ام عبد اللہ الدوسیۃ - الحدیث
الجوہر النقی جلد ا صفحہ ۲۲۳ اس حدیث میں امام سے مراد سلطان ہے جو عادل وجابر
ہونے پر قدرت رکھتا ہے کیونکہ جب حادثہ ایک ہو تو مطلق مقید پر ہی محمول ہوگا کما فی اصول
الفقہ - ولان المطلق یدل علی فردہ الکامل وہو الامام الاعظم وہو السلطان -

دلیل عاشر روی الدارقطنی من طریق المغیرۃ بن عبد الرحمن عن مالک عن الزہری عن
عبید اللہ عن ابن عباس قال اذن النبی صلے اللہ علیہ وسلم الجمعۃ قبل ان یہاجر ولم یستطع ان
یجمع بمکۃ وکتب الی مصعب ابن عمیر اما بعد فانظر الیوم الذی تجہر فیہ الیہود بالزبور فاجمعوا
نساءکم وابناءکم فاذا مال النہار عن شطرہ عند الزوال من یوم الجمعۃ فتقربوا الی اللہ برکعتین
قال فہو اول من جمع حتی قدم النبی صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ فجمع عند الزوال من الظہر واظہر ذلک انتہی
النوع الثانی عشر ما تاخر حکمہ عن نزولہ وما تاخر نزولہ عن حکمہ ومن امثلتہ ایضا آیۃ الجمعۃ فانہا
مدنیۃ والجمعۃ فرضت بمکۃ - تفسیر اتقان فی علوم القرآن علامۃ السیوطی صفحہ ۳۲

وذلک ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وہو بمکۃ قبل الہجرۃ کما اخرجہ الطبرانی عن ابن عباس
فلم یتمکن من اقامتہا ھنالک من اجل الکفار فلما ہاجر من ہاجر من اصحابہ الی المدینۃ کتب الیہم
یامرہم ان یجمعوا فجمعوا - انتہی نیل الاوطار للقاضی شوکانی - عبارات مذکورہ کا مطلب یہ ہے
کہ جمعہ قبل ہجرت مکہ میں فرض ہوا ہے اور جمعہ کی آیت اپنے حکم کے بعد مدینہ میں نازل ہوئی ہے
اس حدیث کو دارقطنی اور طبرانی نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے چنانچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ان
صحابہ رض کو جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہجرت کی تھی یہ حکم نامہ بھیجا کہ ظہر کے وقت جمعہ کی
نماز پڑھو - تو صحابہ رض نے آپکے حکم کے بموجب مدینہ میں جمعہ پڑھا - مگر اس وقت حضور علیہ السلام مکہ معظمہ
میں قبل ہجرت جمعہ کو قائم نہ کر سکے اسلئے اس وقت وہاں کفار کی سلطنت وحکومت تھی نہ اسلام کی

تنبیہ - جب حضور علیہ السلام قبل ہجرت باقی نمازیں مکہ معظمہ میں پڑھتے رہے مگر جمعہ کی نماز باوجودیکہ اسکی
فرضیت کا حکم آچکا تھا اور صحابہ رض مدینہ طیبہ میں آپکے حکم سے جمعہ پڑھتے ہی رہے تو آپ نے نہ کبھی

زبرجدی - یہ اس بات کی حجۃ قوی اور دلیل بین ہے کہ جس جگہ میں اسلام کی سلطنت نہیں
وہاں جمعہ نہیں ہو سکتا ورنہ حضور قبل ہجرت مکہ معظمہ میں ایسے موکد فرض کو ترک نہ فرماتے۔
پس یقیناً ثابت ہوا کہ جس ملک میں کفار کی سلطنت ہو اس ملک میں جمعہ ہرگز ہرگز
نہیں ہوتا - خواہ کوئی پڑھنے میں فرض یا احتیاطاً یا نفل کرکے یا مبہم نیت کرے - جمعہ کا وجود
ہی نہیں ہوتا - غایت ما فی الباب یہ کہ دو رکعتیں نفل ہو جائینگے اور ظہر کا پڑھنا اسکے ذمے فرض
ہی رہیگا - پھر فرض کی جماعت کیوں ترک کیجائے جو تمام سنن الہدی سے موکد تر سنت ہے۔

سوال - مصر شرعی کی کئی تعریفیں ہیں ان میں سے صحیح اور معتبر کون سی تعریف ہے۔
جواب - مصر شرعی کی صحیح اور معتبر تعریف وہی ہے جو قدوری اور کنز الدقائق اور ہدایہ
شریف میں مذکور ہے - والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الهدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام
ویقیم الحدود - کبیری - یعنی مصر شرعی کی صحیح تعریف یہ ہے جسکو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے
کہ مصر شرعی وہ موضع ہے جس میں ایسے امیر اور قاضی ہوں جو تنفیذ احکام اور اقامت حدود
پر بالفعل قدرت رکھتے ہوں - اس تعریف سے ثابت ہوا کہ بغیر اجرائے احکام و اقامت حدود اسلام
کوئی دوسری شئے مصر شرعی کے ذاتیات ہونیکی قابلیت نہیں رکھتی پس سلک اسواق یعنے
کوچہ و بازار مصر شرعی کیلئے قیود عارضیہ میں سے ہیں - لہذا جن بڑے بڑے شہروں
میں اسلامی امیر اور قاضی نہیں وہ شہر مصر شرعی نہیں بن سکتے - جیسے مکہ معظمہ قبل الفتح عرفاً
شہر بلد تھا نہ شرعاً - کیونکہ قبل الفتح اسمیں جمعہ قائم نہیں ہوا اگر وہ شرعی مصر قرار دیا جاتا تو
اس میں جمعہ قائم کیا جاتا - علی ہذا القیاس مصر و بغداد - دمشق و قسطنطنیہ - بلخ و بخارا وغیرہ قبل الفتح
عرفاً شہر تھے نہ شرعاً ورنہ انمیں جمعہ قائم کیا جاتا - اسیطرح جس شہر میں حکومت اسلامیہ قائم نہ
رہی ہو وہ مصر شرعی نہیں رہیگا پس اسمیں جمعہ نہو گا - ظاہر المذہب انہ کل موضع لہ امیر وقاض
یقدر علی اقامۃ الحدود - درمختار - الفتوی اذا اختلف کان الترجیح لظاہر الروایۃ - رد المحتار -
الثانی ان الامام ای موضع حل جمع - الثالث التمصیر للامام فای موضع مصرہ مصر - عینی شرح بخاری -
یعنی دوسرا یہ کہ بادشاہ جہاں وارد ہو جمعہ پڑھ سکتا ہے تیسرا یہ کہ شہر بنانا بادشاہ کے
اختیار میں ہے جس موضع کو شہر بناوے وہ شہر بن جاتا ہے - وان القریۃ اذا کان فیہا
نائب من جہۃ الامام تکون فیہا حکم الامصار والمدن کما ذکرناہ عن قریب عن محمد بن الحسن - عینی بخاری -

لان الموضع المذكور صار حكمه حكم المدينة لوجود المتولي عليهم من جهة الامام وقد ذكرنا فيما مضى
ان الامام اذا بعث الى قرية نائبا لاقامة الاحكام لتصير مصرا۔ عینی شرح بخاری۔

باب الجمعة الوالي شرط لاداء الجمعة وكذا المصر الجامع وهو كل موضع فيه وال ومفت و
قاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود۔ فتاوی سراجیہ بر قاضیخان ص۹۵

الجمعة فريضة على الرجال
الاحرار العاقلين المقيمين في الامصار ولا يكون الموضع مصرا في ظاهر الرواية الا ان يكون
فيه مفت وقاض يقيم الحدود وينفذ الاحكام وبلغت ابنيته ابنية منى۔ قاضیخان ص

ثم اختلفوا في تفسير المصر اختلافا كثيرا والفصل في ذلك ان مكة والمدينة مصران تقام بهما
الجمعة من زمنه عليه الصلوة والسلام الى اليوم فكل موضع كان مثل احدهما فهو مصر فكل تفسير
لا يصدق على احدهما فهو غير معتبر حتى التعريف الذي اختاره جماعة من المتاخرين كصاحب المختار والوقاية وغيرهما
وهو ما لو اجتمع اهله في اكبر مساجده لا يسعهم فانه منقوض بهما اذ كل منهما يسع مسجده اهله وزيادة
وقد علم ان مكة والمدينة في زمن النبي عليه الصلوة والسلام والصحابة اكبر مما هي الآن
ولان مسجدهما كان اصغر مما هو الآن فلا يعتبر هذا التعريف وبالاولى لا يعتبر تعريفه بما يعيش فيه
كل محترف بحرفته او يوجد فيه كل محترف فان هو في قسطنطنية من اعظم امصار الاسلام
في زماننا ومع هذا في كل منهما حرفة لا توجد في الاخرى فضلا عن مكة والمدينة والحد الصحيح ما اختاره
صاحب الهداية انه الذي له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود وتزييف صدر الشريعة له عند
اعتذاره عن صاحب الوقاية حيث اختار الحد المتقدم ذكره بظهور التواني في احكام الشرع لا سيما
في اقامة الحدود في الامصار مزيف بان المراد القدرة على اقامة الحدود
على ما صرح به في تحفة الفقهاء عن ابي حنيفة رض انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها
رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه او علم غيره يرجع الناس اليه
فيما يقع من الحوادث وهذا هو الاصح انتهى الا ان صاحب الهداية ترك ذكر السكك والرساتيق بناء على الغالب
او الغالب ان الامير والقاضي الذي شانه القدرة على تنفيذ الاحكام واقامة الحدود لا يكون الا في بلد كذلك
في التحفة يصدق على مكة والمدينة انهما الاصل في اعتبار المصرية۔ غنية المستملي۔ وقال قاضيخان والاعتماد على ما روي
عن ابي حنيفة ان كل موضع بلغت ابنيته ابنية منى وفيه مفت وقاض يقيم الحدود وينفذ الاحكام فهو مصر جامع وفي المرغيناني
ان هذا ظاهر الرواية وبهذا الانتفاء يعرف من تعريف صاحب التحفة وعن محمد ان كل موضع مصره الامام فهو مصر حتى انه لو بعث
الى قرية نائبا لاقامة الحدود والقصاص تصير مصرا فاذا عزل يلحق بالقرى۔ حلبی کبیر

عبارات مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ مصر شرعی کی تعریف میں فقہا کا اختلاف ہے لیکن صحیح
تعریف یہ ہے جسکو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ تعریف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
سے بطور ظاہر المذہب اور ظاہر الروایۃ کے مروی ہے اور ہمیشہ ظاہر الروایۃ کو روایت نادرہ پر
ترجیح اور فوقیت ہوتی ہے، چنانچہ تحفۃ الفقہاء میں اسکی تصریح موجود ہے اور اسمیں سکک
واسواق ورساتیق کا بھی ذکر ہے مگر صاحب ہدایہ نے ان اشیاء کو حد مصر شرعی میں قیود
عارضیہ جانکر ترک کر دیا ہے اور قیود اصلیہ کو بحال رکھا ہے اور وہ یہ ہے کل موضع لہ امیر و
قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود۔ اور قاضیخان رح نے بھی امام ابوحنیفہ رح سے حد مصر شرعی کو
اسطرح بیان کیا ہے ولا یکون الموضع مصرا فی ظاہر الروایۃ الا ان یکون فیہ مفت وقاض
یقیم الحدود وینفذ الاحکام ویبلغ ابنیتہ ابنیۃ منًى۔ قاضیخان صہ۲ ترجمہ ظاہر روایت
میں کوئی موضع مصر شرعی نہیں ہو سکتا مگر یہ (جب مصر شرعی ہو سکتا ہے) کہ اس میں مفتی اور قاضی
موجود ہو کہ شرعی حدود کے قائم کرنے اور اسلامی احکام کے جاری کرنے پر قادر ہو (قاضیخان کی
اس ظاہر روایت میں لفظ لایکون الموضع مصرا الا ان پر نظر مکرر فرماویں اور سادہ
اور بے لوث طبع ہو کر غور فرماویں) اور امام محمد رح سے مروی ہے کہ جس موضع کو امیر مصر بنادے
وہ مصر بنجاتا ہے یہانتک کہ اگر امیر نے کسی قریہ میں اقامت حدود وقصاص کیلئے اپنے
نائب کو بھیجا ہو تو وہ قریہ (اگرچہ مکانات کے لحاظ سے وہ قریہ [illegible] چھوٹا ہی ہو) مصر
بنجائیگا۔ پس امام صاحب اور امام محمد کی روایت کا مطلب ایک ہی ہے۔
غرضیکہ یہ تعریف جو تحفہ میں مذکور ہے صحیح بلکہ اصح ہے اس لئے کہ وہ مکہ معظمہ اور
مدینہ طیبہ پر صادق آتی ہے اور وہ دونو شہر مصریت کے اعتبار سے اصل
میں کیونکہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مذکورہ دونوں شہروں میں
نماز جمعہ پڑھتے رہے ہیں اور ابتک انمیں جمعہ قائم کیا جاتا ہے۔ پس جو تعریف
کہ ان میں سے کسی ایک پر صادق نہ آتی ہو وہ تعریف معتبر اور صحیح نہیں۔
یہانتک کہ وہ تعریف بھی جسکو صاحب وقایہ نے اختیار کیا ہے صحیح نہیں ہے اسلئے کہ
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر صادق نہیں آتی اور اس تعریف کے لحاظ سے وہ قریے
ثابت ہوتے ہیں۔ اور وہ تعریف یہ ہے۔ وہو ما لا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا
ترجمہ مصر وہ موضع ہے جسکے باشندے جو مکلف ہیں جمعہ اس شہر کی بڑی مسجد میں

نہ سما سکیں۔ حالانکہ مسجد الحرام اور مسجد نبوی ﷺ میں مکلفین مکہ و مدینہ زادہما اللہ
شرفاً سما سکتے ہیں بلکہ وہ مسجدیں ان دونوں شہروں کے باشندوں بلکہ تمام حجاج و
زائرین کے لئے کافی سے زائد ہیں بلکہ انکی گنجائش کے بعد بھی انکے بعض جگہیں زائد
اور خالی پڑی رہتی ہیں۔ لہٰذا یہ تعریف بوجہ عدم جامعیت و اطراد حرمین شریفین
منقوض و غیر صحیح ہے۔ اسیطرح تعریف ہدایہ کے بغیر باقی تمام تعریفیں بھی غیر صحیح و
غیر معتبر ہیں۔ پس یقیناً ثابت ہوا کہ جس موضع میں امیر و قاضی شرعی یعنی قادرین
بر اقامتہ حدود و قصاص موجود نہ ہوں تو وہ شہر مصر شرعی نہیں بن سکتا۔ اگرچہ
بوجہ سکک و اسواق لوگ عرفاً اسکو شہر ہی کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جن عرفی شہروں میں
اسلامی سلطنت نہیں ہے تو وہ شہر شرعاً شہر اور مصر نہیں قرار دیئے جا سکتے۔
بلکہ وہ شہر قریٰ صغیرہ کے حکم میں ہیں۔ پس ایسے عرفی شہروں میں جو شرعاً بوجہ عدم
موجودگی امیر و قاضی شرعی اور اسلامی مصر نہیں ہیں جمعہ کا قائم کرنا خلاف مذہب
حنفیہ ہے۔ اور وہ جمعہ چونکہ نفل ہے اور نوافل کو علی التداعی جماعت سے پڑھنا
مکروہ ہے۔ لہٰذا ایسے جمعہ کا پڑھنا مکروہ ثابت ہوا پس ایسا جمعہ مسقط ظہر نہیں
ہو سکتا۔ بلکہ نمازی پر چار رکعت ظہر کا پڑھنا فرض ہی رہیگا۔ اور اگر وہ ظہر کو بنیت فرض
جزماً و یقیناً نہیں پڑھیگا تو اسکی وقت ظہر کی فرضی نماز جاتی رہیگی۔ وفیما ذکرنا اشارۃ
الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاضی و منبر و خطیب کما فی المضمرات والظاہر
انہ اراد بہ کراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ لزمہم اداء الظہر
رد المحتار للعلامۃ الشامی ناقلاً عن القہستانی۔ وفی القنیۃ صلی الجمعۃ فی الرستاق فی الرستاق
لا ینوی الفرض بل ینوی صلوۃ الامام و یصلی الظہر و ایہما قدم جاز۔ بحر الرائق۔

مطلب یہ ہے کہ جس موضع میں قاضی (جو قادر بر اقامت حدود و قصاص ہو) اور خطیب
(جو باذن سلطان اسلام ہو) موجود نہیں وہ موضع شہر نہیں بلکہ قریہ صغیرہ ہے۔
(اگرچہ اس میں کوچہ و بازار بھی ہوں تاہم قریہ صغیرہ کے حکم میں ہے) ایسے قریہ میں جمعہ کا پڑھنا جائز نہیں
اور عدم جواز کی مراد ظاہر ہے اور وہ یہ کہ جمعہ فرض تو واقع ہوگا نہیں بس ضروری و لابدی ہے کہ وہ نفل
ہوگا اور نفل جماعت کیساتھ مکروہ ہیں اور کتاب جواہر میں لکھا ہے اگر لوگ گاؤں میں جمعہ پڑھیں
تو ان پر ظہر کا پڑھنا بھی فرض ہے۔ ہذا ما التقی فی البال واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

سوال: مصر کی وہ تعریف جس کو صاحب وقایہ و شارح الوقایہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے اسکی شرح کیا ہے۔ جواب۔ شرط لادائها المصر او فناءہ واختلفوا فی تفسیر المصر فعند البعض هو موضع له امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وعند البعض هو موضع اذا اجتمع اہله فی اکبر مساجده لم یسعهم فاختار المصنف ہذا القول فقال وما لا یسع اکبر مساجده اہله مصر وانما اختار ہذا القول دون التفسیر الاول لظهور التوانی فی احکام الشرع لا سیما فی اقامة الحدود فی الامصار۔ شرح الوقایہ ص ۲۳۰

له قوله وانما اختار الخ دفع لما یقال ان المصنف لم ترک التفسیر الاول مع کونه ظاہر الروایة ومختار الہدایة۔ وحاصله انه انما اختار التفسیر الثانی دون الاول لظهور الکسل فی اقامة الحدود وغیرها من الاحکام الشرعیة فی کثیر من الامصار التی لا یشک احد فی وجوب الجمعة بها فلو اخذ بذلک التفسیر لزم عدم صحة الجمعة فی کثیر من بلاد الاسلام لعدم صدق تعریف المصر علیه فلذلک اختار التفسیر الثانی وقد یجاب بان المراد بالتنفیذ والاقامة فی ذلک التعریف القدرة علی ذلک وان لم یوجد ذلک لاتباع ہوی النفس او غیر ذلک فلا یلزم خروج اکثر الامثال من ہذا التعریف۔ عمدة الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ ص ۲۳۰۔ ویشترط لصحتها المصر وہو ما لا یسع اکبر مساجده اہله المکلفین بها وعلیه فتوی اکثر الفقهاء مجتبیٰ۔ لظهور التوانی بالاحکام۔ پہلی شرط صحت کی شہر ہے یعنی وہ بستی جسکی سب سے بڑی مسجد میں اسکے باشندے جنکو جمعہ کے ادا کرنے کا حکم ہے نہ سما ویں یعنی عورتوں اور لڑکوں اور مسافروں کے سوا اسقدر مسلمان ہوں کہ بڑی سے بڑی مسجد میں نہ سما سکیں اور شہر کی اسی تعریف پر فتویٰ ہے اکثر فقہا کا کذا فی المجتبیٰ۔ اس تعریف پر فتویٰ ہے بسبب ظاہر ہونے سستی کے احکام میں۔ تم یعنی ظاہر مذہب کی تعریف میں حدود کا قائم کرنا شہر ہونے کی شرط ہے اور چونکہ حاکم سزاؤں کے قائم کرنے میں کوتاہی اور سستی کرتے ہیں لہذا فتویٰ اس تعریف مذکورہ بالا پر ہوا کذا فی الطحطاوی وظاہر المذہب انه کل موضع فیه امیر وقاض یقدر علی اقامة الحدود کما حررناه فیما علقناه علی الملتقی۔ اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ شہر وہ بستی ہے جس میں ایک حاکم اور ایک قاضی ہو کہ سزاؤں کے قائم کرنے پر قادر ہو جیسا کہ ہم نے اسکو منقح بیان کیا ہے ملتقی الابحر کی شرح میں۔ تم امیر و قاضی سے مراد یہ ہے کہ اسی شہر میں رہتے ہوں یہ نہیں کہ کہیں دورہ کو چلے آتے ہوں اور قاضی اور

سوال۔ اکبر مساجدہ کا کیا مطلب ہے اور مسجد اکبر اور کبیر اور صغیر میں کیا امتیاز

جواب۔ اکبر مساجد المصر کا یہ مطلب ہے کہ اس شہر میں زیادہ سے زیادہ کا تو کوئی شمار نہیں لیکن کم سے کم سوائے مسجد اکبر کے گیارہ کبیرہ مساجد ہوں اور مسجد اکبر (بہت بڑی مسجد) بارھویں ہو۔ کیونکہ لفظ مساجد جمع کثرت میں سے صیغہ منتہی الجموع ہے جو حقیقۃً ما فوق العشرۃ الی ما لا نہایۃ لہ پر اطلاق کیا جاتا ہے یعنی زیادتی کی تو کوئی حد نہیں مگر کم سے کم گیارہ سے کم پر بطور حقیقۃ اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔

والجمع علی ضربین القلۃ وہو ما یطلق علی العشرۃ وما دونہا۔ ہدایۃ النحو۔ وہو ما ای جمع فیطلق بطریق الحقیقۃ علی العشرۃ وما دونہا ای علی ما دون العشرۃ الی الثلثۃ۔ ہدایۃ النحو۔ والکثرۃ وہو ما ای جمع یطلق بطریق الحقیقۃ علی ما فوق العشرۃ الی ما لا نہایۃ لہ۔ ہدایۃ النحو۔ فالحقیقۃ اسم لکل لفظ ارید بہ ما وضع لہ۔ حسامی۔ الحقیقۃ لفظ استعمل فیما وضع لہ من حیث انہ موضوع لہ۔ نامی۔ والمجاز اسم لکل لفظ ارید بہ غیر ما وضع لہ لاتصال بینہما۔ نامی۔ ومن حکم المجاز (والحقیقۃ) استحالۃ اجتماعہما مرادین بلفظ واحد کاستحالۃ ان یکون الثوب الواحد علی اللابس ملکا وعاریۃ فی زمان واحد۔ حسامی۔ یعنی ما دام یمکن حمل اللفظ علی معناہ الحقیقی لا یراد معناہ المجازی لان المعنی المستعار الذی استعمل مجازا لا یزاحم الاصل ای المعنی الحقیقی الذی وضع بازائہ اللفظ فیقدم الحقیقۃ علی المجاز ما دام یمکن العمل بالحقیقۃ لا یستعمل المجاز۔ نامی۔ مضاف اور مضاف الیہ میں مجانست بھی ہوتی ہے۔ اور مسجد اکبر کا طول اور عرض یہ ہے۔ مراد از اکبر مسجد اصطلاحی وست دآن بشتاد و یک ذراع در بشتاد و یک ذراع است۔ انتہی منقول از کتاب قلمی۔

اور کبیر کا طول و عرض یہ ہے۔ وذکر فی خزانۃ الروایات فی فصل الموانع من الاقتداء ناقلا عن جواہر الفتاوی فی باب السادس سئل قاضیخان عن المراد من احکام المسجد احکام الصحراء فقال اختلفوا فیہ بعضہم قالوا الاول ستین ذراعا فی ستین ذراعا او ذراع ستا یمان ہی کبیرۃ وما دونہ صغیرۃ وقال بعضہم ان کان اربعین ذراعا فی اربعین ذراعا فہی کبیرۃ والا صغیرۃ بیانا ہو الختار۔ منقول از کتاب قلمی۔ مسجد کبیر مرد جل بین یدی المصلی فی اداء مقدار یکرہ المرور فیہ ولا یکرہ حکی رجل عن ابی لقد محمد بن سلام انہ قدرہ بخمسین ذراعا فیما دون ذلک یکرہ۔ قاضیخان جلد ۳۲۲ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد کبیرہ وہ ہے کہ جس کا طول اور عرض پچاس گز سے زیادہ ہو یا ۲/۱ ۴ گز ہو یا زیادہ مگر کم نہ ہو

اور مسجد صغیر کا طول وعرض یہ ہے۔ المسجد الصغیر ہو اقل من ستین ذراعا
وقیل اربعین وہو المختار کما فی جامع الرموز عن الجواہر۔ عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایہ ص۱۹۴
مولوی عبد الحی۔ اور ذراع کی مقدار یہ ہے۔ قاضیخان آب ورده کے بیان میں
لکھتے ہیں۔ یعتبر فیہ ذراع المساحۃ لا ذراع الکرباس ہو الصحیح لان ذراع المساحۃ
بالممسوحات الیق۔ فتاویٰ قاضیخان ج۱ ص۴ وہل المعتبر فیہ ذراع المساحۃ ومقدارہ سبع
قبضات فوق کل قبضۃ ابہام قائمۃ والمراد بالقبضۃ الاصابع الاربعۃ مضمومۃ
او ذراع الکرباس ومقدارہ ست قبضات مع قیام الاصبع کما فی الفتح
او سبع قبضات بدون قیام الاصبع کما فی الظہیریۃ۔ فیہ قولان مصححان فاختار
صاحب الہدایۃ والخلاصۃ وخزانۃ المفتین الثانی واختار اکثرہم منہم قاضیخان
الاول لکونہ الیق بالممسوحات۔ عمدۃ الرعایۃ لحل شرح الوقایہ للمولوی عبد الحی رحمہ
ج۱ ص۸۶۔

سوال کیا تعریف مصر ہو مالایسع اکبر مساجدہ اہل المکلفین بہا۔ تعریف مصر ہو کل موضع لہ امیر وقاض
ینفذ الاحکام ویقیم الحدود کے موافق ہے یا مخالف۔ جواب ان دونوں تعریفوں میں درحقیقت
کوئی مخالفت نہیں بلکہ بالکلیہ موافقت ہے کیونکہ شارح الوقایہ نے تعریف مالایسع الخ کے اختیار کرنے کی
جو دلیل بیان کی ہے وہ یہ ہے لظہور التوانی فی احکام الشرع لاسیما فی اقامۃ الحدود فی الامصار۔
یعنی صاحب وقایہ نے تعریف مالایسع اکبر مساجدہ کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ شہروں میں
تنفیذ احکام شرع خاصکر اقامۃ حدود میں امراء اور قضاۃ سے کسل وسستی ظہور میں آ رہی ہے
اس تعریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہر میں امیر اور قاضی موجود تو ہیں مگر وہ احکام شرع کے جاری
کرنے اور حدود کے قائم کرنے میں سستی اور غفلت برتتے ہیں۔ اس تعریف سے یہ نہیں ثابت ہوتا
کہ اس موضع میں مسلم امیر اور قاضی موجود ہی نہیں۔ یا یہ کہ جہیں حکام غیر مسلم ہوں جو حدود اسلام کو
بالکل مراسم وعلوم اسلام کو مٹانے والے ہیں موجود ہیں ان کے لئے مالایسع اکبر مساجدہ الخ کی تعریف کو
اختیار کیا گیا ہے۔ اس تعریف کے اختیار کرنے میں صاحب وقایہ اور شارح الوقایہ اور انکے متبعین کی
سمجھ میں ایک غلطی اور خطا بھی واقع ہو گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان صاحبان نے تنفیذ
احکام اور اقامۃ حدود کو بالفعل سمجھا ہے۔ حالانکہ مراد اس سے یہ ہے کہ امیر اور قاضی تنفیذ احکام اور
اقامۃ حدود پر قادر ہوں خواہ حدود کو قائم کریں یا بہ سستی اور غفلت کیوجہ حدود کو قائم نہ کریں
جیسے کبیری شرح منیہ میں مرقوم ہے۔ وتعریف صدر الشریعۃ لہ عند اعتقادہ وعن صاحب الوقایۃ حیث
اختار لہ المتقدم ذکرہ لظہور التوانی فی احکام الشرع لاسیما فی اقامۃ الحدود فی الامصار مزیف۔

بل المراد القدرة علی اقامة الحدود علی ما صرح بہ فی تحفة الفقہاء عن ابی حنیفہ رض انہ بلدة کبیرة فیہا
سکک و اسواق ولہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم - الخ اس تعریف میں
لفظ یقدر محل استدلال ہے - وذکر فی خزانة الروایات ناقلاً عن جواہر الفتاوی - وہذا الحد لیس
بصحیح عند المحققین والحد الصحیح کل مدینة ینفذ فیہا الاحکام ویقام الحدود - کبری

سوال تعریف مصر مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا صحیح الاختیار ہے یا نہیں -

جواب شارح منیہ نے کہا ہے کہ اس تعریف کا اختیار کرنا غیر صحیح اور غیر معتبر اور منقوض و مجروح ہے
اور اسکے دلائل اور وجوہات یہ ہیں - (دلیل اول) تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین
بہا - مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ پر صادق نہیں آتی اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں یعنی مسجد الحرام
اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوة والسلام شہر کے مکلفین جمعہ وغیرہ حجاج و زوار کو بھی سما سکتی ہیں
اور سبکے لئے وسیع ہیں - پس اس تعریف کے لحاظ سے وہ شہر (مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ) مصریت سے
خارج ہوئے اور مصر شرعی نہ بن سکے - حالانکہ سب سے پہلے جمعہ انہیں شہروں میں قائم
ہوا ہے - پس جو تعریف ان دو مقدس شہروں (مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ) پر صادق نہیں آتی وہ تعریف
صحیح نہیں - قال شارح المنیة - ثم اختلفوا فی تفسیر المصر اختلافاً کثیراً والفصل فی ذلک ان مکة والمدینة
مصران تقام بہما الجمعة من زمنہ علیہ الصلوة والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل
احدہما فہو مصر فکل تفسیر لا یصدق علی احدہما فہو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ
جماعة من المتاخرین کصاحب المختار والوقایة وغیرہما وہو ما لو اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ
لا یسعہم فانہ منقوض بہما اذ کل منہما یسع اہلہ وزیادة - ولم یعلم ان مکة والمدینة کانت فی زمن
النبی علیہ الصلوة والسلام والصحابة رض اکبر مما ہی الآن ولا ان مسجدیہما کانا اوسع مما ہی الآن -
فلا یعتبر ہذا التعریف - وہو بالاولی لا یعتبر تعریفہ بالعیش فیہ کل محترف بحرفتہ او بوجود فیہ
کل محترف فان بیوتی مصر وقسطنطنیة من اعظم امصار الاسلام فی زماننا ومع ہذا فی کل منہما حرف
لا توجد فی الاخری فضلاً عن مکة والمدینة والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الہدایة انہ الذی
لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود - غنیة المستملی شرح منیة المصلی - شارح منیہ کا جواب
آج تک کسی سے نہ اٹھ سکا اور نہ آئندہ اٹھ سکیگا کیونکہ اسکا خلاف نص صحیح اور فہم علماء ہے

(دلیل دوم) تذکرة الجمعہ میں ہے - در زمان اقامت جمعہ از اسعد بن زرارہ بکثرت
مسلمانان نبودند کہ در اکبر مساجد عدم گنجائش تقدیر کردہ شود -

(دلیل سوم) تذکرة الجمعہ میں ہے - در وقت اقامت از اسعد بن زرارہ جمعہ را ونیز
در وقت اقامت از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مدینہ طیبہ مساجد نبود ونہ مساجد نبود کہ
در اکبر مساجد جمعہ تخمین وتقدیر عدم گنجائش مردم کردہ باشند وجائیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

...عل جمعہ گزاردہ بودند مسجد نبود پس ازاں درانجا مسجد بنا کردہ اند کہ الآن مسجد جمعہ
...مشہور است۔ دلیل ۳ و ۴ بھی ایسی یقینی ہیں جنکا کوئی جواب نہیں

(دلیل چہارم) شارح منیہ نے کہا۔ وفی الفتاوی الغیاثیۃ رصلٰے الجمعۃ فی قریۃ بغیر مسجد جامع
...القریۃ کبیرۃ لہا قریٰ وفیہا وال وحاکم جازت الجمعۃ بنوا المسجد اولم یبنوا وھو قول ابی القاسم
...الصفار وھذا اقرب الاقاویل الی الصواب انتہی وھو لیس ببعید مما قبلہ والمسجد الجامع
...لیس بشرط ولہذا اجمعوا علی جوازہا بالمصلی فی فناء المصر۔ یہ دلیل بھی پہلی دلیلوں کی مانند ہے

...باب صلوٰۃ الجمعۃ لاتصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ لقولہ علیہ السلام
...جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع والمصر الجامع کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ
...الاحکام ویقیم الحدود۔ وہذا عند ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر
...مساجدھم لم یسعھم والاول اختیار الکرخی رحمہ اللہ وھو الظاہر والثانی اختیار الثلجی رحمہ اللہ والحکم
...غیر مقصود علی المصلی بل تجوز فی افنیۃ المصر لانہا بمنزلتہ فی حوائج اہلہ۔ ہدایہ شریف ص۱۴۸

...قولہ قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وذکر اقامۃ الحدود ح انما یستفاد من قولہ وینفذ الاحکام
...لزیادۃ خطرہا وعلو شانہا اذ لا تقام حتی بدلیل فیہ شبہۃ۔ کفایہ شرح الہدایہ ص۱۴۸ قولہ وعنہ انہم
...اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدھم لم یسعھم اذا اجتمع من یجب علیہم الجمعۃ لا کل من یسکن فی ذلک
...الموضع من الصبیان والنسوان والعبید وعن ابی یوسف رحمہ اللہ روایۃ اخریٰ غیر ہاتین
...الروایتین وہی کل موضع یسکن فیہ عشرۃ آلاف نفر فکان عنہ ثلث روایات وقال سفیان
...الثوری رحمہ اللہ المصر الجامع ما یعدہ الناس مصرا عند ذکر الامصار المطلقۃ کبخارا وسمرقند
...وقال بعض مشائخنا رحمہم اللہ ان یتمکن کل صانع ان یعیش بصنعتہ ولا یحتاج فیہ الی التحول
...الی صنعۃ اخریٰ وقال الشافعی المصر لیس بشرط۔ کفایہ شرح الہدایہ ج ۱ ص۱۴۸

...لا تصح الجمعۃ الا بستۃ شروط المصر او فناءہ والسلطان او نائبہ والمصر کل موضع لہ امیر وقاض
...ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وقیل ما لو اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم وفناءہ ما اتصل بہ
...معدۃ لمصالحہ۔ ملتقی الابحر برحاشیہ شرح الوقایہ فارسی ج ۱ ص۱۴ لصاحب الکبیری (درج ذیل ہیں)
...مثل ما صدرتم بلفظ قیل او قالوا او الکان حقرونا بالاصح ونحوہ فانہ مرجوح بالنسبۃ الی ما لیس
...کذلک۔ ملتقی الابحر ص۱۴/۳۶۲ فی المسوّی اتفقت الامۃ علی فرضیۃ الجمعۃ والزمہم علی الناس من فرض
...الاعیان واتفقوا علی انہ لا جمعۃ فی البوادی وانہ یشترط لہا الجماعۃ والوالی فہو الامام ثم اختلفوا
...فی شرط الوالی والموضع والجماعۃ قال الشافعی کل قریۃ اجتمع فیہا اربعون رجلا احرارا مقیمین
...یجب علیہم الجمعۃ ولا تنعقد الا باربعین رجلا کذلک والوالی لیس بشرط وقال ابوحنیفۃ لا جمعۃ

لعل جو گذاردہ بودند مسجد نبود پس ازاں درانجا مسجد بنا کردہ اند کہ الآن ہم مسجد مشہور ہست۔ دلیل ۲ و ۳ بھی ایسی لغو ہیں جنکا کوئی جواب نہیں

(دلیل چہارم) شارح منیہ نے کہا۔ وفی الفتاوی الغیاثیۃ لو صلی الجمعۃ فی قریۃ بغیر مسجد جامع والقریۃ کبیرۃ لہا قری وفیہا وال وحاکم جازت الجمعۃ بنوا المسجد اولم یبنوا وھو قول ابی القاسم الصفار وھذا اقرب الاقاویل الی الصواب انتہی وھو لیس ببعید عما قبلہ والمسجد الجامع لیس بشرط ولہذا اجمعوا علی جوازہا بالمصلی فی فناء المصر۔ یہ دلیل بھی پہلی دلیلوں کی مانند ہے۔

باب صلوۃ الجمعۃ لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القری لقولہ علیہ السلام لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع والمصر الجامع کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود۔ وہذا عند ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔ وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم والاول اختیار الکرخی رحمہ اللہ وھو الظاہر والثانی اختیار الثلجی رحمہ اللہ والحکم غیر مقصود علی المصلی بل یجوز فی افنیۃ المصر لانہا بمنزلتہ فی حوائج اہلہ۔ ہدایہ شریف ص۱۵۱

قولہ قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وذکر اقامۃ الحدود مع انما یستفاد من قولہ وینفذ الاحکام زیادۃ خطرہا وعلو شانہا اذ الاحکام ہی ما تدل فیہ شبہۃ۔ کفایہ شرح الہدایہ ص۱۵۱ قولہ وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم اذا اجتمع من یجب علیہم الجمعۃ لا کل من یسکن فی ذلک الموضع من الصبیان والنسوان والعبید وعن ابی یوسف رحمہ اللہ روایۃ اخری غیر ہاتین الروایتین وہی کل موضع یسکن فیہ عشرۃ آلاف نفر فکان عنہ ثلث روایات وقال سفیان الثوری رحمہ اللہ المصر الجامع ما یعدہ الناس مصرا عند ذکر الامصار المطلقۃ کبخارا وسمرقند وقال بعض مشائخنا رحمہم اللہ ان یتمکن کل صانع ان یعیش بصنعتہ ولا یحتاج فیہ الی التحول الی صنعۃ اخری وقال الشافعی رحمہ اللہ المصر لیس بشرط۔ کفایہ شرح الہدایہ ج۲ ص۱۵۱۔

لا تصح الجمعۃ الا بستۃ شروط المصر او فناءہ والسلطان او نائبہ والمصر کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وقیل ما لو اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعہم وفناءہ ما اتصل بہ معدۃ لمصالحہ۔ ملتقی الابحر برحاشیہ شرح الوقایہ فارسی ج۱ ص۳۹ لصاحب الکبیری وقد علم من نقل ما صدرتم بلفظ قیل او قالوا والکلام مقرونا بالاصح ونحوہ فانہ مرجوح بالنسبۃ الی ما لیس کذلک۔ ملتقی الابحر ص۳۹۳ فی المسوی اتفقت الامۃ علی فرضیۃ الجمعۃ واکثرہم علی انہا من فروض الاعیان واتفقوا علی انہ لا جمعۃ فی العوالی وانہ یشترط لہا الجماعۃ والوالی فہو الامام ثم اختلفوا فی شرط الوالی والموضع والجماعۃ قال الشافعی کل قریۃ اجتمع فیہا اربعون رجلا احرارا مقیمین تجب علیہم الجمعۃ ولا تنعقد الا باربعین رجلا کذلک والوالی لیس بشرط وقال ابو حنیفۃ لا جمعۃ

الا فی مصر جامع او فی فنائه و یعتقد بار جعة والوالی شرط وقال مالک اذا کان جماعة فی قریة بیوتها
متصلة فیها سوق ومسجد یجمع فیها وجبت علیهم الجمعة - روضة الندیة ص۷۱ وفی العالمگیریة القروی
اذا دخل المصر ونوی ان یخرج فی یومه ذلک قبل دخول الوقت او بعد دخوله لا جمعة علیه انتهی ملتقطا ص۱۴۵
ولا یکون الموضع مصرا فی ظاهر الروایة الا ان یکون فیه مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام
وبلغت ابنیته منی ولا یجوز اداء الجمعة فی المصر یجوز اداؤها فی فناء المصر - قاضیخان ج ۱ ص۶۵
وجازت الجمعة بمنی فی الموسم فقط لوجود الخلیفة او امیر الحجاز او العراق او مکة ووجود الاسواق
والسکک وکذا کل ابنیة بمنزل بها الخلیفة - اور جائز ہے جمعہ منا میں صرف ایام حج میں بسبب
موجود ہونے سلطان کے یا امیر حجاز یا امیر عراق یا حاکم مکہ کے اور موجود ہونے بازاروں
اور کوچوں کے اور اسیطرح اُن مقامات میں جہاں کہ سلطان فروکش ہوا - ھم یعنی حج کے دنوں
میں منی حکم شہر کا رکھتا ہے کہ بازار اور گلیاں بھی ہوتی ہیں اور سلطان یا حاکم عرب یا عراق
کا یا شریف مکہ کا موجود ہوتا ہے اور بعد دن حاجیوں کے اترنے کے منی گاؤں کا حکم رکھتا ہے
اور سلطان اگر اپنی سلطنت میں دورہ کرے تو اگرچہ جائز ہو مگر جس شہر میں فروکش ہو
وہاں قائم کرنا جمعہ کا درست ہے کذا فی الطحطاوی - غایۃ الاوطار ج ا ص۳۷۰ -
اسی مضمون کے ہم معنی عبارت ذیل ہے - وفی القہستانی اذن الحاکم ببناء المسجد الجامع
فی الرستاق علی ما قال السرخسی واذا اتصل به الحکم صار مجمعا علیه فلیحفظ اور قہستانی میں ہے کہ اذن دینا
حاکم کا واسطے بنانے جامع مسجد کے گاؤں میں اذن ہے جمعہ کے لئے بالاتفاق اوپر اس بیان کے کہ
کہا اسکو سرخسی نے اور جب ملجاوے اس اذن سے حکم تو ہو جاویگا اذن جمعہ کا بالاجماع تو اسکو یاد رکھنا
چاہئے - ھم قہستانی میں مذکور ہے کہ جمعہ پڑھنا قصبات اور بڑے گاؤں میں جنمیں بازار ہوں
فرض واقع ہوتا ہے بلا خلاف جبکہ مسجد جامع کے بنانے کا اذن حاکم یا قاضی نے دیا ہو یا جمعہ کے
اداء کرنے کا حکم دیا ہو کیونکہ اداء الجمعۃ مختلف فیہ (بین الحنفیۃ والشافعیۃ وغیرہم) ہے قصبات
اور بڑی گاؤں میں تو جب مختلف فیہ پر حکم حاکم ہوگیا تو وہ مجمع علیہ ہوگیا کذا فی الشامی مختصرا
غایۃ الاوطار ج ا ص۳۷۵ - وعبارة القہستانی تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها
اسواق قال ابو القاسم ہذا بلا خلاف اذا اذن الوالی او القاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعة لان ہذا
مجتہد فیہ فاذا اتصل به الحکم صار مجمعا علیه - وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها
قاض واخیرہ (یہاں لفظ منبر کتابت کی غلطی ہے صحیح) وخطیب کما فی المضمرات والظاہر انه ارید به کراہة النفل
بالجماعة الا تری انها فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظہر وہذا اذا لم یتصل به حکم فان فی فتاوی
الدیناری اذا بنی مسجد فی الرستاق بامر الامام فهو امر بالجمعة اتفاقا علی ما قال السرخسی اه فافهم -

والرستاق القری کما فی القاموس ۔ ردالمحتار المشہور بالشامی ۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ
جس بستی یا گاؤں میں قاضی ۔ امیر ۔ خطیب نہ ہو وہ قریہ صغیرہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے ۔ پس ایسی جگہ میں
جمعہ جائز نہیں ۔ اور اسکا مطلب یہ کہ جب جمعہ فرض واقع نہ ہوا تو نفل کا علی سبیل التداعی پڑھنا مکروہ
تحریمی ٹھہرا ۔ اور جواہر میں ہے کہ اگر لوگوں نے دیہات اور قری میں جمعہ پڑھا تو انپر فرض ظہر چار رکعت
کا پڑھنا بھی فرض ہوگا کیونکہ اسجگہ جمعہ کی دو رکعتوں سے ظہر کی چار رکعتیں ادا نہیں ہوسکتیں ۔
ہاں رستاق میں بادشاہ اسلام کے حکم کیساتھ جمعہ فرض پڑھیں تو جائز ہوگا بالاتفاق جیسا کہ امام سرخسی نے کہا ہے ۔
اور بحر الرائق میں ہے وفی القنیۃ ۔ صلی الجمعۃ فی الرستاق لاینوی الفرض بل ینوی صلوۃ الامام ویصلی
الظہر ایضا قدم جاز ۔ اور انواع بارک اللہ میں ہے ۔ ابیات

عین زینہ جمعہ بھائی جیّھے شرطاں تس آ — مرد ۱ اصیل ۲ مقیم ۳ شہر ویا ۴ ہوس ۵ اکھیں بالو ۶
فرض نہ جمعہ مریض مسافر بندے ہور نساء — نہ جنہوں قوت ٹرنے نابیں ہور نابینے آر
شرط ادا اس شہر اہی جسقدر ہے قبا — جس وچہ مفتی قاضی ہوون حد احکام شرع
بنی قوۃ ہووے قاضی حداں ٹورے روان — لازم جمعہ جو نالی شہر دے متصل ہو گراں
جتھے جمعہ فریضہ نابیں وستی جنگل جاہ — اتھے بانگ اقامت نال جماعت عینی ظہر پڑھیندا

اور مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں ۔ مسئلہ ۔ جمعہ وعیدین کی صحت وجواز
کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالی عنہم کے مذہب میں شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف
یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو
کہ اسکے متعلق دیہات ہوں اور اسمیں کوئی حاکم با اختیار ایسا ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم
سے لے سکے اگرچہ نہ لے ۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے صرح فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ
انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ
وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وہذا ہو الاصح ۔ انتہی ۔ ترجمہ تحفۃ الفقہاء میں
امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے تصریح ہے کہ شہر وہ بڑی آبادی ہے جس میں متعدد محلے اور بازار ہوں
اور اسکے متعلق دیہات ہوں اور اسمیں شہر کا حاکم ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ
سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے پر قادر ہو ۔ لوگ اسکے یہاں نالشیں رجوع کرتے ہوں اور
یہی تعریف سب سے زیادہ صحیح ہے اور یہیں سے ظاہر ہے کہ مراد اسلامی شہر ہے ورنہ مثلاً اگر بت
پرستوں کا کوئی شہر ہو جسکا بادشاہ بھی بت پرست ہو اور دس لاکھ کی آبادی ہو سب
بت پرست ہوں چار پانچ مسلمان وہاں تاجرانہ جائیں اور چند روز ٹھہرنے کی نیت
کریں انپر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہوجائے جبکہ بادشاہ مانع نہ ہو اسکے لئے شہر مسلم ہے

کوئی ثبوت نہیں عمومات قطعاً مخصوص ہیں اور ظاہر الروایت میں حدود مصر یقیناً شہر اسلامی سے
خاص ہیں اور روایت نادرہ جسے آجکل ناواقفوں نے بے سمجھے ذریعہ پامالی مذہب کر رکھا ہے
اس میں بھی امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ یہ ہیں جو امام ملک العلماء نے بدائع میں پھر
امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں ذکر فرمائے۔ کہ اذا اجتمع فی قریۃ من لا یسعہم مسجد واحد
بنی لہم جامعاً ونصب لہم من یصلی بہم الجمعۃ۔ ترجمہ جب کسی بستی کی آبادی اتنی ہو جائے کہ ایک مسجد
میں نہ سمائے تو سلطان اسلام انکے لئے مسجد جامع بنائے اور انکے لئے امام مقرر کرے جو انکو
جمعہ پڑھائے) روشن ہے کہ بنی اور نصب کی ضمیریں سلطان الاسلام کیطرف ہیں اور اسی پر وہ حدیث
ناطق ہے جس سے ہمارے علما بالاتفاق استدلال کرتے ہیں۔ کہ وَلَہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَائِرٌ
ترجمہ اور اسکے لئے امام سلطان والی ہو عادل خواہ ظالم۔ غیر اسلامی شہر محل جمعہ نہیں۔ وھٰکذا
ادعی خلیلنا۔ اسلامی بستی وہ ہے جسکی تمام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنت اسلامی
ہے یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک تھی۔ اب غلبہ کفر ہوا مگر اسکے چاروں طرف اسلامی غلبہ ہے
یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلامیہ بلا مزاحمت جاری ہیں۔ اگرچہ بادشاہ و حکام غیر مسلم
ہوں (یہ آخر کا جملہ بہت ہی مجمل ہے۔ اسکی تفصیل آئندہ شرح بیان کیجائیگی عن اللطیف۔) یہ اس تفصیل کا
خلاصہ ہے جو ہمنے اپنے فتاوے میں ذکر کی ہے کہ مقامات چوبیس قسم ہیں انمیں سے سولہ قسمیں
اسلامی ہیں اور آٹھ غیر اسلامی۔ بالجملہ اسلامی بستی اگر پرگنہ ہو اور انہیں ذی اختیار حاکم مسلم خواہ غیر مسلم
ہو وہاں جمعہ و عیدین فرض و واجب اور وہیں انکی ادا صحیح و جائز۔ ورنہ۔ نہیں بل یکرہ تحریماً لانہ
اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ۔ ترجمہ مکروہ تحریمی ہے ایسے کام میں مشغولی جو شرعاً صحیح
نہیں اسلئے کہ شہر شرط صحت ہے جہاں یقیناً معلوم ہو کہ یہ شرائط نہیں پائے جاتے وہاں جمعہ پڑھنا
جائز ہی نہیں اور اسکے بعد ظہر نہ پڑھی تو فرض کے تارک ہوئے اور اکیلے اکیلے پڑھی تو واجب جماعت
کے تارک ہوئے ایسی جگہ کیلئے چار رکعت احتیاطی کا حکم نہیں۔ ہاں جہاں ان شرائط کے اجتماع میں شک
و شبہ ہو یا اور کسی باعث سے صحت جمعہ میں اشتباہ ہو وہاں خواص کے لئے چار رکعت ہیں خالص اس نیت سے
کہ پچھلی وہ ظہر جو میں نے پائی اور ادا نہ کی۔ اور یہ رکعتیں بھری ہوں یعنی الحمد کے بعد سب میں سورۃ پڑھے
عوام کو اسکی بھی حاجت نہیں پھر جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں۔ وہاں
اسکا طریقہ یہ ہے کہ انکو منع نہ کیا جائے کہ آخر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے مگر
خود شریک نہ ہو کہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ (لہذا اپنے ہم مذہب والے حنفیہ انکو سمجھا دیں تا جانیں کہ یہ
دو رکعت جمعہ چار رکعت فرض ظہر کی مسقط نہیں اسلئے چار رکعت فرض ظہر ان کو پڑھنا فرض جانے) (بحوالہ
النہی الاکید [illegible] مصنفہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ص ۳۲ مطبوعہ مطبع اہلسنت بریلی شریف)

شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ قریوں میں جمعہ کے وجوب کے قائل ہیں سو انکا ماخذ یہ ہے جسکو بخاری
نے روایت کیا ہے ۔ عن ابن عباسؓ ان اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی مسجد عبد القیس بجواثا من البحرین ۔ اس روایت میں قریہ کا لفظ نہیں آیا پس اسکا قریہ کہنا
اصل متن میں نہیں بلکہ شرح کے لفظ ہیں اور اگرچہ کسی دوسری روایت میں قریۃ من قری البحرین
آیا ہے تو اس سے مراد قریہ جامعہ ہے جسکی تعریف علماء نے فرما دی ہے یعنی ذات الجماعۃ والامیر
والقاضی والدور المجتمعۃ الآخذ بعضہا بعضا کالجدۃ ۔ کذا ۔ اور حنفیہ کے نزدیک شہر کی یہی تعریف
ہے اور کبیری میں ہے واما ما روی ابن عباسؓ ان اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی مسجد عبد القیس بجواثا قریۃ فی البحرین فلا ینافی المصریۃ لاطلاق الصدر الاول
اسم القریۃ علی المصر اذ القریۃ تقال فی عرفہم وہو لغۃ القرآن والعرب لہم مثلاً اصحاب القریۃ
ای انطاکیہ وقالوا لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ای مکۃ والطائف
وفی الصحاح جواثا حصن بالبحرین فہی مصر علی بائی تقدیر ۔ کبیری ص ۵۹ اور عینی شرح
بخاری میں ہے وحکی ابن التین عن الشیخ ابی الحسن انہا مدینۃ وفی الصحاح للجوہری وفی البلدان
للزمخشری جواثا حصن بالبحرین وقال ابو عبید البکری ہی مدینۃ بالبحرین لعبد القیس ۔
اور عینی نے اسپر بہت سی بحث کی ہے اور جمعہ جیسے مصر میں جائز ہے ویسے فناء مصر میں بھی جائز ہے
کما یجوز اداء الجمعۃ فی المصر یجوز اداؤہا فی فناء المصر وہو الموضع المعد لمصالح المصر متصلاً بالمصر او
کان منقطعاً لم یصح بینہ وبین المصر فرجۃ من المزارع والمراعی نحو القلع ببخارا لاجمعۃ علی اہل ذلک الموضع
وان کان النداء یبلغہم والغلوۃ والمیل والامیال لیس بشیء ہکذا فی الخلاصۃ ہکذا روی الفقیہ ابو جعفر
عن ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ وہو اختیار شمس الائمۃ الحلوانی کذا فی فتاوی قاضیخان ۔ عالمگیری ج ۱
اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اوثق العری میں تحریر فرماتے ہیں
یہ جواب فتویٰ کہ چھوٹے گاؤں میں بھی جمعہ فرض ہے اگرچہ وہاں دو ہی مسلمان ہوں ہرگز صحیح نہیں ہے
کیونکہ روایات معتبرہ صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ فرضیت نماز جمعہ مکہ معظمہ میں قبل ہجرت ہو چکی
تھی مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں اقامت جمعہ کی بسبب غلبہ کفار کے قدرت نہ تھی
لہذا اقامت جمعہ سے عاجز رہے لیکن اہل مدینہ کو آپنے واسطے اقامت جمعہ کے امر فرمایا تھا اور حسب حکم
آپکے مدینہ طیبہ میں جمعہ ہوا اور تا مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جمعہ جاری رہا چنانچہ نیل الاوطار
میں فرماتے ہیں ۔ وذلک ان الجمعۃ فرضت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو بمکۃ قبل الہجرۃ کما اخرجہ الطبرانی
عن ابن عباسؓ فلم یتمکن من اقامتہا ہناک من اجل الکفار فلما ہاجر من ہاجر من اصحابہ الی المدینۃ
کتب الیہم یامرہم ان یجمعوا ۔ انتہی عبارتہ ۔ اور نواب صدیق خان قنوجی بھوپالی عون الباری

اور خود سیوطی اور علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی امام شرح بخاری میں فرماتے ہیں تحت قول فہدانا
الله له بان نص له علیه وهو ایضا امر اجتهاد ولا احتمال ان یکون صلی الله علیه وسلم علمه بالوحی وهو بمکة
فلم یتمکن من اقامتها بها وفیه حدیث عن ابن عباس عند الدارقطنی ولذا جمع بهم اول ما قدم المدینة
کما ذکره ابن اسحاق وغیره انتهی کلامہم جمیعاً اور نیز سنن ابو داؤد میں عن عبد الرحمن بن کعب
ابن مالک وکان قائد ابیه بعد ما ذهب بصره عن ابیه کعب بن مالک انه کان اذا سمع النداء
یوم الجمعة ترحم لاسعد بن زرارة الحدیث ۔ اور جب آپ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے
ہیں تو اول جمعہ جو آپ کو حاصل ہوا آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی اور اس وقت تک آیۃ جمعہ ہرگز نازل نہ
ہوئی تھی بلکہ مدت کے بعد نازل ہوئی چنانچہ اتقان میں ہے سورة الجمعة الصحیح انها مدنیة
لما روی البخاری عن ابی ہریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال کنا جلوسا عند النبی صلی الله علیه وسلم فانزلت
علیه سورة الجمعة الحدیث ومعلوم ان اسلام ابی ہریرة بعد الہجرة بمدة الخ پس ان روایات سے ثابت ہو گیا
کہ نزول آیت جمعہ کا بعد فرضیت جمعہ کے ہے اس آیت کے نزول سے ابتداء فرضیت جمعہ واجب نہیں ہوئی
بلکہ نزول آیت کا بعد فرضیت کے ہوا ہے سیوطی اتقان میں کہتے ہیں النوع الثانی عشر ما تأخر
حکمه عن نزوله وما تأخر نزوله عن حکمه الی ان قال ومن امثلة الثانی آیة الجمعة فانها مدنیة
والجمعة فرضت بمکة الخ الحاصل محقق ہو گیا کہ فرضیت جمعہ مکہ معظمہ میں ہو چکی تھی اور مکہ میں
اقامت جمعہ سے معذور رہا اور مدینہ طیبہ میں کہ مصر تھا اور مسلمانوں کو تمکن اقامت جمعہ کا تھا جمعہ
بامر رسول الله صلی الله علیه وسلم جاری رہا اور جو مواضع محل اقامت جمعہ نہ تھے مثل عوالی قبا وغیرہ
وہاں جمعہ جاری نہیں ہوا حالانکہ وہاں بہت بہت مسلمان مقیم تھے اور نہ کبھی عہد میں وہاں جمعہ
پڑھا گیا (اس تقریر میں بیان ہوا ہے کہ مدینہ طیبہ مصر تھا اور مکہ معظمہ مصر تھا اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ مصر کی وہ تعریف جو کہ صاحب قدوری وکنز الدقائق نے بیان کیا اختیار کی جائے)
اور احادیث سے صریح ثابت ہے کہ عوالی سے لوگ مدینہ طیبہ میں نوبت بنوبت آتے تھے کہ ایک
جمعہ کو چند آدمی آئے باقی اپنے گھر رہے اور دوسرے جمعہ کو دوسری جماعت جو پہلے جمعہ کو نہ آئی
تھی جمعہ کو واسطے مدینہ آتی اور وہ جماعت جو پہلے جمعہ کو مدینہ آئی تھی گھر رہتی اور جو لوگ اپنے
گھر رہتے تھے وہ ظہر پڑھتے تھے وہاں انہوں نے کبھی جمعہ ادا نہیں کیا اور یہ امر بعلم
رسول الله صلی الله علیه وسلم بلکہ بامر رسول الله صلی الله علیه وسلم تھا تو اگر اہل قری پر جمعہ فرض ہوتا
تو معاذ الله جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم اقامت جمعہ کا حکم ان لوگوں کو نہ فرمانے میں کیا تعمیل
حکم بلغ ما انزل الیک میں دریغ کرتے ہرگز نہیں بلکہ اہل قری پر جمعہ فرض ہی نہ تھا
ورنہ باقی ماندگان عوالی اپنے قریٰ میں جمعہ ادا کیا کرتے اس واسطے کہ جمعہ کے فضائل اور کثرت
ثواب جو ان کے دلوں میں رچا ہوا تھا تو تمام عمر اس سے محرومی کیونکر گوارا کرتے

بلکہ صحابۂ کرام منتظر انکی کثرت وحرص حسنات وما لحقت الیہ الخیرات ایک جمعہ کا ترک بھی گوارا نہ فرماتے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ارحم الناس اپنے صحابہ پر تھے اور نوافل وسنن وفضائل ومستحبات کے لیے انکو امر ندب فرماتے رہتے تھے اسکا بھی امر فرماتے حالانکہ کہیں اسکا پتہ نہیں اس سے صحیح پیدا ہے کہ قریہ محل اقامت جمعہ بھی نہیں ہے چہ جائیکہ اتیٰ فرض ہوتا پس ان دلائل واضحہ سے مثل اہل انصاف پر مثل آفتاب روشن ہو گیا ہے کہ نہ قری صغیرہ میں جمعہ ادا ہوا ہے اور نہ اُن لوگوں پر اقامت جمعہ واجب ہے اور نہ انکو ادائے جمعہ کے لیے شہر میں جانا فرض ہے۔ انتہی اوثق العریٰ ملخصاً۔ ولا یجوز اداء الجمعۃ فی القریٰ فان کانت القریۃ متصلۃ بالبلد بحیث اتیان البلد للجمعۃ ووصلوا فی القریٰ یلزمہم اداء الظہر جواہر وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز الجمعۃ فی القریۃ التی لیس فیہا امیر وقاض وخطیب کمؤ للفرات والظاہر انہ ارید بہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ کان لزمہم اداء الظہر۔ شامی — فی الجمعۃ بمنیٰ ان کان الامام امیر الحجاز او کان الخلیفۃ مسافرا فجمع وان کان غیر الخلیفۃ وغیر امیر الحجاز وہو مسافر فلا جمعۃ فیہا وقال محمد رحمہ اللہ لا جمعۃ بمنیٰ ولا جمعۃ بعرفات فی قولہم جمیعاً جامع صغیر للامام محمد رحمہ اللہ ص ۲ اور در مختار میں ہے وفی القنیۃ صلوۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ انتہی۔ اور رد المحتار میں ہے قولہ صلوۃ العید ومثلہ الجمعۃ قولہ بما لا یصح ای علی انہ عید والا فہو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ انتہی شامی۔ اور تذکرۃ الجمعۃ میں بطور قواعد فقہیہ رقوم ہے۔ پس معلوم شد کہ ادائے عید وجمعہ بجماعت در صورت فوت شرط مصر نفل مکروہ است بکراہۃ تحریمی کہ مرتکب آن آثم است ونیز در عالمگیری ہے نوشیہ واما نوافل النہار فیخفی فیہا حتماً پس بر تقدیر جہر عیداً ہر نماز مکروہ تحریمی خواہد شد زیرا کہ در نیجا ترک اخفا کہ واجب است لازم آمد کما یفہم من کتب الفقہ۔ تذکرۃ الجمعۃ ص ۱۴ وفی القنیۃ صلوۃ العید الخ اور قنیہ میں ہے کہ عید کی نماز گاؤں میں مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ عید پڑھنا گاؤں میں ایسی چیز میں مشغول ہونا ہے جو درست نہیں اسلیے کہ صحت عید کی شرط شہر ہے جو گاؤں میں مفقود ہے۔ تم یعنی گاؤں میں عید صحیح نہیں اگر پڑھیگے تو عید نہ ہوگی نماز نفل جماعت سے ہوگی اور وہ مکروہ ہے جماعت کیساتھ کذا فی الحلبی غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۳۹۰ وتجب صلوتہا فی الاصح علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطہا المتقدمۃ سوی الخطبۃ فانہا سنۃ بعدہا اور واجب ہے نماز دونوں عیدوں کی صحیح تر قول میں ہر اس شخص پر جس پر جمعہ واجب ہے بعد ان شرائط جمعہ کے جو پہلے گذریں سوائے خطبہ کے کہ وہ سنت ہے بعد نماز عیدین کے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۳۸۶

رہے جمعہ واضح ہو کہ جب تعریف مصر میں روایت نادرہ یعنے تفسیر مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ
المکلفین بہا کو دلائل قویہ و براہین صحیحہ یقینیہ سے مرجوح اور غیر معتبر و غیر صحیح ثابت کیا
گیا ہے تو پھر دیدہ و دانستہ بلا دلیل مصر کی اس تعریف اور تفسیر پر حکم اور فتویٰ دینا جہل
اور خرق للاجماع ہے چنانچہ درمختار میں ہے والحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق
للاجماع - درالمختار - اس تعریف اور تفسیر کے بغیر مصر کی اور بھی کئی تعریفیں ہیں مگر تعریف
ظاہر الروایۃ وظاہر المذہب کے بغیر سب کی سب تعریف مرجوح اور ضعیفہ اور ناقابل عمل
ہیں اس لئے کہ فقہاء اہل متون نے انکو ترک کر دیا ہے تو اُن پر بھی فتویٰ دینا خرق
للاجماع ہے کیونکہ اہل متون فقہ نے تمام تعاریف میں سے صرف تعریف ظاہر الروایت وظاہر المذہب
ہی کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جیسا کہ قدوری و کنز الدقائق میں یہی تعریف المصر کل موضع
لہ امیر و قاضی ینفذ الاحکام ویقیم الحدود ہی مرقوم ہے اسیطرح بہت سے شروح اور
فتاویٰ فقہ میں بھی مرقوم ہے - صرف صاحب وقایہ وغیرہ نے ظاہر الروایۃ کی عبارت ینفذ
الاحکام ویقیم الحدود کا مطلب کہ یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم یعنے اقتدار علی تنفیذ
الاحکام واقامۃ الحدود کو نا سمجھکر اعتذار لظہور التوانی فی احکام الشرع لاسیما
فی اقامۃ الحدود فی الامصار کا ذکر کرکے شارح الوقایہ نے بعد تعریف مصر مالا یسع اکبر مساجدہ
کو اختیار کیا اس اعتذار میں بھی ان سے خطا سرزد ہوئی ہے اللہ تعالیٰ معاف فرماکر انکو ثواب
عطا فرمادے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے وفیہا وال فی المدینۃ
والبلدۃ) وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ الخ تو اسکا بھی وہی
حدیث ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ولہ امام عادل او جائر تو جبکہ اس
حدیث میں دو لفظ آئے ہیں عادل بھی اور جائر بھی تو ثابت ہوا کہ وال جائر بسبب ہوگا
جبکہ بالفعل انصاف نہیں کریگا لیکن یہ امر بالکل واضح و ظاہر ہے کہ جب وہ انصاف کرنا چاہے تو
کرسکتا ہے اسلئے اسکو قدرت تامہ حاصل ہے اس حدیث سے اقتباس لیکر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
فرمایا ہے وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم الخ اور اس حدیث کے نیز باقی احادیث
و آثار سے جنکا ذکر شرط سلطان میں گزر چکا ہے استدلال فرماکر سلطان مسلم کو صحت جمعہ
کیلئے شرط قرار دیا ہے جیسے کبیری شرح منیہ میں ہے الشرط الثانی کون الامام فیہا
السلطان او من اذن لہ السلطان لقولہ علیہ السلام فمن ترکہا ولہ امام عادل او جائر فلا جمع اللہ
شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الحدیث رواہ ابن ماجہ وغیرہ فقد شرط علیہ السلام الامام لحوق الوعید
لا لاحق الوعید بتارکہا - کبیری - اور فتح القدیر میں ہے حیث شرط فی لزومہا الامام کی تقییدہ
قید الجملۃ الواقعۃ حالا - اور مستخلص میں ہے وفیما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرط الامام

للجمعة — الحدیث الوعید بترک الجمعة في مقام یبد از (سلطان عادل) وله امام عادل او جائر — الحدیث
وبکذا في الکفایہ شرح الهدایہ اس حدیث میں شرط کیوجہ یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک
جمعہ کو جو مستلزم وعید ہے وله امام عادل او جائر کی قید و شرط کیساتھ مقید و مشروط
فرمایا ہے پس امام اعظم رح حضور علیہ السلام کے فرمان کے بموجب ادائے جمعہ کیلئے امام عادل
یا جائر یعنی سلطان مسلم شرط قرار فرمایا ہے اور قسطلانی شرح بخاری میں ہے قال ابو حنیفة
وهو روایة عن احمد الفقہ ان السلطان شرط لقوله علیه السلام من ترک الجمعة وله امام عادل
او جائر الحدیث رواه ابن ماجة والبزار وغیرهما فشرط ان یکون لهم امام اتفقوا علیه ونحو
الامیر والقاضی — قسطلانی اور محقق مذاہب اربعہ عبد الوہاب الشعرانی رح لکھتے ہیں ومن ذلک
قول الائمة الثلاثة ان الجمعة تصح اقامتها بغیر اذن السلطان ولکن المستحب استیذانه مع قول
ابی حنیفة رح لا تنعقد الا باذنه الخ میزان الشعرانی — اور قدوری وہدایہ شریف میں ہے ولا تجوز
اقامتها الا للسلطان او لمن امره السلطان — اور مستخلص میں ہے و شرط لادائها اداء
المصر والسلطان — اور طحطاوی میں ہے الخطبة والاقامة فقد جعلناها من افعال السلطان کالاحضار
لم یجز تجزه الا باذنه فاذا لم یوجد لم تجز ابو السعود — اور خاصکر اس بنیاد کا عاجز و عبد ضعیف
کے خیال میں یہ اثر بطور الہام و القا کے وارد ہوا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جو صحت اداء
نماز جمعہ کیلئے وجود بادشاہ سلطان مسلم کی شرط قرار دی ہے تو اس آیت شریفہ سے بھی استدلال
فرمایا ہوگا — اذن للذین یقاتلون الی الذین ان مکنٰهم في الارض اقاموا الصلوٰة واٰتوا
الزکوٰة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنکر ولله عاقبة الامور ۰ ترجمہ (الیہ) ان لوگوں کی
مدد کرنا کہ اگر ہم انہیں زمین پر قبضہ دیں تو وہ نماز بپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور
اچھے کام کا حکم دیں اور برے کام سے منع کریں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام
اس آیت شریفہ سے اس بات کیطرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ نمازوں میں سے بعض نمازیں
ایسی بھی ہیں کہ جنکی صحت ادا کا تعلق خاص حکومت اسلامیہ اور تمکین فی الارض کے
ساتھ بھی ہے اور وہ نمازیں جمعہ و عیدین ہیں — یہ امر جو وارد ہوا ہے فالحمد للہ الذی
ہدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله — اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس آیت شریفہ کا یہی مطلب سمجھکر وله امام عادل او جائر فرمایا ہو اور اسی معنی
کے مطابق قبل ہجرت مکہ معظمہ میں نماز جمعہ ادا نہیں فرمائی باوجودیکہ حضور نے اہل مدینہ
کو اقامت جمعہ کا حکم فرما دیا تھا اور صحابہ مدینہ طیبہ میں نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے — اور قبل نزول
اس آیت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی غیر متلو کے جو اس آیت کے ہم معنی ہوگی
من جانب اللہ اطلاع دی گئی ہو اور آپ نے اسکے مطابق عمل فرمایا ہو — اور آیت شریفہ میں

ان مکناہم جملہ شرط اور واقاموا الصلوٰۃ الخ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ جزا واقع ہوکر
پھر شرط وجزا ملکر جملہ شرطیہ واقع ہوا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اقاموا الصلوٰۃ کو جزا کہ الذین
ان مکناہم فی الارض کی شرط کیساتھ اسکے حقیقی معنوں میں مشروط نہ قرار دیا جائے بلکہ
ضرور ہی ہے کہ عموم مجاز کے طریق پر آیت کے حقیقی معنے بھی برقرار رکھے جاویں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے
کہ بعض نمازوں کی صحت ادا کیلئے سلطان مسلم کے وجود یا اذن و امر کو شرط قرار دیا
جائے اور وہ نمازیں جمعہ وعیدین ہیں ۔ فالحمد للہ الذی ہدانا لہذہ اللطیفۃ العجیبۃ والنکتۃ الغریبۃ
التی لم یسبق علیٰ غیری فی فہم ہذہ النکتۃ العجیبۃ ۔ المطلب ہمارے ہر سہ ائمہ امام ابو حنیفہؒ
وامام ابو یوسفؒ و امام محمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک (بلکہ امام زفر وحسن وغیرہ تلامذہ امام اعظم کو بھی خلاف
نہیں بالاتفاق ہے) بالاتفاق وبالاجماع نماز جمعہ کے لئے سلطان مسلم یا اسکے ماذون ونائب
اور اسکے قائم مقام کا ہونا شرط صحت ادا نماز جمعہ ہے جہاں یہ شرط موجود نہ ہوگی وہاں نماز جمعہ
نہ ہوگی ۔ مسئلہ قریٰ صغیرہ اور چھاری (دیہاری) میں دو رکعت جمعہ سے چار رکعت فرض ظہر کے
ادا نہیں ہو سکتے جیسے قدوری وہدایہ میں ہے لاتصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز
فی القریٰ لقولہ علیہ السلام لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع ۔ حدیث
لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع لم اجدہ ورویٰ عبد الرزاق عن علیؓ موقوفاً
لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر جامع واسنادہ صحیح ۔ ورویٰ ابن ابی شیبۃ مثلہ وزاد ولا فطر ولا اضحیٰ
وزاد فی آخرہ او مدینۃ عظیمۃ واسنادہ ضعیف نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ ج۱ ص۱۳
یعنی دو رکعت جمعہ کی مصر جامع کے بغیر صحیح نہیں ہیں اور ان دو رکعتوں سے فرض وقت چار رکعت ظہر
ادا نہیں ہو سکتے اور قریوں میں نماز جمعہ جائز ہی نہیں لقولہ علیہ السلام لا جمعۃ الا الحدیث ۔ اس عبارت
میں الفاظ لاتصح اور ولا تجوز پر نظر غائر کرنی چاہئے کہ کیا لاتصح اور ولا تجوز کے مفہوم میں کچھ فرق ہے
یا نہیں کیونکہ لاتصح الجمعۃ الا فی مصر جامع میں ولا تجوز فی القریٰ کا مضمون سمجھا جاتا ہے تو پھر عبارت
ولا تجوز فی القریٰ کا لانا تکرار بلا فائدہ اور تحصیل حاصل ہے جو صاحب قدوری وہدایہ جیسے
عظیم الشان ہستیوں کی شانوں سے نہایت درجہ بعید ہے پس ضرور ہے کہ ولا تجوز فی القریٰ
کا مضمون لاتصح الجمعۃ الا فی مصر جامع کے مفہوم سے جدا ہے ۔ تو وہ یہ ہے کہ ولا تصح الجمعۃ الا فی مصر
جامع کا مطلب یہ ہے کہ مصر جامع کے بغیر قریہ یا چھاری میں نماز جمعہ کی دو رکعتوں سے فرض
وقتی چار رکعت ظہر ادا نہیں ہو سکتا اور ولا تجوز فی القریٰ کا یہ مطلب ہے کہ قریہ صغیرہ
میں جمعہ کی دو رکعتوں کا پڑھنا جائز نہیں بلکہ مکروہ و ناجائز ہے ۔ اب دونوں عبارت
اپنی اپنی جگہ پر صحیح اور بامعنی ہو سکتی ہیں اور اسی کے مطابق رد المحتار میں قہستانی
سے منقول ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب

وخطیب کما فی المضمرات والظاہر انہ اراد بہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الاتری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر۔ یعنے ہمارے بیان مذکورہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قریۂ صغیرہ میں کہ جہاں قاضی اور امیر اور خطیب موجود نہیں وہاں جمعہ کا دو رکعتوں کا پڑھنا یا چار رکعت کے جائز نہیں جیسا کہ مضمرات میں مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ لا تجوز کا مطلب یہاں یہ ہے کہ جماعت کیساتھ دو رکعت نفل کا پڑھنا مکروہ ہے۔ بہر حال جماعت کیساتھ ظہر کا پڑھنا ہی فرض ہے۔ چنانچہ انواع بارانی میں بھی مرقوم ہے۔ ابیات۔

جتھے جمعہ فریضہ ناہیں وستی چھوٹی جا ہو
ادا کریں اگے آقاحت نال جماعت پیشی پڑھن پڑھاون
پڑھن اوس اندر ظہر جماعت سنت ہے ہر حال ہو
دیہہ جمعہ پڑھن یا ترک کریں ظہر جماعت کراون
دیہہ وچ تحفہ محمودی لکھیا نقل حقانی جان ہو
ہو ابو المکارم ہو خزانہ سنگت ... آون

اور تحقیق حنفیوں کے نزدیک یہی ہے کہ فرض وقت ظہر ہی ہے نہ جمعہ مگر حکم جمعہ کا اس لئے ہے کہ ظہر ساقط ہو جاوے اور ظہر کا فرض وقت ہونے کی تصریح فتح القدیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ کذا فی الشامی۔ غایۃ الاوطار ج ا صفحہ ۔ وفی القنیۃ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریما ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ۔ در مختار۔ قولہ وصلوۃ العید ومثلہ الجمعۃ قولہ بما لا یصح ای علی انہ عید والا فہو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ۔ رد المحتار شامی۔ پس معلوم شد کہ ادائے عید و جمعہ بجماعت در صورت فوت شرط مصر نفل مکروہ است بکراہت تحریمی کہ مرتکب آن آثم است و نیز در عالمگیریہ نوشتہ ولو صلوا بالنوافل انبار ... فیہما ... بر تقدیر جمعہ آنہا نماز مکروہ تحریمی خواہد شد زیرا کہ درینجا ترک اختیار کہ واجب بہت لازم آمد کما لا یخفی علی من کتب الفقہ۔ تذکرۃ الجمعۃ۔ وکذا فی غایۃ الاوطار۔ وفیہا وتر غیرہ والتطوع علی سبیل التداعی مکروہۃ۔ اور رمضان کے سوا کے وتروں میں اور نفل میں جماعت مکروہ ہے بطور تداعی کے۔ غایۃ الاوطار ج ا صفحہ ۲۳۔ کتشف بالغبار

فائدہ۔ جیسے نفل پڑھنے والا دن کو کہ وہ بھی آہستہ پڑھے۔ غایۃ الاوطار ج ا صفحہ ۲۴

وفی السریۃ یخافت حتما علی المذہب۔ اور نماز سریہ میں آہستہ پڑھے بطور وجوب کے ظاہر مذہب پر یعنے اگر سہواً پکار کر پڑھیگا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ غایۃ الاوطار ج ا صفحہ ۲۴۔ ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی۔ اور نہ پڑھے وتر اور نہ نفل جماعت سے رمضان کے سوا اور دنوں میں یعنے جماعت وتر اور نفل کی اور دنوں میں مکروہ ہے بسبب التزام کے۔ اور بہار میں بزازیہ سے ہے کہ مکروہ ہے اقتدا کرنا صلوۃ رغائب میں اور صلوۃ براءت اور صلوۃ قدر میں۔ ان میں جماعت مکروہ ہے تو جماعت سے نفل ادا کرنے کے نذر کا تکلف نہ کرنا چاہئے کذا فی الشامی۔ غایۃ الاوطار ج ا صفحہ ۲۴

اگر نمازی ان دونوں نمازوں (فجر و عصر) کو پڑھ کر امام کے ساتھ بہ نیت نفل ہو گا
تو نفل کا پڑھنا ان دونوں کے بعد مکروہ تحریمی ہے غایۃ الاوطار جلد اول
صفحہ پس ثابت ہوا کہ جمعہ کی دو رکعتیں ظہر کی چار رکعتوں سے بجائے واقع نہیں ہو سکتیں تو
لامحالہ نفل ہوں گی پس ملانے نفلوں کو علی سبیل التداعی جماعت سے اور قرأت جہری
کے ساتھ پڑھنا المعنوی کتب فقہ حنفی مکروہ تحریمی ثابت ہوا پس یہ ایسا ہے جیسے کوئی
اوقات مکروہ میں کہ فرض ان وقتوں میں ہو ہی نہیں سکتے اور نفل بکراہت
تحریمی ادا ہوتے ہیں جیسا کہ عبارات ذیل سے ثابت ہے۔ لا ینعقد الفرض وما ہو ملحق بہ
اوقات ثلثہ میں منعقد نہیں ہوتا ہے فرض اور جو فرض کیساتھ ملحق ہے تو ادا نہ
ہوگا۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۱۶۲ وینعقد نفل بشروع فیہا بکراہۃ التحریم بکراہت تحریمی
کے ساتھ منعقد ہوتی ہے نماز نفل اوقات ثلثہ میں شروع کرنے سے یعنی تو اسکا قطع کرنا
اور اسکو کامل وقت میں قضا کرنا واجب ہے۔ غایۃ ج ۱ صفحہ ۱۶۲ ثم ظاہر الروایۃ وجوب القطع
والقضاء فی کامل کما فی البحر۔ پھر معلوم کر کہ ظاہر الروایۃ وجوب قطع اور وجوب قضا
کامل وقت میں جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۱۶۲ اور طلوع آفتاب کے
ساتھ مکروہ تحریمی ہے مطلق نماز اگرچہ قضا ہو یا واجب یا نفل۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۱۶۲
اور نماز مطلق مکروہ تحریمی ہے آفتاب کے متوسط ہونے کے وقت آسمان میں ٹھیک دوپہر کو
غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۱۶۲ اور نماز مکروہ تحریمی ہے آفتاب کے غروب ہونے کے ساتھ مگر روز مرہ فرض
کی عصر۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۱۶۲ پس جو فعل کہ مکروہ تحریمی ہے وہ اقرب الی الحرام ہے
اور بعض ائمہ کے نزدیک مطلقاً حرام ہے تو اس فعل کا کرنا خواہ نماز بعینہٖ مکروہ ہو یا
باوقات مکروہ ہو یا صیام ایام التشریق والعیدین ہی کیوں نہ ہو وہ فعل موجب اثم
و شر ہے نہ کہ اجر۔ و نعم ما قال الشیخ السعدی رحمۃ اللہ علیہ بیت۔
نعم شرع آنکہ خوردن حلال است ؛ وگر خون تقوی بریزی روا است

حنفیوں کو تو حنفی مذہب کے مطابق عمل کرنا فرض ہے

پس مؤلف تذکرۃ الجمعہ کے تمام اعمال و اقوال و خیالات و حرکات جو ہمارے
برخلاف تھے اور ہیں۔ وہ سب باطل اور لغو و لاشئے ہیں۔ اس نے جو کچھ
لکھا ہے۔ حنفیوں کے برخلاف ہے۔ فافہم و تدبر۔ اس لئے
النور المعدی فی ذکر الجمعہ میں رسالہ الجمعہ کی خاص تردید کی گئی ہے۔

مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ میں جو کچھ لکھا ہے
اسکا جواب کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ قولہ والسلطان الاصل فیہ الاشتراط قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
من ترکہا وله امام جائر او عادل فلا جمع اللہ شملہ اخرجہ ابن ماجہ وعن الحسن البصری اربع
الی السلطان وذکر منہا اقامۃ الجمعۃ والعیدین اخرجہ ابن ابی شیبۃ۔ والفقہ فیہ علی ما فی
الہدایۃ وغیرہا ان الجمعۃ تقام بجمع عظیم وقد تقع المنازعۃ فی التقدم والتقدیم وغیرہ فلا بد من السلطان
او من اذن له باقامۃ الجمعۃ لدفع الحرج وبہذا یرشدک الی ان الاشتراط انما ہو علی سبیل الاولویۃ
حیث لو تنقدح الفتنۃ وحیث تعددت فلا حاجۃ الی ذلک وقد کانت اقامۃ شعائر الاسلام
کالجمعۃ والعیدین فی زمان السلف مفوضۃ الی السلطان ومن ینوب منابہ وفی جامع الرموز
المراد بالسلطان الوالی الذی لیس فوقہ وال عادلا کان او جائرا والاطلاق مشعر بان
الاسلام لیس بشرط وہذا اذا امکن استیذانہ والا فالسلطان لیس بشرط فلو اجتمعوا علی رجل
وصلوا جاز کما فی صلوۃ الجلابی وغیرہ انتہی وفی معراج الدرایۃ عن المبسوط البلاد
التی فی ایدی الکفرۃ بلاد الاسلام لا بلاد الحرب لانہم لم یظہروا فیہا حکم الکفر بل القضاۃ
والولاۃ مسلمون یطیعونہم عن ضرورۃ او بدونہا وکل مصر فیہ وال من جہتہم یجوز له
اقامۃ الجمع والاعیاد والحدود وتقلید القضاۃ فلو کان الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین
اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا
مسلما انتہی وفی فتح المنان فی تائید مذہب النعمان للشیخ عبد الحق دہلوی بعد
بعد ذکر حاصل عبارۃ الہدایۃ وہی قولہ لا تجوز اقامتہا الا للسلطان او لمن امرہ السلطان
لانہا تقام بجمع عظیم وقد تقع المنازعۃ فی التقدم والتقدیم وقد تقع فی غیرہ فلا بد منہ تتمیما
لامرہ انتہی ہذا تقریر الہدایۃ وظاہرہ یفید الاولویۃ والاحتیاط عقلا لا الاشتراط
وعدم جواز الصلوۃ بدونہ شرعا انتہی ملخصا وفی رسائل الارکان لبحر العلوم مولانا
عبد العلی اللکھنوی لم اطلع علی دلیل یفید اشتراط امر السلطان وما فی الہدایۃ رأی لا یثبت بہا
الاشتراط لاطلاق نصوص وجوب الجمعۃ ثم ہذہ المنازعۃ تندفع باجماع المسلمین
علی تقدیم واحد کما فی جماعۃ الصلوات عسی ان تقع المنازعۃ فی تقدیم رجل لکن تندفع
باجماع المصلین فکذا فی الجمعۃ ثم الصحابۃ اقاموا الجمعۃ فی زمان فتنۃ امیر المؤمنین عثمان رض
وکان ہو محاصرا محصورا ولا یعلم انہم طلبوا منہ الاذن بل الظاہر عدم الاذن لانہ لا یمکن الاستئذان
من اہل الشر ولم ینکروا ذلک فعلم ان اقامۃ الجمعۃ غیر مشروطۃ عندہم بالاذن وعلی ہذا [illegible]
جمع المشائخ علی ہذا الشرط فیما [illegible] ان من الامام و[illegible] ان تعذر الاستیذان
من الامام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بہم الجمعۃ جاز کذا فی العالمگیریۃ ناقلا عن التتمۃ انتہی

وفی مجمع الانہر وفی بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما انتہی۔ وفی الدر المختار ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمہم فیجوز للضرورۃ۔ ولعلک تتفطن من ہذہ العبارات ونحوہا انہ لا شک فی وجوب الجمعۃ وصحتہا الیوم فی بلاد الہند التی غلب علیہا النصاری وجعلوا علیہا ولاۃ کفارا وذلک باتفاق المسلمین وتراضیہم ومن افتی بسقوط الجمعۃ لفقد شرط السلطان فقد ضل واضل ولہذا التفصیل موضع آخر۔ عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ ج ۱ ص ۲۳۱

مولانا عبد الحی صاحب کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) اشتراط سلطان کے لئے اصل حدیث مرفوع ہے یعنی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور قول تابعی یعنی خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہے۔ اور صاحب ہدایہ کی ایک عقلی دلیل بھی ہے اور وہ حدیث مرفوع کی فقہ ہے (۲) یہ کہ حدیث شریف سے نظر پھیر کر صرف صاحب ہدایہ کی عقلی دلیل کو مد نظر رکھکر یہ کہا کہ سلطان کا اشتراط صرف دفع فتنہ ہی کے لئے ہے یعنی اگر سلطان یا اسکا ماذون نہ ہو تو بھی جمعہ کی دو رکعتیں فرض ظہر کی چار رکعتوں کے بجائے یقینا کامل طور پر واجب ہو جاتی ہیں مگر صرف ایک امر مستحب کی ترک لازم آتی ہے جس سے نفس نماز دو رکعتیں جمعہ اور اسکی کاملیت میں کوئی ہرج واقع نہیں ہوتی اور اس بات کی تائید میں مولانا عبد الحی صاحب دہلوی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی صاحب کی عبارتیں بھی نقل فرمائی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھا اور اذن نہ لیا تھا اس واقعہ کو مد نظر رکھکر شارع کا شرط سلطان سے رجوع کرنا بیان فرمایا ہے۔ (۳) یہ کہ سلطان میں اسلام کا ہونا شرط نہیں۔ (۴) یہ کہ بحالت عدم امکان استیذان من السلطان۔ سلطان کا وجود یا اسکا اذن شرط ہی نہیں۔ (۵) جن ممالک پر کفار کا تسلط ہے بغیر کسی تفصیل کے ان ملکوں میں جمعہ و عیدین جائز ہیں۔ (۶) یہ کہ غیر مسلمین بتراضی اہل اسلام مسلمانوں کے شرعی طور پر قاضی ہو سکتے ہیں۔ یہ مذکورہ بالا مضامین قابل غور اور جوابات بیان کئے جاتے ہیں۔ پس (۱) اشتراط سلطان کی دلیل اصلی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ ولہ امام عادل او جائر رواہ ابن ماجہ وغیرہ اور قول خواجہ حسن بصری تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ اربع الی السلطان الخ ذکر کی ہے صاحب ہدایہ کی دلیل عقلی کہ وقد تقع المنازعۃ فی التقدم والتقدیم الخ کا فقہ ہونا یعنی حدیث شریف کا صرف یہی مطلب ہے یا صرف مولانا عبد الحی صاحب کی سمجھ ہے یہ بات فقہاء اہل حنفی و شروح و فتاوی کی سمجھ میں نہیں آئی اور نہ فقہاء متقدمین امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد اور نہ ائمہ ثلاثہ مذکورین کے تلامذہ وغیرہ رحمہم اللہ علیہم کا فہم وہاں تک پہنچ سکا یہ مضمون آیا اور نہ فقہاء متاخرین کا اصحاب التخریج والترجیح کے وہم و گمان میں آیا اور نہ ہی صاحب ہدایہ وغیرہ نے فرمایا اور کسی فقیہ نے بھی اس حدیث کا یہ مطلب ہے۔ بلکہ صاحب ہدایہ نے تو اپنی عادت کے بموجب دلیل نقلی حدیث شریف کو بوجہ مشہور و معروف ہونے کے ذکر کرنا حاصل جانکر ترک کر کے صرف دلیل عقلی کو بیان

ہی اکتفا فرمایا اور یہ نہیں فرمایا کہ حدیث ولہ امام عادل او جائر کی یہ مخالفت فی التقدم والتقدیم فقط ہے
اور نہ یہ فرمایا کہ جہاں یہ مخالفت نہ واقع ہو وہاں حضور سلطان یا اسکا اذن شرط ہی نہیں۔ اور یہ بھی
واضح ہو کہ سنہ ۲ھ کے بعد کا اجتہاد قابل اعتماد نہیں

(۲) یہ کہ سلطان مسلم یا اسکے ماذون کا ہونا نماز جمعہ کے لئے شرط اولویت و استحباب کی نہیں بلکہ
شرط صحت اداء نماز جمعہ کے لئے ہے یعنے اسکی عدم موجودگی میں جمعہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ ولا یجوز اقامتہا
الا للسلطان او لمن امرہ السلطان۔ قدوری و ہدایہ شریف۔ وشرط لادائہا المصر والسلطان او
نائبہ۔ کنز الدقائق۔ وکذا مستخلص۔ جمعہ کی صحت کیواسطے ۶ چیزیں شرط ہیں جب وہ چھ پائی جاوینگی تب
جمعہ ادا ہوگا اور جمعہ پڑھنے والے کے ذمہ سے ظہر ساقط ہوگی۔ (۱) شہر کا ہونا کہ جس میں حاکم اور قاضی ہو دینی
یا کہ وہ شہر کہلاتا یا گیا ہو شہر کے لوگوں کی حاجت کے لئے مثلاً مردہ دفن کرنے یا نکاح جمع کرنے کے لئے پس از روئے علم اعظم
وہاں [illegible] میں جمعہ درست نہیں اور نزدیک امام شافعی کے اور اکثر علما کے دیہات میں درست ہے شہر
کے کنارہ میں درست نہیں۔ (۲) حاضر ہونا بادشاہ یا اسکے نائب کا۔ علاوہ بدعنہ حضرت قاضی ثناء اللہ [illegible]
صاحب مصنف تفسیر مظہری۔ الشرط الثانی الامام فیہا السلطان او من اذن لہ السلطان لقولہ
علیہ السلام فمن ترکہا ولہ امام عادل او جائر فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الحدیث رواہ ابن ماجۃ وغیرہ فقد
اشترط علیہ السلام الامام وہو السلطان للحاق الوعید بتارکہا۔ کبیری۔ وکذا فی فتح القدیر۔ یعنی جمعہ کے تارک
پر وعید تب ہی لاحق ہو سکتا ہے جب کہ بادشاہ مسلم ہو ورنہ نہیں۔ اور جب جمعہ کے تارک پر سلطان
مسلم کے نہ ہونے سے وعید (عقاب و عذاب) کو ملحق نہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ جمعہ فرض نہیں کیونکہ فرض کا حکم
یہ ہے کہ اسکے تارک پر شرعاً وعید یعنی عقاب و عذاب کا ہونا ضروری امر ہے ہاں اللہ تعالی اگر معاف کردے
تو وہ دوسری بات ہے۔ وحکمہ اللزوم والثواب بالفعل والعقاب بالترک۔ خلاصہ کیدانی۔ والسلطان او نائبہ وہذا
عندنا وقال الشافعی السلطان لیس بشرط لان ہذہ صلوۃ مکتوبۃ فلا یشترط لاقامتہا السلطان کسائر الصلوات ولنا
ان النبی علیہ السلام شرط الامام للجمعۃ فی احادیث الوعید بترک الجمعۃ لقولہ ان اللہ فرض علیکم الجمعۃ فی مقامی ہذا فی شہری ہذا
فی سنتی ہذا فمن ترکہا فی حیوتی او بعد مماتی استخفافا بہا او جحودا لہا ولہ امام عادل او جائر فلا جمع
اللہ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الا لا صلوۃ لہ الا لا زکوۃ لہ الا لا حج لہ الا لا صوم لہ الا ان یتوب فمن تاب
تاب اللہ علیہ۔ ولانہا تقام بجمع عظیم وقد تقع المنازعۃ فی التقدم والتقدیم کذا فی الہدایۃ والکفایۃ۔ مستخلص
حاشیہ کنز الدقائق ص ۵۲ حیث شرط فی لزومہا الامام کما یفیدہ قید الجملۃ الواقعۃ حالاً۔ فتح القدیر یعنی
یعنی اس حدیث میں جملہ حالیہ کی وجہ سے یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ترک جمعہ کو جو مستلزم وعید ہے ولہ امام عادل او جائر کی
قید کیساتھ مقید کیا ہے۔ وقال الحنفیۃ وہو روایۃ عن احمد ایضاً ان السلطان شرط لقولہ علیہ السلام من ترک
الجمعۃ ولہ امام عادل او جائر الحدیث رواہ ابن ماجۃ والبزار۔ وعندنا فشرط ان یکون لہ امام ولیقوم مقامہ خطیب وہو الامام
والقاضی وحینئذ فلا دلالۃ فیہ للشافعیۃ لان زریقا کان نائب الامام۔ مستخلص شرح البخاری۔ والا [illegible]

وفي عليهم ليقيم بهم الجمعة والاحكام على سنن الشرع — قسطلاني — وقال ابن المنذر مضت السنة ان الذي يقيم الجمعة السلطان او من يقيمها بامره فاذا لم يكن ذلك صلوا الظهر — عيني شرح بخاري جلد كبير —

ومن ذلك قول الائمة الثلاثة ان الجمعة تصح اقامتها بغير اذن السلطان ولكن المستحب استيذانه مع قول ابي حنيفة رح لا تنعقد الا باذنه فالاول مخفف والثاني مشدد ووجه الاول اجراؤها مجرى بقية الصلوات التي امرنا بها الشارع بلا اذن الامام ووجه الثاني ان منصب الامامة في الجمعة مختص بالامام الاعظم فهو الاصل فكان لها مزيد خصوصية على بقية الصلوات فكان من الواجب استيذانه — ميزان الشعراني للامام عبد الوهاب الشعراني رحمه الله — ومن هنا منع العلماء تعدد الجمعة بغير حاجة كما سياتي بيانه قريبا.

ومن ذلك قول الشافعي رح لا تصح الجمعة الا في قرية اتصلت بيوتها ولها مسجد وسوق مع قول ابي حنيفة ان الجمعة لا تصح الا في مصر جامع له سلطان — ووجه الاول الاتباع وكذا الثاني فلم يبلغنا ان الصحابة اقاموا الجمعة الا في بلد او قرية دون البرية والسفر واعتقادنا ان الامام ابا حنيفة رح ما شرط المسجد والسوق والدور والسلطان الا بدليل وجده في ذلك انتهى مختصرا ميزان الشعراني — وفي شرح عقائد نسفي — ثم الاجماع على ان نصب الامام واجب وانما الخلاف في انه يجب على الله او على الخلق بدليل سمعي او عقلي والمذهب انه يجب على الخلق سمعا لقوله عليه السلام من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة جاهلية ولان الامة قد جعلوا اهم المهمات بعد وفات النبي عليه السلام نصب الامام حتى قدموه على الدفن وكذا بعد موت كل امام ولان كثيرا من الواجبات الشرعية يتوقف عليه كما اشار اليه بقوله — والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقاتهم وقهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطريق واقامة الجمع والاعياد وقطع المنازعات الواقعة بين العباد وقبول الشهادات القائمة على الحقوق وتزويج الصغار والصغائر الذين لا اولياء لهم وقسمة الغنائم ونحو ذلك من الامور التي لا يتولاها آحاد الامة — شرح عقائد فينبغي ان يكون حاكما على تنفيذ الاحكام وحفظ حدود الاسلام والانصاف للمظلوم من الظالم ولا ينعزل الامام بالفسق والجور لانه قد ظهر الفسق وانتشر الجور من الائمة والامراء بعد الخلفاء الراشدين والسلف كانوا ينقادون لهم ويقيمون الجمع والاعياد باذنهم ولا يرون الخروج عليهم — انتهى مختصرا شرح عقائد النسفي

النور واللمعة في ذكر الجمعة

من تصانيف محمد گوہر علی علوی لودوی ساکن موضع

لودے تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ جاتلی

باب الامامة ہی صغری وکبری فالکبری استحقاق تصرف عام علی الانام وتحقیقہ فی علم الکلام ونصبہ اہم الواجبات فلذا قدموہ علی دفن صاحب المعجزات صلی اللہ علیہ وسلم ویشترط کونہ مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا قادرا قرشیا لا ہاشمیا علویا معصوما ویکرہ تقلید الفاسق ویعزل بہ الا لفتنة ویجب ان یدعی لہ بالصلاح وتصح سلطنة متغلب للضرورة وکذا صبی وینبغی ان یفوض امور التقلید علی وال تابع لہ والسلطان فی الرسم ہو الولد وفی الحقیقة ہو الوالی لعدم صحة اذنہ بالقضاء والجمعة کما فی الاشباہ عن البزازیة وفیہا لو بلغ السلطان او الوالی یحتاج الی تقلید جدید۔ در المختار

خلاصہ میں مذکور ہے کہ امامت ریاست عامہ لوگوں کے دین و دنیا کے مصالح کی حفاظت کے لئے بطور نیابت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۲۵۶ عقائد نسفیہ میں کہا ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک امام ضرور چاہئے کہ انکے احکام جاری کرے اور انکو سزا انکے اعمال بد کی دے اور دشمنوں کو انپر سے روکے اور انکے لشکروں کو سامان دے اور انسے صدقات وصول کرے لوگوں اور گردن کشوں کا سر دبائے اور چوروں اور رہزنوں کو زیر کرے اور جمعہ اور عید قائم کرے اور حقوق کے ثابت کرنے کو بیان کرے اور جن بچوں کے ولی نہیں انکے نکاح کر دے اور مسلمانوں میں غنیمتوں کے مال تقسیم کر دے۔ انتہی۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۲۵۶ اور اسی وجہ سے کہ امام کا مقرر کرنا اہم واجبات سے ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے خلیفہ مقرر کرنیکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم کیا۔ ثم یعنی وفات شریف دوشنبہ کے روز ہوئی اور سہ شنبہ کا دن یا بدھ کی رات خواہ دن میں دفن ہوئے کذا فی الطبی محشی ذکر کیا کہ یہ سنت ابھی تک ثابت ہے کہ کوئی خلیفہ دفن نہیں ہوا جبتک کہ دوسرا اسکی جگہ قائم نہیں ہو چکا۔ اور شرط ہے ہونا امام یعنی خلیفہ کا مسلمان آزاد مذکر صاحب عقل بالغ قدرت والا قریشی کی نسب سے۔ ثم مسلمان اسوجہ سے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت نہیں اور آزاد اسوجہ سے کہ غلام کو خود اپنی نفس پر ولایت نہیں تو دوسرے پر کیسے ہوگی اور مرد اس لئے کہ عورتوں کو گھر میں بیٹھنے کا حکم ہے اور عقل کی ناقص ہیں تو انسے واجبات شرعی کی تعمیل نہ ہو سکیگی اور عاقل وبالغ اس لئے کہ مجنون اور لڑکے کو اپنے اوپر ولایت نہیں اور قادر اسلئے کہ غرض کہ احکام کے جاری کرنے میں اور مصالح اہل اسلام کے قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو ورنہ امام مقرر کرنے کی غرض فوت ہو جائیگی اور قریشی ہونا اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام قریش میں سے ہیں کذا فی الشامی اور جمہور نے امامت کے لئے شجاعت کو بھی شرط کیا اور بعض نے عالم ہونا امام کا شرط قرار دیا ہے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صفحہ ۲۵۶ اور مکروہ ہے حاکم بنانا بدکار کا اور امام بدکاری سے معزول ہو جاتا ہے فسق سے مگر بسبب خوف فساد کے معزول نہ کیا جاوے اور واجب ہے کہ ایسے امام کے حق میں دعا نیک ہو نیکی کی کیجاوے اور صحیح ہے سلطنت زبردستی کے غلبہ والے کی بسبب ضرورت کے۔ اور کوئی شخص زبردستی والی ہو جاوے تو اسکی سلطنت صحیح ہوگی ضرورت کی وجہ سے یعنی تاکہ اہل اسلام میں فتنہ نہ ہو۔ اور در حقیقت یہ سلطنت

رشاہ کی ضرورت کیوں ہے اور چاہیئے کہ کاروبار حکومت کا ایک حاکم کے سپرد کیے جاویں جو تابع سلطان کا ہو اور بادشاہ
ظاہر میں تو وہ لڑکا ہے اور حقیقت میں والی مذکور کیونکہ اسکی اجازت قضا اور جمعہ میں درست
نہیں چنانچہ اشباہ میں ہے بزازیہ سے تم لیجئے اگر والی مذکور کو حقیقت میں بادشاہ نہ کہیں تو اسکا
حکم دینا قضا اور جمعہ کے لیے درست نہ ہوگا کیونکہ ان دونوں میں ایسے شخص کا اذن صحیح نہیں جسکو ولایت
نہ ہو لیکن یوں کہنا چاہیئے کہ یہ شخص ایک خاص وقت تک حقیقت میں سلطان ہے۔ غایۃ الاوطار ج ا ص ۲۵۵
دوسری شرط یہ ہے کہ بادشاہ ہو یا اسکا نائب شرح وقایہ اردو میں ہے نماز جمعہ کے ادا کے لیے حضور سلطان کا یا اس شخص کا جسکو
بادشاہ نے واسطے اقامت جمعہ کے حکم کیا ہو شرط ہے اس لئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ترک کیا ولہ امام جائر او عادل
الا فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الا ولا صلوٰۃ لہ الحدیث رواہ ابن ماجہ وغیرہ لیجئے آپ نے مقید کیا نماز جمعہ کو بوجود
امام جائر یا عادل کے فافہم نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ ج ا ص ۱۰۷ پس تمام فقہاء اہل متون و شروح و فتاویٰ
و اہل عقائد و کلام نے سلطان یا اسکے اذن کو شرط صحت ادائے جمعہ فرمایا ہے جسکا بغیر جمعہ ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ اور کسی عالم
سلف صالحین میں سے شرط اولویتہ قرار نہیں دیا خاص کر جبکہ ائمہ ثلثہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں
کہ سلطان یا مامور اسکا شرط صحت ادائے جمعہ و عیدین ہیں۔ پھر مولانا عبد الحی صاحب نے اسکا شرط اولویتہ کہنا یا مولانا بحر العلوم صاحب نے
یہ لکھنا کہ ولم اطلع علی دلیل یفید اشتراط امر السلطان وما فی الہدایۃ وانہ لا یثبت بہ الاشتراط لاطلاق الفرض وجوب
الجمعۃ فی ہذہ المنازعۃ تندفع باجماع المسلمین علی تقدیم واحد کما فی جماعات الصلوات الخ اور شیخ عبد الحی کا یہ فرمانا
قولہ ولا تجوز اقامتہا الا بالسلطان الخ ہذا تقریر الہدایۃ وظاہرہ یفید الاولویۃ والاحتیاط عقلاً لا الاشتراط وعدم
جواز الصلوٰۃ بدونہ شرعاً وغیرہ غلط فہمی پر مبنی اور محمول علی الخطا ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ اور انکے صاحبین
وغیرہ فقہاء کرام الی الاخیرہ و شروح و فتاوی و اہل علم عقائد و کلام وغیرہ تمام سلف کے بر خلاف ہے اور فقہائے
کسی طبقہ میں داخل نہیں بلکہ عامیں میں انکا شمار ہے۔ جیسے خود مولانا عبد الحی صاحب نے نافع کبیر میں تفصیل ذکر کیا ہے
اس سے سمجھا جاتا ہے۔ اور فاضل جلیل مصنف حبل المتین فی احکام الجمعۃ للمسلمین لکھتے ہیں قولہ چنانچہ
تصریح کردہ این عبد الحی مرحوم آہ لائق شہادت قول حق بین و ثقہ است نہ قول مجہول از حق
و مجہول الحال وجدید العہد و مولانا مذکور از حق کہ از اظہر من الشمس است و اثبات او باحادیث
صحاح ستہ۔ لظر دوختہ است بر قول او اعتماد نمودن بعید از اعتماد است۔ حبل المتین ص ۳۰
تنبیہ بر منقول عبارت مولانا [illegible] نیست۔ وہذا السلطان او من امرہ باقامۃ الجمعۃ عند الحنفیۃ خاصۃ
لا عند الشافعیۃ الخ و مولانا مرحوم از شرطیت سلطان گفتہ ولم اطلع علی دلیل آہ حالانکہ حدیث ولہ امام
عادل او جائر آہ در ابن ماجہ و حدیث رزیق در صحیح بخاری کہ شارح ہر دو کتب بعلی عربیت میگویند
کہ سند حنفیہ در شرطیت سلطان این ہر دو حدیث شریف مثلا ہستند چنانچہ مولانا قسطلانی مع آنکہ
شافعی مشرب است و بودن این ہر دو کتب شریفہ از صحاح ستہ اظہر است و چنانچہ در فتح القدیر گفتہ و لقی
ولہ امام عادل آہ رواہ ابن ماجہ سالما عن المعارض فی الشرطیۃ انتہی ملخصا محض اسی قول لظر از حق و خشن

است واحتمال ندیدن کتب سیما صحیح بخاری مع شرح او کہ قسطلانی است بعید از عقل وعرف است
جمع المتین صفحہ ٣ اور نور الشمعہ میں ہے ۔ مولانا بحر العلوم کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب ہدایہ کی یہ
رائے ہے جس سے شرط ثابت نہیں ہوتی بلکہ نصوص جمعہ علی الاطلاق ہیں یہ منازعت سے خطرہ ہو جاتی
رہتی ہے کہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھیں ۔ یزید وغیرہ ظالموں کے زمانہ میں جمعہ ہوتا رہا ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
جب محصور تھے تو جمعہ برابر ہوتا رہا اذن لینا ثابت نہیں اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ سلطان کا اذن
ضروری نہیں اسلئے یہ شرط نہیں ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ رائے تو بیشک ہے مگر مؤید بالدلائل النقلیہ ہے اور یہ پیچھے
کہ منازعت ہو تو سلطان یا نائب دور نہیں ہو سکتی کیونکہ بہت مشکل ہے کہ شہر میں تمام لوگ ایک ہی امام
کے پیچھے خوشی سے نماز پڑھیں اس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ شہروں میں بلا ضرورت جمعہ کئی جگہ ہوتا ہے اور غرض جمعہ کی
جو جامع جماعت ہے فوت ہوتی ہے ۔ ہاں سلطان انکو جامع مسجد میں ایک امام کے پیچھے مجبور کر سکتا ہے ۔ یزید وغیرہ
ظالموں کے زمانے جمعہ کا پڑھا جانا اسپر حجت ہو سکتا ہے جو اسبات کا قائل ہو کہ امام عادل ہی ہونا چاہئے حالانکہ حدیث میں
امام عادل او جائر آیا ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے حاکم کی شرط لگائی جو کہ قدرت نفوذ احکام پر رکھتا ہو کہ
جیسے قدرت حاکم کے انصاف پر پائی جاوے اور یزید گو ظالم متغلب تھا مگر انصاف پر قدرت رکھتا تھا والمتغلب
الذی لا منشور له اذا کانت سیرته سیرة الامراء یجوز له اقامتها لان ذلک تثبت السلطنة فیتحقق الشرط
کبیری ۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عثمان رضی اللہ عنہ سے اذن لینا ہم پہلے لکھ چکے ہیں ۔ بھولا لوگ اذن نہ لیتے ہوں مگر انکی نسبت
بھی ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا جسکا اذن انہوں نے دیا تھا جیسا کہ بخاری سے ہم پہلے لکھ چکے ہیں
اور آپ جمعہ کے اطلاق کا جواب پہلے گذر چکا ہے ۔ بہر حال مولانا بحر العلوم کے یہ دلائل ضعیف ہیں ان سے
شرط سلطان باطل نہیں ہو سکتی جمہور کے برخلاف انکی بات قابل تسلیم نہیں ۔ ملخصاً نور الشمعہ صفحہ ١٠٩
اور مولانا مولوی رشید احمد مرحوم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنی فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں ۔ جواب سوال اول ۔
چوں قطعاً معلوم است کہ نزد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وجود سلطان یا نائبش شرط صحت جمعہ است بعد ازاں علم دلائل
شرطیت آنہا ضرورت نیست کہ فہم مقلد در حق مقلد حجت و دلیل نیست چہ جائیکہ ما ماخذ ایم کہ مقلد باشد بر دلائل اطلاع یابد
است پس اگر صاحب ہدایہ دلیلے کہ تسکین خاطر بخشد ذکر نکند یا بحر العلوم وغیرہ (شیخ عبد الحق محدث دہلوی
صاحب فتح المنان) را بر آن اطلاع دست ندہد باکے نیست وقد قال الحلبی فی شرح المنیۃ قال رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فمن ترکها وله امام عادل او جائر فلا جمع الله شمله ولا بارک له فی امره رواه ابن
ماجه وغیره فقد اشترط علیه السلام الامام لالحاق الوعید بتارکها وقال الحسن البصری اربع الی السلطان
فذکر منها الجمعة وقال حبیب بن ابی ثابت لا یکون الجمعة الا بامیر وهو قول الاوزاعی وقال ابن المنذر مضت
السنة ان الذی یقیم الجمعة السلطان او من قام بها بامره فاذا لم یکن ذلک صلوا الظهر وعلی هذا کان السلف
من الصحابة ومن بعدهم حتی ان علیا رضی الله عنه اقام الجمعة ایام محاصرة عثمان بامره انتهی ۔ ازیں عبارت ہم ظاہر است

سوادہ و مصنفہ محمد گوہر علی علوی عفی عنہ ۔

که اینها هم و تابعین و تبع تابعین را بر شرطیت سلطان اتفاق است و در ایام محاصرهٔ حضرت عثمان رض
هم جمعه بدون اذن حضرت عثمان بوقوع پیوسته اگر برین نقل بحر العلوم را اطلاع نشد و حلبی که صدها
سال سابق از بحر العلوم بود مطلع گشت موجب حیرت نیست و این هم معلوم است که آنچه صحابهٔ
اجله و تابعین و تبع ایشان بران تعامل فرمودند بدون ثبوت حجت و برهان نزد شان نبود پس اگر
امام ابوحنیفه اطلاق نصوص را باین آثار مقید فرمایند بجا است و هیچ نوع محل خدشه نمی تواند که
مصرح در اصول است که نص قطعی بخبر مشهور که بعد قرن اول در قرن ثانی و ثالث اشتهار یابد
هم مقید و مخصوص میشود و این هم مسلم است که موقوف در امریکه مدرک برای نباشد حکم مرفوع
دارد الاشتراک آنها مشهور بشهرت معنویه شده و در شهرت کدامی عدد شرط نیست هر قدر اخبار
که مجتهد را برو یقین و طمانیت حاصل آید باید - پس اگر فرضاً همین آثار منقوله شرح منیه امام
همام محرا رسیده باشد و بس تاهم در آنها کفایت است آخر در بعض شرائط متفق که بمقدر هم
آثار در اول ثبوت پیوسته کسے را هیچ تردد نیست همین سان درین شرط قبول باید کرد
و اگر گویند که قدما را در شرط متفق روایات زیاده از موجوده معلوم شده بود پیچمدان درین اشتراط
باید فهمید و خود در قول حلبی علی هذا کان السلف من الصحابة رضو من بعدهم الی آخر تامل فرمود
که هیچ مستفاد میشود و اگر دیگر ائمه را خارج این آثار دیگر روایات معلومه امام همام ابوحنیفه رض
نرسیده و یا علمائے ما بعد را اطلاع میسر نشده باز قصور امام همام چیست و این خود محقق است
که شخص را علم یک شیٔ بتواتر حاصل آید و دیگرے را علم از همین شیٔ پیدا نیاید البته در وقتیکه از
سلطان و نائبش تعذر بود به اجتماع مسلمین بر شخصی قائم مقام سلطان شود (حاشیه مراد
از شخص آنست که اهل ولایت باشد چنانچه در وقت محاصرهٔ عثمان رض نماز خلف علی رض خوانده شد
[illegible] ص ۱۲۶ احقر عفی عنه) تاهم اشتراط سلطان از دست نمی رود - الحاصل باین
آثار و اخبار امام را شرط اولویت فرمودن نه شرط وجوب خیلے مستبعد مینماید - مع اگر برین
آثار تبیه اجماع دوار و اطلاع یافته چنین ز ماید متنه و خواهد ماند - پس القول ساقط بالاتفاق
داد انصاف دهند که تقریر صاحب ارکان بر محل است یا نه و عدم اطلاع جناب شان آیا
علت عدم اشتراط میتوانند شد یا اطلاع قدما موجب اشتراط باید فهمید - الله تعالی ولی التوفیق
نور الشموع ص ۱۲۷ - و امام عبد الوهاب الشعرانی فرماتے ہیں - و وجه الدلیل ان اقامة الجمعة من منصب
الامام الاعظم فكان الصحابة لا یصلون الجمعة الا خلفه و بعدهم الخلفاء الراشدون علی ذلک فكان كل من
جمع بقوم فی مسجد آخر خلاف المسجد الذی فیه الامام الاعظم یلوث الناس به و یقولون ان فلاناً
ینازع فی الامامة فكان یتولد من ذلک فتن كثیرة فسد الائمة هذا الباب الا بعذر یرضی به الامام
الاعظم كضیق مسجده من جمیع اهل البلد فهذا السبب قال الائمة انه لا یجوز تعدد الجمعة فی البلد

رسالۃ النور واللمعۃ فی ذکر الجمعۃ

المسمّٰی بہ

اشعۃ الانوار اللمعۃ فی فتوی الجمعۃ

معروف بہ فتاوی علوی

از تصنیفات بابرکات جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول کاشف رموز مذہب
حنفیہ واقف اصول فقہیہ۔ یادگار سلف وخلف جناب مولانا مولوی محمد گوہر علی صاحب
علوی حنفی مجددی لماٹلوی زاد مجدہم۔ متوطن موضع لودے تحصیل گوجر خاں ضلع راولپنڈی
(حال وارد لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصاً الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد المصطفی وعلی
المجتبی۔ امابعد العبد الفقیر المشتکی والملتجی الی اللہ الغنی محمد گوہر علی علوی حنفی نقشبندی مجددی
لماٹلوی نجل ابن حضرت جناب غوث صمدانی وقطب ربانی حاج الحرمین الشریفین حضرت قاضی فضل دین
صاحب حاجی لودوی رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ تعالٰے عنہ رب ارض عنہ وارضہ عنا

الاستفتاء۔ کیا امامنا الاعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مقلد کیلئے رجوع
عن التقلید جائز ہے یا نہیں۔ **الافتاء۔** رجوع عن التقلید اجماعاً باطل اور ناجائز ہے۔ قال فی الدر المختار
وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقاً وھو المختار فی المذہب۔ اور یہ کہ پھرنا تقلید سے عمل کر
نے کے بعد بالاتفاق باطل ہے۔ اور یہی قول مختار ہے مذہب میں۔ غایۃ الاوطار جلد اول صـ۳۱ وان الحکم
یتقید بقضاءہ بخلاف مذہبہ اصلاً کما فی القنیۃ۔ اور نہ مقید قاضی کا حکم خلاف اپنے مذہب کے اصلاً نافذ
ہوتا چنانچہ قنیہ میں ہے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صـ۳۲ **الاستفتاء۔** کیا مرجوح قول پر فتوی دینا اور
مطلق جائز ہے یا ناجائز۔ **الافتاء۔** فتوی دینا قول مرجوح پر حکم مطلق ناجائز وباطل ہے۔ ان الحکم والفتیا
بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع۔ اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتوی دینا مرجوح قول پر جہالت ہے

رسالۃ النور واللمعۃ فی ذکر الجمعۃ

المسمّٰی بہ

اشعۃ الانوار اللمعۃ فی فتویٰ الجمعۃ

معروف بہ فتاویٰ علوی

از تصنیفات بابرکات جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول کاشف رموز مذہب حنفیہ واقف اصولِ فقہیہ۔ یادگار سلف و خلف جناب مولانا مولوی محمد گوہر علی صاحب علوی حنفی مجددی لحاظوی زاد مجدہم۔ متوطن موضع لودے تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی

(حال وارد لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰے خصوصاً الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد المصطفٰے وعلی آلہ المجتبٰی۔ اما بعد العبد الفقیر المشتکی والملتجی الی اللہ الغنی محمد گوہر علی علوی حنفی نقشبندی مجددی لحاظوی نجل ابن حضرت جناب غوث صمدانی و قطب ربانی حاج الحرمین الشریفین حضرت قاضی فضل دین صاحب حاجی لودوی رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ تعالےٰ عنہ رب ارض عنہ وارضہ عنا

الاستفتاء۔ کیا امام الاعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مقلد کیلئے رجوع عن التقلید جائز ہے یا نہیں۔ **الافتاء**۔ رجوع عن التقلید اجماعاً باطل اور ناجائز ہے۔ قال فی الدر المختار وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقاً وھو المختار فی المذہب۔ اور یہ کہ پھرنا تقلید سے عمل کر چکنے کے بعد بالاتفاق باطل ہے اور یہی قول مختار ہے مذہب میں۔ غایۃ الاوطار جلد اول صـ۳۱ واما المقلد فلا ینفذ قضاءہ بخلاف مذہبہ اصلاً کما فی القنیۃ۔ اور مقلد قاضی کا حکم تو خلاف اپنے مذہب کے اصلاً نافذ نہیں ہوتا چنانچہ قنیہ میں ہے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ صـ۳۲ **الاستفتاء**۔ کیا مرجوح قول پر فتویٰ دینا اور حکم لگانا جائز ہے یا ناجائز۔ **الافتاء**۔ فتویٰ بقول مرجوح و حکم لگانا ناجائز و باطل ہے۔ ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع۔ اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت ہے

اور اجماع کا پھاڑنا ہے یعنی حرام اور باطل ہے۔ وان الحکم الملفق باطل بالاجماع اور حکم ملفق یعنی ملا جلا چند
مذاہب سے ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۳ **الاستفتاء** ۔ موجودہ زمانے
میں حنفی مفتی کو کن کن اصول پر عمل کرنا ضروری اور فرض ہے۔ **الافتاء** ۔ اس زمانے میں حنفی مفتی کو اصول ذیل پر عمل کرنا
فرض ہے (اول یہ کہ مفتی خود مجتہد ہوتا ہے۔ اور جو مجتہد نہیں ناقل قول مجتہد ہوتا ہے۔) اس پر فرض یہ ہے۔ کہ
مجتہد کا قول کتب معتبرہ و مشہورہ و متداولہ سے نقل کرے۔ جیسے جامع صغیر و مبسوط و فتاویٰ قاضی خان اور قدوری
و مختصر الکرخی و کنز الدقائق و وقایہ اور ہدایہ و مختصر فتاویٰ سراجیہ و فتح القدیر و در المختار وغیرہ ہیں۔ اور حتی
الوسع روایت ظاہرہ اور ظاہر مذہب پر عمل کرے اور بقدر طاقت اس کو نہ چھوڑے۔ قال ابن الہمام فی
فتح القدیر فی کتاب القضاء استقر رای الاصولیین علی ان المفتی ہو المجتہد واما غیر المجتہد ممن یحفظ اقوال المجتہد
فلیس بمفت والواجب علیہ اذا سئل ان یذکر قول المجتہد کابی حنیفۃ رح علی جہۃ الحکایۃ فعرف ان ما یکون
فی زماننا من فتوی الموجودین لیس بفتوی بل ہو نقل کلام المفتی لیاخذ بہ المستفتی وطریق نقلہ کذلک عن المجتہد
احد الامرین اما ان یکون لہ سند فیہ الیہ او یاخذ من کتاب معروف تداولتہ الایدی نحو کتب محمد بن الحسن ونحوہا من
التصانیف المشہورۃ لانہ بمنزلۃ الخبر المتواتر عنہم او المشہور ہکذا ذکر الرازی فعلی ہذا الوجہ بعض نسخ النوادر
فی زماننا لایحل عزو ما فیہا الی محمد ولا الی ابی یوسف لانہا لم تشتہر فی زماننا فی دیارنا ولم تتداول نعم اذا وجد
النقل عن النوادر مثلا فی کتاب مشہور کالہدایۃ والمبسوط کان ذلک تعویلا علی ذلک الکتاب۔ مقدمہ عمدۃ
الرعایۃ۔ لایحل الافتاء من القواعد والضوابط وانما علی المفتی حکایۃ النقل الصریح کما صرحوا بہ انتہی ایضا۔
لایجوز الفتوی من التصانیف الغیر المشہورۃ انتہی۔ والحکم فی ہذہ الکتب الغیر المعتبرۃ ان یوخذ ما صفا منہا ویترک
ما کدر منہا ولا یوخذ بما فیہا الا بعد التامل والتفکر الغائر ولحاظ عدم مخالفتہ للاصول والکتب المعتبرۃ۔ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ
اذا اتفق اصحابنا علی امر یفتی بہ المفتی واذا اختلفوا فیہ فالفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفۃ رح ثم قول ابی یوسف
ثم قول محمد رح ثم قول زفر والحسن بن زیاد وقیل اذا کان ابو حنیفۃ فی جانب وصاحباہ فی جانب فالمفتی بالخیار و
الاول اصح اذا لم یکن المفتی مجتہدا کذا فی الفتاوی السراجیۃ واختار فی الحاوی القدسی الاعتبار لقوۃ الدلیل۔
الفتوی اذا اختلف کان الترجیح لظاہر الروایۃ۔ بحر۔ اذا اختلف التصحیح وجب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع
الیہا۔ بحر۔ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی۔ بحر۔ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ۔ جعل العلماء
الفتوی علی قول الامام الاعظم فی العبادات مطلقا وہو الواقع بالاستقراء ما لم یکن عنہ روایۃ کقول المخالف کما فی
المستصفی۔ ایضا۔ المسئلۃ اذا لم تذکر فی ظاہر الروایۃ وثبتت فی روایۃ اخری تعین المصیر الیہا۔ بحر۔ المقرر
عند علمائنا لایفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ الی قولہما او قول احدہما او غیرہما الا بضرورۃ فتاویٰ
خیریہ۔ لایحل للمفتی ان یفتی ببعض الاقاویل المہجورۃ۔ جامع المضمرات۔ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ملخصا۔ رسم
المفتی ان ما اتفق علیہ اصحابنا فی الروایۃ الظاہرۃ یفتی بہ قطعا۔ وفی اول المضمرات اما العلامات للافتاء

فقوله وعليه الفتوى وبه يفتى وبه ناخذ وعليه الاعتماد وعليه عمل اليوم وعليه عمل الامة وهو الصحيح او الاصح والاظهر
او الاشبه او الاوجه او المختار ونحوها مما ذكر فى حاشية البزدوى الخ قال شيخنا الرملى فى فتاواه وبعض الالفاظ
آكد من بعض فلفظ الفتوى آكد من لفظ الصحيح والاصح والاشبه وغيرها ولفظ به يفتى آكد من الفتوى عليه
والاصح آكد من الصحيح والاحوط آكد من الاحتياط - لا فرق بين المفتى والقاضى الا ان المفتى مخبر عن الحكم والقاضى
ملزم به وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع وان الحكم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن
التقليد بعد العمل باطل اتفاقا وهو المختار فى المذهب وان الخلاف خاص بالقاضى المجتهد واما المقلد فلا ينفذ قضاؤه
بخلاف مذهبه اصلا كما فى القنية - در المختار ملخصا - واما الذين هم دون ذلك فانهم من اصحاب المتون كاصحاب
الكنز والوقاية وغيرها فانهم كانوا فقهاء متقين يلزمهم تقليد علماء عصرهم وفقهاء دهرهم لا يحل لهم ان يفتوا الا
بطريق الحكاية وهى الطبقة السابعة وهى طبقة المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يفرقون بين الغث
والسمين ولا يميزون بين الشمال واليمين بل يجمعون ما يجدون كحاطب ليل فالويل لهم ولمن قلدهم كل الويل - مقدمه
عمدة الرعاية ملخصا - فصل فى رسم المفتى - المفتى فى زماننا من اصحابنا اذا استفتى عن مسئلة وسئل عن واقعة ان
كانت المسئلة مروية عن اصحابنا فى الروايات الظاهرة بلا خلاف بينهم فانه يميل اليهم ويفتى بقولهم ولا يخالفهم برأيه و
ان كان مجتهدا متقنا لان الظاهر ان يكون الحق مع اصحابنا لا يعدوهم واجتهاده لا يبلغ اجتهادهم ولا ينظر الى قول من
خالفهم ولا تقبل حجته لانهم عرفوا الادلة وميزوا بين ما صح وثبت وبين ضده وان كانت المسئلة مختلفا فيها بين اصحابنا
فان كان مع ابى حنيفة رحمه الله احد صاحبيه ياخذ بقولهما لوفور الشرائط واستجماع ادلة الصواب فيهما الخ فتاوى قاضى
خان جلد اول صـ ۲ رسم المفتى - الا ان ما اتفق عليه اصحابنا فى الرواية الظاهرة عنهم يفتى به قطعا - در مختار صـ

الاستفتاء کیا جمعہ کی نماز مطلق بلا شرط فرض ہے یا نماز جمعہ کی فرضیت مشروط و مقید بشرائط ہے۔

الافتاء باجماع اعیان امت خصوصاً ائمہ اربعہ نماز جمعہ کی فرضیت مشروط و مقید بالشرائط ہے والقاطع
للشغب ان قوله تعالى فاسعوا الى ذكر الله ليس على اطلاقه اتفاقا بين الامة اذ لا يجوز اقامتها فى البرارى اجماعا ولا فى
كل قرية عند الشافعى رح بل يشترط ان لا يظعن اهلها عنها صيفا ولا شتاء فكان خصوص المكان مرادا فيها اجماعا
فقدر القرية الخاصة وقدرنا المصر وهو اولى لحديث على رض ولو عورض بفعل غيره كان على مقدما عليه فكيف ولم يتحقق
معارضة ما ذكرنا اياه ولهذا لم ينقل عن الصحابة لما فتحوا البلاد اشتغلوا بنصب المنابر والجمع الا فى الامصار دون القرى
ولو كان لنقل ولو احادا انتهى فتح القدير و هكذا فى الكبيرى - پس ما نحن فیہ میں حنفیہ نے تخصیص اطلاق قرآن سے اخبار
احاد کے نہیں کی بلکہ تعیین ایک امر مبہم کی کی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مجموعہ الفتاوے مولوی عبدالحی جلد اول
صـ ۲۳۵ فرضیت جمعہ کی آیت اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اجماع امت کا خلاصہ ہے کہ کل
امت فرضیت جمعہ پر متفق ہے۔ لیکن فرضیت اسکی مطلقاً نہیں۔ مشروط بالشرائط ہے۔ بسبب علما متفق
ہیں۔ کہ سوائے جماعت کے جمعہ ناجائز ہے۔ ایک دو نہیں پڑھ سکتے۔ مسافر پر فرض نہیں۔ بیمار پر فرض

نہیں ۔ عورت اور غلام پر فرض نہیں ۔ اعمیٰ مقیدی ۔ اعرج پر فرض نہیں ۔ بارش کے روز فرض نہیں ۔
بدوں اذن سلطان کے فرض نہیں ۔ بغیر خطبے کے فرض نہیں ۔ بغیر شہر کے عند الامام ابوحنیفہ فرض نہیں ۔
نماز حضوری و نوری مصنفہ مولانا غلام قادر صاحب بھیروی امام مسجد بیگم شاہی لاہور ص۳۷ پس
نماز جمعہ کو فرض جاننا شرط لگانا اور عدم وجود شرط صحت ادا جمعہ کیوقت رکعتین جمعہ کو فرض کر کے پڑھنا اور انکو
ظہر کی چار رکعتوں کے قائم مقام اور مسقط ظہر جاننا خلاف مذہب حنفیہ ہے ۔ **الاستفتاء** ۔
کیا مذہب حنفی میں مصر جامع کا ہونا صحت ادا نماز جمعہ کے لئے شرط ہے یا نہیں ۔ **الافتاء** جمعہ کی صحت
ادا کے لئے بھی مصر یا اسکی فناء کا ہونا شرط ہے ۔ اور جمعہ کے وجوب کے لئے بھی اقامت بمصر شرط ہے ۔ اس پر
نقول شہادات مرقومۃ الذیل ہیں اما المصر فہو شرط عندنا وقال الشافعی رح لیس بشرط الخ ولنا قولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع ۔ وقال علی رض لاجمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع
ولان الصحابۃ رض حین فتحوا الامصار والقریٰ ما اشتغلوا بنصب المنابر وبناء الجوامع الا فی الامصار والمدن
وذلک اتفاق منہم علی ان المصر من شرائط الجمعۃ وجوائی مصر بالبحرین الخ مبسوط السرخسی جلد دو ص۲۳
کتاب المبسوط لشمس الدین السرخسی المحتوی علی کتب ظاہر الروایۃ للامام محمد بن الحسن الشیبانی رح علی الامام
الاعظم ابی حنیفہ رض وہو الکتاب ثلاثون جزءً ۔ طبع بمطبعۃ السعادۃ بمصر ۱۳۲۴ھ ہجری لصاحبہا محمد اسمٰعیل
اشعار ۔ وکتب ظاہر الروایۃ اتت ستا وبالاصول ایضا سمیت صنفہا محمد الشیبانی حرر فیہا
المذہب النعمانی الجامع الصغیر والکبیر والسیر الکبیر والصغیر ثم الزیادات مع المبسوط تواترت بالسند
المضبوط ویجمع الست کتاب الکافی للحاکم الشہید فہو الکافی اقوی شروحہ الذی کالشمس مبسوط شمس الائمۃ السرخسی
ولا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ ۔ قدوری ۔ ترجمہ نہیں درست جمعہ مگر مصر جامع میں یا
شہر کی عیدگاہ میں اور نہیں جائز دیہات میں ۔ ترجمہ اردو قدوری ص۳۶ نماز آدینہ بچند شرط واجب آید یکے آنکہ شہر جامع
میباید ۔ قدوری فارسی ص۲۵ (۳) وشرط ادائہا المصر او مصلاہ ۔ کنز الدقائق ص۴۲ مسئلہ وشرط اداء
جمعہ مصر است یا نمازگاہ او ۔ کنز فارسی ص۲۵ بہ شرط الاداء بہا المصر او فناءہ ۔ مختصر الوقایہ ص۳۲ وکذا
فی الوقایۃ وفی شرح الوقایۃ ص۲۲ (۵) باب صلوٰۃ الجمعۃ لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر لا تجوز فی
القریٰ لقولہ علیہ السلام لاجمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع ۔ ہدایہ شریف ص۱۲۱ (۶) لا
تصح الجمعۃ الا بستۃ شروط المصر او فناءہ ۔ ملتقی الابحر برحاشیہ شرح وقایہ فارسی جلد اول ص۲۳ ملتقی
الابحر میں متون اربعہ کے مسائل جمع ہیں ۔ وبعد فیقول العبد ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی قد سالنی بعض طالبی
الاستفادۃ ان اجمع لہ کتابا یشتمل علی مسائل القدوری والمختار والکنز والوقایۃ بعبارۃ سہلۃ فاجبتہ الی ذلک
الخ ملتقی الابحر ص۲ (۷) الجمعۃ فریضۃ علی الرجال الاحرار العاقلین المقیمین فی الامصار ۔ قاضی خاں جلد اول ص
(۸) والثانی شرط لاداء الجمعۃ ولا مصر الجامع ۔ فتاویٰ سراجیہ برحاشیہ فتاویٰ قاضی خاں جلد ص۴۹

ولیشترط لصحتہا المصر او فناءہ والسلطان او مامورہ تنویر الابصار قال فی النہر ولہا شرائط وجوب واداء و
الفرق ان الاداء لا یصح بانتفاء شروطہ ویصح بانتفاء شروط الوجوب ونظمہا بعضہم فقال شعر۔ وحر صحیح
بالبلوغ مذکر مقیم وذو عقل لشرط وجوبہا ومصر وسلطان ووقت وخطبۃ واذن کذا جمع لشرط
ادائہا رد المحتار للشامی (و طحطاوی) ابو الحسن القدوری۔ کان من اہل بغداد فقیہا صدوقا انتہت الیہ ریاست
اصحاب مذہب ابی حنیفہ رح وارتفع جاہہ مات فی رجب ۴۲۸ھ ہجری ببغداد۔ وصاحب الکنز کان اماما محققا
عدیم النظیر فی زمانہ فقید المثال فی الاصول والفروع۔ نافع کبیر صفحہ ۸ وشارح الوقایۃ کان عالما فاضلا کاملا۔
نافع صفحہ ۸ ما یصححہ قاضیخان مقدم علی ما یصححہ غیرہ لانہ فقیہ النفس۔ نافع کبیر صفحہ ۸ مولانا عبد الحی رح۔ اور نافع
کبیر میں قاضیخان کو گویا تیسرے طبقہ اور صاحب قدوری وہدایہ کو چاریا پانچ طبقہ میں اور صاحب کنز و مختار و وقایہ کو
چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے اور صاحب سراجیہ خیر الدین رملی کا استاذ ہے۔ اور رملی صاحب در مختار کا استاذ ہے۔ واعلم ان
المتاخرین قد اعتمدوا علی المتون الثلاثۃ الوقایۃ ومختصر القدوری والکنز الخ نافع کبیر صفحہ ۹ ترجمہ اور جان لے
کہ بیشک فقہاء متاخرین نے متون ثلاثہ وقایہ اور قدوری اور کنز پر اعتبار اور یقین کیا ہے۔ اما المختصرات التی صنفہا
حذاق الائمۃ وکبار الفقہاء الاجلۃ المعروفین بالعلم والزہد والفقہ والثقۃ فی الروایۃ کابی جعفر الطحاوی وابی
الحسن الکرخی والحاکم الشہید المروزی وابی الحسن القدوری ومن فی ہذہ الطبقۃ من علمائنا فہی موضوعۃ لضبط اقوال
صاحب المذہب وجمع ما رواہ المروی عنہ فہی ملحقات بمسائل الاصول وظواہر الروایات فی صحتہا وثقۃ رواتہا ومن
ذلک اشتہر ان المتون کالنصوص وانہا مقدمۃ علی ما فی الشروح وما فیہا علی الفتاوی ولیس المراد الا مختصرات موضوعۃ
للامن حذاق الائمۃ والفقہاء الاجلۃ واما المختصرات التی جمعہا المتاخرون کالوقایۃ والکنز والنقایۃ وغیرہا فان
اصحابہا وان کانوا علماء صالحین فضلاء کاملین لیسوا بہذہ المثابۃ من الثقۃ والفقاہۃ الخ نافع کبیر صفحہ ۹
حنفیوں کے لئے تو مذکورہ بالا دلائل کافی اور وافی ہیں۔ جب معتبرات کتب فقہ حنفی سے ثابت ہوگیا۔ کہ امام
ابو حنیفہ رح اور ان کے صاحبین کا یہی مذہب ہے۔ کہ مصر جامع شرط صحت ادائے نماز جمعہ ہے۔ تو مقلد
کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کی اتباع کرے۔ کیونکہ مقلد کے لئے امور شرعیہ کی دلیل اسکے امام کا قول ہے۔ اما
المقلد فمستندہ قول مجتہدہ مسلم الثبوت۔ اور کتاب اللہ۔ سنت الرسول ﷺ۔ اجماع۔ قیاس مجتہد کے
لئے دلائل ہیں نہ مقلد کے لئے۔ ولیس للعامی الاخذ بظواہر الآثار وانما التمسک بہا للفقہاء۔ تلویح التوضیح
حنفیوں کے لئے تو متون کتب فقہ قرآن وحدیث کی طرح ہیں۔ المتون کالنصوص نافع کبیر مولوی عبد الحی
یعنی مشہور متن کی کتابیں تفاوت میں قرآن وحدیث کی طرح ہیں۔ ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح
وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی۔ غرضیکہ متون کا مسئلہ شروح اور فتاوی سے مقدم ہے۔ پھر
جس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رح اور ان کے صاحبین کا اتفاق ہے۔ مفتی اسی پر فتوی دے گا۔ واذا اتفق
اصحابنا علی امر یفتی بہ المفتی۔ واذا اختلفوا فیہ فیفتی علی قول ابی حنیفہ رح ثم قول ابی یوسف رح ثم قول

زفر والحسن ابن زیاد - وقیل اذا کان ابوحنیفۃ رح فی جانب وصاحباہ فی جانب فالمفتی بالخیار والاول اصح اذا
لم یکن المفتی مجتہد کذا فی الفتاوی السراجیہ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ - اذا اختلاف الفتوی کان الترجیح لظاہر الروایۃ
یعنی فتوی میں اختلاف ہو تو فوقیت وترجیح ظاہر روایۃ کو ہی ہوگی - وفی کتاب الشہادات من الفتاوی
الخیریۃ المقرر عندنا انہ لایفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ الی قولہما او قول احدہما وغیرہما الا
لضرورۃ - مقدمہ عمدۃ الرعایۃ - واعلم ان ما اتفق علیہ اصحابنا فی الروایۃ الظاہرۃ عنہم یفتی بہ قطعاً - معلوم
ہوا کہ جس پر ہمارے اصحاب یعنی امام اعظم اور اُن کے اصحاب متفق ہوگئے ہیں - جس روایت میں جو ظاہر ہے
اُنسے تو مفتی اس کا فتوی دے - یقیناً ہم ظاہر الروایۃ کی قید لگائی - اسواسطے کہ ظاہر الروایۃ کے سوا اور روایات
مرجوح عنہا ہیں یعنی مطروح ہیں - یا غیر مشہور نامعتبر ہیں - اور ظاہر الروایۃ کی کتابیں زیادات اور سیر اور
مبسوط اور جامع صغیر اور جامع کبیر ہیں - محمد بن حسن کی تصنیفات سے اور ظاہر الروایات کے معنی یہ ہیں
کہ اس کی روایت امام اعظم اور ان کے اصحاب سے ظاہر ہے - ثقات اور مجتہدین کے نقل کرنے سے نقل
خواہ بتواتر ہو یا بشہرت کذا فی الطحطاوی متون فقہ یعنی وقایہ اور قدوری وغیرہما بھی ظاہر الروایۃ میں
اسواسطے کہ امام محمد کی کتب مذکورہ سے مستخرج ہیں - غایۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۲۹ - واختلف فیما اختلفوا
فیہ والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق - اور اس میں اختلاف کیا گیا ہے -
جس میں ہمارے اصحاب مختلف ہیں اور صحیح تر قول چنانچہ سراجیہ وغیرہا میں ہے یہ ہے - کہ فتوی دیا جائے
امام اعظم کے قول پر یعنی ہر طرح اگرچہ دوسرے کی دلیل قوی ہو - غایۃ الاوطار جلد اول صفحہ ۲۹ پس خالص حنفیوں کے
لئے تو معتبرات کتب فقہ ہی کافی ہیں - مگر ان حنفیوں کے لئے جو زبانی حنفیت کا دعوی کرتے ہیں اور دل سے
غیر مقلدین کے پیرو ہیں اور معتبرات کتب فقہ پر یقین نہیں رکھتے چند ایک دلائل قرآن وحدیث سے بیان
کئے جائینگے - دلیل اول قولہ تعالی وذروا البیع - لان البیع والشراء فی الاسواق غالباً - تفسیر کبیر - والمصر لقولہ
وذروا البیع اذ البیع الذی یحتاج الی المنع یکون فی الامصار - کافی - دلیل ثانی - حدیث بسند صحیح ہے -
حدثنا جریر عن منصور عن طلحۃ عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبدالرحمان انہ قال قال علی رض لا جمعۃ ولا تشریق
الا فی مصر جامع - عینی شرح البخاری جلد سوم صفحہ ۲۶۳ ولئن سلمنا انہ موقوف فہو صحیح وہو محمول علی السماع
لانہ لا یدرک بالعقل - عینی شرح ہدایہ - وروی عبدالرزاق عن علی موقوفاً لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر
جامع واسنادہ صحیح - نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ لابن حجر - اور صاحب ہدایہ وقسطلانی اور امام
ابو یوسف رح نے اس حدیث کو مسند مرفوع قرار دیا ہے - عن حذیفۃ رض قال لیس علی اہل القری جمعۃ انما الجمعۃ
علی اہل امصار مثل المدائن واسندہ ابن ابی شیبۃ عن حذیفۃ وعلی وغیرہما - فتح الباری لابن حجر رح جلد دوم
صفحہ ۳۱۶ - یعنی گاؤں والے لوگوں پر جمعہ فرض نہیں - جمعہ تو صرف شہر والے لوگوں پر فرض ہے - فلا تجوز فی
القری عندنا وہو مذہب علی ابن ابی طالب وحذیفۃ وعطاء والحسن ابن الحسن والنخعی ومجاہد وابن سیرین

والثوری وسحنون منیہ کبیری - دلیل ثالث - عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان الناس
ینتابون الجمعۃ وفی - روایۃ یتناوبون الجمعۃ من منازلہم والعوالی الحدیث - بخاری مصری جلد اول صـ۱۱۱
ثم لا دلالۃ فی الحدیث علی وجوب الاتیان من مقدار العوالی کیف ولو وجب لما تناوبوا بل حضروا جمیعاً -
سندھی حاشیہ بخاری - لو کان واجباً علی اہل العوالی ما تناوبوا ولکانوا یحضرون جمیعاً - فتح الباری لابن حجر
دلیل رابع - لم ینقل عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم حین فتحوا البلاد اشتغلوا بنصب المنابر الا فی الامصار دون القری
ولو کان لنقل ولو آحاداً - فتح القدیر وکبیری - والصحابۃ حین فتحوا الامصار والقری ما اشتغلوا بنصب
المنابر وبناء الجمع الا فی الامصار والمدن وذلک اتفاق منہم علی ان المصر من شرائط الجمعۃ - نہایہ شرح
ہدایہ مصری صـ۱۷۰ وکذا فی رسائل الارکان صـ۱۱۳ دلیل خامس - باب من این تؤتی الجمعۃ وعلی من تجب
الجمعۃ قال عطاء اذا کنت فی قریۃ جامعۃ فحق علیک ان تشہدہا سمعت النداء او لم تسمعہ بخاری
شریف - ورواہ عبد الرزاق فیہ عن ابن جریج قلت لعطاء ما القریۃ الجامعۃ قال ذات الجماعۃ والامیر وا
لقاضی والدور المجتمعۃ الآخذ بعضہا ببعض کالجدۃ قسطلانی - پس اسی حدیث سے ثابت ہے - تعریف
المصر کل موضع لہ امیر وقاضی ینفذ الاحکام ویقیم الحدود - دلیل سادس - ولا جمعۃ بعرفات فی قولہم جمیعاً
ہدایہ وشرح الوقایہ - قولہ ولا بعرفات وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ انہم وقفوا فی حجۃ الوداع بہ
وکان یوم الجمعۃ فلم یصلوا الجمعۃ بل صلوا الظہر علی ما ہو موجود فی الصحاح الستۃ وغیرہا ولو کانت الجمعۃ
جائزۃ فیہ لما ترکوہا - عمدۃ الرعایۃ صـ۲۲۷ واما قریہا وشہر طیس شرط جمعہ است بجہت اینکہ در زمان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در بدو جمعہ بود و با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کثیر از اہل مکہ در عرفہ بودند وایشان را بجمعہ امر نفرمود
وسفر اگر سبب عدم حکم در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واہل مدینہ تواند شد در حق اہل مکہ نے تواند شد لا بودن
ایشان در صحرا - مصفی شرح موطا للشاہ ولی اللہ رحمہ محدث دہلوی - دلیل سابع عن حذیفۃ قال لیس علی
اہل القری جمعۃ انما الجمعۃ علی اہل الامصار مثل المدائن واسندہ ابن ابی شیبۃ عن حذیفۃ وعلی وغیرہما فتح
الباری جلد دوم صـ۳۱۶ سوال - کیا قول صاحب قدوری کا کہ لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا
تجوز فی القری صحیح وموافق اصول مقررہ حضرات حنفیہ کے ہے - اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو عمل کرنا اس
قول پر لازم ہے یا نہیں - الجواب ہاں قول مذکور صاحب قدوری کا مطابق اصول مذہب حنفی کے ہے - اور
فقہاء حنفیہ کا بالتمام اس پر اتفاق ہے - اسیواسطے جمہور مصنفین حنفیہ اس پر چلے ہیں - کما ذکر فی شرح الدر المختار
ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر وفی الکبیری شرح منیۃ المصلی - اما شروط الاداء فستۃ ایضاً الخ
اب جب اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے علماء احناف کے پاس بالاتفاق واسطے صحت اداء جمعہ کے مصر شرط
ہے - اس لئے حکم دے دیں بسبب عدم جواز جمعہ کا گاؤں میں کیونکہ انتفاء شرط سے انتفاء مشروط لازم آتا ہے
لہذا کما صاحب الطحطاوی ورد المحتار - الخ الخ پس جب ثابت ہوا اول مذہب سے کہ قول صاحب قدوری

کا مطابق مذہب حنفی کے ہے۔ اور پیروی کی اِس کی جمہور فقہاء محققین نے اور ترجیح دی اِس کو اوپر کے طبقے
والے مرجحین نے بلکہ کوئی فقیہ مذہب حنفی کے اشتراط مصر برائے صحت اداء جمعہ کا انکار نہیں کرتا۔ تو لازم ہے
مقلدین پر عمل کرنا ساتھ اِس قول کے اور جو مقلد اسکے خلاف حکم کرے وہ حکم اِس کا جائز نہیں کما فی الدر المختار
واما المقلد فلا ینفذ قضاؤہ بخلاف مذہبہ اصلاً کما فی القنیۃ قلت ولا سیما فی زماننا فقط محمد عبد الواحد
الحنفی۔ فی الواقع آیت فرضیت جمعہ بالاجماع مخصص ہے۔ پس تقلید اسکی بحدیث اولی ہے۔ اور حنفیہ نے
حدیث علی رضہ کہ مروی ہے۔ مرفوعاً و موقوفاً والموقوف اصح اور اسباب میں حکم مرفوع کا رکھتی ہے۔ مخصص ثانی
اور بہ مجرد رائے کے تخصیص نہیں کی اور اِس مذہب میں کسی طرح کی مخالفت اصول کی نہیں ہے۔ تفصیل
اسکی فتح القدیر حاشیۂ ہدایہ و بنایہ شرح ہدایہ عینی وغیرہ میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ مجموعۃ الفتاوی مولوی عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہم
صفحہ ۹۳ ۔ پس جملہ روایات معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ صحیح یہی مذہب ہے۔ کہ گاؤں میں جمعہ ادا نہیں ہوتا
اور نہ گاؤں والوں پر جمعہ واجب ہے۔ اگر گاؤں میں جمعہ پڑھیں۔ تو ترک فرض ظہر کی معصیت میں مبتلا ہوں گے
اور نیز ارتکاب جماعت نفل کہ بدعت ہے لازم آویگی۔ اور لوگوں کی وہاں جمعہ پڑھنے سے نماز ظہر اُنکے ذمہ سے
ساقط نہیں۔ اور اگر اول جمعہ پڑھکر نماز ظہر احتیاطی پڑھے۔ تو اس میں اگرچہ ترک فریضہ ظہر لازم نہ آوے گا
مگر جماعت ظہر جو واجب ہے وہ ترک ہوگی اور جماعت نفل جو بدعت ہے۔ نماز جمعہ سے لازم آوے گی
پس جمعہ ایسے گاؤں میں جہاں ہزار دو ہزار آدمی بستے ہوں جسکو عرف میں قصبہ و شہر نہیں کہتے ادا نہیں
ہوتی اور فریضہ ظہر اُن پر لازم رہیگا۔ فقط واللہ اعلم بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی۔ للہ در الفاضل
المجیب ثم للہ درہ بندہ محمود دیوبندی۔ حضرت مجیب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ عین حق و صواب ہے
ہمارے مذہب میں دیہات میں نہ جمعہ درست ہے نہ عیدین کیونکہ جماعت نفل ہوگی۔ اور جماعت
نفل کی مکروہ ہے۔ دیہات میں عیدین پڑھنا جمعہ پڑھنے سے بھی زیادہ موجب کراہت ہوگا۔ واللہ
اعلم وعلمہ اتم و احکم فقط کتبہ محمد اشرف علی التھانوی عفی عنہ للہ در المجیب لقد اصاب واجاد فیما
اجاب خلیل احمد مدرس سہارنپور۔ قریٰ میں نماز جمعہ ہرگز درست نہیں ہے اداء صلوۃ جمعہ اور ترک
جماعت ظہر فی القریٰ موجب عصیاں اور کسی ہوائے نفسی پر مبنی ہے۔ اِس سے ہر مسلم کو اجتناب
چاہئے واللہ اعلم محمد عابد حسین۔ الجواب صحیح احمد علی مفتی مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ محمد رشید مدرس دوم
(وغیرہ سوا ستر علماء) اور مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے احتیاط الظہر بعد الجمعہ
کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے۔ القول البدیع فی اشتراط المصر للتجمیع مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی
الاستفتاء۔ مذہب حنفی میں مصر شرعی کی کتنی تعریفیں ہیں اور انمیں صحیح و معتبر کونسی تعریف ہے
کیا مصر شرعی کی تعریف صاحب مذہب امام ابو حنیفہ رح سے بھی کوئی روایت ہے۔ کہ مقلدین مذہب حنفی کے لئے

دستور العمل ہو سکے۔ الافتاء۔ مذہب حنفی میں مصر شرعی کی تعریف مرقومۃ الذیل ہیں (۱) شرط اداء الجمعۃ المصر و
ہو کل موضع لہ امیر و قاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود کنز الدقائق صفحہ ۴۲ و مصر موضعیست کہ در و امیر و قاضی
بود کہ تنفیذ احکام شرع و اقامت حدود کند کنز فارسی صفحہ ۲۵ ولا یکون الموضع مصراً فی ظاہر الروایۃ عن
ابی حنیفۃ رحمہ اللہ الا ان یکون فیہ مفت و قاضی یقیم الحدود و ینفذ الاحکام و بلغت ابنیتہ ابنیۃ منا۔ فتاوی
قاضیخان جلد اول صفحہ ۸۴ مطبوعہ نولکشوری۔ وظاہر المذہب فی بیان حد المصر الجامع ان یکون فیہ سلطان
او قاضی لاقامۃ الحدود و تنفیذ الاحکام الخ۔ مبسوط الامام السرخسی جلد دوم صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصر
والآتی شرط الاداء الجمعۃ و کذا المصر الجامع وہو کل موضع فیہ وال و مفت و قاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود
فتاوی سراجیہ بر حاشیہ فتاوی قاضیخاں صفحہ ۴۹۔ باب صلوۃ الجمعۃ لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی
مصلی المصر ولا تجوز فی القری لقولہ علیہ السلام لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع۔ والمصر الجامع
کل موضع لہ امیر و قاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود وہذا عند ابی یوسف رح و عنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم
لم یسعہم والاول اختیار الکرخی رحمہ اللہ وہو الظاہر والثانی اختیار الثلجی رحمہ اللہ۔ ہدایہ شریف مع الکفایہ صفحہ ۴۱۲
مطبوعہ احمدی دہلی ویجوز بمنی ان کان الامیر امیر الحجاز او کان الخلیفۃ مسافراً عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح
وقال محمد رحمہ اللہ لا جمعۃ بمنی لانہا من القری حتی لا یعید بہا ولہما انہا تتمصر فی ایام الموسم وعدم التعیید للتخفیف
ولا جمعۃ بعرفات فی قولہم جمیعاً لانہا فضاء وبمنی ابنیۃ والتقیید بالخلیفۃ وامیر الحجاز لان الولایۃ لہما اما امیر الموسم
فیلی امور الحج لا غیرہ ولا تجوز اقامتہا الا للسلطان الخ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۲ ان منا تتمصر فی ایام الموسم لاجتماع شرائط
المصر من السلطان والقاضی والابنیۃ والاسواق قیل ان فیہا ثلث سکک الا انہا لا تبقی مصراً بعد انقضاء الموسم
تعادہ مصراً بعد ذلک لیس بشرط لان الناس ... علی شرف الرحیل من دار الفناء الی دار البقاء۔ کفایہ علی
الہدایہ جلد اول صفحہ ۱۰۲ والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الہدایۃ انہ الذی لہ امیر و قاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود
کبیری یعنی مصر شرعی کی جو تعریف صاحب ہدایہ نے اختیار کی ہے۔ وہی صحیح تعریف ہے۔ اور مبسوط السرخسی اور
کنز و قاضیخاں و سراجیہ وغیرہ کی تعریفیں ہدایہ شریف کے موافق ہیں۔ کرخی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور امام
ابو یوسف رح کا دستور العمل اور مذہب یہی تھا لفظ عنہ سے اسکا ثبت ہے۔ کہ امام ابو یوسف رح کا مذہب
یہی ہے۔ اگرچہ دوسری روایت بھی انہیں سے ہے۔ مگر ان کا عمل دوسری روایت پر نہیں تھا۔ عادۃ الفرق
بین عنہ و عنہ ان الاول دال علی المذہب والثانی دال علی الروایۃ فاذا قالوا ہذا عند ابی حنیفۃ رح دل ذلک
علی انہ مذہبہ واذا قالوا وعنہ کذا دل ذلک علی انہ روایۃ عنہ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ صفحہ ۱۰ ترجمہ کرخی۔ الکرخی ہو
شیخ الحنفیۃ بالعراق انتہت الیہ ریاست الحنفیۃ ومن تلامذتہ القدوری۔ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ صفحہ ۱۰
مولدہ سنہ ۲۶۰ ہجری و مات لیلۃ النصف من شعبان سنہ ۳۴۰ ہجری۔ عمدۃ۔ صاحب الہدایۃ کان اماماً فقیہاً محدثاً
مفسراً متقناً محققاً نظاراً زاہداً ورعاً اصولیاً ادیباً شاعراً ... باسطۃ فی الخلاف ...

بالفضل والتقدم - كانت وفاته سنہ ۵۹۳ھ ہجری مقدمہ عمدۃ الرعایۃ صلا ۲ صنف فی تصحیح القدوری لقاسم بن
قطلوبغا قاضیخان اجل من یعتمد علیہ وتصحیحہ مقدم علی تصحیح غیرہ - مقدمہ عمدۃ الرعایۃ صلا ۲۶ - فصل در نماز
جمعہ برائے صحت ادائے جمعہ وسقوط ظہر از مصلی جمعہ شش چیز شرط است یکے مصر یعنی کہ در آں حاکم وقاضی باشد
یا نواح مصر کہ برائے حوائج اہل مصر مہیا باشد پس در دیہات نزد امام اعظم جمعہ جائز نیست - دوم حضور بادشاہ
یا نائب او - مالابد منہ صنہ ۲ مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر مظہری - پانی پتی -
قولہ اختلفوا فی تفسیر المصر الخ قال فی البنایۃ اختلفوا فیہ فعن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ہو ما اجتمع فیہ امیر وقاض ینفذ
الاحکام ویقیم الحدود وہکذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ رح عمدۃ الرعایۃ صنہ ۲ واختلفوا فی تفسیر المصر فعند البعض
ہو موضع لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود شرح الوقایۃ صنہ ۲ قولہ فعند البعض الخ ہذا ہو اختیار الکرخی وہو ظاہر
المذہب واختارہ فی البدایۃ وصححہ شارح المنیۃ وغیرہ - عمدۃ الرعایۃ حاشیہ لشرح الوقایۃ صنہ ۲ مولانا عبد الحی
رحمہ اللہ وظاہر المذہب انہ کل موضع لہ امیر وقاض یقدر علی اقامۃ الحدود - در مختار - الثانی ان الامام ای
موضع حل جمیع الثالث التمصیر للامام فای موضع مصرہ مصر - عینی بخاری - ان القریۃ اذا کان فیہما نائب من
جہۃ الامام یکون حکمہا حکم الامصار والمدن کما ذکرناہ عن قریب عن محمد بن الحسن رح - عینی شرح بخاری - لان
الموضع المذکور صار حکمہ حکم المدینۃ بوجود المتولی علیہم من جہۃ الامام وقد ذکر فیما مضی ان الامام اذا بعث
الی قریۃ نائبا لاقامۃ الاحکام تصیر مصرا - عینی شرح بخاری - وقال قاضیخان والاعتماد علی ما روی عن
ابی حنیفۃ رح کل موضع بلغت ابنیتہ ابنیۃ منی وفیہ مفت وقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام فہو مصر جامع وفی
المرغینانی ان ہذا ظاہر الروایۃ وہذا ایضا اقرب من تعریف صاحب التحفۃ وعن محمد رح ان کل موضع مصرہ الامیر
فہو مصر حتی انہ لو بعث نائبا الی قریۃ لاقامۃ الحدود والقصاص تصیر مصرا فاذا عزلہ تلحق بالقری - کبیری شرح
منیہ - وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض وامیر وخطیب کما فی المضمرات والظاہر
انہ ارید بہ کراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر - شامی شرح
در مختار - فی تحفۃ الفقہاء عن ابی حنیفۃ رح انہ المصر بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفیہا
وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم الخ فتح القدیر لابن الہمام رح وعینی وکبیری - قولہ قاض ینفذ الاحکام
ویقیم الحدود الخ وذکر اقامۃ الحدود مع البنایۃ مغاد من قولہ وینفذ الاحکام فزیادۃ خطرہا وعلو شانہا اذا القائم
بی والجمعۃ بدلیل فیہ شیعۃ - کفایۃ علی الہدایۃ صلا ۱ لا تصح الجمعۃ الا بستۃ شروط المصر او فناؤہ والسلطان
او نائبہ والمصر کل موضع لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود ملتقی الابحر بحاشیہ شرح وقایہ فارسی
جلد اول صلا ۲ صاحب الکبیری سہ شرط ادا اس شہر ایج جسقدر متابنا ہے جمعہ مفتی قاضی موجود ہو دن حاکم
شرع - انوار بارک اللہ - باب من این توتی الجمعۃ وعلی من تجب قال عطاء اذا کنت فی قریۃ جامعۃ نودی بالصلوۃ
من یوم الجمعۃ فحق علیک ان تشہدہا سمعت النداء او لم تسمع - بخاری - ووصلہ عبد الرزاق عن ابن جریج عنہ ایضا

قلت لعطاء ما القرية الجامعة قال ذات الجماعة والامير والقاضي والدور المجتمعة الآخذ بعضها ببعض مثل
جدة قلت هذا الذي ذكره حد المدينة لغة اطلق عليها اسم القرية كما في قوله تعالى على رجل من القريتين عظيم وهما مكة و
الطائف وبهذا قال اصحابنا - عيني شرح بخاري - وبهذا قال اصحابنا يعني امام ابوحنيفہ رح وامام ابویوسف رح
وامام محمد رضي الله عنهم نے یہی کہا ہے - ثم اختلفوا في تفسير المصر اختلافا كثيرا والفصل في ذلك ان مكة والمدينة
مصران تقام بهما الجمعة من زمنه عليه الصلوة والسلام الى اليوم فكل موضع كان مثل احدهما فهو مصر فكل تفسير لا
يصدق على احدهما فهو غير معتبر الى ان قال والحد الصحيح ما اختاره صاحب الهداية انه الذي له امير وقاضي ينفذ
الاحكام ويقيم الحدود - كبيري شرح منيه فالحاصل ان اصح الحدود ما ذكره في التحفة لصدقه على مكة والمدينة
وانهما هما الاصل في اعتبار المصرية - غنية المستملي شرح منية المصلي للعلامة ابراهيم الحلبي - غرض کہ امام اعظم
ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تو مصر کی حد و تعریف صرف یہی مروی ہے - اور کوئی نہیں اور اسکو سب فقہاء رح نے
صحیح کہا ہے - اس پر کسی نے کسی طرح کا کوئی اعتراض نہیں کیا تمام فقہاء حنفیہ نے اسکو تسلیم کیا ہے - اور
اسی پر عمل کا مدار رکھا ہے - امام ابویوسف رح سے یہ تعریفیں مروی ہیں (۱) تعریف مذکورہ یعنی کل موضع
له امير وقاض الخ اور آپ کا مذہب یہی تھا اور اسی پر عمل تھا (۲) وعنه انهم اذا اجتمعوا في اكبر مساجدهم
لم يسعهم (۳) وعن ابي يوسف رحمه الله رواية آخرى غير هاتين الروايتين وهي كل موضع يسكن فيه عشرة الاف نفر
فكان عنه ثلث روايات - كفاية على الهداية صـ فائدة الفرق بين عنه وعنهم ان الاول راوي عنه والثاني
على المذهب - مقدمه عمدة الرعاية صـ پس ثابت ہوا کہ اگرچہ امام ابویوسف رح سے دو روایتیں اور بھی ہیں مگر
آپ کا مذہب اور دستور العمل وہی روایت ہے جو امام ابوحنیفہ رح سے مروی اور جب امام اعظم رح کے
مذہب کے روایت ثقہ موجود ہے تو پھر امام ابویوسف رح یا اور فقہاء حنفیہ رح کسی دوسرے شخص کی روایت کس
طرح عمل کر سکتے ہیں - اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے جو دو روایتیں کبیری اور عینی بخاری کے حوالے سے
لکھی گئی ہیں وہ تعریفیں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف ظاہر الروایۃ کے ہم معنی ہیں - پس ہمارے
ہر سہ ائمہ جس طرح صحت ادا جمعہ کے لئے مصر کی شرط ہونے پر متفق ہیں جسکو صاحب ہدایہ و کنز و کبیری وغیرہ
نے اختیار کیا ہے - اور مصر کی تعریف در رسم وہ بالا یسع اکبر مساجدہ اہل المکلفین بہا کو اگرچہ صاحب وقایہ وغیرہ
بعض فقہاء نے اختیار کیا ہے - مگر اور فقہاء نے اس تعریف کو بذریعہ دلائل عقلی و نقلی ضعیف اور ناچیز اور مرجوح
و ناقابل عمل قرار دیا ہے اور نقل ہیں اصحاب الروایۃ امام ابویوسف رح نے اس پر عمل نہیں کیا - کما مر بیانہ - (۲) شارح
وقایہ نے بھی بوجہ ضعیف اس کو موخر بیان کیا ہے - لیکن شارح وقایہ نے کہا کہ لظہور التوانی فی احکام الشرع لاسیما
فی اقامۃ الحدود فی الامصار - سائل کی اس تعریف کو اختیار کیا ہے - مگر اس عذر کو صاحب کبیری نے رد کر دیا ہے
صاحب کبیری نے کہا کہ یہ تعریف مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ جنمیں پہلے پہل اسلام اور جمعہ قائم ہوا ہے صادق
نہیں آتی کیونکہ ان کی ... ہیں وہاں کے باشندے مکلفین وغیرہ مکہ ... الخ

ان کی گنجائش کے بعد بھی مسجد الحرام اور مسجد نبوی صلعم کی بعض جگہیں خالی پڑی رہتی ہیں۔ البتہ یہ رسم بوجہ
عدم صدق بر مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما۔ منقوض و غیر معتبر و غیر صحیح ہے۔ اور لظہور التوانی اتی کی اعتذار
کی اس طرح پر تردید کی کہ مراد اقامۃ الحدود سے قدرت علی اقامۃ الحدود ہے۔ نہ بالفعل اقامۃ الحدود۔ پس شارح
وقایہ کا عذر مزیف اور ناچیز ہے۔ اور صاحب ملتقی الابحر نے اس تعریف کو قیل کے بعد بیان کرکے اسکو مرجوح قرار
دیا ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ فکل ما صدرتہ بلفظ قیل او قالوا وان کان مقرونا بالاصح۔ نحوہ فانہ مرجوح بالنسبۃ
الی ما لیس کذالک ملتقی الابحر جلد اول صـ۲۳۲ کبیری میں ہے: فی الفتاوی الغیاثیۃ لو صلے الجمعۃ فی قریۃ
بغیر مسجد جامع والقریۃ کبیرۃ لہا قری وفیہا وال وحاکم جازت الجمعۃ بنوا المسجد اولم یبنوا وہو قول ابی
القاسم الصفار وہذا اقرب الاقاویل الی الصواب انتہی وہو لیس ببعید مما قبلہ والمسجد الجامع لیس بشرط
ولہذا اجمعوا علی جوازہا بالمصلی فی فناء المصر مطلب یہ کہ جس موضع میں والی یا قاضی قادر بر اقامۃ حدود ہو۔
وہاں جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ مسجد وہاں ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ مسجد کا ہونا شرط نہیں۔ پس یہ ثابت ہوا کہ
تعریف مالایسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا باطل اور بے حقیقت ہے۔ (۵) ولا یخفی الضعافۃ بعد ان یصیر القریۃ
الصغیرۃ ببناء مسجد اکبر مصرا والمصر بنقض اکبر غیر مصر۔ انتہی۔ شیخ الاسلام شرح الوقایہ از حبل المتین
(۶) و در زمان اقامۃ جمعہ از اسعد بن زرارہ بکثرت مسلمانان نبودند که در اکبر مساجد عدم گنجائش تقدیر کردہ
شود۔ تذکرۃ الجمعۃ (۷) در وقت اقامۃ از اسعد بن زرارہ جمعہ را و نیز بود (ابتداء) وقت اقامۃ از آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در مدینہ مساجد نبودند که در اکبر مساجد وے تخمین و تقدیر عدم گنجائش مردم کردہ شود
و جائیکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اول جمعہ گزاردہ بودند مسجد نبود۔ پس از آں در آنجا مسجد بنا کردہ اند که الآن
بمسجد جمعہ مشہور است تذکرۃ الجمعہ (۸) ہر چند کہ یہ مسئلہ درمیان حنفیہ و شافعیہ کے مختلف فیہ ہے۔
مگر حنفیہ سے تعجب ہے۔ کہ باوجود اپنے مجتہد کی مخالفت کرتے ہیں۔ بعد غور و خوض دو امر اس مخالفت کے
باعث ہوئے۔ اول بے علم واعظوں کو تو اپنا مجمع بڑھانا اور ان کو جمع کرکے منافع مالیہ ان سے حاصل کرنا بلکہ حکم
تبلیغ اپنا گرویدہ و معتقد کر لینا ارشاد کہ بعض پیران طریقت و سجادہ نشینوں کا بھی یہی حال ہو۔ اعدہ کم علم و کم فہم
لوگوں کو بعض فقہا کی اس عبارت میں شبہ پڑ جانا اعنی مالایسع اکبر مساجدہ اہلہ مگر فی الواقع یہ حقہ نام نہیں
بے رسم نقص ہے۔ حاصل تعریف مذکورہ کا یہ ہے۔ کہ بہت سی مساجد دکم از کم ۱۰ عدد ہوں اور ان میں اکبر
اس شان کی کہ ہشتاد و یک ذراع در ہشتاد و یک ذراع است منقول از کتاب قلمی دار حبل المتین
اور ظاہر ہے کہ یہ بات غالبا امصار میں ہی ہوا کرتی ہے۔ نہ قری میں اس اعتبار سے بطور اقتضاء کے یہ تعریف
کردی گئی۔ پس اگر مصر میں مسجد نہ ہو یا کسی قریہ میں ایسی مسجد ہو۔ نہ مصر قریہ بن جائیگا۔ اور نہ قریہ مصر بن جائیگا
کنبہ ہو اشرف علی التھانوی عفی عنہ اور اس پر اور بہت علماء کے مواہیر ہیں۔ از قول البدیع فی اشتراط المصر
تجمیع صـ۲۹ اور روایت نادرہ (تعریف مالایسع اکبر مساجدہ اہلہ) سے آج کل نو متقدمین نے ذریعہ

پامالی مذہب کرنا ہے (یعنی کسی وجہ سے نماز ظہر کو ترک کر کے فعل مکروہ تحریمی میں مبتلا ہیں) الدرۃ المضیئۃ الانیقۃ فی فتاوی افریقہ مصنفہ احمد رضاخان صاحب بریلوی ص۳۳ اور تعاریف غیر معتبرہ سے ایک یہ ہے کہ اس شہر میں تمام پیشہ ور موجود ہوں اور یہ اس وجہ سے غیر صحیح ہے۔ کہ ہر ایک پیشہ ور نہ مکہ و مدینہ زادہما شرفا میں پایا جاتا ہے۔ نہ مصر و قسطنطنیہ وغیرہ بڑے شہروں میں پس یہ بھی غیر معتبر ہے۔ اور (۳) جس میں ۱۰۰۰۰ دس ہزار آدمی آباد ہوں وہ مصر ہے۔ (۴) سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مصر وہ ہے جسکو لوگ مصر شمار کریں۔ جیسے بخارا سمرقند۔ اور یہ دونوں بھی غیر صحیح ہیں۔ کیونکہ قبل از ہجرت مکہ معظمہ کو لوگ بڑا ہی شہر جانتے تھے اور غالباً دس ہزار آدمی کی آبادی سے کم نہ ہوگا۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از ہجرت وہاں جمعہ نہیں پڑھا حالانکہ اہل مدینہ کو آپ نے جمعہ قائم کرنے کا حکم فرمایا تھا اس کی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ شرعی مصر کی یہ تعریف کہ المصر کل موضع لہ امیر و قاض ینفذ الاحکام و یقیم الحدود (ہدایہ) مکہ معظمہ پر اس وقت یعنی قبل الہجرت صادق نہیں تھی اور مدینہ طیبہ پر یہ تعریف اسوقت صادق تھی ورنہ اور کوئی وجہ نہیں کہ مکہ میں حضور علیہ السلام چار رکعت ظہر کی تو ادا اور بقیہ صلوات خمسہ با جماعت ادا فرما لیتے تھے اور جمعہ کی دو رکعت باوجود فرض ہونے کے آپ ادا نہیں فرما سکتے تھے۔ وجہ صرف یہی ہے۔ کہ جمعہ کی دو رکعتوں کے لئے مصر و سلطان مسلم یا اس کا نائب منجملہ شرائط سے ہیں اور یہ امور بقیہ صلوات خمسہ کے لئے نہیں۔ پس بوجہ مفقودی قبل ہجرت مکہ جمعہ فرض نہ رہا۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ مالم یتحقق وجود الشرائط لم یحکم بوجود الجمعۃ۔ فتح القدیر قال فی النہر واما شرائط وجوب و اداء وہو التی ان الاداء لا یصح بانتفاء شرطہ ویصح بانتفاء شروط الوجوب۔ شامی۔ شرائط الوجوب۔ اذا انعدم کلہا او بعضہا انعدم الوجوب لکن لو ادی یصح الاداء وشروط الاداء۔ اذا انتفت لم یصح الاداء مطلقا بل یجب اداء الظہر۔ عمدۃ الرعایہ ص۲۳۹ بلیت۔ ان کنت تطلب بحثۃ الاشراف نحو تعیک بالاحسان والانصاف ہذا ما ظہر لی وما القی فی قلبی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ حررہ محمد گوہر علی علوی۔ لودوی۔

الاستفتاء۔ کیا ایسے قریہ میں جس پر کسی طرح حد مصر صادق نہیں۔ اگر وہاں کے حنفی المذہب بخیال شوکت اسلامی نماز جمعہ مع ظہر احتیاطی یا صلوۃ العیدین پڑھتے ہوں تو وہ گنہگار ہوں گے۔ یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ الجواب۔ فقہاء حنفیہ کے نزدیک جمعہ یا عیدین ایسے مقام میں مکروہ تحریمی ہے۔ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریما۔ در مختار۔ ومثلہ الجمعۃ۔ شامی اور مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے۔ کذا فی الشامی ص۱۷۵ اور صغیرہ پر اصرار کبیرہ ہے۔ اسکے علاوہ گناہ ہونے کے وجوہ اور بھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ احتیاطی پڑھنے والے ظہر کو الگ الگ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ جب مذہب حنفی میں نماز جمعہ قری میں صحیح نہیں تو ظہر کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے ورنہ ترک سنت موکدہ لازم آتا ہے۔ اور ترک سنت موکدہ ایک دوسرا گناہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد ظہیر احسن النیموی العظیم آبادی فی جامع الغفار

صح الجواب فی الواقع ایسی جگہ جمعہ یا عیدین پڑھنا مذہب حنفی میں گناہ ہے ۔ نہ ایک گناہ بلکہ کئی چند گناہ
اولاً جب نماز جمعہ وعیدین وہاں صحیح نہیں تو یہ امر غیر صحیح میں مشغولی ہوئی اور وہ ناجائز ہے ۔ فی الدر المختار
تکرہ تحریماً اے لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ ثانیاً اقول فقط مشغولی نہیں بلکہ اس
ناجائز کو موجب شوکت اسلام جانا بلکہ بقصد ونیت فرض وواجب ادا کیا ۔ یہ مفسدہ عقیدہ ہے
جس سے علماء نے تحذیر شدید فرمائی ہے ۔ ثالثاً جب کہ واقع میں نماز جمعہ وعیدین نہ تھی ۔ تو نماز
نفل ہوئی ۔ کہ با جماعت واعلان وتداعی ادا کی گئی یہ ناجائز ہے کما فی الدر المختار ۔ جو نفل مکروہ لاداءہا بالجماعۃ
یہ تینوں وجہیں جمعہ وعیدین سب میں شامل ہیں ۔ رابعاً اقول جمعہ میں اس کے سبب جو ظہر نہ پڑھیں
ان پر تو فرض رہ گیا ۔ ترک فرض اگرچہ ایک ہی بار ہو خواہ کبیرہ ہے ۔ اور جو بزعم خود احتیاطی رکعات پڑھیں
تو وہ تارک جماعت تو ضرور ہو گئے ۔ اور جماعت مذہب معتمد میں واجب ہے جس کا ایک بار ترک بھی گناہ
ہے ۔ اور متعدد بار ہو کر وہ بھی کبیرہ کما نصوا علیہ والامر اوضح من ان یوضح ۔ خامساً اقول واحتیاطی
رکعت والے کہ حقیقت مذہب حنفی میں آج ہی کی ظہر پڑھ رہے ہیں فانہا اذا لم تصح الجمعۃ بقیت
فریضۃ الظہر فی ذمتہم فاذا نووا آخر ظہر ادرکوہا ولم یؤدوہا وجب انصرافہا الی ظہر الیوم بائمہ مسجد میں
جمع ہیں جماعت پر قادر ہیں تنہا پڑھتے ہیں ۔ یہ دوسری شناعت ہے ۔ کہ مجمع ہو کر ابطال جماعت
ہے جسے شارع نے خوف جیسی حالت ضرورت شدیدہ میں بھی روا نہ رکھا ۔ بلکہ ابطال درکنار ہو جو
دین میں بلا وجہ شرعی تفریق جماعت کو ناجائز رکھ کر ایک ہی جماعت کا یہ طریقہ تعلیم فرمایا ۔ کما نطق بہ
القرآن العظیم وباللہ الہدایۃ الی صراط مستقیم واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا
البریلوی عفی عنہ بمحمد ن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اجاب المجیب عزیز الرحمان الجواب صحیح
بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند ۔ الجواب صحیح رشید احمد محدث گنگوہی ۔ الجواب صحیح احمد
حسن عفی عنہ استاذ الفضلا صدر ندوۃ العلما مقیم کانپور ۔ الجواب صحیح محمد فاروق مدرس اول دار العلوم
ندوہ ۔ الجواب صحیح عبد اللطیف عفی عنہ مفتی ندوہ مدرس دار العلوم ۔ واقعی ایسے قریہ میں جس پر کسی طرح حد مصر
صادق نہیں (اور جو مصر ہے ۔ والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الہدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاض ینفذ الاحکام و
یقیم الحدود ۔ کبیری ۔ وکذا فی المبسوط ۔ المصر ما لا یسع اکبر مساجدہ اہلہ مگر فی الواقع یہ حد تام نہیں ہے رسم بعض
ہے ۔ کتبہ اشرف علی التھانوی ۔ انتہیٰ البدیع ۔ اگر وہاں کے حنفی المذہب نماز جمعہ یا صلوۃ العید ایسے مقام
میں پڑھتے ہیں گنہگار رہیں گے عدم جواز کی وجہ سے مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے حتی لا تجوز فی المفاوز
ولا فی القریٰ انتہیٰ ۔ اور علامہ برجندی کے شرح نقایہ میں ہے ۔ فلا یجوز اداؤہا فی القریٰ ولا فی المفاوز انتہیٰ
اور ہدایۃ المبتدی میں ہے ۔ لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا یجوز فی القریٰ انتہیٰ واللہ اعلم
وعلمہ احکم ۔ ابو الحامد محمد عبد الحمید لکھنوی فرنگی محلی مفتی ندوہ ۔ میری تحقیق بھی یہی ہے ۔ کہ بعض قریٰ میں

جن پر کسی طرح تعریف بلد صادق نہ آئے جمعہ جائز نہیں - اور میں پہلی سے اسکے پہلے ہی رجوع کر چکا ہوں -
پہلے میں قریٰ میں جمعہ جائز نفل سمجھتا تھا - مگر آخر میں سمجھ میں آیا - کہ جماعت نفل و دا مکروہ تحریمی ہے - محمد سلیمان
قادری پھلواری فقط - پس اس فتویٰ مذکورہ سے یقیناً ثابت ہوا - کہ جس جمع پر حد مصر یعنی لا امیر تنا حق الخ صادق
نہ آئے وہ مصر شرعی نہیں خواہ وہ مثل کلکتہ کے بڑا شہر ہو یا مثل ستی کی چھوٹا قریہ ہو - اسمیں دو کیش نماز جمعہ
پڑھنے سے چار رکعت فرض ظہر کے ساقط نہیں ہوتے ناہم - الاستفتاء - سلطان مسلم یا اسکے نائب کا حاضر ہونا
نماز جمعہ میں شرط صحت ادا نماز جمعہ ہے یا اولیٰ ہے - الافتاء - امام ابو حنیفہ رح اور انکے صاحبین اور جمیع فقہاء حنفیہ رح کا اسپر اتفاق ہے
سلطان مسلم یا اسکے امیر کا حاضر ہونا شرط صحت ادائے نماز جمعہ ہے - عبارات کتب فقہ مروجہ الذیل ہیں (۱) والسلطان من شرائط الجمعۃ عندنا
خلافا للشافعی رح - وقایہ و سائر الکتب - فالسلطان او الرعیۃ فی ذلک سواء و دلنا مارویناہ من حدیث جابر رض ولہ امام جائر او عادل فقد
شرط ان یکون لہ صلوۃ الامام الحاق الوعید بتارک الجمعۃ وفی الاشراع الی الولاۃ ومنہا الجمعۃ و لان الناس یترکون الجماعات لاقامۃ الجمعۃ فلو لم
یشترط فیہا السلطان ادی الی الفتنۃ لانہ یسبق بعض الناس الی الجامع فیقیمونہا لغرض لہم تفوت علی غیرہم وفیہ من الفتنۃ ما لا یخفی فیجعل مفوضا الی
الامام الذی فوض الیہ الحال التسلسل العدل بینہم لانہ اقرب الی تسکین الفتنۃ - مبسوط سرخسی جلد دوم صہ۲۳ بیان شرط سلطان میں امام سرخسی نے
تین دلیلیں ذکر کی ہیں (۱) حدیث مرفوع (۲) اشرہ (۳) دلیل عقلی اور صاحب ہدایہ نے ہدایہ میں صرف آخری عقلی دلیل کو جو ان تینوں نقلی دلیلوں کی مؤید ہے
بیان کیا ہے - (۲) ولا یجوز اقامتہا الا للسلطان او لمن امرہ السلطان قدوری و ہدایہ اور ہدایہ کی دلیل عقلی یہ ہے لانہا تقام بجمع عظیم وقد
تقع المنازعۃ فی التقدم والتقدیم وقد تقع فی غیرہ فلا بد منہ تتمیما لامرہ - ہدایہ - وشرط ادائہا ستۃ المصر والسلطان او نائبہ
کنز الدقائق و مستخلص - الشرط الثانی کون الامام فیہا السلطان او من امرہ لقولہ علیہ السلام فمن ترکہا ولہ امام عادل او جائر فلا جمع اللہ
شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الحدیث ولو لم تشترط علیہ السلام الامام او من امرہ السلطان لما لحق الوعید بتارکہا کبیری شرح منیہ حیث شرط
فی لزومہا الامام کما یفیدہ قید الجملۃ الواقعۃ حالا فتح القدیر ابن الہمام - ولنا ماروی ان النبی صلعم شرط الامام للجمعۃ لحدیث الوعید بترک الجمعۃ
فی حیاتی او بعدی ولہ امام عادل او جائر الحدیث مستخلص شرح کنز الدقائق و کذا فی الکفایہ شرح الہدایہ و بحر الرائق و جمیع شروح
الکنز و تنویر الابصار و شرحہ - والرابع شرط الاداء الجمعۃ - سراجیہ برفتاوی قاضی خان صہ۹۹ و شرط الاداء المصر و فناء ہ و السلطان او
نائبہ شرح الوقایہ جلد ۱ صہ۲۴۹ قدوری - کنز الدقائق و وقایہ یہ متون ثلاثہ ہیں - وقد کثرہ محمد المتاخرین علی الوقایۃ و کنز الدقائق لکنہا
و مختصر القدوری وذلک لما علو من جلالۃ مؤلفیہا والاعتماد علیہا - مسائل معتمد علیہا واشہرہا ذکر اولوا علیہ الوقایۃ والکنز والمختصر
وہی المراد بقولہم المتون الثلثہ - مقدمہ عمدۃ الرعایہ صہ۱۰ وعلم ان ما ذکر فی المتون مقدم علی ما فی الشروح ما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی -
مقدمہ عمدۃ الرعایہ - شرط الشئ ما یکون خارجا عن حقیقتہ و یتوقف علیہ وجودہ الخ عمدۃ الرعایہ صہ۱۵ لا تصح الجمعۃ الا بستۃ شروط المصر و اذن
السلطان او نائبہ - ملتقی الابحر شرح وقایہ فارسی جلد اول صہ۱۴۸ و سالنی بعض طالبی مستفادۃ ان اجمع کتابا یشتمل علی مسائل القدوری
والمختار والکنز والوقایۃ بعبارۃ سہلۃ فاجبتہ الی ذلک الخ ملتقی الابحر صہ۲ وکذا فی مجمع الانہر و نماز جمعہ بے امیر ادا جمعہ و سقوط ظہر
اصلی جمعہ ششیر شرط است یکے مصر یا فنا دوم سلطان یا شاہ یا نائب او الخ مالا بد منہ صہ۴۵ مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب
پانی پتی رح مصنف تفسیر مظہری - وفی فتح القدیر قلنا التفریع لقولہ لا اداء جمعۃ لو کانت ہذہ الشروط شرطا للاداء لم تصح من

فافهم وكما في الشروط الآتية عمدة الرعاية ص ۲۳۹ الخطبة واداء منه تعد منها من افعال السلطان لانقضاء فلم يجز بغير اذنه الا باذنه
فاذا لم يوجد لم يجز ابو السعود - وقال ابو حنيفة وصاحباه ومحمد ... ان السلطان شرط لقوله عليه السلام من ترك الجمعة وله امام عادل او
جائر الحديث - رواه ابن ماجه والبزار وغيرهما فشرط ان يكون له امام او من يقوم مقامه وهو الامير او القاضي - قسطلاني - ومن ذلك قول الائمة الثلاثة
ان الجمعة تصح اقامتها بغير اذن السلطان ولكن المستحب استيذانه مع قول ابي حنيفة انها لا تنعقد الا باذنه - ميزان الشعراني پس سلطان شرط ادائے جمعہ
ابو حنیفہ کے نزدیک ہے بخلاف امام ابوحنیفہ رح اور انکے صاحبین تلامذہ فقہا احناف کے نزدیک تو سلطان مسلم یا اسکا نائب شرط صحت ادائے جمعہ ہے
آنحضرت صلعم نے جمعہ مکہ معظمہ میں ... کا حکم تھا مگر آپ نے وہاں جمعہ ادا نہیں فرمایا اور اسکی وجہ سب یہی لکھتے ہیں کہ وہاں آپکو تسلط حاصل نہ تھا جو
شعار اسلام کیلئے لازمی ہے جب مدینہ میں پہنچے تو جمعہ ادا فرمایا کیونکہ وہاں آپکو تسلط حاصل تھا آپ یہاں حاکم خود مختار تھے سو معلوم ہوا
کہ جمعہ کیلئے حکومت اسلامی شرط ہے اور یہ نہایت پختہ دلیل ہے جسکا مخالف انکار نہیں کر سکتا نور الشمعہ ص ۲۰ فافہم وقس علیہ وھو الحق - ام
عبد اللہ روسیہ لکھتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلعم جمعہ ہر ایک بستی پر واجب ہے کہ جس میں امام اور سلطان موجود ہو خواہ اچھا ہو خواہ برا ہو -
نور الشمعہ ص ۲۲ جواب سوال اول چون قطعا معلوم است کہ نزد امام ابوحنیفہ رح وجود سلطان یا نائبش شرط صحت جمعہ است لہذا از علم
دلائل شرطیت آن ناچار ضروریست کہ نہم تقلید در حق مقلد حجت و دلیل است مجرد ما سیدیم کہ مقلد امام ایم بر دلائل ظفر یافتہ است
وقال الحلبی فی شرح المنیۃ قال رسول اللہ صلعم فمن ترکہا ولہ امام عادل او جائر ... علیہ السلام الامام الا لحاق الوعید ... کما
وقال الحسن البصری اربع الی السلطان فذکر منہا الجمعۃ وقال حبیب بن ابی ثابت لا تکون الجمعۃ الا بامیر وھو قول الاوزاعی وقال ابن
المنذر مضت السنۃ ان الذی یقیم الجمعۃ السلطان او من یقوم بہا بامرہ فاذا لم یکن ذلک صلوا الظہر وعلی ہذا کان السلف من الصحابۃ ومن بعدہم
حتی ان علیا انما جمع بالناس یوم حصر عثمان ... عبارت بر ظاہر است کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین بر شرطیت سلطان اتفاق است و علیم
محاصرہ عثمان رضی اللہ عنہم جمعہ بدون اذن حضرت عثمان جمع نیامد - فتوی مولانا رشید احمد رح - نور الشمعہ ص ۲۳ ... وانہ لم یمکن استیذان السلطان
لو تعاد فتنۃ واجتمع الناس علی رجل فصلی بہم جاز للضرورۃ کما فعل علی فی محاصرۃ عثمان رض طحطاوی شرح مراقی الفلاح - البتہ در جائیکہ سلطان و
نائبش نباشد و بدفع مسلمین برشخص قائم مقام سلطان شود مراد شخص ... کہ اہل و ... باشد چنانچہ در وقت محاصرہ عثمان رض خلیفہ علی خواندہ شدند
سلطنت نور الشمعہ ص ۲۴ یہ مسئلہ جمعہ دار الاسلام و حکومت اسلامی کا ہے ... جو ملک غیر مسلم حکام کے زیر حکومت ہے اگر ...
اور ... انتظام سلطنت اسلامی کا ہے تو وہاں جمعہ جائز ہے ورنہ اگر نہیں اگر مسلمان آپس میں ... اپنا ایک قاضی ... ایسا قاضی
والی نہیں تو بھی جمعہ جائز ہے اور اگر نہیں ... کہ غیر مسلم حکام سے سلطان ... قاضی کی التماس یا درخواست کریں اگر وہاں کے مسلمانوں کیلئے
مسلمان والی یا قاضی مقرر کریں تو بھی جمعہ جائز ہے ورنہ مسلمانان حنفی المذہب پر فرض ہے کہ ظہر کی چار رکعت ... پڑھیں ... علم بھی شرط صحت جمعہ
کما تجوز ... السلطان ... فانہ لا ینعقد الجمعۃ الا ... صلی اللہ علیہ وسلم ... اگرچہ نماز جمعہ کی
نسبت ... حدیث میں ... والسلام علی الکرام ... المصنف محمد گوہر علی ... حقی
اودھی ... ہذہ الرسالۃ ... افضل البریہ ہے - استفاد ... بعض ... مصنف ... کتاب ... استفاد
یا رب افضل وکرم ... محمد گوہر علی ...
... محمد گوہر علی ...
... محمد گوہر علی ... تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

سوال سلطان کا مسلم یا اسکا ماذون ہونا کا وجود نماز جمعہ میں اولاً ضروری شرط صحت ہے اور واجب اور کیا قہستانی کا قول والاطلاق مشعر الی کہ مرجع حقیقی صحیح ہے یا غلط یا ماول ہے جواب اولاً ہیں بلکہ شرط صحت ادا جمعہ ہے۔ اور قہستانی کا قول صحیح نہیں بلا غلط یا ماول ہے۔ اگر نماز جمعہ میں سلطان مسلم یا اسکے نائب کا وجود بطریق اولویت شرط ہو تو فقہا اسکو مہمل نہ چھوڑتے جیسا کہ نماز جنازہ میں فقہا نے اسکی تصریح کردی ہے چنانچہ کنز میں ہے السلطان احق بصلوتہ ثم القاضی ثم امام الحی ثم الولی الخ شرح کنز۔ والاحق بالامامة السلطان ثم القاضی ثم امام الحی ثم الولی الخ عینی شرح کنز۔ جہاں نماز جنازہ میں فقہا نے بادشاہ کو شرط صحت نماز قرار نہیں دیا بلکہ اسکا حضور اولیٰ لکھا ہے اور نماز جمعہ میں شرط صحت قرار دیا ہے۔ اور جامع الرموز کا یہ لکھنا کہ والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط فیہا وان استیذانہ والا فالسلطان لیس بشرط الخ جامع الرموز کا یہ اجتہاد قول حدیث رسول اللہ صلعم ولہ امام عادل او جائر الخ کے مخالف ہے کیونکہ فقہائے حنفیہ نے جو نماز جمعہ کے لئے شرط سلطان مقرر کی ہے تو اسی حدیث شریف سے استدلال کیا ہے تو انہوں نے لفظ امام ہی کا معنے سلطان مسلم قرار دیا ہے اور شرعی اصطلاحی معنے میں کافر پر امام کا لفظ اطلاق نہیں کیا جاسکتا اور در مختار میں ہے ویشترط کونہ مسلما الخ در مختار اور مسعودی میں ہے کہ سلطان جہاں جاہ ہو کہ امامت کی اہلیت نہیں رکھتا اور طحطاوی میں ہے والخلیفة والامامة فقہہا من اہل السلطان کا لقضاء ابو بکر بخیر الا باذنہ فاذا لم یوجد ابو بکر ابو السعود۔ طحطاوی۔ اور شرط ہے ہونا امام یعنے خلیفہ کا مسلمان آزاد مذکر صاحب عقل بالغ قدرت والا قریشی کی نسل سے ہو مسلمان اسوجہ سے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت نہیں الخ عالیہ ولہ وعلامت الخ ویشترط ان یکون الامام من اہل الولایة المطلقة الکاملة ای مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا اذ ما جعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ شرح عقائد نسفی۔ اور تمہید ابو شکور سالمی میں ہے ان الخلافة ثابتة والامارة قائمة مشروعة واجبة بدلیل الکتاب والسنة فانہ لما توفی رسول اللہ صلعم اجتمعت الصحابة فی سقیفة بنی ساعدة الخزرجی من المہاجرین والانصار فقالوا سمعنا رسول اللہ صلعم یقول من مات ولم یر علی نفسہ اماما مات میتة الجاہلیة فلا یجوز ان یبقی علینا یوم لانری لانفسنا اماما وہذا یدل علی ان من لایری الامام حقا فانہ یکفر واما الاجماع لان الصحابة رض اجتمعت واتفقت علی خلافة ابی بکر الصدیق رض ولم ینکر احد علی ذالک وخلافة عمر رض بالاستخلاف ولم ینکر علی ذالک وصحح خلافة عثمان رض وعلی رض کانت باجماع الامة ان الخلافة ثابتة بالاول الی ذکرنا واجمعنا علی ان الامام من قریش ولا یکون من غیرہ۔ تمہید ابو الشکور سالمی قلمی ورق 142 وانما اشترط مسلما لان الکافر لا یلی علی المسلم قال اللہ تعالیٰ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ والشرط الثالث کون الامام فیہا ای الجمعة السلطان او نائبہ۔ بیری۔

اور لفظ سلطان کا مطلق ہونا اس امر کا مقتضی نہیں کہ کافر کو بھی شامل ہو بلکہ روایات کا مقتضی ہے کہ مسلم ہو اسلیے کہ مطلق فرد کامل کی طرف پھرتا ہے اور فرد کامل سلطان کا ہے نہ کافر اور اگر سلطان مطلق کافر کو بھی شامل ہے تو نماز جنازہ کے بارے میں کتب فقہ میں ہے واولی الناس بالصلوٰۃ علی المیت السلطان ان حضر فان لم یحضر فنائبہ فان لم یحضر فیستحب تقدیم امام الحی ثم الولی۔ قدوری ص ۳۵ وہدایہ ج ۱ ص ۱۶۱ اور جامع الرموز میں ہے والکلام مشیر الی تقدیم السلطان ثم وثم۔ پس یہاں بھی لفظ سلطان مطلق آیا ہے نہ سلطان مسلم لہذا چاہیے کہ بنا بر قول جامع الرموز نماز جنازہ باقتدا کافر بھی جائز ہو حالانکہ شریعت میں یہ اشد ممنوع ہے پس جامع الرموز کا یہ قول والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط بالکل غلط اور باطل ہے ہاں اسکی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ قہستانی نے سلطان کی تفسیر اس طرح کی ہے المراد بالسلطان الوالی الذی لیس فوقہ وال عادلا کان او جائرا والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط الخ یعنی بادشاہ اعظم جسکے اوپر کوئی دوسرا بادشاہ نہ ہو اور بعض روایات کے بموجب ایسے بادشاہ کا کفر مضر نہیں اسلیے کہ اسلام اس والی میں شرط ہے جو کہ مصر کا والی ہے اور سعودی میں ہے اگر بادشاہ کافر باشد دور عہد او والی خود کند نماز ادینہ روا بود۔ اور سراج الدرایہ میں ہے وکل مصر فیہ وال من جہتہم کفار یجوز لہ اقامۃ الجمع والاعیاد والحدود وتقلید القضاۃ لا قیل والمسلم بحکم شامی ج ۱ یجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکرہ مسکین وغیرہ الا اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق بحر ج ۶ اور تاتارخانیہ میں ہے کہ اسلام شرط نہیں پس بادشاہ میں جو قاضیوں کو مقرر کرتا ہے اور جو بلاد اسلام کو الا غایۃ الا وطار ج ۳ ص ۱۲ ولو فقد وال بغلبۃ کفار وجب علی المسلمین تعیین وال وامام الجمعۃ۔ فتح۔ در مختار۔ نیز امام عادل او جائر کے لفظ سے کافر نہیں سمجھا جاتا بلکہ جائر سے مراد ظالم مسلمان ہے پس قہستانی صاحب جامع الرموز کا قول غلط یا حق قال المولیٰ عصام الدین فی حق القہستانی انہ لم یکن من تلامذۃ شیخ الاسلام الہروی لا من اعالیہم ولا ادانیہم وانما کان دلال الکتب فی زمانہ ولا کان یعرف الفقہ ولا غیرہ بین اقرانہ ویؤیدہ انہ یجمع فی شرحہ ہذا بین الغث والسمین والصحیح والضعیف من غیر تصحیح ولا تدقیق فہو کحاطب اللیل جامع بین الرطب والیابس فی اللیل۔ نافع کبیر للمولوی عبد الحی ص ۱۷ اور جامع الرموز کا یہ قول والاطلاق ان السلطان لیس بشرط یہ قول مذہب حنفی کے جمیع اہل متون کے برخلاف ہے کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہی فقہا خود سلطان کو شرط بھی قرار دیں اور عدم شرط بھی کیونکہ ان دونوں باتوں میں تضاد و تنافی ہے اور اذا تعارضا تساقطا کے مقولہ کے مطابق دونوں کو چھوڑنا چاہیے تو پھر ان فقہا کا اعتبار ہی کس مسئلہ پر رہ گیا اور سب کا سب فقہا بے اعتبار قرار دیئے جائیں العیاذ باللہ من سوء الاعتقاد پس ثابت ہوا کہ جس شخص پر شہر کے تمام اعیان لوگ اجتماع کریں نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے وہ شخص بادشاہ کے حضور یا امکان اذن تک تھوڑے عرصے تک ان لوگوں

سوال کیا بیل علم امام مسجد غیر حکومت اسلامی میں بحیثیت امامت جمعہ کے لیے قاضی کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔ مولانا عبد الحی صاحب نے پہلے کہا کہ رکھتا ہے بعد میں خود ہی اسکی تردید کردی ہے مجموعۃ الفتاوی جلد ۲ ص ۳۰ –

کا عارضی طور پر امیر و حاکم قرار دیا جاوے۔ اور یہ بات ان ملکوں میں ہو سکتی ہے کہ جن ممالک
میں حکومت اسلامی ہو۔ اور مرقومۃ الذیل تمام عبارات ایسے مقامات کے لئے وارد ہوئی
ہیں جیسے لو تعذر الاستیذان من الامام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بہم الجمعۃ جاز کذا فی التمرتاشی
عالمگیری۔ ہکذا فی المضمرات و تاتارخانیہ و سراجیہ۔ ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من
ذکر اما مع عدمہم فیجوز للضرورۃ۔ درمختار۔ فان مات والی المصر فصلی بہم رجل قبل اتیان والی آخر
صح۔ کبیری۔ اذا لم یمکن استیذان السلطان لموتہ او فتنۃ واجتمع الناس علی رجل فخطب بہم جاز
للضرورۃ کما فعل علی رضی اللہ عنہ فی محاصرۃ عثمان رضی اللہ عنہ انتہی طحطاوی شرح مراقی الفلاح۔ پس ثابت ہوا کہ ان اقوال
کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی شہروں میں سے جو زیر حکومت اسلام ہیں کسی شہر میں بسبب من الاسباب اذن
لینا ممکن نہ ہو جاوے جیسے اسی شہر کا والی جو سلطان مسلم کیطرف سے وہاں مقرر تھا مر گیا اور کوئی
دوسرا والی سلطان المعظم کیطرف سے ابھی تک نہیں آیا مگر امید غالب ہے کہ عنقریب آ پہنچیگا
اور اس جگہ میں قاضی یا دوسرا امیر مثل شحنہ وغیرہ کے موجود نہیں لیکن اتفاقاً ماذونین سلطان
میں سے کوئی ابھی وہاں موجود نہیں اور ایک دو جمعہ فوت ہو جانیکا احتمال ہے تو بنا بر ضرورت اگر
اس شہر کے اعیان مسلمان اجتماع کر کے کسی شخص ثقہ و معتبر کو اپنا امام بنا کر نماز جمعہ ادا کر
لیں تو جائز ہے مگر یہ شخص دوسرے والی مصر یا کسی اور ماذون سلطان کے آنے تک عارضی طور
پر ان کا حاکم قرار دیا جائیگا جیسے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام محاصرہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اجماع کیا
تھا اور یہی واقعہ ان روایات کی اصل و سند و دلیل ہے۔ اگر کسی جگہ ایسی صورت واقع ہو جاوے تو
لوگوں کا اجتماع و اجماع معتبر قرار دیا جائیگا ورنہ نہیں اور حق یہ ہے کہ جب ثابت ہو گیا کہ علی رضی اللہ عنہ
نے بامر عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز پڑھائی جیسا کہ کبیری میں ہے وعلی ہذا کان الاستدلال من الفعل بہ وہن بعد
ثبوت ان علیاً رضی اللہ عنہ انما جمع ایام محاصرۃ عثمان رضی اللہ عنہ بامرہ۔ کبیری۔ اور حق یہ ہے کہ جب ثابت ہو گیا کہ علی رضی اللہ عنہ
یا اذن لینے کا احتمال ہے جیسے قلنا یحتمل انہ فعل بامر عثمان والمحتمل لا یصلح حجۃ کفایہ شرح ہدایہ
اور جیسے تعین ہذا الاحتجاج ساقط لانہ یحتمل ان علیاً رضی اللہ عنہ فعل ذالک بامر عثمان۔ عینی شرح بخاری تو پھر
ان روایات کی اصل بھی محتمل و ضعیف قرار دیگئی والمحتمل لا یصلح حجۃ۔ اور کبیری و بخاری کی
ایک حدیث سے عثمان رضی اللہ عنہ کا اذن دینا بھی ثابت ہے۔ ولو صلی بغیر اذنہ انما صلی لان الناس
اجتمعوا علیہ فاعتبر اجماعہم کفایہ۔ واجتماع مسلمین بر شخصے قائمقام سلطان شود مراد از شخص
آنست کہ اہل ولایت باشد چنانچہ در وقت محاصرہ عثمان رضی اللہ عنہ نماز خلق علی خواندہ شود نہ مطلقا
دار الشمول صفحہ ۱۳۳ پس یہ مسئلہ خاص دار الاسلام اور حکومت اسلامی کے اندر وان کا ہے پس معراج الدرایہ
کی عبارت کا مضمون کہ البلاد التی فی ایدی الکفرۃ الخ اس صورت پر قیاس نہیں کیا جائیگا اور جن
علماء نے اس پر قیاس کیا ہے انکی سمجھ میں غلط واقعہ ہوئی ہے کیونکہ جن شہروں پر کفار کی

حکومت ہے انکی صورت مذکورہ صورت سے جدا اور الگ ہے چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے اذا مات الخ
مات والی مصر ولم یبلغ الخلیفة موته حتی مضت بهم جمع ان صلی بهم خلیفة المیت او القاضی لما ذکرنا فیه اوصاحب
شرط جاز ولو اجتمع اهل البلدة علی تقدیم رجل لا یصح الا اذا لم یکن ثمة خلیفة المیت ولا قاضی ولا شرطی
فحینئذ یصح للضرورة فتاوی بزازیہ ج ۴ ص ۸۵ والی المصر اذا مات فی یوم الجمعة ان صلی بهم الجمعة خلیفة
المیت او صاحب شرطة او القاضی جاز لانه فوض الیهم امر العامة ولو اجتمع العامة علی تقدیم
رجل لم یامره القاضی ولا خلیفة لم یجز ولم یکن جمعة وان لم یکن ثمة قاضی ولا خلیفة المیت فا
جتمع العامة علی تقدیم رجل جاز لمکان الضرورة - قاضیخان ص ۸۵ فان مات والی المصر فصلی بهم خلیفة
قبل اتیان وال آخر صح وکذا او صاحب القاضی او صاحب الشرطة فان لم یکن احد من هؤلاء فصلی بهم
رجل جاز مع وجود احدهم لا یجوز الا باذنه للضرورة - کبیری ص ۵۲۰ والی حرجات فصلی بهم خلیفة
المیت او صاحب الشرط او القاضی جاز فان لم یکن ثمة واحد منهم واجتمع الناس علی رجل فصلی بهم
جاز کذا فی السراجیة ولو تعذر الاستیذان من الامام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بهم جاز کذا
فی التهذیب - فتاوی عالمگیری ص ۱۵۲ ان سب عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ اصل مشہور در کتب فقہ
چنین است کہ در شہرے از شہرہائے اسلام کہ در تحت سلطان بود لیکن از اسباب اذن حکم نباشد

چنانچہ والی آں شہر بود

وو را بجا قاضی یا امیر و دیگر عمل شحنہ موجود نباشد ولیکن در جمعہ نوبت شد بنا بر ضرورت اگر مسلمان
اجتماع شدہ کسے را امام کنند و جمعہ گذارند درست است حبل المتین ص ۱۲۲ اصل بات یہ ہے کہ حضرت علی
علیہ السلام سلطنت اسلامی کیطرف سے امارت اور قضاء کے عہدہ دار اور اہلکار رہتے مگر باوجود اسکے یہ بھی ثابت
ہے کہ آنجناب نے خلیفہ عثمانؓ کے اذن سے نماز جمعہ پڑھائی ہے بخاری میں ہے حتی ان علیاؓ انا جمع ایام
محاصرة عثمانؓ بامرہ کبیری اور بخاری میں ہے عن عبید الله بن عدی بن الخیار انه دخل علی عثمانؓ وهو
محصور فقال انک امام عامة ونزل بک ما تری ویصلی لنا امام فتنة ونتحرج فقال الصلوة احسن ما یعمل
الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم واذا اساؤا فاجتنب اساء تهم - صحیح البخاری ص ۹۶ اس حدیث سے
اذن عثمانؓ ثابت ہوتا ہے اور شامی میں ہے ولو مات الوالی او لم یحضر لفتنة ولم یوجد احد ممن له حق اقامة
الجمعة نصب العامة لهم خطیبا للضرورة کما یاتی مع انه لا امیر ولا قاضی ثمة اصلا - اسطرح اگر صرف اسلامی حکومت کے اندر ہو سکتے
ہیں حضرت علیؓ کا جمعہ پڑھانا ایام فتنہ عثمانؓ میں عدم اشتراط سلطان اسلام میں کسی طرح بھی حجت
نہیں بن سکتی کیونکر یہاں صورت علیؓ نے بحکم و اذن حضرت عثمانؓ یا باجماع صحابہ نماز جمعہ پڑھائی تھی

سوال ۔ جن شہروں پر کفار کی سلطنت و حکومت ہے انکی کتنی صورتیں ہیں اور کیا حکم ہے ۔

جواب ۔ ایسی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ ان شہروں میں والی اور قاضی مسلمان ہیں جو اپنے خود وقبضہ
سے تنفیذ احکام کرتے ہیں ایسے شہروں کو بلاد اسلام کہا جائیگا کیونکہ وہاں تعریف دارالاسلام صحیح

والی مقرر نہ ہو اور قاضی جو احکام کو نافذ کرے اور حدود قائم کرے موجود نہ ہو، تب بھی جمعہ و عیدین کا پڑھنا مسلمانوں پر واجب
و لازم ہے اور اگر وہاں قاضی اور والی موجود نہیں مگر مسلمان آبادی میں رہتے ہیں کہ اپنے میں سے کسی کو والی
اور قاضی بنا لیں تو یہی حکم ہے۔ وفی معراج الدرایۃ عن المبسوط البلاد التی فی ایدی الکفار
بلاد الاسلام لا بلاد الحرب لانھم لم یظھروا فیھا حکم الکفر بل القضاۃ والولاۃ مسلمون یطیعونھم عن ضرورۃ
او بدونھا وکل مصر فیہ وال من جھتھم یجوز لہ اقامۃ الجمعۃ والاعیاد والحدود وتقلید القضاۃ لاستیلاء
المسلم فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیھم ان
یلتمسوا والیا مسلما۔ رد المحتار، شامی جلد ۳ وھکذا فی الطحطاوی۔ بلاد علیھا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین
اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما کذا فی معراج الدرایۃ
عالمگیری۔ وھکذا فی الطحطاوی۔ قال فی مجمع الفتاوی غلب علی المسلمین ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ
الجمعۃ والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما۔ من مفتاح
السعادت۔ ومن ھذا ظھر ان ما فی الشام من جبل تیم اللہ المسمی بجبل الدروز وبعض البلاد التابعۃ لہ کلھا
دار اسلام لانھا وان کانت لھا حکام دروز او نصاری ولھم قضاۃ علی دینھم وبعضھم یعلنون بشتم
الاسلام والمسلمین لکنھم تحت حکم ولاۃ امورنا وبلاد الاسلام محیطۃ ببلادھم من کل جانب واذا اراد ولی
الامر تنفیذ احکامنا فیھم نفذھا۔ قال السید الامام والبلاد التی فی ایدی الکفرۃ لا شک انھا بلاد الاسلام لا
انھا بلاد الحرب ولم یظھروا فیھا احکام الکفر بل القضاۃ مسلمون اما البلاد التی علیھا ولاۃ مسلم من جھتھم
فیجوز فیھا اقامۃ الجمع والاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاۃ وتزویج الایامی والدرای لاستیلاء المسلم
علیہ واما البلاد التی علیھا ولاۃ کفار فیجوز فیھا ایضا اقامۃ الجمع والاعیاد والقاضی قاضی بتراضی المسلمین
فتاوی بزازیہ۔ ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکرہ مسکین وغیرہ الا
اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم۔ تاتارخانیہ میں ہے کہ اسلام شرط نہیں اس بادشاہ میں جو قاضی مقرر
کو مقرر کرتا ہے اور جو بلاد اسلام کہ کافروں کے قبضے میں ہیں وہ بے شک بلاد اسلام ہیں نہ بلاد حرب اس واسطے
کہ انہوں نے ان میں کفر کا حکم جاری نہیں کیا اور قاضی وہاں مسلمان ہیں اور ملوک جو ان کی اطاعت بضرورت
کرتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور اگر بلا ضرورت اطاعت کرتے ہیں تو فاسق ہیں اور جس شہر میں کہ کفار کی طرف سے
حاکم مسلم ہیں تو اس میں اقامت جمعہ اور عیدین اور اخذ خراج اور تقلید قضا اور تزویج ایامیٰ جائز ہے
کیونکہ ان پر مسلم مستولی ہے اور اطاعت کفر تو فی نفسہ ہے اور وہ بلاد جن پر کفار حاکم ہیں مسلمانوں کو وہاں
اقامت جمعہ اور عید جائز ہے اور قاضی تو قاضی ہو جاتا ہے تراضی مسلمین سے اور مسلمانوں پر
واجب ہے کہ کفار سے حاکم مسلم کی درخواست کریں انتہی اور مسکین صاحب کا کو اپنی شرح میں ان
کی طرف نسبت کیا ہے اور جائز ہے جیسا جامع الفصولین میں ہے کذا فی النہر۔ ولو فقد والی
بغلبۃ کفار وجب علی المسلمین تعیین وال وامام للجمعۃ فتح اور اگر مفقود ہو بسبب غلبہ کفار کے
تو مسلمین پر واجب ہے معین کرنا حاکم اور امام جمعہ کا کذا فی النہر مع فتح القدیر میں ہے کہ اگر بادشاہ

ہو اور وہ جو جس سے تقلید قضا جائز ہے چنانچہ بعض بلاد مسلمین میں اب کافر حاکم ہیں لیکن
ہیں جیسے قرطبہ میں تو مسلمین پر واجب ہے کہ بجملہ مسلمین سے ایک شخص پر اتفاق کریں اور
اسکو والی قرار دیں پھر وہ قاضی کو مقرر کرے یا وہ اپنی فیصلہ کیا کرے اور اسیطرح ایک شخص کو
امام ٹھہرا دیں جو انکو جمعہ پڑھایا کرے انتہی و[illegible] اما بلاد علیہا ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد
ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما منہم اہ وعزاہ مسکین فی شرحہ
الی الاصل ونحوہ فی جامع الفصولین وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منہ کما فی بعض بلاد
المسلمین غلب علیہم الکفار کقرطبۃ الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی
قاضیا ویکون ہو الذی یقضی بینہم وینصبوا اماما یصلی بہم الجمعۃ اہ وہذا ہو الذی تطمئن النفس الیہ
فلیعتمد انتہی رد المحتار ج [illegible] کتاب القضاء۔ میں غرضکہ جمعہ ایہا [illegible] شرط [illegible]
شہر اور اس شہر ایہی جسقدر منابہ جمعہ حتی قاضی ہو وحدا ں حکم شرع دے خوب ہو وو قاضی حاکم ہے روان؛
لازم جمعہ جو نال شہر دے متصل ہوون گردان؛ شرط دوجی سلطان ایہا نال ظالم یا جس امر کرے سلطان امیر خطیب قضاۃ
ہے یا بجون اوس دی جو کوئی خطبہ جائز ہے سلطانی خطبہ نہیں جائز شہر ایہی جان؛ جیہاں شہراں ہوون حاکم سب کفار؛
جائز ایہی جماعتاں بیون جمعہ گذار؛ قاضی ہک کریں [illegible] قاضی ہر دو سوی؛ فرض ایہی ایہا قاضی مسلم کرن جس کو وی؛
ہتہ کفار ان شہر جو ایہی شہر کل اسلام؛ حکم کفر دہ جوڑ ظاہر ناہیں وچ تمام؛ جو ایہا نہ ہم امیر تے قاضی ایہی مسلمان؛
تابعداری کرن کفار دی جیست [illegible]؛ عید ان جمعہ ایشاں جائز ناہیں ہونے؛ ایہ تابعداری [illegible] وچ ظہیر [illegible]؛
پڑھن انہوں ظہر جماعت سنت ہے ہر حال؛ ایہ جمعہ پڑھن یا ترک کرین ظہر جماعت نال؛ ایہہ وچ [illegible] لکیا [illegible]
ہور ابو السلام [illegible] آن؛ الوداع یا رب اللہ۔ [illegible] در مختار [illegible]
پس ایسے شہروں میں جہاں کفار حاکم ہیں جمعہ تب ہی درست ہوگا کہ فتح القدیر کے مطابق عمل کریں یعنے مسلمین پر لازم
ہے کہ بجملہ مسلمین میں سے ایک شخص پر اتفاق کریں اور اسکو والی قرار دیں پھر وہ قاضی کو مقرر کرے
یا وہ اپنی فیصلہ کیا کرے اور اسیطرح ایک شخص کو امام ٹھہرا دیں جو انکو جمعہ پڑھایا کرے انتہی اور یہ وہ
قول ہے جسکی طرف نفس مطمئن ہوتا ہے تو اسی پر اعتماد کرنا چاہیئے کذا فی الشرعایۃ الاوطار ج [illegible]
اور جس ملک میں یہ صورت ممکن نہ ہو سکے وہاں حنفی مسلمانوں پر فرض ہے کہ ظہر کی چار رکعت بہ
نیت فرض باجماعت پڑھا کریں کیونکہ انپر جمعہ فرض نہیں اور اگر وہ جمعہ پڑھیں تو مسقط
ظہر نہیں - سوال جن شہروں میں حکومت کفار رہے کیا وہاں اماماں مساجد شرعًا قاضی ہیں یا نہیں
اور انکی اقتدا میں جمعہ جائز ہے یا نہیں - جواب وہ شرعًا قاضی بھی نہیں اور انکی اقتدا میں جمعہ
بھی جائز بھی نہیں انہم لیسوا بقضاۃ لان القاضی انما یکون قاضیا فی البلاد التی تحت حکم السلطان
بالتقلید من ذالک السلطان کما فی الدر وغیرہ واما فی بلاد الغلبۃ انما یکون قاضیا بتراضی المسلمین اتفاقہم
علی احد منہم قال فی رد المحتار ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیہم یجعلونہ والیا مسلما
منہم فیجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا ویکون ہو الذی

لفقد من یقیم شامی فلا تصح فی بلاد الغلبة۔ اقامتهم الجمعة الا باذن القاضی او الوالی المتفق علیه
وجامع المؤمنین من مات ولم یصل علی نفسه امامًا مات موتة جاهلیة لان الوالی کالسلطان فلا
یجوز السلطان الا واحدًا مجموعة الفتاوی ج ۲ صفحہ ۳ مولوی عبد الحی۔

سوال کیا غیر مسلم اہل قضا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جواب۔ کافر اہل قضا نہیں ہو سکتا واہلہ اہل الشہادۃ
یعنی مسلم بالغ عاقل عادل ہو غایۃ الاوطار صفحہ ۲ یشترط فی الشاہد الحریۃ والعقل
والبلوغ والاسلام کفایہ شرح ہدایہ ج ۳ صفحہ ۹ واستشہدوا شہیدین من رجالکم قرآن مجید پارہ
واشہدوا ذوی عدل منکم قرآن مجید تفسیر خطاب ... اے ایمان والو ... شہادت
گواہ مسلمان حر عاقل بالغ روضۃ الندیۃ صفحہ ۲۵۵ اہلہ اہل الشہادۃ۔ کنز۔ جو ان
لکون حر مسلم عاقل بالغ عادل حاشیہ کنز صفحہ ۲۳۵ قولہ اہلہ اہل الشہادۃ اسلام
الشہادۃ بالاسلام والحریۃ والعقل والبلوغ حاشیہ منتقی وقایہ صفحہ ۲ اسلام شاہد کا شرط ہے
اگر مدعی علیہ مسلمان ہو غایۃ الاوطار ج ۳ قاضی ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ مسلم بالغ عاقل عادل
ہو غایۃ الاوطار ج ۳ سوال کیا مصر و سلطان شرائط جمعہ میں سے ہیں کہ انکے عدم وجود میں
جمعہ فرض ہی ہوگا کہ جماعت پڑھا جاوے یا نفل کہ جس کی جماعت مکروہ ہوگی اور قرأت جہری ناجائز۔

جواب۔ حنفیہ کے نزدیک یہ شرائط تھیں جب انکے مفقود ہونیکی حالت میں جمعہ یقیناً نفل ہوگا اور
نفل کی جماعت دن میں علی سبیل التداعی وقرأت جہریہ مکروہ تحریمی ہوگی۔ اگر مصر وسلطان کی
نہ ہونے کی حالت میں جمعہ فرض ہی واقع ہو سکتا ہے تو وہ بلا جماعت اور بغیر وقت ظہر و خطبہ کے بھی ادا
ہو سکیگا جیسا ابوداؤد میں ہے عن عطاء بن ابی رباح قال صلی بنا ابن الزبیر فی یوم عید فی یوم الجمعۃ اول النہار
ثم رحنا الی الجمعۃ فلم یخرج الینا فصلینا وحدانا وکان ابن عباس بالطائف فلما قدم ذکرنا ذلک له
فقال اصاب السنۃ۔ ابوداؤد۔ عن ابن جریج قال قال عطاء اجتمع یوم جمعۃ ویوم فطر علی عہد ابن الزبیر
فقال عیدان اجتمعا فی یوم واحد فجمعهما جمیعا فصلاهما رکعتین بکرۃ لم یزد علیهما حتی صلی العصر ابوداؤد
ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبل زوال بوقت اشراق یا ضحی جمعہ ادا ہو سکتا ہے پس وقت ظہر
شرط نہیں کیونکہ ابن الزبیر رضی نے عید اور جمعہ دونوں صبح کو ادا کر لئے تھے اور ابن عباس رضی نے کہا کہ ابن
الزبیر سنت کے موافق کیا اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک قبل الزوال بھی جمعہ پڑھنا درست ہے عن سلمۃ
ابن الاکوع قال کنا نصلی مع رسول اللہ صلعم الجمعۃ ثم ننصرف ولیس للحیطان فیء ابوداؤد یہ حدیث بھی
امام احمد کے مذہب کی مؤید ہے۔ اور فقال فصلینا وحدانا سے ابن عباس کا مذہب یہی ہے کہ جمعہ اکیلے کا
صحیح ہے اور خطبہ اکیلے کا صحیح نہیں جانتے الرعایہ میں ہے وہل یشترط کونہا بحضرۃ جماعۃ تنعقد
بہم الجمعۃ اولا۔ الاصح ... فیخطب وحدہ لم یکرہ کذا فی البحر مجموعۃ الفتاوی ... پس جماعت اور خطبہ
بھی شرط نہ رہے۔ پس ... بغیر ... مصر وسلطان کی ... اسکا دونوں ظہر شرطیں بھی
نہ جماعت اور خطبہ اور وقت ظہر کو بھی شرط ... ثابت ... جائز رہا قرأت ... جو حنفیہ کے

نزدیک جمعہ وقت ظہر اور خطبہ اور جماعت یعنی شرطین ہیں وہ نیہے یا معتمد سلطانی یا مسلمانوں کا نائب
اذن عام بھی یعنی شرط ہیں جو ایک کے مفقود ہونے سے جمعہ باطل ہوگا — شافعی و قاضی
مسئلہ ونماز فرض تعیین فرض درنیت شرط است شرح وقایہ نماز ج ۱ ص ۱۵۴ اور مراتب الفلاح
ملتقی الابحر — شرح وقایہ جو شافعی ہیں یعنی نیت سے ظہر ہو تو جمعہ باطل — بلکہ جمعہ شرط پانی جو ہوں تو جمعہ اور جمعہ
کا ظہر شامی مکروہ ہے — قوله صلوٰة العید و مثله الجمعة قوله بناء الامام علی امر بعید والاخیر نقل مکروہ لداؤد الجماعة
ج شامی مطبوعہ مصطفی — پس مختلف اگر ایسی فجر یا ایسے جمعہ کے لئے اپنی مسجد اعتکاف سے ایک ساعت
بھی باہر گیا تو اسکا اعتکاف باطل ہو جائیگا — کیونکہ ایسے جمعہ و عید کا پڑھنا بوجہ وجود شرائط کے فرض و واجب نہیں
بلکہ نماز مکروہ ہے مسئلہ مختلف شد از مسجد نہ براید مگر برائے حاجت انسانی یا از برائے نماز جمعہ
جو وقت ہے کہ جب جمعہ فرض ہو کر ادا ہو اور جب جمعہ بوجہ عدم وجود شرائط معتمد سلطانی مسلم
نفل مکروہ ٹھہر کر ادا ہوتا ہے پس معتکف کا اپنی مسجد کو چھوڑ کر جانا مفسد اعتکاف
پس جس شخص نے ظہر کی چار رکعتیں پڑھ کر ایسے جمعہ کیطرف سعی کی تو اسکی فرض ظہر کی نماز
باطل نہیں ہوگی فافہم — مسئلہ الضرورات تبیح المحظورات کما قال اللہ تعالیٰ فمن اضطر غیر باغ
ولا عاد فلا اثم علیہ یعنی کسی ضرورت پر عمل کرنا ایک تھوڑے وقت کیلئے جائز ہوتا ہے نہ ہمیشہ کیلئے
بالتقدیر یعنی ایسی ضرورت کے دور کرنیکے لئے سلطان پر کوشش ہو جانا کرنا فرض ہے فافہم
پس جن ممالک پر کفار کی حکومت ہے وہاں جمعہ ادا کرنے کے لئے ایک ہی صورت ہے جسکو کمال
الدین ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ شریف میں بیان کیا ہے اور صاحب نہر الفائق و در مختار
و رد المحتار و غایۃ الاوطار وغیرہ نے اسپر اعتماد کیا ہے کا مر — اور وہ یہ ہے ولو فقد وال لغلبة کفار
وجب علی المسلمین تعیین وال و امام للجمعة فتح — م فتح القدیر میں ہے کہ اگر بادشاہ نہ ہو اور وہ
ہو جس سے تقلید قضا جائز ہے جیسا کہ بعض بلاد مسلمین میں اب کافر غالب ہوگئے ہیں جیسے قرطبہ میں
تو مسلمین پر واجب ہے کہ مجمع مسلمین سے ایک شخص پر اتفاق کریں اور اسکو والی قرار دیں
پھر وہ قاضی کو مقرر کرے تاوہ انمیں فیصلہ کیا کرے اور اسیطرح ایک شخص کو امام ٹھہرا دیں
جو انکو جمعہ پڑھایا کرے انتہی اور یہ وہ قول ہے کہ جسکی طرف نفس مطمئن ہوتا ہے تو اسی پر
اعتماد کرنا چاہیے کذا فی النہر — غایۃ الاوطار ج ۳ ص ۲۱۴ — یہ شامی کی عبارت کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے
بحر رد المحتار ہے نے وفی الفتح الا شامی ج ۳ کتاب القضاء کا م عبارتہ — اور انواع بارک اللہ میں ہے —

جنہاں شہراں اندر سی ہو وے حاکم سب کفار ✤ اوتھے آپی مسلماناں اوپر جمعہ گزار
قاضی ملک کریں رلکے قاضی ہو وے مسلم کر معلوم ✤ فرض اوتھے انہاں قاضی مسلم ہوئی

قاضی ہو سی — کا مطلب ہے مصنف قاضی کا بیان کیا جیسے اپنی قوم ہو وے قاضی حوالی کرے روانی
اور شہر روکی ہو وے جنہاں شہراں اندر حاکم سب کفار ہو گیا ہے مسلماناں نوں جمعہ گزارنا ان (یعنی قائم کرنا) بلکہ
قاضی رلکے بنیں اتے قاضی مسلم معین کرنا انہاں نوں فرض ہے — جیہو ہودی ص ۶۵ — کیونکہ وہ فرض ہے
مؤکد ہے یا علیہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور سب فرض کو چھوڑ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کا فرض کیا تھا
اور کہا تھا فلا یجوزان یمضی علینا یوم لا نری فیہ لانفسنا اماما — کما فی تجدید دار الفکر ص ۱۰۴
اب وہی مسئلہ جو کہ تک شرع کتاب لئے اتحاد یا جا چکا ہے کہ اب اگر کوئی حنفی المذہب اسپر عمل نہ کریگا تو وہ
عند اللہ حنفی نہیں قرار دیا جائیگا — اشباہ اور مسئلہ میں ہوئے شخص خاص حنفیہ کیطرف سے
والہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم — والسلام والاکرام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

معنفہ ---- محمد علی عالم حنفی لودی غفر اللہ عنہ ولوالدیہ ۔

اشعۃ الانوار اللمعۃ فی فتوی الجمعۃ حصہ سوم مصنفہ مولوی محمد علی علوی لودی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد محمد علی علوی نے

الاستفتاء ۔ کیا مذہب حنفی میں صحت ادائے جمعہ کے لیے مصر و سلطان اسلام شرط ہے یا نہیں **الافتاء** امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ اور تلامیذ اور فقہاء حنفیہ کے نزدیک صحت ادائے جمعہ کے لیے مصر جامع اور سلطان مسلم یا اسکا ماذون اور نائب شرط ہیں۔ مبسوط الامام السرخسی جلد دوم صفحہ ۲۳ و ۲۵ اور قدوری صفحہ ۲۲ اور جامع صغیر للامام محمد صفحہ ۲۰ اور کنز الدقائق صفحہ ۴۲ اور مختصر وقایہ صفحہ ۳۴ اور شرح الوقایہ اور ہدایہ مع الکفایہ صفحہ ۱۰۱ اور ملتقی الابحر برحاشیہ مشرح وقایہ فارسی ج ۱ صفحہ ۴۴ اور شرح وقایہ فارسی اور فارسی قدوری صفحہ ۲۵ اور کنز فارسی صفحہ ۲۵ اور در المختار ج ۱ صفحہ ۸۱ اور فتاوی قاضیخان ج ۱ صفحہ ۲۴۳ اور فتاوی سراجیہ بہ حاشیہ فتاوی قاضیخان صفحہ ۹۹ اور شامی اور طحطاوی اور غایۃ الاوطار اور فتاوی عالمگیریہ وغیرہ تمام کتب فقہیہ حنفیہ میں مصرح و مشرح و بالتفصیل مرقوم ہے پس خالص حنفیوں کے لیے تو مذہب حنفی کی اتباع فرض ہے۔ انکو اپنے امام سے حق استفسار دلائل حاصل نہیں۔

الاستفتاء کیا یہ شرائط امام اعظم ابو حنیفہ اور انکے صاحبین رضی اللہ عنہم نے اپنے پاس سے گھڑ لیے ہیں یا قرآن مجید اور حدیث شریف سے بھی اسکا کوئی ثبوت ہے۔ **الافتاء** ۔ ہاں بیشک ثبوت ہے۔ والمراد بقولہ تعالے وذروا البیع ای البیع الذی یحتاج الیہ الخ یکون فی الامصار کافی اور حدیث شریف بسند صحیح یہ ہے حدثنا جریر عن منصور عن طلحۃ عن سعید بن عبیدۃ عن ابی عبد الرحمان انہ قال قال علی رض لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع۔ عینی شرح البخاری ج ۳ صفحہ ۲۶ یعنی عام طور پر اکثر جمعہ و تشریق شہروں اور بازاروں میں ہی ہوتے ہیں۔ اور (۲) علی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ جمعہ و تشریق مصر جامع کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ اور اصول کا قاعدہ ہے کہ صحابی کا وہ قول جو عقل سے مدرک و معلوم نہ ہو سکے وہ اس پر حمل کیا جائیگا کہ صحابی نے یہ قول پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ ولئن سلمنا انہ موقوف فہو صحیح وہو محمول علی السماع لانہ لا یدرک بالعقل۔ بنایہ شرح ہدایہ للعلامۃ العینی روی عبد الرزاق عن علی رض موقوفا لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر جامع واسنادہ صحیح۔ نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ابن حجر۔ ثم استدل ابو حنیفۃ رح بما رواہ عبد الرزاق عن علی رض قال لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع وکذا رواہ ابن ابی شیبۃ عن طریق حجاج الخ وروی الفا بسند صحیح ناجریر عن منصور الخ کذا فی العینی وقال ابن الہمام وکفی بقول علی قدوۃ واماما۔ از حاشیہ بخاری مطبوعہ دہلی ج ۱ صفحہ ۱۲۳ اور تیسیر القاری شرح بخاری میں اس حدیث مسند مرفوع قرار دیا ہے۔ عن حذیفۃ رض قال لیس علی اہل القری جمعۃ انما الجمعۃ علی اہل الامصار مثل المدائن

فتح الباری ج۲ ص۱۹۲ و زیلعی وکبیری فلو تجوز فی القری عندنا وہو مذہب علی ابن ابی طالب وحذیفۃ وعطاء والحسن ابن ابی الحسن
والنخعی ومجاہد وابن سیرین والثوری وسحنون انتہی کبیری۔ اور حدیث کان الناس ینتابون الجمعۃ وفی روایۃ یتناوبون الجمعۃ من منازلہم
والعوالی الحدیث۔ بخاری مصری ج۱ ص۱۱۱ - وبخاری مطبوعہ دہلی ص۱۲۳ - ثم لا دلالۃ فی الحدیث علی وجوب الاتیان من مقدار العوالی کیف
ولو وجب لما تناوبوا بل حضروا جمیعا۔ سندی حاشیہ بخاری مصری ص۱۱۱ علٰہ قولہ یتناوبون الجمعۃ ای یحضرونہا بالنوبۃ الخ
بخاری دہلی ص۱۲۳ وقال عطاء اذا کنت فی قریۃ جامعۃ الخ بیں جملہ وکان انس فی قصرہ احیانا یجمع و احیانا لا یجمع
وہو بالزاویۃ علی فرسخین۔ بخاری مطبوعہ دہلی ص۱۲۳ انسٔ قولہ یجمع المراد انہ قد یصلی الجمعۃ وقد یترک کما فقد کان یصلی الظہر
فی الزاویۃ وقد یصلی (الجمعۃ) فی جامع البصرۃ وہو الاصوب کذا فی الخیر الجاری ویؤیدہ روایۃ عن البختری قال
رأیت انسا شہد الجمعۃ من الزاویۃ۔ سندی حاشیہ بخاری ص۱۲۳ وزاد عبد الرزاق فیہ عن ابن جریج قلت لعطاء ما القریۃ
الجامعۃ قال ذات الجماعۃ والامیر والقاضی والدور المجتمعۃ الآخذ بعضہا ببعض مثل جدۃ۔ قسطلانی عینی اور شہر کی تعریف
ہم حنفی اس تعریف سے کہ المصر ما هو موضع لہ امیر و قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود کذا فی عمدۃ القاری وقد مر تحقیقہ بالتفصیل فی سائر اسئلۃ الکتاب۔
یہ حدیث عن ابن عباس قال ان اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد عبد القیس بجواثی من
من البحرین۔ بخاری مطبوعہ دہلی ج۱ ص۱۲۲ باب۔ حدیث اذا کنت فی قریۃ جامعۃ کے مخالف نہیں بلکہ اسکے موافق ہے اور
قریہ جامعہ اور مصر جامع کی تعریف ایک ہی ہے پس مذہب حنفی کی مخالفت نہیں کر سکتی۔ وحکی ابن التین عن الشیخ
ابی الحسن انہا مدینۃ وفی الصحاح الجوہری والبلدان مختصر زمخشری جواثا حصن بالبحرین وقال ابو عبید البکری ہی مدینۃ
بالبحرین لعبد القیس حاشیہ بخاری مطبوعہ دہلی ص۱۲۲ واشترط الحنفیۃ لانہا المصر او فناءہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام
لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع رواہ عبد الرزاق واجابوا عن قولہ جواثی انہا مدینۃ کما قالہ البکری وقول امرء القیس
(الی ان قال) ان جواثا مدینۃ قطعا۔ قسطلانی۔ یرید انہ امرء القیس کا تا من تجار جواثی لکثرۃ ما عندہم من الصید
واراد کثرۃ امتعۃ تجار جواثی فکثرۃ الامتعۃ تدل غالبا علی کثرۃ التجار وکثرۃ التجار تدل علی ان جواثی مدینۃ
قطعا لان القریۃ لا یکون فیہا تجار کثیرون غالبا عادۃ۔ عینی شرح بخاری۔ پس امرء القیس جاہلی شاعر جواثی کو
شہر قرار دیتا ہے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چالیس برس پہلے گذرا ہے پس جواثی اسکے زمانہ میں شہر تھا
اور مولانا وحید الزمان صاحب رحمہ اللہ ترجمہ ابو داؤد میں بطور فائدہ کے لکھتے ہیں۔ ف اس حدیث (جواثا قریۃ من قری البحرین)
سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ گاؤں میں بھی پڑھنا درست ہے مگر یہ استدلال موقوف ہے اس بات پر کہ جواثا کا گاؤں ہونا ثابت ہو جاوے
اور حنفیہ نے ابو عبید بکری کا نقل کیا ہے کہ جواثا ایک مشہور شہر ہے بحرین میں عبد القیس کا اور جوہری نے صحاح میں لکھا ہے کہ
جواثی ایک قلعہ ہے بحرین میں اور ایسا ہی کہا ابن الاثیر نے نہایہ میں مگر وکیع نے اسکو قریہ کہا اور قریہ کا اطلاق زبان
عرب میں گاؤں اور شہر دونوں پر ہوتا ہے پس اس نظر سے اس حدیث سے استدلال تمام نہیں ہو سکتا۔ ترجمہ ابو داؤد
ص۲۵ وحدیث ہزم النبیت کے نیچے فائدہ میں تحریر کرتے ہیں۔ ف اس حدیث سے بھی یہ امر اچھی طرح ثابت نہیں ہو سکتا
کہ گاؤں میں جمعہ درست ہے کیونکہ ہزم النبیت متعلقات (فناء) میں سے ہے شہر مدینہ سے۔ اچھا طریقہ

لہ ودر نفخ جبرانی الشأن وب بغیر عدم الوجوب ص۱۱۱ بخاری مصری

استدلال کیا ہے کہ جمعہ کی فرضیت آیت اور حدیث سے مطلق ثابت ہے جس میں شہر کی قید نہیں الخ ۔ ۔ ۔ مترجم

غیر مقلدین کے امام ہیں باوجود اسکے وہ بھی دلائل حنفیہ کو تسلیم کرتے ہیں ۔ اور یہ بات غلط ہے کہ آیت و حدیث

میں جمعہ کی فرضیت مطلق ثابت ہے کیونکہ ابن الہمام لکھتے ہیں ۔ والاصل فی ہذا الباب حدیث علی رضی اللہ عنہ وہو قولہ صلے اللہ علیہ

وسلم لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر جامع ۔ والتعریف المعتبر فی المصر الجامع ما قال المصنف (صاحب الہدایۃ) وصاحب الکنز

انتہی کلام ۔ فتح القدیر ۔ پس ثابت ہوا کہ جو شخص مصر جامع یا قریہ جامعہ میں نہیں اسپر جمعہ فرض نہیں اور وقت

اسکا جمعہ ادا ہو بھی نہیں سکتا ۔ اور یہ احادیث مرفوعہ بھی آئی ہیں ۔ الجمعۃ علی من آواہ اللیل الی اہلہ ۔ الجمعۃ علی

من سمع النداء ۔ الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا علی اربعۃ عبد مملوک او امراۃ او صبی او مریض ۔

اور اتم صلوا فی بیوتکم بھی آیا ہے ۔ اور سلطان کی شرط اس سے ثابت ہے ۔ فاسعوا الی ذکر اللہ ای خطبۃ الامام

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

تفسیر عباسی ۔ (۲) ولنا ما روینا من حدیث جابر رضی اللہ عنہ ولہ امام عادل فقط

الاسلام للحاق الوعید بتارک الجمعۃ وفی الاثر اربع الی الولاۃ ومنہا الجمعۃ ۔ مبسوط الامام السرخسی ج ۲ ص ۲۵

(۳) فقد اشترط علیہ السلام الامام للحاق الوعید بتارکہا ۔ کبیری ص ۵۰ ولنا ما روی ان النبی صلعم

شرط الامام للجمعۃ ۔ مستخلص وکفایۃ علی الہدایہ ص ۵۰ (وہو السلطان) الامام راع ومسئول عن رعیتہ ۔ فی حدیث

رزیق الخ ۔ بخاری مطبوعہ دہلی ص ۱۲۲ استدل بہ (صاحب البخاری) ابن شہاب علی ان من کان امیرا علیہ ان یراعی حقوق رعیتہ

ومن جملۃ حقوقہم اقامۃ الجمعۃ وبہ المطابقۃ للترجمۃ ۔ عینی ۔ حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۱۲۲ ۔ الامام راع ومسئول عن

رعیتہ ۔ الامام راع فی من ولی علیہم یقیم فیہم الحدود والاحکام علی سنن الشرع وہذا موضع الترجمۃ لانہ

لما کان رزیق عاملا من جہت الامام علی الطائفۃ التی ذکرہا فکان علیہ ان یراعی حقوقہم ومن جملتہا اقامۃ الجمعۃ

فیجب علیہ اقامتہا وان کان فی قریۃ ۔ قسطلانی ۔ وقال الحسن البصری الخ کبیری ص ۵ وقد مر بیانہ فی النور والظلم ۔

(۵) ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب لقولہ علیہ السلام من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ ولان الامۃ قد جعلوا

اہم المہمات بعد وفات النبی صلعم نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات

الشرعیۃ یتوقف علیہ کما اشار الیہ بقولہ والمسلمون لا بد لہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم واقامۃ حدودہم

واقامۃ الجمع والاعیاد الخ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۱ باب الامامۃ ہی صغری وکبری فالکبری استحقاق تصرف

عام علی الانام وتحقیقہ فی علم الکلام ونصبہ اہم الواجبات فلذا قدموہ علی دفن صاحب المعجزات صلے اللہ علیہ

ویشترط کونہ حرا مسلما ذکرا عاقلا بالغا قادرا قرشیا الخ در المختار ۔ اور اسیوجہ سے کہ امام کا مقرر کرنا اہم

واجبات سے ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے خلیفہ مقرر کرنیکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم کیا اور شرط ہے ہونا امام

کا مسلمان آزاد مذکر صاحب عقل بالغ قدرت والا قریش کی نسب سے تم مسلمان اسوجہ سے کہ کافر کو مسلمان

پر ولایت نہیں الخ غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۲۵۵ البحث المترف فی بیان وجوب نصب الامام الاعظم ۔ وقد اجمع الصحابۃ

بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی نصبہ حتی جعلوہ اہم الواجبات وقدموہ علی دفنہ صلے اللہ علیہ وسلم ولم تزل الناس

في كل عصر على ذلك ويؤيد ذلك ايضاً عدة احاديث منها حديث مسلم من خلع يداً من طاعة لقي الله يوم
القيامة ولا حجة له ومن مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية۔ اليواقيت والجواهر لعبد الوهاب الشعراني
مطبوعہ مصر ص ۱۲۷ وہ عبارت الشيخ محي الدين حيث قال۔ فان نصب الامام واجب علينا۔ ويجب ان يكون واحدا۔ فنصب الامام واجب
واجب شرعاً۔ اليواقيت والجواهر ج ۲ ص ۱۲۹ نصب الامام عندنا واجب سمعاً۔ شرح المواقف ص ۶۰۹ قال ابو بكر الا ان محمداً
قد مات ولا بد لهذا الدين ممن يقوم به فبادر الكل الى قبوله وتركوا له اهم الاشياء وهو دفن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يزل
الناس بعدهم على ذلك في كل عصر الى زماننا هذا من نصب الامام۔ شرح مواقف ص ۶۹۵۔ لابد للناس من امام بر او فاجر
نهج البلاغة عبده ج ۱ ص ۸۵ قالوا (الصحابة) سمعنا رسول الله صلعم يقول من مات ولم يرعلى نفسه اماما مات ميتة الجاهلية فلا يكون الى سعي
عليهم ولا نرى لانفسنا اماما وهذا يدل على ان من لايرى الامام حقا فانه يكفر۔ تمهيد ابو الشكور سالمي قلمي ورق ۱۰۳۔
نصب الامام واجب۔ معالم اصول الدين للامام فخر الدين الرازي رحمه الله مطبوعه مصر بحاشيه محصل ص ۱۵۲ المقدمة في معرفة
وجوب الامامة يجب ان يعرف ان ولاية امر الناس من اعظم واجبات الدين بل لا قيام للدين ولا للدنيا الا بها الى ان قال
من اقامة الحج والاعياد ونصر المظلوم واقامة الحدود الخ۔ اكليل الكرامة في تبيان مقاصد الامامة ص ۴ تا ۵۔
و امام قریشی قادر بر تنفیذ احکام کہ مسلم حر مکلف ظاہر باشد نہ مخفی و نہ منتظر سلطان آنا از امور است۔ نہج المقبول ص ۱۴۲
فصل اہل علم را در وجوب نصب امام۔ ارشاد الائمة من قریش داگرچہ در ارشاد نبوی با ستحقاق بیعت خلفاء راشدین
ثابت گردیدہ وچون آنحضرت صلعم بجوار قدس خرامید صحابہ امر امامت وخلافت امام را بر جملہ امور مقدم ساختند
آنکہ پیش از تجہیز شریفش بایں کار و بار پرداختند وجمل ابوبکر رضی بر دعہد لسبیت عمر کردہ و عمر عہد بشوری
مودنیں نمود و بعد از قتل عثمان بیعت بعلی کردند ودلیل زدے بحین لیستر استمرار بریں طریقہ۔ واز اعظم ادلہ
است بر وجوب نصب ائمہ و بذل بیعت از برائے ایشان حدیث من مات ولیس علیہ امام جماعة فان
موتتہ موتة جاہلیة رواہ احمد والترمذی وابن خزیمة وابن حبان وصحیح من حدیث الحارث الاشعری
ورواہ الحاکم من حدیث ابن عمر ومن معاویة ورواہ البزار من حدیث ابن عباس رض۔ ونا گزیر است کہ امام
مکلف (مسلمان۔ عاقل۔ بالغ) حر باشد۔ نہج المقبول من شرائع الرسول ص ۹۵ (قولہ الامام راع
ومسؤل عن رعیتہ الخ بخاری شریف۔ (الفقه وصفه حاجي گوهر علي علوي اوددي عفي عنه)
قال الله واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم۔ الفصل الخامس في وجوب طاعة الامام والامير عن انس رض
قال قال رسول الله صلعم اسمعوا واطيعوا وان استعمل عليكم عبد حبشي الخ وعن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلعم من اطاعني
فقد اطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله ومن يطع الامير فقد اطاعني ومن يعص الامير فقد عصاني اخرجه الشيخان والنسائي
وعن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلعم من خرج عن الطاعة وفارق الجماعة مات ميتة جاهلية اخرجه
الشيخان وفي رواية عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلعم من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات ميتة جاهلية
اخرجه مسلم والنسائي۔ تيسير الوصول ج ۲ ص ۲۰ وكذا في المشكوة ص ۳۱۹ عن ابن عباس رض عن النبي صلعم قال من كره

من امیرہ شیئا فلیصبر فانہ من خرج من السلطان شبرا مات میتۃ جاہلیۃ بخاری مصری ج ۲ ص ۱۰۴۵ ومجتبائی
وعن ابن عباس رضی عن النبی صلعم قال من رأی من امیرہ شیئا یکرہہ فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبرا فمات
الا مات میتۃ جاہلیۃ بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۱ مصری ومجتبائی ص — وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم من کرہ
من امیرہ شیئا یکرہہ فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت الا مات میتۃ جاہلیۃ مشکوۃ ص ۳۱۹ والمیتۃ
بکسر المیم النوع من الموت ای مات علی ہیئۃ یموت علیہ اہل الجاہلیۃ (لمعات) حاشیۃ المشکوۃ ص — الفصل الاول فی
الائمۃ من قریش عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلعم الناس تبع لقریش فی الخیر والشر وعن ابن عمر رض قال
قال رسول اللہ صلعم لا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان اخرجہ الشیخان- تیسیر الوصول ج ۱ ص ۲۳۱ فذہبت
بنی العباس تحکموا بالدول ... الاکثر ... فی الحکم ... وذلک لبعضہم ... الآیۃ مجملۃ فی انہ ... طریق ... کان ولایۃ
سائر البلاد ... ان لا یجوز ... الامام الاعظم وانہ ہو الذی ینصب القضاۃ والولاۃ فی البلاد ...

الاستفتاء مصر کی تعریفیں کون کون ہیں اور سب میں سے صحیح ومعتبر تعریف کونسی ہے الافتاء مذہب حنفی
میں مصر شرعی کی تعریفیں مرقومۃ الذیل ہیں المصر الجامع کل موضع لہ امیر وقاضی ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وہذا
عند ابی یوسف رح وعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم ہدایہ ص ۱۲۱ وظاہر المذہب فی بیان حد المصر الجامع
ان یکون فیہ سلطان او قاضی لاقامۃ الحدود وتنفیذ الاحکام- مبسوط ج ۲ ص ۲۳ ولا یکون الموضع مصرا فی
ظاہر الروایۃ الا ان یکون فیہ مفت وقاضی یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیتہ منی- قاضیخان
ج ۱ ص ۲۵ والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الہدایۃ انہ الکبیری وہکذا فی کنز الدقائق ودر مختار وسراجیہ وعالمگیریہ
بل فی جمیع کتب الفقہ (۲) ہو موضع اذا اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ لم یسعہم شرح وقایہ ص ۲۴۱ (۳) قال سفیان
الثوری المصر الجامع ما یعدہ الناس مصرا عند ذکر الامصار المطلقۃ کبخارا وسمرقند (۴) وفی نوادر ابن شجاع اذا کان فی
القریۃ عشرۃ الاف فہو مصر (۵) وعن بعض اصحابنا المصر ما یعیش فیہ کل صانع بصناعتہ عمدۃ الرعایۃ علی حاشیۃ شرح
الوقایۃ ص ۲۴۱ (۶) وقال بعضہم ہو ان یولد فیہ کل یوم ولد ویموت فیہ انسان- (۷) وقال بعضہم الا یعرف
اہلہ الا بکلفۃ ومشقۃ- برجندی ص (۸) وحضرت بحر العلوم مولانا عبد العلی نور اللہ مرقدہ در ارکان تحریر
میفرمایند کہ نزد والد بزرگوار ما یعنی مولانا نظام الدین قدس سرہ مصر عبارت از موضعیست کہ دران
حوائج ضروریہ انسان روا باشند یعنی آنجا بیع وشرا ماکولات وملبوسات میشدہ باشد وہم دران جا
اہل حرفت کہ حاجت بآنہا اکثری افتد باشند- مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۹۱ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر
ہو مثلا تین چار ہزار آدمی ہوں بہشتی زیور ج ۱۱ ایسا گاؤں جس میں تین چار ہزار آدمی بستے ہوں
اور جس کو عرف میں شہر وقصبہ کہتے ہوں- الافتاء قاضی خان صاحب نے جس تعریف کو لکھا ہے وہ اور اسکے ہم
معنی تعریف صحیح ومعتبر ہے اور وہ یہ ہے لا یکون الموضع مصرا فی ظاہر الروایۃ الا ان یکون
فیہ مفت وقاضی یقیم الحدود وینفذ الاحکام وبلغت ابنیتہ منی- قاضیخان- بالصحیحہ قاضی

مقدم علی ما یصححه غیره - لانه فقیه النفس - نافع کبیر ص۶ قاضی خان ہو الامام الکبیر مؤلف الفتاوی
المشہورۃ وشرح الجامع الصغیر وشرح الزیادات حسن بن منصور الاوزجندی ابو المفاخر و ابو المحاسن
فخر الدین فی تصحیح القدوری لقاسم بن قطلوبغا قاضی خان اجل من یعتمد علیه و تصحیحه مقدم
علی تصحیح غیره - مقدمه عمدة الرعایه ص۱۶ فی الجمعة بمعنا ان کان الامام امیر الحجاز او کان الخلیفة
(ای السلطان) مسافرا جمع - جامع صغیر ص۲۲ قاضیخان اور جامع صغیر کی عبارت سے ثابت ہوگیا
کہ منا اور منا جیسے قریہ میں اگر سلطان یا امیر موجود ہو تو وہاں جمعہ پڑھنا فرض ہے حالانکہ
انکہ منا میں تین چار ہزار آدمیوں کی آبادی موجود نہیں اور نہ اسکو عرف میں شہر اور قصبہ کہتے
ہیں بلکہ اس میں تو ایک دو ہزار آدمیوں کی آبادی بھی موجود نہ ہوگی پس تعریفین نمبر ۹ و ۱۰ کی مردود
و باطل ثابت ہوئیں پس یہ تعریفیں غیر معتبر و غیر صحیح ہیں اور یہ تعریفیں فقہ کی سابق کتب میں
مذکور بھی نہیں بلکہ زمانہ حال کی بناوٹی اور من گھڑت تعریفیں ہیں لہذا ان پر عمل کرنا ہرگز ہرگز جائز
نہیں غرض تعاریف مرقومہ بالا نمبر ۱ تا ۱۰ سب کی سب غیر صحیح و غیر معتبر ثابت ہوئیں کیونکہ
جن امور کا بیان اُن تعاریف میں مذکور ہے وہ منا میں نہیں پائے جاتے اسی واسطے
ان تعاریف کو متون فقہ نے ذکر نہیں کیا مگر نمبر ۲ کو وقایہ اور مختار نے ذکر کیا ہے
جس کو صاحب کبیری نے تردید کر دیا ہے اور سفیان ثوری ایک محدث غیر حنفی تھے جنکی
اتباع و تقلید حنفیوں پر لازم نہیں اور صاحب کبیری نے کہا ہے ثم اختلفوا فی تفسیر المصر اختلافا
کثیرا والفصل فی ذلک ان مکة والمدینة مصران تقام بہما الجمعة من زمنه علیه الصلوٰة
والسلام الی الیوم فکل موضع کان مثل احدہما فہو مصر فکل تفسیر لا یصدق علی احدہما فہو
غیر معتبر حتی التعریف الذی اختاره جماعة من المتأخرین کصاحب المختار والوقایة وغیرہما
بہا وہو مالو اجتمع اہله فی اکبر مساجده لا یسعہم فانه منقوض بہما اذ کل منہما یسع اہله وزیادة
فلا یعتبر ہذا التعریف وبالاولی لا یعتبر تعریفه بما یعیش فیه کل محترف بحرفته او یوجد فیه کل محترف
فان ہو فی مصر وقسطنطنیة من اعظم امصار الاسلام فی زماننا ومع ہذا فی کل منہما حرفة لا
توجد فی الاخری فضلا عن مکة والمدینة والحد الصحیح ما اختاره صاحب الہدایة انه الذی
له امیر وقاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود وتزییف صدر الشریعة عند اعتذاره عن صاحب الوقایة
حیث اختار الحد المتقدم ذکره لظہور التوانی فی احکام الشرع لا سیما فی اقامة الحدود فی الامصار
مزیف بان المراد القدرة علی اقامة الحدود علی ما صرح به فی تحفة الفقہاء عن ابی حنیفة رح انه بلدة
کبیرة فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه
او علم غیره یرجع الناس الیه فیما یقع من الحوادث وہذا ہو الاصح - وقال قاضیخان والاعتماد

علے ما روی عن ابی حنیفۃ کل موضع بلغت ابنیتہ ابنیۃ منا و فیہ مفت و قاضی یقیم الحدود و ینفذ الاحکام
فہو مصر جامع وفی المرغینانی ان ہذا ظاہر الروایۃ و ہذا ایضاً یقرب من تعریف صاحب التحفۃ وعن
محمدؒ ان کل موضع مصرہ الامام فہو مصر حتی انہ لو بعث نائباً الی قریۃ لاقامۃ الحدود و القصاص
تصیر مصراً فاذا عزلہ تلحق بالقری۔ کبیر شرح منیہ و ہکذا فی الشامی و الطحطاوی و علی القاری دفتر دویم
و در زمان اقامت جمعہ از اسعد بن زرارہ بکثرت مسلمانان نہ بودند کہ در اکبر مساجد عدم گنجائش تقریر کردہ شود
تذکرۃ الجمعہ (دفتر دویم)) در وقت اقامت از اسعد بن زرارہ جمعہ را و نیز در وقت اقامت از آنحضرت صلعم در مدینہ طیبہ
مسلمان بہم نبودند کہ در اکبر مساجد وقتیکہ و تقریر عدم گنجائش مردم کردہ باشند۔ و جائیکہ حضرت صلعم اول جمعہ گزاردہ بودند
مسجد نبود پس بعد از آں در آنجا مسجد بنا کردہ اند کہ الآن بمسجد جمعہ مشہور است (تذکرۃ الجمعہ دفتر چہارم) و فی الفتاوی الحجۃ
لو صلی الجمعۃ فی قریۃ بغیر مسجد جامع و القریۃ کبیرۃ لہا قری و فیہا والی و حاکم جازت الجمعۃ بنوا المسجد او لم یبنوا و ہو قول ابی
القاسم الصفار و ہذا اقرب الاقاویل الی الصواب انتہی و ہو لیس بہ بعید عما قبلہ و المسجد الجامع لیس بشرط و لہذا
اجمعوا علی جوازہا بالمصلی فی فناء المصر۔ کبیری (شرح منیہ) و لا یخفی ایضاً انہ بعد ان یصیر القریۃ الصغیرۃ بہ بناء مسجد اکبر مصراً
بمصر و ہی تنفی شیخ الاسلام۔ از حبل المتین۔ اور اکبر مساجد کا یہ مطلب ہے کہ اس موضع میں بارہ ان مسجدوں میں سے جو بڑی مسجد
اکبر بالحرمین ہو مراد از اکبر مسجد مصطفی است و آں ہشتاد و یک زراع در ہشتاد و یک زراع است از کتاب علمی
و از حاشیہ حبل المتین یہ تردیدیں ایسی ہیں جنکا کوئی جواب نہیں پس صحیح تعریف لہ امیر و قاضی او والی ہے باقی
سب غیر صحیح ہیں۔ الاستفتاء ممالک سلطنت اسلامیہ کے کسی شہر میں کسی وجہ سے اذن جمعہ ممکن نہ ہو سکا چنانچہ اس
شہر کا والی یا قاضی مر گیا یا کسی دوسری جگہ چلا گیا اور ابھی تک سلطان کی طرف سے کوئی اور والی و قاضی نہیں
آیا اور ایک دو جمعے گزر گئے تو بنا بر ضرورت مسلمانوں کیلئے بغیر امام جمعہ پڑھنا تو جائز ہے یا نہیں۔ الافتاء سلطنت اسلامیہ
میں ضرورت کیوقت جائز ہے و اذا لم یمکن استیذان السلطان لموتہ او فتنۃ و اجتمع الناس علی رجل فصلی بہم جاز
للضرورۃ کما فعل علی فی محاصرۃ عثمانؓ۔ طحطاوی شرح مراقی الفلاح۔ البتہ در وقتیکہ از سلطان و نائبش متعذر شود ہر اجتماع
مسلمین بر شخصی قائم مقام سلطان شود مراد از شخص آنست کہ اہل ولایت باشد چنانچہ در وقت محاصرۂ عثمان غازی
خلف علی خواندہ شدند مطلقاً نیز الشہود۔ اعنی مستفاد در کتب فقہ چنین است کہ در شہرے از شہرہائے اسلام کہ در وقت جمعہ
بسببے از اسباب اذن ممکن نباشد چنانچہ والی آں شہر کہ خلیفہ سلطان است فوت شود و دیگر والی از جانب سلطان نیامدہ
و در آنجا قاضی یا امیر و دیگر مثل شحنہ موجود نباشد و یک دو جمعہ فوت شد بنا بر ضرورت اگر مسلمانان آنجا جمع شدہ
کسی را امام کنند و جمعہ گزارند درست است قولہ مات والی المصر ای الذی ولاہ الخلیفۃ ولم یول علیہم غیرہ و حضرت
22 مفت جمعۃ او جمع بہ یقیض زیادت طحطاوی و لصف عامۃ الخطیب بغیر حضرتہ وجود من ذکرو اما
مع عدمہم فیجوز للضرورۃ در مختار۔ ہکذا فی المعزات و العالمگیریہ اور ان روایات کی اصل و دلیل یہ ہے
کہ حضرت علیؓ نے ایام محاصرہ عثمانؓ میں لوگوں کو جمعہ پڑھایا فقد دخل الیٰ الواقعۃ رجع المشایخ عن ہذا الشرط

(ای السلطان) فیما تقدر فیہ الاستیذان من الامام اھ عمدۃ الرعایۃ اور حق یہ ہے کہ جب ثابت ہوگیا کہ صورت
علی رض نے بامر عثمان رض جمعہ کی نماز پڑھائی تو پھر ان روایات کی اصل بھی محتمل وضعیف قرار دیگئی۔ والمحتمل لا یصلح
حجۃ۔ کفایہ شرح ہدایہ۔ ان علیا رض اقام الجمعۃ ایام محاصرۃ عثمان رض بامرہ۔ کبیری اور عثمان رض کا اذن دینا صحیح بخاری
کی ایک حدیث سے بھی ثابت ہے پس ایسی صورت میں یہ روایات اپنے اصل سے بھی مطابق نہیں و لو صلی
بغیر اذنہ احد جاز لان الناس اجتمعوا علیہ فاعتبر اجماعہم کفایہ شرح ہدایہ۔ و اجتماع مسلمین بر شخصی قائم مقام
سلطان شود کہ اہل ولایت باشد اھ از الشمۃ [illegible]
الاستفتاء جن شہروں پر کفار کی سلطنت ہے اور انمیں کوئی مسلم والی یا قاضی جو قادر بر اقامت حدود و قصاص کا
ہو موجود نہیں نہ مسلمانوں کی طرف سے نہ حکام کفار کیطرف سے اور مسلمان ایسا قاضی یا والی بنا بھی نہیں سکتے
کیا ایسے شہروں میں جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں اور وہ جمعہ مسقط ظہر ہے یا نہیں اور ایسی حالت میں مسلمانوں پر
کیا فرض ہے ۔ الافتاء ۔ جن مسلمانوں پر فرض ہے کہ ظہر کی چار رکعت بہ نیت فرض باجماعت پڑھیں
ایسے حالات ہوں تو ان پر جمعہ فرض نہیں اور اگر وہ جمعہ پڑھیں تو مسقط ظہر نہیں ۔ و فی الفتح و اذا لم یکن سلطان و لا من یجوز
التقلد منہ کما ہو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیہم الکفار کقرطبۃ الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی
واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا و یکون ہو الذی یقضی بینہم و کذا ینصبوا اماما یصلی بہم الجمعۃ اھ و ہذا
ہو الذی تطمئن النفس الیہ فلیعتمد ۔ ہذا انتہی ۔ رد المحتار ج ۳ کتاب القضاء ۔ و لو فقد وال لغلبۃ کفار یجب
علی المسلمین تعیین وال و امام للجمعۃ فتح ۔ اور اگر حاکم (مسلم) مفقود ہو بسبب غلبہ کفار کے تو مسلمین پر واجب ہے
کر لینا حاکم اور امام جمعہ کا کذا فی النہر ۔ فتح القدیر میں ہے کہ اگر بادشاہ نہ ہو اور نہ وہ ہو جس سے تقلید قضا جائز ہے جیسا کہ بعض
بلاد مسلمین میں اب کافر غالب ہوگئے ہیں جیسے قرطبہ میں تو مسلمین پر واجب ہے کہ مجمع مسلمین سے ایک شخص پر اتفاق
کریں اور اسکو والی قرار دیں پھر وہ قاضی کو مقرر کرے تا وہ ان میں فیصلہ کیا کرے اور اسیطرح ایک شخص کو امام مقرر
کریں جو انکو جمعہ پڑھایا کرے انتہی اور یہ قول ہے جسکی طرف نفس مطمئن ہوتا ہے تو اسی پر اعتماد کرنا چاہیے کذا فی النہر
غایۃ الاوطار ج ۱ ص [illegible] الاستفتاء جن شہروں میں حکومت کفار ہے کیا وہاں ائمہ مساجد جو شرعا قاضی ہیں یا نہیں اور انکی اقتدا
میں جمعہ جائز ہے یا نہیں ۔ الافتاء ۔ وہ شرعا قاضی نہیں ہیں اسلئے انکی اقتدا میں جمعہ جائز ہے انہم لیسوا بقضاۃ لان القاضی انما
یکون قاضیا فی البلاد التی تحت حکم السلطان بالتقلید من ذلک السلطان کما فی الدر و غیرہ و اما فی بلاد الغلبۃ انما یکون
قاضیا بتراضی المسلمین و اتفاقہم علی احد منہم قال فی رد المحتار و یصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیہم یجعلونہ والیا
منہم فیجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا و یکون ہو الذی یقضی بینہم ۔ شامی ۔
فاذا وقع فی بلاد الغلبۃ اقامتہم الجمعۃ الا باذن القاضی او الوالی المتفق علیہ و جاء فی الحدیث من مات و لم یول علیہ نفسہ
اما اذا مات فی حیاتہ حال السلطنۃ فالوالی کالسلطان فلا یجوز السلطان الا واحدا ۔ مجموعۃ الفتاوی ج ۳ ص ۔ مولانا عبد الحی

کتبہ محمد گوہر علی علوی عفی عنہ

ترجمہ رسالہ النور واللمعہ فی ذکر الجمعہ المسمّٰی بہ
اشعۃ الانوار اللمعہ فی فتویٰ الجمعہ
مصنفہ محمد گوہر علی علوی نقشبندی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد اس فقیر [illegible] ابو محمد گوہر علی علوی حنفی صوفی نقشبندی مجددی [illegible] جمعہ کا فتویٰ [illegible] ترجمہ [illegible]

الاستفتاء جمعہ کی فرضیت کا ثبوت کن کن دلائل سے ہے۔ **الافتاء** جمعہ کی فرضیت کا ثبوت قرآن مجید و حدیث شریف اور اجماع وقیاس [illegible] سے ہے۔ اعلم ان الجمعۃ فریضۃ [illegible] اما الکتاب فقولہ تعالیٰ فاسعوا الی ذکر اللہ [illegible] والسنۃ حدیث جابر رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] — ۲۲

اعلم ان الجمعۃ فریضۃ محکمۃ لا یسع ترکہا ویکفر جاحدہا ثبتت فرضیتہا بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ ونوع من المعنی اما الکتاب فقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ (الی آن قال) واما السنۃ فحدیث جابر رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس (الی ان قال) واعلموا ان اللہ کتب علیکم الجمعۃ فی یومی ہذا فی شہری ہذا فی مقامی ہذا [illegible] بحقہا ولہا امام عادل او جائر [illegible] الا فلا صلوۃ لہ الا فلا زکوۃ لہ الا فلا [illegible] الا ان یتوب فمن تاب تاب اللہ علیہ [illegible] شرح ہدایہ ص۱۰ واجمعت الامۃ علی فرضیتہا [illegible] امرنا بترک الظہر لاقامۃ الجمعۃ [illegible] ولا یجوز ترک الفرض الا لفرض آکد واولی منہ فدل ہذا علی ان الجمعۃ آکد من الظہر فی الفرضیۃ ثم شرائط لزوم الجمعۃ اثنا عشر ستۃ فی المصلی وستۃ فی غیر نفس المصلی (الی ان قال) واما الستۃ التی فی غیر نفسہ فالمصر الجامع والسلطان [illegible] شرح البدایہ ص۱۰ — وکذا فی کبیری

شرح فارسی کنز ووقایہ میں ہے باب فرض الجمعہ جمعہ کی نماز فرض ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس توبوا الی اللہ [illegible] الحدیث ابن ماجہ۔ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا تو فرمایا اے لوگو توبہ کرو اللہ کی طرف [illegible] اور جلدی کرو نیک عملوں میں [illegible] اور [illegible] اور جان لو کہ اللہ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے اسی جگہ اسی دن میں اور اسی مہینہ میں اسی سال میں قیامت تک [illegible] جمعہ کو ترک کرے [illegible] امام ہو عادل یا ظالم [illegible] نہ اس کی نماز ہوگی نہ زکوٰۃ نہ حج نہ روزہ نہ کوئی نیکی [illegible] عبادت قبول ہوگی [illegible] توبہ کرے [illegible] ابن ماجہ [illegible]

الاستفتاء کیا مصر کا ہونا صحت ادائے نماز جمعہ کے لئے شرط ہے یا نہیں۔ **الافتاء** جمعہ کی صحت ادا کے لئے بھی مصر یا اس کی فنا کا ہونا شرط ہے اور جمعہ کے وجوب کے لئے بھی اقامت مصر شرط ہے۔ اس پر نقول وشہادات [illegible] ذیل ہیں۔ [illegible] قال الشافعی [illegible] وقال علی رضی اللہ عنہ لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع [illegible] الا فی مصر جامع [illegible] الامصار والقری [illegible] شرائط الجمعۃ [illegible] المبسوط للسرخسی ج ۲ ص۲۳ — کتاب المبسوط لشمس الدین السرخسی [illegible] محمد بن الحسن الشیبانی [illegible] عن الامام [illegible] ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ [illegible] طبع مطبعۃ السعادۃ بمصر [illegible] وکتب ظاہر الروایۃ [illegible]

صنفها محمد الشيباني فالذي جرى فيها المذهب لتوالى فيه الجامع الصغير والكبير والسير الكبير والصغير ثم الزيادات مع المبسوط تواترت عنه
ثبت كتاب الكافي للحاكم الشهيد وهو الكافي في اقوى شروحه الذي كالشمس مبسوط شمس الائمة السرخسي ...
(٢) لا جمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى — قدوری ترجمہ: نہیں درست جمعہ مگر مصر جامع میں یا
شہر کی عیدگاہ اور نہیں جائز دیہات میں — ترجمہ از قدوری ص ۳۱ — نماز جمعہ کی شرط وجوب آبادی ہے شہر
جامع ہو — قدوری فارسی ص ۲۵
(٣) وشرط ادائها المصر او مصلاه — کنز الدقائق ص ۴۲ — جمعہ کی شرط ادا
شہر یا عیدگاہ ہے — کنز فارسی ص ۴۲ (٤) شرط الاداء فناء المصر او فناءه — مختصر الوقایہ ص ۲۳ وکذا في
شرح الوقایہ ج ۲ (٥) باب صلوة الجمعة لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلی المصر ولا تجوز في القری
لقوله علیه السلام لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع — ہدایہ شریف ص ۱۶۸
(٦) لا تصح الجمعة الا بستة شروط المصر او فناؤه — ملتقی الابحر بحاشیه شرح وقایہ فارسی ج ۱ ص ۱۴۰ ملتقی الابحر
میں متون اربعہ کے مسائل جمع ہیں — وبعد فیقول العبد ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی قد سألنی بعض طالبی الفقه
ان اجمع له کتابا یشتمل علی مسائل القدوری والمختار والکنز والوقایه بعبارة سهلة فاجبته الی ذلک — ملتقی الابحر ص ۲
(٧) الجمعة فریضة علی الرجال الاحرار العاقلین المقیمین في الامصار — قاضیخان ج ۱
(٨) الوالی شرط لاداء الجمعة والمصر الجامع — فتاوی سراجیہ بحاشیہ فتاوی قاضیخان ج ۱ ص

ترجمة ابو الحسن القدوری ... کان من اهل بغداد فقیها صدوقا انتهت الیه ریاسة اصحاب مذهب ابی حنیفة ... وارتفع
جاهه مات في رجب سنة ۴۲۸ ... اور ترجمہ صاحب کنز ... کان اماما فاضلا عدیم النظیر في زمانه فقیه المثل في الاصول والفروع
تاج تراجم ... [illegible] کان عالما فاضلا کاملا ... قاضیخان کی نسبت ... فائدہ قد ... قاضیخان
من الطبقة الثالثة ... وقال العلامة قاسم الحنفي تلمیذ ابن الهمام في تصحیح القدوری ما یصحح قاضیخان مقدم علی ما یصحح غیره لانه
فقیه النفس — فوائد بہیہ ... لمولانا عبد الحی رحمہ اللہ — ... قاضیخان ... اور صاحب قدوری ... کنز
وقایہ ... [illegible] کا استناد ہے اور ... صاحب ... رکا استناد ہے —
... الفقہ ... الائمة الحنفية ... والثقة في الروایة ...
والی الحسن الکرخی والحاکم الشهید المروزی والی الحسن القدوری ... شافعي ... صاحب ...
وجمع ... [illegible] ... الاصول وظاهر الروایات في کتب ... رواها ... المتون
[illegible] علی ... الشروح ... المختصرات ... من ... الائمة
والفقهاء ... المختصرات التي ... المتاخرون کالوقایة والکنز والنقایة وغیرها ... کانوا علماء
صالحین ... الفقه ... والنقایة الخ ... وعلم ان المتاخرین قد اعتمدوا
علی المتون الثلاثة الوقایة ومختصر القدوری والکنز ... اور ... کو متن کہتے ہیں اور
... قول علی ... لا جمعة الا في مصر ... صحیح ہے کہ قول ... بالرای
حکم مرفوع ... — ... لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا في مصر جامع
... عبد الرزاق عن علی موقوفا لا تشریق ولا جمعة الا في مصر جامع واسناده صحیح ورواه ابن ابی شیبة ... وزاد
ولا فطر ولا اضحی ... [illegible] ... ضعیف ... نصب الرایة في تخریج احادیث الهدایة ص ... وقد ذکره
الامام ... فی المبسوط ان ابا یوسف ذکر ... في الاملاء مسندا مرفوعا الی النبي صلی الله علیه وسلم وابو یوسف امام الحدیث ...
فلم یثبت ... مرفوعا ... مسند مرفوع ولئن سلمنا انه موقوف فصحیح وهو محمول علی السماع ... بالعقل
عینی شرح ہدایہ — والحق ... ان قوله ... ذکره ... علی طریقة اتفاق بین الائمة ... لا یجوز
... اجماعا ... کل قریة ... ان ... صیغة ... فکان ...
المکان ... اجماعا ... القریة ... المصر ... حدیث علی ... عن ... غیره
کان علی حقه ... ولم ... ولا ... ولم ینقل عن النبي ... لا تفتح البلاد ... شغلوا
... في الامصار دون القری ولو کان ... فتح القدیر لابن الهمام ج ۱ ص ...
... تخصیص الاطلاق ... علم ... سب ... واللہ اعلم بالصواب
... — سوال کیا قول صاحب قدوری کا ... لا جمعة الا في مصر جامع او في مصلی
المصر ولا تجوز في القری صحیح موافق اصول ... حنفیہ ... مذہب حنفیہ ... عمل ...
... — جواب ... صاحب قدوری ... مذہب حنفی ...
... جمہور ... حنفیہ ... ذکر في شرح الدر المختار

ولیشترط لصحتها سبعة اشیاء الاول المصر کذا فی الکبری شرح منیة المصلی۔ اما شروط الاداء فستة الخ۔ الشرط الاول
المصر او فناؤه فلا تجوز فی القری عندنا وهو مذهب علی بن ابی طالب وحذیفة وعطاء والحسن بن ابی الحسن
والنخعی ومجاهد وابن سیرین والثوری وسحنون خلافا للائمة الثلاثة لما روی ابن ابی شیبة عن علی رضی اللہ عنه انه
قال لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینة عظیمة وصححه ابن حزم فی المحلی وروی
مرفوعا وهو ضعیف ولکن الموقوف فی مثل هذا کالمرفوع لانه من شروط العبادة وهی من احکام الوضع ولا
مدخل للرای فیها۔ اور یہی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ ذکر ما ذکره ان الحدیث مرفوع وهو
الذی ذکره ابو یوسف فی الاملاء ومحمد فی الاصل ورواه ابن ابی شیبة موقوفا عن علی والموقوف فی مثله کالمرفوع
قال الکمال وکفی بقول علی قدوة وفی العینی شرح الصحیح البخاری ثم استدل ابو حنیفة رحمه اللہ بما رواه عبد الرزاق
عن علی قال لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع وکذا رواه ابن ابی شیبة عن حجاج الخ ورد فی الفتح بسند صحیح
نا جریر عن منصور الخ وما قال النووی حدیث علی متفق علی ضعفه فکانه لم یطلع الا علی الاثر الذی فیه الحجاج
ولم یطلع علی طریق جریر عن منصور فانه سند صحیح ولو اطلع علیه لم یقل ما قال۔ بلکہ واسطے صحت جمعہ کے خصوصی
مکان کا ہونا بالاجماع مراد ہے جو جنگل اور میدان میں بالاتفاق صحیح نہیں۔ وہ قول ابی حنیفة ان الجمعة
لا تصح الا فی مصر جامع لیس بمطلق۔ میزان الشعرانی اور بحر الرائق میں ہے ان ما سبق الی ذکره من ان الجمعة لیس علی
الاطلاق لیس علی اطلاقه اتفاقا اذ لا تجوز فی البراری اجماعا فیحمل قوله علی القری ونحن قد رزنا المصر وسواد
الحدیث علی رضی اللہ عنه ولا صلاة الا فی المصر اذ لم ینقل عن الصحابة رضی اللہ عنهم اجمعین انهم حین فتحوا البلاد
اشتغلوا بنصب المنابر والجمع الا فی الامصار وفی مراقی الفلاح ولم ینقل عن الصحابة رضی اللہ عنهم اجمعین
انهم حین فتحوا البلاد اشتغلوا بنصب المنابر والجمع الا فی الامصار دون القری ولو کان لنقل ولو آحادا
فلم یرخص الا فی القری بطحطاوی فی حاشیته وکذا لم ینقل انه صلی اللہ علیه وسلم امر باقامة الجمعة فی قری المدینة علی
کثرتها۔ اب جب اس سے معلوم ہوا کہ جماعت علماء احناف کے پاس بالاتفاق واسطے صحت اداء جمعہ کے مصر شرط ہے کہ
حکم دیہی سبب عدم جواز جمعہ کا گاؤں میں کیونکہ انتفاء شرط سے انتفاء مشروط لازم آتا ہے لہذا
ذکر صاحب الطحطاوی ورد المحتار۔ قال فی البحر وبها شرائط وجوب واداء وبها سوی الفعل وشرط ماهو
فی غیره والفرق ان الاداء لا یصح بانتفاء شروطه ویصح بانتفاء شروط الوجوب۔ یہی معنی ہیں عبارت
قہستانی کی جو ذکر کی ہے تحت قول ما تن کہ وتقع فرضا ان صلاها فاقدها والکلام یشیر انه انما تقع فرضا فی القصبات
والقری الکبیرة التی فیها اسواق قال ابو القاسم هذا بلا خلاف اذا اذن الوالی او القاضی ببناء المسجد
الجامع واداء الجمعة لان هذا مجتهد فیه فاذا اتصل به الحکم صار مجمعا علیه وادا لم یاذن بذلک لا تقع فیها
وعلیه یحمل ما فی البحر لا تصح فی قریة ولا مفازة لقول علی رضی اللہ عنه لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة فطر
ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینة عظیمة ثم قال فلا تجب علی غیر اهل المصر کذا فی الطحطاوی وفیه الفقه کر
المصنف الخ وعبارة القهستانی لقیدانه لا بد من الاذن بالبناء وباداء الجمعة ولعلها۔ پس جب ثابت ہوا اور
مذہب کا قول صاحب قدوری کا موافق ہے مذہب حنفی کے ہے اور یہی وہ قول اکثر جمہور فقہاء محققین نے اور
ترجیح دی اس کو اوپر کے طبع والے مرجعین نے تو کوئی فقیہ مذہب حنفی کا اشتراط مصر برائے صحت اداء جمعہ
کا انکار نہیں کیا تو لازم ہے مقلدین پر عمل کرنا ساتھ اس قول صحیح اور جو مقلد اپنے خلاف کرے وہ حکم
اسکا جائز نہیں کما فی الدر المختار واما المقلد فلا ینفذ قضاءه بخلاف مذهبه اصلا کما فی القنیة قلت
ولا سیما فی زماننا فقط محمد عبد الواحد الحنفی۔ فی الواقع آیت وحدیث جمعہ بالاجماع مخصص ہے پس تقلید اسکی پر حدیث
اول ہے اور حدیث علی کرم اللہ وجہہ مرفوعا وموقوفا والموقوف اصح اور اس باب میں حکم مرفوع کا رکھتی ہے
مخصص ہوئی اور یہ اور راستے تخصیص نہیں کی اور اس مذہب میں کسی طرح کا خلاف اصلا نہیں ہے تفصیل
اسکی فتح القدیر وحاشیہ ہدایہ وبنایہ شرح ہدایہ للعینی وغیرہ میں موجود ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو
ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ مجموعہ الفتاوی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی
۔ استفتا کیا ایسے قریہ میں جسکی آبادی ... صادق نہیں آتا ... حنفی المذہب کے قول کے بموجب اسلامی نماز
جمعہ و احتیاط الظہر یا صلوة عید پڑھنا ... نہیں ... الجواب حنفیہ کے
نزدیک جمعہ یا عیدین ایسے مقام میں مکروہ تحریمی ہے۔ صلوة العید فی القری تکرہ تحریما۔ در مختار۔ وحاشیہ
شامی اور مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے کما فی الشامی ... اور صغیرہ پر اصرار کبیرہ ہے اسکے علاوہ
گناہ ہونے کے وجوہ اور بھی ہیں ... ایک ... ظاہر ہو ... آگے بیان ہوتے ہیں

حاصل آنکہ جب مذہب حنفی میں نماز جمعہ قری کا صحیح نہیں تو ظہر کو جماعت کیساتھ ادا کرنا چاہئے ورنہ ترک سنت
مؤکدہ لازم آتا ہے اور ترک سنت مؤکدہ ایک دو مرتبہ [illegible] واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمد ظہیر احسن النیموی
العظیم آبادی [illegible] الجواب فی الواقع ایسی جگہ جمعہ یا عیدین پڑھنا مذہب حنفی میں گناہ ہے نہ
[illegible] اولاً جب نماز جمعہ وعیدین وہاں صحیح نہیں تو یہ امر غیر صحیح میں مشغول
ہونا [illegible] ناجائز ہے فی الدر المختار [illegible] مکروہ تحریماً لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ
ثانیاً [illegible] مشغول نہیں بلکہ [illegible] شوکت اسلام جاننا بلکہ بہ قصد و نیت فرض و واجب
ادا کیا [illegible] عقیدہ [illegible] علاوہ [illegible] جگہ [illegible] نماز جمعہ وعیدین نہ نفلی تو نماز
نفل [illegible] باجماعت و اعلان وتداعی ادا کی گئی تو ناجائز [illegible] مکروہ [illegible]
[illegible] جمعہ وعیدین [illegible] سب [illegible] ظہر [illegible] فرض [illegible]
[illegible] جماعت [illegible] ظہر [illegible] تارک جماعت [illegible]
اور جماعت [illegible] واجب ہے [illegible] ایک بار ترک بھی گناہ ہے اور [illegible] گناہ کبیرہ [illegible]
[illegible] مذہب حنفی میں آج کی
[illegible]
[illegible] جماعت [illegible]
[illegible] جماعت ہے [illegible] جماعت [illegible]
[illegible] جماعت کو ناجائز [illegible] جماعت [illegible]
[illegible] القرآن العظیم [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عبدہ المذنب
احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [illegible]
الجواب صحیح [illegible] الجواب صحیح رشید احمد [illegible] گنگوہی
الجواب صحیح [illegible] ندوۃ العلماء [illegible] الجواب صحیح [illegible]
دار العلوم ندوہ۔ الجواب [illegible] دار العلوم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سلیمان [illegible]
[illegible] جمعہ وعیدین واجب ہے یا نہیں [illegible] یا نہیں
[illegible] جماعت [illegible] جمعہ [illegible] اور عیدین [illegible] الجواب
[illegible] گاؤں [illegible] جمعہ [illegible] الحنفیۃ والشافعی [illegible]
[illegible] گاؤں میں جمعہ [illegible] جمعہ واجب ہے
اور جمعہ گاؤں میں [illegible] روایات [illegible]
[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قبل الہجرۃ [illegible]
[illegible] ابن عباس [illegible]
[illegible] جمعہ [illegible]
[illegible] جمعہ [illegible]
[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مدینے تشریف لائے [illegible]
[illegible] گاؤں [illegible] جمعہ [illegible]
[illegible] جمعہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور نہ گاؤں میں جمعہ ادا ہوتا ہے ورنہ جو لوگ عوالی میں رہتے تھے انکو وہیں ادا جمعہ کا حکم ہوتا یا ان سے کوئی
آتا اور جب ہوتا حال آنکا عوالی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی جگہ کسی وقت میں کبھی جمعہ ہونا ثابت نہیں ہوتا
پس جملہ روایات متفق ہو کر ثابت ہوتا ہے کہ صحیح یہی مذہب ہے کہ گاؤں میں جمعہ ادا نہیں ہوتا اور نہ گاؤں والوں پر جمعہ
واجب ہے اگر گاؤں میں جمعہ پڑھیں تو ترک فرض ظہر کی معصیت میں مبتلا ہونگے اور پھر ان کا ساقط عنہ نفل کے پڑھنے
سے لازم آوے [illegible] اور لوگوں کی وہاں جمعہ پڑھتے ہیں [illegible] ظہر [illegible] اگر اول جمعہ پڑھ کر بعد ظہر احتیاطی پڑھ لیں
تو بھی اگرچہ ترک فرض ظہر لازم نہ آوے [illegible] جماعت [illegible] واجب ہے وہ ترک ہوگی اور جماعت نفل جو بدعت ہے
جمعہ سے لازم آوے گی پس جمعہ ایسے گاؤں میں جہاں ہزار دو ہزار آدمی بستے ہوں [illegible] قصبہ و شہر نہیں
ہے ادا نہیں ہوتی اور فرض ظہر لازم [illegible] فقط واللہ اعلم بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی

الجواب المجیب العلام [illegible] الفاضل [illegible] جمعہ [illegible] عفی عنہ (دیوبند)
حضرت [illegible] دیہات میں جمعہ درست نہیں [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] سوگا
واللہ اعلم [illegible] اشرف علی التھانوی عفی عنہ [illegible]
[illegible] عزیز الرحمٰن [illegible] عفی عنہ [illegible] دیوبند [illegible]
[illegible] اجابت خلیل احمد مدرس [illegible] علی [illegible]
[illegible] مدرسہ [illegible] حبیب الرحمٰن دیوبندی [illegible] جمعہ ہرگز درست نہیں ہے اور
جمعہ اور ترک جماعت ظہر کی القریٰ کا موجب عصیان اور کسی امر نفی پر مبنی ہے [illegible] احتیاط چاہئے واللہ اعلم
محمد عابد حسین الجواب صحیح احمد علی حنفی مدرسہ جامع العلوم کانپور [illegible] حق علی [illegible]
[illegible] جامع العلوم [illegible] رشید احمد گنگوہی [illegible] عدم جواز [illegible]
الاستفتاء [illegible] صحیح و معتبر [illegible] امام صاحب
ابو حنیفہ [illegible] الا فی مصر
[illegible] شرط ادائہا المصر [illegible] الاحکام و یقیم الحدود
کنز الدقائق [illegible]
[illegible]
[illegible] الاحکام
[illegible] سلطان او قاضی لاقامۃ الحدود و تنفیذ الاحکام [illegible]
[illegible] ولا یصح [illegible] مصر جامع [illegible] تنفیذ الاحکام و یقیم الحدود [illegible]
[illegible] لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع [illegible]
[illegible] و تقیم الحدود [illegible] مصر جامع والمصر الجامع [illegible]
[illegible] ابی یوسف [illegible]
[illegible]
[illegible] ابی حنیفہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] و یقیم الحدود [illegible]
[illegible]
[illegible] ابو حنیفہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قوله اختلفوا في تفسير المصر قال في النهاية اختلفوا فيه فعن ابي حنيفة رحمة الله عليه هو ما اجتمع فيه امير وقاضي ينفذ الاحكام
ويقيم الحدود وهكذا روى الحسن عن ابي حنيفة رح عمدة الرعاية صفحه ٢٤٢ واختلفوا في تفسير المصر فعند البعض هو موضع
له امير وقاضي ينفذ الاحكام ويقيم الحدود - شرح الوقاية صفحه ٢٤٢ قوله فعند البعض [illegible] ابو الحسن الكرخي وهو ظاهر
المذهب واختاره في الهداية وصححه شارح المنية وغيره - عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية صفحه ٢٤٢ [illegible]
وظاهر المذهب انه كل موضع له امير وقاضي يقدر على اقامة الحدود - در مختار - [illegible] ان الامام اي موضع [illegible]
[illegible] التمصير للامام فاي موضع مصره صار مصرا - عيني بخاري - ان القرية اذا كان فيها نائب من جهة الامام
[illegible] حكم الامصار والمدن كما ذكرناه عن قريب عن محمد بن الحسن - عيني شرح بخاري - لان الموضع المذكور
صار حكمه حكم المدينة بوجود المتولي عليهم من جهة الامام وقد ذكرنا فيما مضى ان الامام اذا بعث الى قرية نائبا
لاقامة الاحكام [illegible] مصرا - عيني شرح بخاري - [illegible] على ما روي عن ابي حنيفة [illegible] كل موضع [illegible]
[illegible] وظاهر الرواية [illegible]
[illegible] صاحب التحفة وعن محمد [illegible] كل موضع مصره الامام فهو مصر [illegible] اقامة الحدود
[illegible] ذكره [illegible] في القرى [illegible]
[illegible] والظاهر انه [illegible] الجماعة [illegible]
[illegible] شامي شرح در مختار [illegible] عن ابي حنيفة [illegible]
[illegible] فتح القدير [illegible] الهمام
[illegible] ينفذ الاحكام ويقيم الحدود [illegible] ينفذ الاحكام
[illegible] اذا الامام [illegible] على الهداية [illegible]
[illegible] كل موضع له امير وقاضي ينفذ الاحكام ويقيم الحدود [illegible]
[illegible] لصاحب [illegible]
[illegible] الجمعة [illegible]
[illegible] بالصلوة من يوم الجمعة [illegible]
[illegible] بخاري - [illegible] عبد الرزاق عن ابن جريج [illegible] قلت لعطاء [illegible] القرية الجامعة [illegible]
الجماعة والامير والقاضي [illegible] الجمعة [illegible]
[illegible] المدينة [illegible]
[illegible] عيني شرح بخاري - [illegible]
[illegible] امام ابو حنيفة وامام ابو يوسف وامام محمد [illegible] ثم اختلفوا في تفسير المصر اختلافا كثيرا والفصل
في ذلك ان مكة والمدينة مصران تقام بهما الجمعة من زمنه عليه الصلوة والسلام الى اليوم فكل موضع كان مثل احدهما
فهو مصر [illegible] صاحب الهداية [illegible] له امير وقاضي
ينفذ الاحكام ويقيم الحدود - كبيري شرح منية [illegible] ما ذكره في التحفة [illegible] على مكة والمدينة
[illegible] غنية المستملي شرح منية المصلي للعلامة ابراهيم الحلبي - [illegible] امام اعظم ابو حنيفة [illegible]
[illegible]
[illegible] امام ابو يوسف [illegible]
[illegible] امير وقاضي [illegible]
[illegible]
[illegible] روايات [illegible] على الهداية [illegible]
[illegible] على المذهب [illegible] عمدة الرعاية [illegible] امام ابو يوسف [illegible]
[illegible] امام ابو حنيفة [illegible]
[illegible] امام محمد رحمة الله عليه [illegible]
[illegible] رحمة الله عليه [illegible]
[illegible] امام ابو حنيفة اور امام ابو يوسف [illegible] امام محمد [illegible]
[illegible] صاحب هدايه [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اقامة الحدود [illegible]
[illegible]
[illegible]

(٤) کبیری میں ہے وفی الفتاوی الحجۃ ... وصلی الجمعۃ فی قریۃ بغیر مسجد جامع والقریۃ کبیرۃ لہا قریٰ وفیہا وال وحاکم جازت الجمعۃ بنوا المسجد او لم یبنوا وہو قول ابی القاسم الصفار وہذا اقرب الاقاویل الی الصواب انتہی وہو لیس ببعید عما قالہ والمسجد الجامع لیس بشرط ولہذا اجمعوا علی جوازہا بالمصلی فی فناء المصر — (۵) ولا یخفی الخ انہ یبعد ان یقیم القریۃ الکبیرۃ بناء المسجد ... انتہی — [illegible] شرح الوقایۃ — از حبل المتین (۶) در زمان اقامۃ جمعہ در سعد بن زرارہ بکثرت مسلمان نبودند ... مسجد جامع ... نکردہ شود — تذکرۃ الجمعۃ

(۷) در وقت اقامت از اسعد بن زرارہ جمعہ را و نیز در ... وقت اقامت از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مدینہ جامع مسجد نبود ... مسجد جامع ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... مسجد نبود ... الآن مسجد جمعہ ... تذکرۃ الجمعۃ

[illegible] ... فقہاء کی اس عبارت میں ... [illegible] ... بیت ہی سے جمعہ (از کم ۴۰ عدد) ... [illegible] ... مسجد ... [illegible] ... فتح القدیر ... شرح ... جیسے آجکل ... ناور ... [illegible] ... (۹۳) اور روایت نادرہ (ترغیب الصلوٰۃ) ... السنیۃ الانیقۃ فی فتاویٰ افریقیۃ — مصنفہ احمد رضا خان صاحب بریلوی صفحہ ۳۳ —

اور ... [illegible] ... مکہ ومدینہ ... [illegible] ... اور ۳۳ ... [illegible] ...

[illegible] ... قبل ہجرت وہاں جمعہ نہیں پڑھا ... مدینہ ... سلطان ... اللہ تعالیٰ ... قبل الہجرت ... صلوٰۃ ... حضور علیہ السلام ... دو رکعت ... فرض ... [illegible] ...

قال فی البحر ... [illegible] ... شرط ... الوجوب ... [illegible] ... فتح القدیر ... [illegible] ... الشرائط ... الامام ... [illegible] ...

[illegible] ... فعلیک بالاحسان والانصاف ... سلطان ... [illegible] ...

[illegible] ... امام ابو حنیفہ ... امام ابو یوسف ... امام محمد ... [illegible] ... سلطان ... [illegible] ...

(۱) والسلطان من شرائط الجمعۃ ... [illegible] ... روینا من حدیث جابر ... [illegible] ... الامام ... لا الحاق ... [illegible] ... الجمعۃ ... [illegible] ... السلطان ... [illegible] ... الامام الذی فوض الیہ ... الناس ... [illegible] ... الفتنۃ — مبسوط السرخسی ... [illegible] ...

[illegible] ... دو دلیل ... (۱) حدیث ... (۲) ... دلیل عقلی — ... [illegible] ...

(۲) ... السلطان ... [illegible] ... الشرط الثانی ... الامام ... [illegible] ... السلطان ... [illegible] ... فتح القدیر ... الامام —

ومن ما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم شرط الامام للجمعة لحدیث او عید بترک الجمعة فی حیاتی [illegible] وله امام

عادل او جائر الحدیث۔ مستخلص شرح کنز الدقائق۔ ص۔ وهکذا فی الکفایة شرح الهدایة و بحر الرائق و مختار الفتاوی [illegible]

والشرط لصحتها (الجمعة) المصر وفناؤه والسلطان او مأموره۔ تنویر الابصار و درمختار و رد المحتار و طحطاوی و غایة [illegible]

والاول شرط الاداء الجمعة۔ سراجیه بر قاضی خان ص۹۹ و شرط ادا کا المصر او فنائه والسلطان او نائبه شرح الوقایه ص [illegible]

وهکذا فی مختصر الوقایه [illegible] سلطان [illegible]

[illegible] کنز الدقائق۔ وقایه [illegible] متون [illegible] مولانا عبد الحی صاحب [illegible] المراد بالمتون فی المتون مقدم [illegible]

[illegible] المختصرات [illegible] الفقهاء المعروفین [illegible] والمختصر فی الروایة [illegible]

[illegible] القدوری [illegible] علی الوقایة وکنز الدقائق والمختار [illegible] مختصر القدوری

[illegible] الوقایة والکنز ومختصر القدوری

وهی المراد بقولهم المتون الثلاثة [illegible] ان ما فی المتون مقدم علی ما فی [illegible]

مقدم علی ما فی الفتاوی [illegible]

[illegible]

الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ

ولقد جاءهم من الانباء ما فيه مزدجر حكمة بالغة

هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلو عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب

والحكمة كما قال الله تعالى ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة

کتاب فقر را دیباچہ راست — سواد نوک کلک خواجۂ ماست

کہ چون او بلوح ارجمندان — زند نقشے بدیع از نقشبندان

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد — بتدبیر عبید اللّٰہی آمد

ز درویشی ہر کس را نشان است — ردائے خواجگی در پاکشان است

الجواهر العلية في العلوم الحكمية المجلية واشعة انوار محمد عبيد الله الاحراري لهدي خلق الله اية الباري

ونعرض منه هذا الكتاب اسمه

حکمۃ اللّٰہ البالغۃ

حصہ اوّل

جس میں بدلائل یقینیہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ زمین کی کشش متعدیہ کا مسئلہ باطل ہے

مصنفہ

محمد گوہر علی علوی صوفی نخلوطی عفی اللّٰہ عنہ متوطن لوڈے تحصیل گوجرخان

ومعنون بنام نامی واسم گرامی غوث صمدانی وقطب ربانی حاجی الحرمین الشریفین جناب قبلہ حقیقی فضل الدین صاحب حاجی لودوی رحمہ اللّٰہ ورضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ وارضاہ ۔ ہذا

مطبوعہ محکم آرٹ شمر پریس راولپنڈی محمد گوہر علی علوی موضع لوڈے گوجرخان طبع کنندہ وشائع کنندہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - اما بعد احقر عباد اللہ محمد علی
علوی حنفی عفی عنہ صوفی طالوی منشی فاضل طالبانِ حق کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ عاجز نے
قبل ازیں کتاب حکمۃ اللہ البالغہ میں مسئلہ کشش زمین (جس کو انگریزی زبان میں تھیوری
آف گریویٹیشن کہتے ہیں۔) پر بھی بحث کی ہے۔ مگر وہاں بہت اختصار سے کام لیا گیا تھا۔ جو
ناظرین باتمکین کی تسلی بخشنے میں بوجہ احسن مکتفی نہ تھا۔ لہٰذا اس مسئلہ کو اب کسی قدر توضیح کیساتھ
لکھا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کو اس مسئلے کے سمجھنے میں کوئی دقت و تکلیف نہ ہو۔ اور خاطر خواہ تسلی و
تشفی ہو جائے وباللہ استعین وہو الموفق والمعین وما ارید الا الاصلاح ما استطعت وما
توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم۔

واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اور حکماء سابقین اس بات کے قائل تھے کہ گرنے والے اجسام جو
اوپر سے نیچے آتے ہیں۔ ان کے نیچے آنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اجسام و اثقال بالطبع مائل بمرکز ہیں
اسی وجہ سے پتھر وغیرہ نیچے آتے ہیں۔ پتھر کا نیچے آنا اس امر کو ثابت نہیں کرتا۔ کہ پتھر کو زمین
اپنی قوت متعدیہ اور قاہرہ و قاسرہ سے (جو بمعنی آوردن و افگندن ہے) کھینچ کر اپنے اوپر
گرا لیتی ہے۔ یہ ہرگز نہیں۔ بلکہ پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ اپنے طبعی میلان بمرکز سے (جو
بمعنی آمدن و افتادن ہے) خود بخود زمین پر آکر گرتے ہیں۔ اور موجودہ سائنسدان
کہتے ہیں۔ کہ زمین کی کشش متعدیہ (جو بمعنی آوردن و افگندن ہے) پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ کو
کھینچ کر اپنے اوپر گراتی ہے۔ کیونکہ سائنس والوں نے ایک قانون مقرر کیا ہے۔ چنانچہ
کتاب تحفۂ سائنس صفحہ ۱۰۴ میں لکھا ہے۔ کہ حرکت کا پہلا قانون نیوٹن کے الفاظ میں
یوں ادا کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک جسم تا وقتیکہ اس پر کوئی طاقت عمل نہ کرے۔ اپنی سکون یا
حرکت کی حالت پر قائم رہتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اگر کوئی طاقت ایک متحرک جسم پر عمل کرے
تو وہ یکساں رفتار کیسا تھ متحرک رہتا ہے۔ تحفۂ سائنس صفحہ ۱۰۴ اور حکماء سابقین نے
یہ قانون مقرر کیا تھا۔ کہ جسم ساکن بغیر حرکت دینے کے متحرک نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے برعکس
جسم متحرک بدون ٹھہرانے کے اپنے آپ ہی ٹھہر سکتا ہے۔ اور امر حق یہ ہے۔ کہ اگر عقل منصف اور طبع

بے لوث بطور محاکمہ ذرا سی غور اور تحقیق فرمایئے۔ تو اس پر یہ بات کالشمس فی النصف النہار ظاہر و
روشن ہو جائیگی۔ کہ اس امر میں جو کچھ حکمائے سابقین نے بیان کیا ہے۔ وہ بالکل راست و درست ہے
اور بمصداق مفہوم الحق یعلو ولا یعلیٰ (حق ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے۔ مغلوب کبھی نہیں ہوتا) بعض سائنس
والوں کو مجبوراً اسقدر لکھنا پڑا چنانچہ سائنس میں لکھا ہے۔ کہ گویہ امر عام طور پر واضح نہیں ہے
کہ زمین میں کشش کی طاقت کیوں موجود ہے۔ یا سرے سے کشش کا صحیح مفہوم کیا ہے کشش اور
کھینچنا وغیرہ یہ سب مختصر نام ہیں۔ ان وسیع مشاہدات کے جو سطح زمین کے اوپر انسان روزمرہ چیزوں
کے زمین کی طرف گرنے کے متعلق کرتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر ہمارا براہ راست یہ مشاہدہ نہیں ہے۔
کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بلکہ مشاہدہ صرف اسقدر ہے۔ کہ وہ اجسام جن کے نیچے
کوئی سہارا نہ رکھا جائے۔ زمین کی سطح کے اوپر گر پڑتے ہیں۔ تحفۂ سائنس صفحہ ۱۷۹ مولانا
شبلی نعمانی رحمۃ بھی اپنی کسی تصنیف میں لکھتے ہیں۔ "اوپر سے جو چیزیں گرتی ہیں۔ اور زمین پر آتی ہیں یونانی
حکماء کی تحقیقات کے مطابق اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان چیزوں کا مرکز زمین ہے۔ اور ہر چیز مرکز کیطرف
کھنچتی ہے۔ لیکن نیوٹن نے اس کی غلطی ثابت کی اور بتایا کہ تمام اجسام میں جذب کی خاصیت ہے۔ اور
چونکہ زمین کا بڑا جسم ہے۔ اسلئے وہ اپنے سے چھوٹے تمام اجسام کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ لیکن اس سے اصل
مسئلہ کیا حل ہوا۔ اس قدر بے شبہ معلوم ہوا۔ کہ اوپر سے گرنے کی علت تجاذب اجسام ہے۔ لیکن تجاذب اجسام
کی کیا علت ہے۔ یعنی اجسام میں جذب کی خاصیت کیوں ہے۔ یہ مسئلہ اب بھی اسیطرح لاینحل ہے۔ بقول شیخ

فلسفی سر حقیقت نتوانست کشود ✤ گشت رازِ دگران راز کہ افشا میکرد

اسی بنا پر دقیق النظر حکماء کا یہی مذہب ہے۔ کہ ہمکو کچھ معلوم نہیں۔ سقراط نے تمام عمر کی تحقیقات کے بعد کہا تھا کہ

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد

حکماء کے نزدیک مقرر ہے۔ کہ جو چیز زمین میں زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بسبب طبیعت و رباعث کشش
ذاتی کے مرکز کیطرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہاں قرار پائے۔ اسواسطے یہ بات مقرر ہوئی۔ کہ زمین سب عناصر سے بھاری
ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑے ہے چنانچہ حکیم بطلیموس وغیرہ
ارسطاطالیس وغیرہ کا برخلاف حکیم فیثاغورس کے یہی مذہب ہے۔ حکیم بطلیموس اپنی کتاب مجسطی میں
لکھتا ہے۔ والارض بکل اجزائہا کرویۃ وہی کالمرکز للسماء۔ کالنقطۃ عند کرۃ الثوابت وغیر
منتقلۃ عن الوسط۔ مجسطی عربی قلمی صفحہ ۵ ان للارض لیس لہا حرکت انتقالیۃ لا نہا فی الوسط

ولان الثقال بطبعها يميل الى الوسط محيطات فالسفل جهة الاركز والعلو ما يقابلهما والخفيف يميل الى العلو والثقيل الى المركز فالارض بجملتها في موضع المركز واجزاء ها متساوية من جميع الجوانب اليه ساكنة فيها محيطة سفل اوسطا

اور محقق طوسی لکھتے ہیں ان الارض بجملتها الى بكليتها مستديرة ولان الواقف عليها من جميع الجوانب راسه الى المحيط وهو الفوق ورجله الى المركز وهو التحت . تکملہ شرح تذکرہ للمحقق الطوسی ویدل الدلائل على كون الارض في وسط الكل عند المركز . تکملہ شرح تذکرہ اور محقق شیرازی لکھتے ہیں الارض ساكنة في الوسط وذالك لانطباق مركزها على مركز العالم وعدم حركتها منه وعليه تحفہ شاہی اور مولانا فضل حق خیرآبادی لکھتے ہیں ۔ واما ان الارض لها طبيعة واحدة بسيطة يقتضي السكون في الوسط والميل السقلى الى جهة التحت فمركز حجمها منطبق على مركز العالم ۔ ہدیہ سعیدیہ

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب شمس الہند محدث دہلوی اپنی کتاب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں و از عجائب صنع الہی زمین است ۔ کہ اورا در حیز خود ساکن ساختہ اند کہ میانہ عالم است ۔ زیرا کہ ہر چیز ثقیل بالطبع مائل بسوئی پائین است ۔ چنانچہ ہر چیز سبک بالطبع مائل بسوئی بالا است جہت پائین نام مرکز زمین است کہ نقطہ است در وسط حقیقتش و جہت بالا نام آنطرف است کہ رو باسمان دارد ۔ پس چنانچہ بلند شدن زمین بسوئی آسمان از ثقیلہا بر آئینہ مستبعد است ۔ ہم چنیں پائین رفتن زمین در مقابل آنطرف نیز مستبعد است زیرا کہ آں پائین رفتن عین بلند شدن است بسوئے آسمان ۔ پس بایں تدبیر در قرار گرفتن زمین در حیز خود احتیاج نماند ۔ تا آویزہ اورا از بالائے او بر بندند یا ستونے از پائین اورا امداد نمائند ۔ بلکہ آنچہ در طبیعت او از میل طبعی بوسط حقیقی نہادہ اند ۔ درینباب کفایت میکند چنانچہ در آیت ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا ۔ ہمیں معنے اشارت است تفسیر فتح العزیز ۔ صفحہ ۱۱۸

عبارت مذکورہ بالا طوسی اور فارسی کا خلاصہ مطلب یہ ہے ۔ کہ فلاسفہ متقدمین اس بات کے قائل ہیں کہ عناصر چار ہیں ۔ اور ان کے فرائض بھی جدا گانہ ہیں ۔ چنانچہ بعضے گراں ہیں ۔ اور بعضے سبک ہیں اجسام ثقیلہ پستی کو اور اجسام لطیفہ بلندی کو مائل ہیں ۔ اجزائے ناری نہایت سبک اور لطیف ہیں ۔ اسلئے اعلیٰ کو رجوع کرتے ہیں ۔ اور اجزاء ہوائی اس سے کم لطیف و سبک ہیں بوجہ سے قریب باعلیٰ ہیں علی ہذا القیاس اجزائے ارضی نہایت ثقیل و کثیف ہیں ۔ اس باعث قریب باسفل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی حکما متقدمین کے نزدیک یہ مقرر ہے ۔ کہ جو جسم ثقیل ہے وہ بالطبع مائل بہ پائین ہے ۔ اور جو چیز سبک ہے وہ بالطبع

ماں پر فوقیت ہے - اور یہی مذہب ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ قدماء کا ہے۔
مگر موجودہ سائنسدانوں نے اپنی نہایت بے توجہی اور لاپرواہی سے حکماء متقدمین اور اساتذہ
متکلمین کے دلائل قوی اور براہین متین کو نہ سمجھ کر انکے اصول پر طرح طرح کے اعتراض و جرح اور قسم قسم
کے رد و قدح کئے ہیں اور اسیقدر پر بس نہیں کی۔ بلکہ انکے نفوس خوابیدہ و متوفیہ اور ارواح
مقدسہ زکیہ پر غیظ و غضب کیساتھ حملے کئے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے ارسطاطالیس کی نسبت
تحفہ سائنس میں عبارت ذیل لکھی ہے ،، دنیا میں اگر کسی بڑے نام نے صدیوں تک بنی نوع انسان
کو گمراہ کیا ہے۔ تو وہ ارسطو کا نام ہے۔ ارسطو کا معمول تھا۔ کہ ناکافی شہادات کی بناپر غلط نتائج جلدی
سے مرتب کر لیتا تھا۔ اور دنیا اس کے اقوال کو صحیح مان لیتی تھی تحفہ سائنس صفحہ اور اسی کتاب میں
دوسری جگہ مرقوم ہے۔ گو دھوئیں کی حقیقت سے لوگ زمانہ قدیم میں ناواقف تھے۔ لیکن اس امر
پر سب متفق تھے۔ کہ یہ ایک مادی چیز ہے۔ اور اسلئے نیچے گرنے کی بجائے دھوئیں کے اوپر جانے کا
مشاہدہ انہیں اس کلیہ قائم کرنے میں (کہ زمین تمام مادی اجسام کو اپنی طرف کھینچتی ہے) مانع تھا۔ اس قسم
کے مشاہدہ کی بناپر ارسطو کا وہ غلطی اور غلط قیاس مبنی تھا۔ کہ مادی اجسام دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنکی خاصیت
ہلکا ہونا ہے دوسری وہ جنکی خاصیت بھاری ہونا ہے۔ ارسطو یا ارسطو کے متبعین میں سے کسی نے ہلکے اور
وزنی کے صحیح معنی دریافت کرنیکی کوشش نہ کی تحفہ سائنس صفحہ ۱۳ مقام تعجب ہے۔ کہ اس عبارت مذکورہ
میں ارسطاطالیس جیسے حکیم کی نسبت ایسے نفرت آمیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ حکمت کی جہت سے
اسکو گمراہ کنندہ انسان کہا گیا ہے۔ حالانکہ ارسطاطالیس کی نسبت کتاب فلسفہ ابن سینا میں
لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں نے فلسفہ کا فن یونانیوں سے مستعار لیا ہے۔ اور اپنے علم کی اصل کی بنیاد کمالات
یونان کے فلسفہ پر رکھی ہے یونانی فلاسفہ میں افلاطون اور ارسطو دو حکیم ایسے گذرے ہیں جنکی
حکمت کو آج بھی منتہائے عقل انسانی سمجھا جاتا ہے۔ علی الخصوص ارسطو کی نسبت تو یہاں تک کہا جاتا ہے
کہ حقائق موجودات اور معرفت کنہ اشیاء کے متعلق جو خیالات اس نے ظاہر کئے ان کے لحاظ سے کوئی
شخص آجتک اسکا جواب نہیں پیدا ہوا۔ تمام قوموں نے بالاتفاق اس کو بنی نوع انسان کا استاد
سمجھا ہے۔ اور کوئی علم دوست قوم ایسی نہیں جس نے ارسطو کے شارحین و تابعین کا ایک بڑا گروہ
نہ پیدا کیا ہو۔ چنانچہ مسلمانوں نے بھی جب توجہ نظری علوم پر مبذول کی تو سب سے پہلے ارسطو کی
تصانیف عربی میں ترجمہ کرایا۔ خلیفہ المامون کی نسبت ایک روایت مشہور ہے۔ کہ اس نے ایک دفعہ خواب میں

دیکھا کہ ایک پیر مرد اس کو فلسفہ اور دوسرے ذہنی علوم کی اشاعت کی ترغیب دے رہا ہے۔ جب مامون نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے ارسطو کہتے ہیں۔ صبح اٹھکر خلیفہ کو اپنا خواب یاد آیا۔ اور اس نے ایک علمی سفارت قسطنطنیہ کے قیصر کے پاس ارسطو کی تصانیف منگوانے کی غرض سے بھیجی۔ جب یہ تصانیف آگئیں۔ تو مامون نے حکم دیا۔ کہ ان کا ترجمہ عربی میں کیا جاوے۔ چنانچہ بہت سے علما جو یونانی اور عربی دونوں زبانوں پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ اس امر پر مامور کئے گئے۔ اور ارسطو کی تصانیف عربی میں آگئیں۔ ارسطو کی حکمت سے تمام علما متاثر ہو کر دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں میں بھی ایک گروہ ایسے علما کا پیدا ہو گیا تھا۔ جن کا یہ خیال تھا۔ کہ عقلی داور اکی کمالات کے لحاظ سے جس حد تک وہ کمالات اس دنیا میں ظاہر ہو سکتے ہیں ارسطو عقل مجسم ہے۔ بالفاظ دیگر جو کچھ ارسطو نے کہا اس میں سقم اور اعتراض کی مجال نہیں۔ اس گروہ کی وقعت و امتیاز کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ الفارابی اور خود بوعلی سینا جیسے لوگ اس میں شریک ہیں۔ بوعلی سینا اور اس کے ہم خیال علما کے نزدیک چونکہ یہ امر ناممکن ہے۔ کہ ارسطو سے کوئی عقلی غلطی سرزد ہو۔ لہذا اگر ارسطو کے اقوال بادی النظر میں خلاف قیاس ثابت ہوں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم ان اقوال کی تہ کو نہیں پہنچ سکے۔ نہ یہ کہ فی الحقیقت ان میں کوئی غلطی مرکوز ہے۔ اس تحریر سے محکو صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ ارسطو کی وقعت بوعلی سینا کے دل میں کس درجہ تک جاگزین ہے تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جن سائنسدانوں نے ایسے عقلی مسائل میں ارسطاطالیس پر غلطی کا اتہام لگایا ہے۔ وہ حق بجانب نہیں۔ وہ اس کے قوانین اور اصول کو سمجھ نہیں سکے یا کسی خاص مصلحت کے سبب سے انہوں نے ایسا کہا ہے۔

الغرض اس مسئلہ میں جو حکما اور سائنسدانوں نے اختلاف کیا ہے۔ تو اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے طرز و طریقے کے مطابق نظام عالم کی بنیاد کے انضباط اور استحکام کو مدنظر رکھا ہے۔ کیونکہ حکما اور فلاسفہ نے اپنے اصول کے موافق جانب محیط کو فوق اور جانب مرکز کو تحت قرار دیکر زمین کو جو اجرام فلکیہ اور عناصر و اجسام ثقیلہ کو سب کے نیچے اور انتہائے تحت اور پستی مرکز میں ساکن قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ قانون مقرر کیا ہے۔ کہ جو اجسام متصف بوصف ثقالت ہیں وہ بالطبع خود بخود پستی اور مرکز کی طرف جانے کا میلان رکھتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ زمین ان کو بمعنی کشیدن و بر خود افگندن و آوردن ان کو کھینچکر اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ بلکہ وہ خود بمعنی آمدن و بر زمین افتادن زمین پر گر پڑتے ہیں۔ پہلے فلاسفروں میں سے اگرچہ فیثاغورث نے

یہ جو کہا گیا تھا کہ زمین ایک ہی خط پر حرکت محوری کرتی ہوئی بڑھتی چلی جاتی ہے - اور سال بھر میں سورج
کے گرداگرد اپنا دورہ پورا کرتی ہے - جس سے رات دن اور چاروں موسم پیدا ہوتے ہیں - اور موجودہ
سائنسدانوں نے بھی فیثاغورس کی اتباع کی ہے - مگر باقی فلسفیوں نے فیثاغورس کے اس دعویٰ کو
ناقابل اعتبار سمجھکر قبول نہیں کیا - بلکہ دلائل قویہ اور براہین جلیہ سے اس کی تردید کی ہے
اب سائنس کے بعض استدلال مرقومۃ الذیل ہیں معرکہ مذہب و سائنس میں اسطرح لکھا ہے کہ سنہ ۱۶۸۷ء
وہ تاریخ ہے جو نہ صرف یورپین سائنس بلکہ انسان کی دماغی ترقی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگی یعنی
اس سال نیوٹن کی بے مثل اور زندہ جاوید کتاب پرنسپیا شایع ہوئی اس اصول کی بنا پر کہ تمام اجسام
ایک دوسرے کو اپنے مقدار کی نسبت مستقیم اور اپنے فاصلہ کی مربع کی نسبت معکوس سے کھینچتے ہیں - نیوٹن نے ثابت
کردیا کہ اجرام سماوی کے تمام حرکات کی معقول اور شافی وجہ بیان کی جاسکتی ہے معرکہ مذہب و سائنس
صفحہ ۳۲۲ ایک اور کتاب میں لکھا ہے - اور یہ بیان کرنا باقی رہا - کہ گیند ہمیشہ زمین ہی کی طرف کیوں
آتی ہے - اور اس صورت میں امریکہ والوں کے سروں کا رخ ہمارے سروں کے رخ سے مخالف ہے - تو
پھر وہ کسطرح مضبوطی سے قائم رہتے ہیں - بات یہ ہے - کہ زمین کا یہ کرہ جو ہمارا مسکن ہے - ایک
شے کو اپنی طرف کھینچا یا کشش کرتا ہے - اور یہ کچھ زمین کا ہی خاصہ نہیں ہے - بلکہ ہر ایک چیز جسکو
ہم دیکھتے ہیں یا مس کرتے ہیں اور ہر ایک شے جو وزن رکھتی ہے - اس کا یہی عمل ہوتا ہے - گیند جو خود
زمین پر گرتی ہے - جسطرح خود اسکی طرف کھینچتی ہے اسیطرح اس کو بھی کھینچتی ہے - مگر ہر ایک کی
کشش کا زور اس کے حجم کے باعث اور اس کے اصلی وزن کی مقدار پر موقوف ہے چنانچہ سیسہ
کی گیند اسی حجم کی روئی کی گیند سے زیادہ کشش رکھتی ہے - پس چونکہ زمین نہایت بڑی ہے
اور گیند بہت چھوٹی سی ہوتی ہے - اس سبب سے ہمکو فقط گیند ہی زمین کی طرف کھینچی نظر آتی
اور محسوس ہوتی ہے اور وہی اکیلی حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہے جغرافیہ طبعی مصنفہ ہنری بلانفرڈ
صاحب صفحہ ۱۹ اور مولوی ضیاء الدین صاحب لکھتے ہیں - جو کشش کا اثر دور سے یا پاس
سے اجزاء اجسام کی ہیئت مجموعی میں ہوتا ہے - یعنی کچھ فاصلے سے ایک جسم دوسرے جسم کو کھینچتا
ہے - اسے کشش ثقل کہتے ہیں - اور سب چیزیں جو گرتی ہیں زمین کیطرف میل رکھتی ہیں حقیقت
میں اس میل کے پیدا ہونے کا سبب کشش زمین ہے - اور چونکہ زمین تمام اجسام سے
جو اسکی سطح پر ہیں بہت بڑی ہے - اس لئے وہ جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے - اور جو چیز بے
سہارے ہے زمین پر گر پڑتی ہے - تمام اجسام خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے کشش کی طاقت

رکھتے ہیں۔ اور مقدار مادہ کے موافق ایک دوسرے کو کھینچتے ہیں۔ اصول علم طبعی صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں
تمام سخت اجسام کشش اتصال کے سبب کشش ثقل کو اپنے اوپر نہیں گرنے دیتے ورنہ کشش
ثقل تمام اجسام کو ریزہ ریزہ کر کے زمین سے ہموار کر دیتی۔ اصول طبعی صفحہ ۱۱

مسئلہ کشش ثقل یا میل مرکزی سنہ ۱۶۶۶ء علم ریاضی کے مطالعہ کرنے میں ایک دفعہ نیوٹن
کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ماہتاب زمین کے گرد اور سیارے آفتاب کے گرد ہمیشہ کیوں گردش
کرتے ہیں۔ کیونکہ قدرتی قاعدہ یہ ہے۔ کہ ہر شے ایک خط مستقیم میں حرکت کرتی ہے۔ اگر ایک پتھر
کو تختہ فرش کے اوپر لڑھکایا جائے تو جب تک اسے ہوا یا خود فرش نہ روکے گا۔ وہ سیدھا حرکت
کرتا ہوا چلا جاوے گا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اجسام فلکی دوائر میں متواتر حرکت کرتے رہتے ہیں
نیوٹن اس سبب میں غور کر رہا تھا۔ کہ سنہ ۱۶۶۵ء میں وہ ایک دن ایک باغ میں بیٹھا ہوا کسی مسئلہ
پر دماغ لگا رہا تھا۔ کہ یکایک ایک درخت کی ٹہنی سے ایک پختہ سیب زمین پر گرا۔ نیوٹن
نے اس کی طرف توجہ کی اور سوا اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ سیب زمین پر کیوں گرا
اس نے تھوڑی ہی دیر غور و خوض کیا ہوگا۔ کہ اس کے ذہن رسا نے جواب دیا۔ کہ زمین کی کشش کے
باعث۔ اگرچہ یہ کوئی نیا خیال نہیں تھا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں کے دل میں
گذر چکا تھا۔ لیکن نیوٹن نے سب سے پہلے اس خیال سے فائدہ اٹھایا۔ اور اس پر عقل دوڑانے
لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے دل میں یہ رائے قائم کی کہ اگر زمین کی کشش سے پھل زمین
کے اوپر گرا تو ماہتاب کو بھی زمین ہی اپنی طرف کھینچتی ہوگی۔ اور اسی طرح آفتاب دیگر اجسام
فلکی کو کھینچتا ہے۔ اسی باعث ماہتاب زمین اور کل اجسام فلکی آفتاب کے گرد گردش کرتے
رہتے ہیں۔

نیوٹن کا خیال بالکل درست ہے۔ کیونکہ اگر تم ایک گیند کو ایک ڈورے میں باندھ کر
گھماؤ تو وہ تمہارے گرد اس وقت تک گردش کرتی رہیگی۔ جب تک تم ڈورے کو ڈھیلا
نہ کرو گے۔ جونہی کہ ڈورا ڈھیلا ہوا۔ اور وہ ایک طرف سیدھی چلی جاوے گی۔ اسی
طرح اجسام فلکی آفتاب کے گرد اس کی قوت کشش کے زور سے رکے ہوئے گردش کرتے
رہتے ہیں۔ نیوٹن کا خیال درست تھا۔ مگر اس نے اسے عملی صورت میں لانے کی کوشش شروع
کر دی۔ اس نے زمین سے ماہتاب تک کا فاصلہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں اسے
ناکامی کا سامنا ہوا۔ کشش ثقل سے اشیا ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔

زمین پر جسقدر چیزیں ہیں وہ اسی کے باعث لگی ہوئی اور اپنی اپنی جگہ پر قائم رہتی ہیں۔ ورنہ
گر پڑیں اور لڑھکتی پھریں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زمین پر سے اڑ کر خلا میں پرواز کرنے
لگتا علوم طبعی۔ اور مولوی ضیاءالدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ نظام شمسی کے موافق تمام سیاروں کو
آفتاب کھینچتا ہے۔ اور قوت طالبہ اور قوت ہاربہ دونوں قوتیں ملکر ان کو آفتاب کے گرد
مغرب سے مشرق کی طرف حرکت دیتی ہیں۔ اصول علم طبعی حصہ اول صفحہ ۲۲

نظام شمسی میں زمین مغرب سے مشرق کی طرف حرکت کرتی ہے۔ اسیواسطے آفتاب مشرق
سے مغرب کی طرف جاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اصول علم طبعی حصہ اول صفحہ ۶ **تردید عجیب**
اور فیثاغورس اور سائنس والوں کے اس دعوے کی تردید میں اہل فلسفہ کی ایک یہ دلیل بھی تھی
کہ کسی چیز کی حرکت کو حس بصر یا حس لمس سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن زمین کی حرکت
ان دو قوتوں سے معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ زمین کا سکون معلوم ہوتا ہے۔ یا کسی عنصر کی طبیعت
اس طرح معلوم نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے جزو سے بذریعہ استقراء کل پر استدلال کیا
جائے۔ کیونکہ جو طبیعت جزو کی ہے۔ وہی کل کی بھی ہوگی۔ جیسے شمع کا قلیل شعلہ اوپر کو جاتا
ہے۔ ایسے ہی بڑے آتشکدے کا بڑا شعلہ بھی اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اسی بنا پر اگر زمین سے
ایک پتھر کو اٹھا کر اوپر کو پھینکا جائے۔ تو چاہیئے کہ وہ پتھر حرکت محوری کرتا ہوا مشرق کی
طرف بڑھتا چلا جائے۔ تاکہ ہم اس سے قیاس کریں۔ کہ جو خاصیت جزو کی ہے۔ وہی بعینہ
خاصیت کل یعنی زمین کی خاصیت ہوگی۔ کیونکہ استقراء استدلال خاص سے عام کی طرف
ہوتا ہے۔ لیکن وہ پتھر اس طرح حرکت محوری نہیں کرتا۔ بلکہ وہ سیدھا خط مستقیم پر
عمود ڈالتا ہوا سیدھی حرکت کے ساتھ زمین پر گرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زمین
حرکت محوری اور مستدیرہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ جزو اور کل کی طبیعت ایک ہی ہوتی ہے۔ اور
زمین کی طبیعت ایک بسیط شے ہے۔ جو وسط عالم اور مرکز جہان میں سکون کی مقتضی ہے
بالطبع صاحب مبداء میل مستقیم ہے۔ اور جس شے میں مبداء میل مستقیم کا ہو۔ محال ہے کہ
اس میں مبداء میل مستدیر کا ہو۔ کیونکہ فلسفہ کے علم حرکت و سکون میں ایک ثابت و مقرر ہو چکا
ہے۔ کہ اول ہر ایک جسم میں کہ اول ہر ایک جسم میں میل مستدیر یا میل مستقیم کی علت اور

اور مبداء کا ہونا ضرور ہے۔ دوسرا ایک جسم میں دو طباعی میلوں یعنی میل مستقیم اور میل مستدیر
کے دو مبداؤں اور علتوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جسم بسیط عنصری میں تو بوجہ بسیط ہونے
کے چونکہ ایک طبیعت ہے۔ اور ایک طبیعت دو منافی چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی اور جسم
مرکب میں بھی دو میلوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اب ہمیں تجربہ اور مشاہدہ متکررہ سے ثابت
ہوا۔ کہ زمین کے اجزا میں سے کسی جزء یعنی پتھر وغیرہ کو اگر ہوا میں مینار کے اوپر سے چھوڑا
جائے۔ تو وہ بوجہ اپنے میل مرکزی کے سیدھا خط مستقیم پر عمود ڈالتا ہوا زمین پر آ
پڑتا ہے۔ پس اس مشاہدہ متکررہ اور دلیل استقرائی سے جزماً و یقیناً ثابت ہوا
کہ زمین میں مبداء میل مستقیم کا ہے۔ نہ مستدیر کا۔ کیونکہ زمین جسم عنصری بسیط الطبع ہے
اس میں دو میلوں کے مبداؤں اور علتوں کا جمع ہونا بوجہ اجتماع ضدین محال ہے
پس زمین کی حرکت مستدیرہ کا مذہب یقیناً باطل ہو گیا۔

اس پر سائنسدانوں نے بلطائف الحیل یہ جواب دیا۔ کہ پتھر وغیرہ جو مینار کے اوپر سے چھوڑا
جائے۔ یا توپ وغیرہ کے ذریعے اوپر کو پھینکا جائے۔ وہ بے شک خلا اور ہوا میں چکر لگاتا
ہوا محوری حرکت کے ساتھ مغرب کی طرف سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا۔ اور یہی اس
کی طبیعت ہے۔ مگر زمین اسکو اپنی قوت قاہرہ و قاسرہ جذب و کشش سے اس پر غلبہ
پا کر اس پتھر وغیرہ کو اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ اس سے سائنس والوں نے تجاذب عامہ کا
اصول نکالکر نظام شمسی کی بنیاد کا مستقر قرار دیا۔ لیکن انہوں نے ایک اور عجیب و غریب
تدبیر نکالی اور وہ یہ ہے۔ کہ اصول کشش کو نیوٹن کی تھیوری سے نامزد کر دیا۔ اس سے غرض یہ
تھی۔ کہ کشش کا مسئلہ جس کو سائنس والوں نے ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ حکماء کا جواب
پیش کیا تھا۔ وہ لوگوں کے دلوں سے بھولکر نسیاً منسیاً ہو جائے۔ تاکہ حکماء کی طرف سے
اس اصول کی تردید نہ واقع ہو۔ مگر صداقت اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتی

قبل ازیں کہ کشش زمین کے ابطال پر استدلال بیان کئے جاویں۔ اس امر کی طرف ناظرین کی
توجہ منعطف کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ اس مسئلہ کا آغاز اور شروع کہاں سے
اور کب سے ہے۔ اور اس کا مقصود کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی ابتداء و ایجاد کب سے

ہوئی ہے۔ اور اس کی غرض و غایت کیا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ ناظرین با تمکین پر اعبارات مذکورہ سابقہ سے اس امر کا انکشاف بالتفصیل والتوضیح ہو گیا ہوگا۔ کہ گردش زمین کا مسئلہ نظام شمسی یعنی نظام فیثاغورس و نظام کوپرنیکس کیلئے بنیادی پتھر کے طریق پر رکھا گیا ہے۔ اور نظام موصوف کی دیواروں کو گردش زمین کے مسئلے پر مرصوف کیا گیا ہے۔ پس یہ مسئلہ فیثاغورس کے زمانے کی ہی ایجاد ہے۔ اور تھیوری آف نیوٹن نہیں۔ جیسے کہ موجودہ زمانے کے بعض سائنسدانوں کا خیال ہے۔

واضح ہے کہ ارسطا طالیس اور بطلیموس وغیرہ نظام عالم میں زمین کو ساکن اور مرکز کائنات بیان کرتے ہیں کما مرّ۔ اور فیثاغورس و کوپرنیکس اپنے نظام میں اس کے برخلاف زمین کو حول الشمس متحرک بتاتے ہیں۔ چونکہ نظام بطلیموس کا یہ مسئلہ کہ زمین ساکن اور مرکز کائنات ہے۔ اس وجہ سے کہ بداہت و مشاہدہ۔ عقل صحیح۔ نقل صریح اور شرائع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہے۔ اس لئے وہ مورد اعتراض نہیں۔ اور فیثاغورس و کوپرنیکس کا یہ مسئلہ کہ زمین اور سیارے حول الشمس مغرب سے مشرق کی طرف حرکت محوری و حرکت اپنی سے حرکت کرتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا علوم یقینیہ کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ محض خیال وہم۔ فرض۔ قیاس باطل کی بنا پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے اہل فلسفہ کیطرف سے طرح طرح کے اعتراضات و تردیدات و نقوض کا وارد ہوئے۔ از انجملہ ایک یہ بھی تھا۔ کہ زمین کا حرکت کرنا بداہت و مشاہدہ کے برخلاف ہے۔ کیونکہ حواس خمسہ سے اس کا حرکت کرنا محسوس نہیں ہو سکتا۔ پس لامحالہ حرکت ارض کو بدلیل استقرائی اس طرح سے ثابت کیا جا سکتا تھا کہ زمین کی کسی جزء کو مثلاً پتھر وغیرہ کو اوپر کیطرف پھینکا جاتا یا مینار کے اوپر سے چھوڑا جاتا۔ تو وہ اپنی محوری و اپنی حرکت کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا۔ تو اس پر یہ قیاس ہو سکتا تھا۔ کہ اسیطرح پھر کل زمین بھی اپنی محوری و اپنی حرکت کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور آفتاب کے گرد اپنا سالانہ دورہ پورا کرتی ہے۔ کیونکہ استقراء استدلال خاص سے عام کی طرف یا عام سے اعم کی طرف ہوتا ہے۔ پس زمین کی حرکت محوری اور اپنی ثابت کرنے کیلئے اگر کوئی چیز دلیل ہو سکتی تھی۔ تو صرف یہی ہو سکتی تھی اور بس۔ لیکن اس طریقہ سے

وہ مدعا ثابت نہ ہو سکا۔ بلکہ وہ پتھر مستدیرہ حرکت کے برخلاف حرکت مستقیمہ کے ساتھ خطِ مستقیم
پر عمود وار الٹا ہو اسیدھا زمین پر آکر ٹھہر جاتا ہے۔ جس سے زمین کے اپنے حیز طبعی میں ساکن ہونے
کا مسئلہ یقیناً ثابت ہوگیا۔ کیونکہ جو طبیعت کل کی ہوتی ہے۔ وہی طبیعت جزو کی ہوتی ہے۔ اس پر
فیثاغورس اور اس کے اتباع نے اپنے اصل دعوے کے اثبات کیلئے بڑی جدوجہد اور دماغ
سوزی کے بعد یہ حیلہ نکالا۔ کہ وہ پتھر وغیرہ جو مینار کے اوپر سے چھوڑا جاتا ہے
یا توپ وغیرہ کے ذریعہ اوپر کو پھینکا جاتا ہے۔ وہ بیشک خلا اور ہوا میں چلکر لگاتار ہوا مغرب
سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کی طبیعت بھی یہی تھی۔ مگر زمین اس کو اپنی قوت
متجددیہ جذب و کشش کیوجہ سے اس پر غلبہ پاکر اس کو اپنے زور قسر و جبر و قہر سے کھینچتے اور دامن
گیر ہوکر اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ مگر اشتباہ ہو کہ یہ عندیہ جواب اور تدبیر محض لاطائل ہے
یہ سب تھیوری آف گریویٹیشن کی حقیقت و اصلیت جو اصل میں سرمایہ کچھ بھی نہیں۔ بلکہ اس اعتراض کے
لئے بطور حیلہ مغلوبانہ ایک جواب نکالا گیا تھا۔ جواب نئی روشنی والوں کے نزدیک ایک بہت
بڑا مہتم بالشان مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم مسئلہ کشش زمین کے ابطال پر چند دلائل ہدیہ ناظرین
کرتے ہیں۔ تاکہ اہل انصاف اور اہل غیرت دینی ان کا ذکیانہ باصفا ان ادلہ کو دیکھیں اور اپنی بے
لوث و حق پسند طبیعت کے ساتھ غور و فکر سے کام لیکر انصاف کریں اور حق و صداقت کو اپنا معتقد
بنائیں۔ کہ الحق یعلو ولا یُعلیٰ

ابطال کشش زمین کے دلائل — **دلیل اوّل**

یہ کہ جو جسم ہے۔ اس کے لئے طبیعت ہے۔ اور جو جسم طبعی ہے وہ ضرور اپنے حیز طبعی میں رہتا ہے
تاوقتیکہ کوئی عارض موجود نہ ہو۔ کیونکہ کوئی حیز طبعی نہیں مگر ضرور ہے۔ کہ اس کے لئے
جسم طبعی ہو جو بالطبع اس میں رہے۔ کما قیل اذ لاحیز الا وله جسم طبعی کما لا جسم طبعیاً الا وله
حیز طبعی الشفاء لابی سینا۔ فکما لا جسم الا وله حیز طبعی کذلک لا حیز الا وله جسم طبعی شمس بازغہ
اسی لئے آگ اور ہوا۔ جو اوپر جاتے ہیں اور زمین اور پانی کے اجزا جو نیچے آتے ہیں تو وہ اپنے اپنے حیز
طبعی میں جا کر ہی ٹھہر جاتے ہیں کما قیل فصل ذلک قد اتقنت ان حرکة اجزاء العناصر الی فوق
للخفیفین والی تحت للثقیلین طبعیة وردها الاحیاز الطبعیة شمس بازغہ اس سے ثابت ہے

کہ زمین کے اجزا اپنے طبعی میلان اور قصد و ارادہ سے نیچے آتے ہیں یہ کہ زمین کی قوۃ قاسرہ ان
کو کھینچ کر لاتی ہے۔ اور اس امر کا جو مخالف ہے۔ وہ غلطی پر ہے۔ کما قیل ومن فاسد الظنون
ظن من رأی ان النار تتحرک الی فوق بالقسر والارض تتحرک الی اسفل بالقسر مختصر الشفا
لابی سینا صفحہ ۹۸ یعنی جس کا خیال یہ ہے کہ آگ اوپر کو اور زمین نیچے کو جو حرکت کرتی ہے
وہ حرکت قسری ہے۔ اس کا خیال فاسد اور باطل ہے اسی طرح شمس بازغہ میں بھی ہے۔ اب مخالف
پر ضروری ہے کہ اس کے خلاف کوئی دلیل پیش کرے۔ ورنہ خلاف سے باز آجائے۔

دلیل دوم ۲ } اگر زمین میں قوت جاذبہ و قاسرہ ہوتی تو ضرور ہوتا کہ دو مختلف الوزن اجسام کو مثلاً ایک روپیہ یا اشرفی کو اور ایک کاغذ کو جس کا عرض اس
کے مقدار پر ہو اور مینار کے اوپر سے چھوڑے جاویں۔ ان میں سے جو جسم خفیف ہو۔ جیسے کاغذ
وہ بہ نسبت جسم ثقیل مثلاً اشرفی کے پہلے زمین پر آ پڑے کیونکہ قوت جذب و کشش اور قہر و
قسر کا اثر بہ نسبت جسم ثقیل کے جسم خفیف پر جلدی واقع ہوتا ہے۔ جیسے تم ایک سیر لوہے کو ایک من
لوہے کی نسبت زیادہ آسانی کے ساتھ اپنی طرف کھینچ سکتے ہو۔ کما قال المحقق الطوسی والاثر ان یکون
الاصغر اسرع من الاکبر تکملہ شرح تذکرہ و کما قال المحمود الجونپوری فان الحرکۃ بالقسر یکون الصغیر
اقبل لہا من الکبیر فیکون الاثر فی الصغیر اسرع من الکبیر شمس بازغہ۔ یہ حکم بھی ہے کہ زمین پر دونوں
یکساں واقع ہوں۔ لیکن یہ بھی نہیں ہوتا۔

دلیل سوم ۳ آگ کا شعلہ ہمیشہ اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اگر زمین میں قوت جاذبہ و قاسرہ ہے۔ تو چاہیے تھا کہ چراغ جب جلاویں اس کا شعلہ ہمیشہ نیچے زمین کی طرف ہو۔ مگر ہوتا اس کے برخلاف ہے
پس ثابت ہوا۔ کہ زمین میں قوت جذب نہیں۔

دلیل چہارم ۴ کیا اس بات کو عقل مان سکتی ہے۔ کہ زمین جیسی بڑی چیز جاذب و قاسر ہو کر بڑے بڑے پتھروں اور توپ کے گولوں کو اپنے اوپر گرا لیتی ہو۔ مگر جانور ایسے ضعیف
پرندے بلکہ مکھی اور مچھر تک کی حرکت کو نہ روک سکے فالتعجب کل التعجب من فرض جذب الارض

دلیل پنجم ۵ کشش کی حس ممکن الوجود ہے۔ اور فی الواقع ہے۔ جہاں کشش ہو قوۃ لامسہ و باصرہ سے معلوم کیا جا سکتی ہے۔ جو لوگ اعضا درد رسیدہ پر بجلی کا استعمال

کرتے ہیں۔ اس کو بخوبی معلوم ہے کہ بجلی کا آلہ انہیں کس قدر کشش کرتا ہے۔ کہ نوبت باضطرار پہنچا دیتا ہے۔
دیکھو بجلی کی اس تار سے جس سے بجلی کی تمیس چلی ہوئی ہوں۔ اگر کسی کی انگلی بھی چھو جائے۔ تو وہ اسکو ہٹنے
نہیں دیتی اور ایسا گیا ہے کہ بجلی پر کام کرنیوالے بعض آدمی بعض جگہ چمٹ کر مر گئے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ ایک تاگے
کے مقدار شے کی کشش تو اس قدر ہے۔ لیکن ایک زمین جیسے ناپیدا کنار کرے کی کشش کا کسی
کو ذرہ بھر تک بھی احساس نہ ہو۔ اور پھر زمین میں کشش کو فرض کیا جاوے حق کی بات تو یہ ہے۔ کہ
کشش زمین کا مسئلہ سر سے ہی بالکل باطل ہے۔ اور جب کشش زمین در زمین کے ساتھ بھی
نظر نہیں آتی تو سائنسدانوں کا فرض اولین ہے۔ کہ وہ اپنے اس قانون کے مطابق۔ کہ جسکی وجہ
سے جنوں اور فرشتوں سے بھی انکار کرتے ہیں کشش زمین سے بھی انکار کریں۔

دلیل ششم ۶

سائنس والوں کے نزدیک وزن کوئی شے نہیں ہے۔ جس کو وزن کہا جاتا ہے
وہ صرف کشش زمین ہی ہے اس کے بغیر اور کچھ نہیں چنانچہ ہسٹری بالالفرڈ میں لکھا ہے
دیکھو جس شے کو ہم کسی جسم کا وزن کہتے ہیں وہ درحقیقت اس جسم اور زمین کی باہمی کشش
ہوتی ہے۔ کشش کی اس قوت کو جو ہر ایک وزن دار شے میں پائی جاتی ہے کشش ثقل کہتے ہیں۔ کشش کا
یہ قاعدہ ہے۔ کہ مرکز زمین سے کوئی شے جسقدر دور ہوتا ہے اسیقدر کشش کا اثر بہ لحاظ کم ہو سکتا ہے جسکو
طبعی ہٹ۔ اور ایک سائنسدان لکھتے ہیں کہ جب چیزیں زمین پر گرتی ہیں اسی سبب سے ان میں وزن بھی
پیدا ہوتا ہے یعنی کشش ثقل انکو بھاری کر دیتا ہے۔ اور کشش ثقل کے موافق تو بوجھ ہوتا ہے جس طاقت سے اشیا
زمین کی طرف میل کرتی ہیں۔ اسی طاقت سے سہارا دی گئی چیزیں سہارا دینے والی چیزوں کو دباتی ہیں طبعی سائنس
کا یہ مسئلہ بھی باطل ہے کیونکہ اس مسئلے کے مطابق تو چرند پرند درخت اور زمین وغیرہ میں جو اشیا رکاوٹ اور ثقل جاذب مرکز کشش کا
ہی وہ سب بیکار ثابت ہوتا ہے۔ اور پھر غذا اور دھوئیں کے چیزوں کے تولنے میں کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ ہوا یہ کہ ترازو کے
ایک پلڑے پر سیسہ کی گیند یا پارے سے بھرا ہوا اور بند کیا ہوا رکھیں اور پھر اسکو اٹھا لیا تو یقینی ہے کہ سیسے اور پارے والا پلڑا
جھکے گا۔ کیونکہ وہ ہی جاری ہے اس سے معلوم ہوا کہ کشش زمین کو وزن اشیا میں کوئی دخل نہیں۔ اگر زمین کی کشش
سے انکا وزن ہوتا تو چاہیے تھا کہ دونوں پلڑے برابر رہتے کیونکہ کشش کا اثر ہوتا۔ تو دونوں پر یکساں واقع ہوتا۔ اگر
سائنس کا یہ خبر ہو کہ سیسے اور پارے کے اجزا زیادہ وزن دار ہیں۔ تو لہذا اثر بہ اسطرح ہے۔ مگر سائنس نے پہلے کشش
زمین کے بغیر وزن کوئی چیز ہی قرار نہیں دیا پھر اس کا اقرار کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اشیا میں وزن اور ثقل کا ہونا

ضروری ہے اور اس سائنس کی کشش کا نہ ہونا لابدی اور بدیہی ہے۔

دلیل ہفتم: اگر زمین کی کشش سے وزن ہے۔ تو ترازو پر دو ہموزن لوہے کے ٹکڑے رکھو اور ترازو کا ایک پلڑا کنوئیں کے منہ پر اور دوسرا پلڑا زمین پر رکھو۔ پھر ان کو اٹھاؤ۔ اگر ان کا وزن برابر ہے۔ تو زمین کی کشش نہیں۔ بلکہ ان کا اپنا ثقل طبعی ہے۔ اور اگر زمین کی طرف کا پلڑا کنوئیں کے منہ کے پلڑے سے بھاری ہو تو بے شک کشش زمین ہے۔ کیونکہ زمین قریب سے بنسبت دور والے کے زیادہ کشش رکھتی ہے جیسے کہ جغرافیہ طبعی صفحہ [illegible] میں لکھا ہے۔ کہ کشش کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ مرکز زمین سے کوئی مقام جس قدر دور ہوگا۔ اسی قدر کشش کا اثر وہاں کم ہوتا ہے۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ وہ دونوں پلڑے برابر رہینگے۔ اسی نتیجہ ہوا کہ زمین میں کشش کی قوت نہیں۔ **دلیل ہشتم:** زمین کی قوت جذب اور کشش پر تو بجز فرض کے کوئی چیز دلیل نہیں ہو سکتی نہ مشاہدہ سے نہ عقل سے بلکہ بعض وجوہات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمین میں قوت دفع موجود ہے۔ کیونکہ بسا اوقات جب اوپر سے گیند یا پتھر دور سے زمین پر گریگا۔ تو وہ ایک دو بار مندفع ہو جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین میں قوت دفع موجود ہے کم از کم یہ نتیجہ تو ہوتا ہے کہ زمین میں قوت کشش بوجود ہونے کے اسکو مندفع ہونے نہ دیتی کیونکہ ضدین میں سے ایک ضد کا وجود دوسری ضد کے عدم کا مقتضی ہے۔

دلیل نہم: اس طرح تجربہ کرو کہ کنوئیں کے لب پر ایک لکڑی گاڑ کر کنوئیں کے منہ کی طرف جھکا دو اور اسکے ساتھ کوئی وزن دار چیز رسی یا دھاگے کے ساتھ باندھ کر لٹکا دو اور پھر اس کو پکڑ کر کنوئیں کے لب پر زمین کی طرف لیجاؤ۔ اور تھوڑا اعتبار چھوڑ دو۔ یا زمین کے ساتھ ملا کر چھوڑ دو۔ اگر وہ وزن دار چیز زمین کے ساتھ ملی رہے اور وہاں ہی ٹھہری رہے تو زمین کی کشش ثابت ہے۔ اور اگر اس جگہ سے ہٹ کر کنوئیں کے منہ پر آکر ٹھہرے تو زمین میں کشش کی قوت نہیں بلکہ وہ بے بوجھ سے قریب تر مقام یعنی کنوئیں کے منہ پر پانی کے مقابل آکر ٹھہرا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر زمین میں کشش ہوتی۔ تو وہ کنوئیں کی بعید اس کو اپنے قریب ملحق کر دیتی اور پانی کے مقابل نہ ٹھہرنے دیتی۔ مگر مشاہدہ اس سے برخلاف ہے۔ اسلئے زمین میں قوت کشش موجود نہیں۔ **دلیل دہم:** اس طرح تجربہ کرو کہ کسی مقام بالا یعنی مینار کے اوپر یا درخت کا چھوٹا سے دیوار کی چوٹی پر کھڑا ہو اور اسکی چوٹی پر اور ٹیلے کے ایک طرف پڑا کر واقع ہوگا۔ پھر وہاں نہ ٹھہر سکیگا۔ تو اس جگہ سے منتقل کر کے جا کسی گڑھے کی جگہ پر جا رکیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر اس پتھر کا واقع ہونا بوجہ کشش زمین ہوتا۔ تو ضرور ہوتا کہ وہ پتھر جہاں پہلے آکر واقع ہوا تھا وہاں یعنی دیوار کی چوٹی یا ٹیلے کے کنارے پر ہی رک جاتا۔ اور جو کہ وہاں نہیں رکا تو سمجھو کہ زمین کی کشش کی وجہ سے وہ نہیں گرا تھا۔ کیونکہ اگر زمین کی کشش کی وجہ سے گرتا تو چاہئے تھا۔ کہ زمین کے اس حصے پر جہاں پہلے آکر واقع ہوا ہے رک جاتا۔ پھر جبکہ دیوار کی چوٹی اور ٹیلے کے ایک جانب نے جو اول دفعہ صاف طور سے کشش کر لیا تھا۔ پھر جب اسی پر واقع ہوا۔ تو وہ کشش کہاں گئی کہ اسکو روک نہ سکی۔ مقناطیس کے ایک بڑے پتھر پر لوہے کا ایک ریزہ گر پڑے تو یہ وہ

اس کو روک نہیں سکتا۔ اگر روک نہیں سکتا۔ تو پھر وہ مقناطیس ہی کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گرنے والے اجسام بوجہ کشش
زمین نہیں گرتے بلکہ وہ طبعی میلان کی وجہ سے گرتے ہیں۔ **دلیل یازدہم۔** گیند یا کوئی اور چیز اگر پانی کی
تہہ میں زمین کے ساتھ لگا دیں پھر وہ پانی کے اوپر آجاتے ہیں۔ اگر زمین میں کشش ہوتی تو وہ ان اشیاء کو پانی کے اوپر کیوں آنے
دیتی۔ **دلیل دوازدہم۔** جو پتھر اوپر سے کنوئیں کے لب پر رکھ دیں برقرار رہتا ہے۔ کہ زمین اسے جہاں ہی روک رکھے
لیکن کنوئیں کا پانی اسے کھینچ لیتا ہے۔ اور زمین کی کشش پر تھوڑے سے پانی کی کشش غالب آجاتی ہے۔ سائنس دانوں
کا ایسی وہمی باتوں پر تعجب آتا ہے۔ اور محقق طوسی اسی مطلب کو اس طرح لکھتے ہیں۔ والثالث انقلاب الطلل ولما
لو فرضنا خنا عند حصولها الی شفیر البیر۔ **دلیل سیزدہم۔** اگر زمین میں کشش ہوتی تو نہ کوئی درخت
اٹھتا نہ پرندہ اڑتا۔ نہ دھواں اٹھتا۔ نہ غبار اڑتا اور نہ ہی پانی کے بخارات اوپر کو جاتے۔ نہ کوئی چیز زمین سے
جدا ہو سکتی۔ کیونکہ ان میں سے کسی میں ایسی طاقت نہیں ہے۔ کہ زمین کی اتنی بڑی قوت کا مقابلہ کر سکے۔ **دلیل چہاردہم**
اگر کشش زمین کی وجہ سے تمام اشیاء نیچے کو جاتی ہیں اور خود اس شے کا ثقل قابل اعتبار نہیں۔ جیسا کہ سائنس کا
مسئلہ ہے۔ کہ اگر کسی مکان کو ہوا سے خالی کر دیا جائے پھر اس مکان میں ایک پیسہ یا اشرفی کو اور ایک کاغذ کو جو حجم و
مقدار میں ایک پیسے کے ہو۔ اوپر سے چھوڑا جاوے تو ان دونوں پر کشش زمین مساوی پڑے گی۔ اور وہ دونوں
آن واحد میں زمین پر گریں گے۔ جیسے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔ اگر مختلف جسم کے دو وزن میں مثلاً ایک تو
کاغذ کا پرچہ اور ایک پیسہ۔ اور ان دونوں کو ایک ایسے مکان میں جس میں سے ہوا کو بالکل نکال دیا ہو۔ یکساں
بلندی سے ایک ہی وقت میں ڈالیں۔ تو معلوم ہوگا کہ کاغذ اور پیسہ ایک ہی وقت میں اس مکان کے فرش پر پہنچ جائیں گے اگر ہم مکرر
اس تجربہ کو اوپر یا کاغذ اور پیسے کی جائے دو مختلف اجسام کو نیچے ڈالیں۔ اور ان کو زمین پر وہ اجسام یکساں بلندی سے ایک ہی وقت
میں فرش پر پہنچیں۔ تو ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ اگر ہوا کی مزاحمت دور کر دی جائے اور اجسام مختلف الوزن یکساں بلندی سے ایک ہی وقت میں
چھوڑے جاویں تو وہ ایک ہی وقت میں زمین پر پہنچیں گے۔ یہ استدلال یا نتیجہ اس قسم کا استدلال ہے جس کو ہم استدلال استقرائی یا
تعمیم کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ ہلکی اشیاء زمین پر دیر سے پہنچتی ہیں۔ اور بھاری اشیاء جلدی یعنی زمین
پر پہنچنے کے وقت اور گرنے والے اجسام کے وزن میں نسبت معکوس ہے۔ اس تجربہ نے ثابت کر دیا کہ یہ قاعدہ غلط ہے۔ اور
اگر کشش ثقل کے سوا اور سب اسباب مخالف بالکل دور کریں۔ تو وزن کا اختلاف زمین پر پہنچنے کے وقت میں کچھ تبدیلی نہیں لاتا
منطق استقرائی صفحہ ۲۵۱۔ اس بات کے سمجھنے میں مشکل یہ ہے کہ کسی بند مکان سے ہوا خارج نہیں کی جا سکتی اور پھر مکان سے
الگ ہو کر زمین پر پہنچنے کے وقت میں اختلاف اور فرق معلوم نہیں ہو سکتا۔ تو چاہیئے کہ جس مکان سے ہوا خارج کی جائے اس میں
ایک چھوٹا ترازو لٹکا کر اس کے ایک پلڑے پر اشرفی اور دوسرے پلڑے پر اتنی ہی مقدار اور حجم میں کاغذ رکھیں اور وزن کریں اگر دونوں
پلڑے برابر ہونگے۔ تو سائنس کا دعویٰ سچا ہے۔ کہ کشش زمین چھوٹی اور بڑی چیز پر مساوی واقع ہوتی ہے اور اگر اشرفی والا پلڑا بھاری ہو

حصہ دوم کتاب — بسم اللہ الرحمن الرحیم — حکمۃ اللہ البالغۃ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ احقر عباد اللہ محمد گوہر علی
علوی حنفی صوفی نقشبندی مجددی نوری لی ٹھوی تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی عرض پرداز ہے
کہ احقر اگرچہ چنداں علم و فضل نہیں رکھتا مگر قدرے علم سے مس و دسترس رکھتا ہے۔ اور اللہ
سبحانہٗ و تعالیٰ اور اسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اہل اسلام کا ہر فرد
بشر بوقت حاجت حتی المقدور التباس حق بالباطل کو اٹھا کر عامۃ الناس پر حق کو حق اور باطل کو
ظاہر کر دے اور بقدر وسعت علم اور سعت فہم حقیقت مخفیہ بوجہ طریق منکشف کر دے لہٰذا یہ احقر
بھی لہٰذا یہ احقر اسی طریق چند سطور لکھ کر ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اس زمانے میں مغربی
سائنس نے نظام عالم کے بارے میں کچھ ایسے عقائد و قواعد بیان کئے ہیں جو قرآن کریم اور حدیث
شریف کے مخالف اور کتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ صلعم کے منافی ہیں چنانچہ انکا اصل الاصول جو مستلزم
نفی سمٰوات ہے یہ ہے کہ سورج ساکن ہے اور زمین اسکے گرد حرکت محوری و آنی کے ساتھ گردش
کرتی ہے۔ اور یہ بات صرف قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے ہی مخالف نہیں بلکہ جمیع ادیان و شرائع
سابقہ کے علاوہ دیگر مذاہب فلسفہ و ہیئت قدیمہ کے بھی خلاف ہے اور اجماع الناس۔ اخبار متواترہ
تاریخیہ۔ مشاہدہ مشکرہ تجربہ کے بھی برخلاف ہے۔ اس امر کی تشریح و تفصیل تو حکمۃ اللہ البالغہ
کے حصہ سوم میں بیان کی جائیگی مگر اجمالی طریق پر اسیقدر [illegible] ضروری معلوم ہوتا ہے۔
(۱) یہ کہ قرآن شریف میں ہے والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ اور۔ الم نجعل الارض
مہاداً والجبال اوتاداً۔ جسکا مطلب شیخ سعدیؒ نے بیان فرمایا کہ۔ بیت۔
زمیں از تپ لرزہ آمد ستوہ + فرو کوفت بردامنش میخ کوہ ۔ اور دیگر آیات شریفہ
سے جنمیں زمین کی نسبت۔ فراش۔ بساط۔ قرار۔ مہاد وغیرہ الفاظ وارد ہوئے
ہیں ان سے بعبارۃ النص ثابت ہے اور دیگر آیات سے باشارۃ النص بھی کہ زمین ساکن ہے اور
کسی حرکت سے متحرک نہیں۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ نے سورج کی نسبت فرمایا فان اللہ یاتی بالشمس
من المشرق۔ والشمس والقمر دائبین۔ وسخر الشمس والقمر۔ کل یجری۔ والشمس تجری۔ وکل فی فلک
یسبحون۔ والسماء ذات الرجع۔ ان آیات شریفہ سے بھی بعبارۃ النص ثابت ہے کہ سورج و چاند و کواکب
و اجرام فلکیہ متحرک ہیں۔ اور موجودہ بائیبل میں ہے (اے خدا) تو نے زمین کو قائم کیا اور وہ ٹھہری ہوئی ہے
اور اسمیں یہ بھی ہے کہ آفتاب پہلوان کیطرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے۔ افلاک کے ایک
کنارے سے اسکی برآمد ہے اور اسکی گردش انکے دوسرے کنارے تک ہے۔ بائیبل اور ہندوؤں کے اقوال ہیں
(۱) زمین شیش ناگ کے سہارے ٹھہری ہوئی ہے یعنی ہزار پھن والے سانپ کے سر پر ہے (۲) بیل کے سینگ پر ہے (۳) کسی چیز

(۴) ہوا کے سہارے پر ہے اس طرح زمین ٹھہری ہوئی ہے - (۵) سورج سات مونہہ والے گھوڑے کے
رتھ پر سوار ہو کر سمیرو پربت سے ہو کر بالا پربت پر دورہ کرتا ہے - پستک رتھ پرکاش
صفحہ ۱۹۲ اور مجوسی بھی زمین کے سکون اور سورج کے حرکت کے قائل ہیں جیسے دساتیر وغیرہ [illegible] خورشید [illegible]
صفحہ ۲۲ [illegible]
اور ویدوں میں لکھا ہے - (۱) اس سوریہ ایکا کی چکری ہے - یجر وید منتر - ادھیائے ۲۳ - ارتھات
سوریہ اکیلا چلتا ہے - (۲) اُتر نین - سو تار تھینا دیویانی بھونانی پشٹین - یجر وید منتر ۴۹
ادھیائے ۳۳ - ارتھات سورن کے رتھ میں سوریہ دیو لوگوں کو دیکھتے جاتا ہے - یہ یجر وید کی واکیہ
جن سے سوریہ کا لوگوں کے چاروں اور گھومنا سدھ ہوتا ہے - اور رگوید میں ہے [illegible]
نرتیم اور ویش) ۱۶۴ ۱۰۱ داہرن ہے جو پرتھوی چلتی ہوتی تو کیوں نرتی نام ہوتا کیونکہ
جسمیں گتی نہیں وہ نرتی ہے - (نرتی نرمتات) ارتھات جو ستھر ہو اُسے نرتی کہتے ہیں
دیانند ترمیاسکر اشٹم سمیلا کھنڈم صفحہ ۱۷ مصنفہ پنڈت جوالا پرشاد - اور گرنتھ میں جب لکھا ہے -
ہے ورج سورج جے دیچ چند + کوہ کروڑتیں جت نوانت + اس شبد سے بھی سورج و چاند کا چلنا
ثابت ہوتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ زمین ساکن ہے اور شب و روز سورج کی حرکت سے پیدا ہوتے
ہیں -

سائنس آف اسٹرانومی یعنے نظام شمسی کے عقائد و اصول مذہبی -

اول ہم نظام شمسی کے عقائد و اصول مذہبی بیان کرتے ہیں بعد ازاں اُسکی تردید کرینگے انشاء اللہ العزیز -
نظام شمسی کے عقائد و قواعد یہ ہیں - (۱) یہ کہ کرۂ زمین گول بشکل نارنج ہے اس کا محیط ۲۵ ہزار
اور مربع تقریباً بیس کروڑ اور مکعب قریب دو کھرب ۶۳ ارب میل ہے - اور قطر خط استوا کا
۷۹۲۵ میل اور قطر قطبین کا ۷۸۹۹ میل ہے اور وزن زمین کا -
۵۸۳۲۰۶۴۰۰۰.......... ٹن تک پہنچتا ہے - زمین ہر طرف سے تھوڑے
اور زمین بجوکرۂ آب و کرۂ ہوا کے ایک کرۂ زمین کہلاتا ہے - اور ہوا ۴۵ میل تک زمین کے گردا
گرد محیط ہے - (۲) آفتاب کرۂ زمین سے حجم میں ۱۳ لاکھ ۱۰ ہزار ایک سو حصہ بڑا
ہے اور مادہ یعنی وزن میں تین لاکھ ۳۴ ہزار ۹ سو ۲۸ حصہ بڑا ہے اور ۹ ½ کروڑ
میل دور ہے - لیکن موسم سرما میں ۳۰ لاکھ میل قریب ہو جاتا ہے - (۳) آفتاب ساکن مرکز
عالم ہے اور زمین ریل کے پہیے کی طرح شب و روز اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی آفتاب کے گرداگرد
اپنے مدار ارضی بیضوی یا اہلیلجی جس کی مسافت تقریباً ساٹھ ۶ کروڑ میل ہے - ۶۸ ہزار
میل فی گھنٹہ کے حساب سے - انرجی اور سورج کی قوۃ کشش سے مقہور و مجبور ہے تا بان افعال
دوران ایک برس یعنی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹہ ۴۸ منٹ میں اپنے طواف کو ختم کرتی ہے - اور آسمان
کوئی چیز نہیں خلائے محض کا نام آسمان ہے - اب نظام شمسی کے بڑے بڑے دلائل ذیل میں
درج کئے جاتے ہیں - اول یہ ہے کہ اہل سائنس نے جس قدر کہ دلائل کو تلاش کیا اور ہر چند [illegible]

یا مگر سوادِ لقیفیہ میں سے کچھ تھوڑا نکات نسبتی اجمال کے لئے ہم ایک خیال ناچیز کو مثال کے طور پر
پیش کیا اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ریل کے اندر بیٹھے ہوئے باہر کو دیکھتے ہیں تو ریل ساکن اور
زمین چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسی طرح زمین ساکن اور سورج متحرک نظر آتا ہے لیکن دراصل
جیسے ریل متحرک ہے اور زمین ساکن۔ ویسے ہی زمین متحرک اور سورج ساکن ہے۔ دوم
یہ کہ چونکہ آفتاب کا حجم بہ نسبت زمین کے حجم کے بہت بڑا ہے اس لئے زمین کی گردش آفتاب کے
گرد فرض کرنا اسکے عکس کی نسبت زیادہ قرین عقل ہے۔ سوم تجاذب عامہ سے بھی
استدلال ہو سکتا ہے کہ زمین ہی سورج کے گرد گھومتی ہے کیونکہ آفتاب زمین سے بہت بڑا ہے
اسکی عظمت اور بڑائی اس امر کی دلیل ہے کہ اتنی بڑی چیز کا زمین کے گردا گرد پھرنا عقلاً
ممتنع ہے۔ اگر زمین اپنے محور پر نہ گھومتی تو آفتاب سال بھر میں ایک دفعہ زمین کے گرد گھومتا دکھائی
دیتا۔ سیسرو اور ٹالمی نے کہا کہ اگر زمین کی گردش محوری مانی جاوے تو آسمانوں کی قطاریں
جو قیاس میں بھی نہیں آتی دشواری سے خالی ہو جائیں۔ چہارم۔ اگر زمین کو سیارہ
مانیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ زمین ایک سیارہ ہے جو باقی سیاروں کی طرح آفتاب کے گرد گھومتی
ہے۔ پنجم۔ اگر ہم مانیں کہ زمین آفتاب کے گرد پھرتی ہے تو ہم کواکب کے ظاہراً جگہ بدلنے کی
توجیہ بیان کر سکتے اور انکا حساب ٹھیک لگا سکتے ہیں۔ ملخص از مفتاح الافلاک وغیرہ۔ ششم۔ عقل
اس بات کو نہیں مانتی کہ خدا جو سب سے بڑا عقلمند ہے زمین جیسی چھوٹی چیز گرم کرنے کے لئے سورج
جیسے بڑے کرے کو جو اس سے کئی لاکھ گنا بڑا ہے زمین کے چاروں طرف جو چوبیس گھنٹے میں پھرا وے
دہکتی ہوئی انگیٹھی میں بھٹوں کو گھما کر بھوننا عقل کی بات ہے اور انگیٹھی کو بھٹوں کے چاروں
طرف گھمانا عقل کے خلاف ہے۔ ریاضیہ جغرافیہ صفحہ ۲۰۵۔ ہفتم۔ سائنس دان لٹو کو لیمپ کے گرد
اسکے محور پر گھماتے ہوئے پھرا کر لڑکوں کو دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین لٹو ہے اور سورج لیمپ جیسے
لٹو پھرتا ہے ویسے زمین پھرتی ہے اور جیسے لیمپ ساکن ہے ویسے سورج ساکن ہے۔ اور تجربے
میں دیتے لٹو تجربہ ثابت کر دکھلایا ہے کہ زمین متحرک اور سورج ساکن ہے۔ جوابات۔ اول [illegible] جاتی ہے وہ
نظر کی غلطی ہے کیونکہ حقیقت میں ریل متحرک ہے اور زمین ساکن اور یہاں عام عقلا جانتے ہیں کہ زمین ساکن اور
سورج متحرک ہے [illegible] نہیں [illegible] حقانی [illegible] ثابت نہیں ہو سکتی۔ دوم۔ یہ کہ کسی چیز
کو فوقیت دینا [illegible] نہیں [illegible] سوم۔ [illegible]
کی عظمت کا [illegible]۔ چہارم۔ زمین سیارہ نہیں۔ پنجم۔ [illegible] زمین کو ساکن [illegible] کا حساب
[illegible]
[illegible]
جو خلاف عقل ہے [illegible] سورج کی لیمپ [illegible]۔ ہفتم۔ [illegible]
دنیا اور [illegible] میں ڈالنا ہے کیونکہ یہ قیاس [illegible]۔ [illegible] زمین [illegible] قدرتی
وطبعی ہے نہ اختیاری [illegible]۔ اور [illegible] صاحب کہتے ہیں کہ علم ہیئت میں [illegible]
اور اگر اس طرح کی تمثیل [illegible] ہوئے ایک بڑے [illegible] کے گردا گرد
پھر کر سورج کا متحرک [illegible] زمین کو ساکن ثابت کر [illegible] سکتے ہیں۔

زمین کے سکون اور سورج کے تحرک پر دلائل یقینیہ ہیں - یہ دلائل علم طبیعی کے طریقے سے ہیں -

دلیل اول اسپر کئی مقدمے اور تمہیدیں ہیں - تمہید اول یہ ہے - حکمت کی تعریف یہ ہے
کہ احوال موجودات کو طاقت بشریہ کے موافق کما حقہ جاننا اور اسپر عمل کرنا حکمت کہلاتا
ہے - اسکی دو قسمیں ہیں (۱) حکمت نظری - (۲) حکمت عملی - حکمت نظری اُن موجودات کے احوال کا جاننا جنکا
وجود ہماری قدرت و اختیار میں نہیں جیسے زمین و آسمان و اجرام فلکیہ وغیرہ - اسکی تین قسمیں ہیں (۱) علم طبیعی یعنی
اُن موجودات کے احوال کا علم جو وجود ذہنی و خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں جیسے انسان - پانی اور ہوا وغیرہ -
(۲) علم ما بعد الطبیعی جسمیں تغیرات - زمان - مکان - حرکت - سکون - وغیرہ کی بحث ہوتی ہے - (۳) علم ریاضی
اسکی ایک قسم علم ہیئت ہے جس سے آسمان کے اجرام کے حرکات وغیرہ اور کرہ زمین کی کیفیت کا حال معلوم
ہوتا ہے - (۲) حکمت عملی - ان موجودات کے احوال کا علم جنکا وجود ہماری قدرت و اختیار میں ہے جیسے
صناعات اور کاریگریوں میں مشق اور کوشش کرنا اور عمل میں لانا - **تمہید دوم** - علم طبیعیات وہ علم ہے جس
میں مادہ کی مختلف حالتوں اور کیفیتوں کا ذکر اور انکے اسباب کی تحقیقات کا بیان ہوتا ہے - اور اسکے
حصول کے وسائل مفصلہ ذیل ہیں - اول - امر زیر بحث کا مشاہدہ دوم اسکا تجربہ سوم اسکا سبب
چہارم اسکا نتیجہ - علم طبیعی کا موضوع جسم اور قوۃ ہے اور علم کیمیا کا موضوع مادہ - کسی چیز کو اسکی قدرتی حالت
میں کسی قانون قدرت کے دریافت کرنے کی غرض سے دیکھنا مشاہدہ کہلاتا ہے - اور کسی چیز کو اپنے مطلب کے
موافق ترتیب دیکر کسی قانون قدرت کی دریافت کرنے کی غرض سے جانچنا تجربہ کہلاتا ہے - جب
ایک چیز کی ذریعہ سے کوئی اور بات دریافت ہوجائے تو پہلی چیز کو سبب اور دوسری کو اسکا نتیجہ کہتے
ہیں **تمہید سوم** - (۱) کسی چیز کی حقیقت واقعیہ معلوم کرنے کے لئے لوگ تین سببوں کے محتاج ہوتے
ہیں اگر کوئی حقیقت ان اسباب سے معلوم نہ ہو سکے تو اسکا ہونا ہی ممتنع ہے - (۱) حواس خمسہ
سلیمہ باصرہ لامسہ سامعہ ذائقہ - شامہ (دیکھنا - چھونا - سننا - چکھنا - سونگھنا -) ہر ایک
حس سے وہی چیز محسوس ہو سکتی ہے جس کی حس کے لیے وہ قوۃ مقرر ہے مثلاً حس باصرہ سے
مرئی چیزیں اور انکے رنگ اور شکلیں اور مقدار اور سکون و حرکات وغیرہ معلوم ہو سکتے ہیں
اور حس لامسہ سے اشیاء کی شکل اور گرمی و سردی و سختی و نرمی - اور کیفیات [illegible]
حرکت و سکون معلوم ہو سکتی ہیں اور قوۃ سامعہ سے آواز اور حس ذائقہ سے شئی کی لذت
اور شامہ سے شئی کا خوشبودار اور بدبودار ہونا معلوم ہو سکتا ہے جس قوۃ کا جو کام ہے وہ اُسی قوۃ سے ہو سکتا
ہے - یہ ممکن نہیں کہ ایک قوۃ کا کام دوسری قوۃ سے نکلنے پائے - (۲) خبر صادق
ہے - اور اسکی دو قسمیں ہیں ۱ خبر متواتر ۲ خبر پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم - اسکا بیان

حجۃ اللہ البالغہ کے تیسرے حصے میں آئیگا - (۳) عقل بھی حصول علم کا سبب ہے - عقل نفس میں
ایک قوۃ ہے جسکی وجہ سے نفس علوم وادراکات کے لئے مستعد ہوتا ہے - اور جو علم عقل کے
سبب سے ثابت ہو - اگر اسمیں غور وتامل درکار نہ ہو تو وہ ضروری ہے۔ یعنی علم تصوری وتصدیقی
میں سے جس میں غور وتامل درکار نہ ہو وہ ضروری اور بدیہی ہے - اور اگر محتاج نظر وفکر ہو
تو وہ اکتسابی وکسبی ہے - لہذا بعض علوم بدیہی ہیں اور کسبی ونظری - تمام علوم کسبی و
ونظری کا منتہا علوم ضروری پر ہے کیونکہ یہ اُنکے مبادی اولی ہیں - ان ہی سے علوم نظری حاصل
ہوتے ہیں - علوم ضروری کی تین قسمیں ہیں اول وجدانیات یہ وہ ہیں جنکا علم انسان کو خود
اپنے نفس یا اپنے قوائے باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے - مثلاً اپنے وجود یا اپنے خوف اور غضب
اور لذت اور الم - اور بھوک اور پیاس کا علم حاصل ہوتا ہے اور اس علم کا نفع کم ہے دوسرا حسیات
تمام تجربیات اور متواترات اور مشاہدات بھی اسی قسم میں داخل ہیں - تیسرا بدیہیات یعنے اولیات
اولیات ایسے قضایا ہیں کہ عقل بمجرد ان قضایا کے تصور کے حکم لگا دیتی ہے اور یہ دونو قسمیں عمدہ ہیں
اور علم منطق کا مسئلہ ہے کہ یقینیات چھے ہیں - بدیہیات اولیات - مشاہدات - متواترات - مجربات
حدسیات - قضایا قیاساتہا معہا - اور جو ان سے مرکب ہو وہ برہان ہے - تمہید چہارم
حکمائے یونان کا زمانہ ایجاد کا زمانہ تھا - اسقلینوس اول کی رائے فقط تجربہ پر تھی ثیتوس نے قیاس
کو بھی تجربہ سے شامل کیا برامیدس نے صرف قیاس ہی پر عمل کیا افلاطون نے جانا کہ تجربہ بے قیاس
خطرناک ہے اور قیاس بے تجربہ مستلزم ہلاک لاجرم قیاس کو تجربہ سے ملایا - اور جو کتب قدیم کہ تجربہ
وقیاس دونو پر مبنی تھیں اُنپر اعتماد کیا پھر اسقلینوس ثانی نے افلاطون کی رائے کو درست دیکھ کر اسی پر
کاربند رہا - زمانہ حال کے اکثر فلسفیوں کا یہ مذہب ہے کہ تمام یقینیات تجربہ سے حاصل ہوتے ہیں -
اس مذہب کا مشہور مقلد ہربرٹ سپنسر ہے - اول ہی اول لارڈ بیکن نے اپنی کتاب آلہ جدید میں تجربہ اور
مشاہدہ کے فائدے کو مفصل بیان کیا اور کہا کہ انسان عالم خارجی اور عالم ذہنی میں فقط تجربہ اور مشاہدہ
سے صحیح صحیح علم حاصل کر سکتا ہے - مشاہدہ کی تعریف یہ ہے - مشاہدہ کسی حادثہ کو بحالت ظہور
میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں اور اس حادثہ کو خاص اور خاطر خواہ قرینوں میں
ترتیب دیکر اُسکے نتیجہ کو مشاہدہ کرنا تجربہ کہلاتا ہے گویا ہر ایک تجربہ میں مشاہدہ ضمناً شامل ہے -
مل صاحب کہتے ہیں کہ مشاہدہ میں مثال قدرتی موجود ہوتی ہے اور تجربہ میں ہم قرائن اور عوارض کی
مصنوعی ترتیب اور ترکیب سے مثال کو خود پیدا کرتے ہیں - مشاہدہ میں تجربہ کی بہ نسبت کم عمل
کرنا پڑتا ہے - اسلئے تحقیقات علمی میں مشاہدہ کا رواج تجربہ سے پہلے پایا جاتا ہے حکمائے
یونان بھی اکثر مشاہدہ کیا کرتے تھے اور پھر مشاہدہ سے استدلال عقلی کر لیتے تھے - بعض علوم
میں فقط تجربہ کا اور بعض علوم میں فقط مشاہدہ کا کام پڑتا ہے - مثلاً علم ہیئت میں اور
طبقات الارض اور علم نباتات - اور علم حیوانات وغیرہ میں ہم فقط مشاہدہ کر سکتے ہیں

اور بخلاف اسکے علم کیمیا اور علم روشنی اور علم قوۃ برقی وغیرہ میں بے تجربہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے (لاجک) ان تمہیدات کے بعد ہم اپنے مدعا کو بیان کرتے ہیں۔ مل صاحب کے قول کے بموجب علم ہیئت میں فقط حس مشاہدہ کا کام پڑتا ہے۔ خدا نے ہمکو حواس خمسہ سلیمہ اور قوۃ مشاہدہ اور قوائے عقلیہ عطا فرمائے ہیں ہم انکے ذریعہ سے جیسے ہوا کو ساکن یا متحرک معلوم کر سکتے ہیں۔ اسیطرح پانی کو ٹھہرا ہوا (راکد) یا جاری یقیناً معلوم کر سکتے ہیں کسیکو انکے حرکت و سکون میں شک و شبہ نہیں ہوتا۔ اسیطرح حواس۔ عقل۔ مشاہدہ کے ذریعہ سے زمین کے سکون اور اسکی حرکت زلزلہ کو یقیناً معلوم کر سکتے ہیں اور کسی سائنس دان کے بتانے کے سننے کی ہمیں ضرورت نہیں پڑتی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا۔ یعنے ہر ایک شیئ اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ جب یہ ثابت ہوا کہ زمین کی حرکت زلزلہ کو اگرچہ اقل قلیل ہو بایںکہ اسوقت زمین کی حرکت مستقیمہ اسید ھی واقعہ ہوتی ہے تو لوگ اسکو بذریعہ قوۃ عقلیہ و قوۃ خاصہ باصرہ و لامسہ کے محسوس اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور کسی قسم کے شک و شبہ کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ تو محال بلکہ ممتنع ہے کہ زمین حرکت محوری کرے اور سب کی سب تہ و بالا ہو جاوے اور ایک گھنٹے میں ایک ہزار میل مسافت طے کرے یا اس سے بدرجہا زیادہ تیز چلے اور کوئی آدمی اسکو ذرہ بھر تک بھی محسوس و مشاہدہ نکر سکے۔ پس زمین کی حرکت وہی ہے جو زلزلہ کیوقت حرکت کرتی ہے۔ اسکے بغیر ہمیشہ ساکن رہتی ہے پس زمین کی حرکت زلزلہ اور اسکے بغیر اسکا سکون مشاہدہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ تمام سائنس دانوں کا تسلیم شدہ حجت و دلیل ہے۔ اس سے کوئی سائنس دان انکار نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ زمین یقیناً ساکن ہے۔ اور لامحالہ رات اور دن ہونیکے لئے سورج مشرق سے نکل کر مغرب کی طرف جاتا ہے۔ پس سائنس دانوں کا یہ قول کہ ہم جب ریل یا کشتی یا جہاز میں بیٹھے ہوئے دائیں بائیں دیکھتے ہیں تو ریل وغیرہ ساکن اور زمین چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسیطرح زمین ساکن اور سورج متحرک نظر آتا ہے۔ لیکن دراصل جیسے ریل و کشتی متحرک اور زمین ساکن ہے ویسے ہی زمین متحرک اور سورج ساکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلتی ہوئی ریل اور کشتی کو تو کوئی کم عقل بھی ساکن خیال نہیں کرتا۔ اور زمین کو بجز معدودے چند تمام جہان کے عقلا یقیناً ساکن جانتے ہیں۔ ہم مشاہدہ کی تعریف پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مشاہدہ کسی حادثہ کو حالت ظہور میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنے آنکھ سے دیکھنے کے ساتھ قوۃ عقلیہ کا ہونا بھی ضروری ہے پس زمین کے سکون اور سورج کے تحرک کو تمام جہان کے عقلا نے جسطرح دیکھا ویسا عقل سے سمجھا اور یقین کیا۔ برخلاف اسکے چلتی ریل اور کشتی کو کوئی عقلمند ساکن نہیں جانتا۔ اسیطرح دائیں۔ بائیں کے اطراف کو کوئی دانا متحرک نہیں سمجھتا۔ بس اب سائنس دانوں کے مغالطہ کی قلعی کھل گئی اور انکی دلیل باطل ہو گئی۔ — نہ جمع تر دو

دلیل دوم { ہم تمام جہان مشاہدہ کرتے ہیں کہ سورج ہر وقت افق مشرق سے نکل کر بتدریج ایک حد تک بلند ہوتا ہوا استواء کے بعد پستی کیطرف جھک جاتا ہے

اور نیچے جاتے ہوئے افق مغربی میں جاکر غروب ہوجاتا ہے۔ ویسا ہی چاند بھی ہر مہینے کی ۱۴ و
۱۵ تاریخ کو شام کے وقت افق مشرقی سے طلوع کرکے آسمانی فضا میں چلتا ہوا فجر کے وقت
افق مغربی میں جاکر غروب ہوجاتا ہے۔ قوۂ باصرہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کو یکساں
محسوس ومشاہدہ کرتی ہے اور قوۂ عقلیہ بھی دونوں یکساں متحرک جانتی ہے اور ہمیشہ اسیطرح
مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اسواسطے تمام اہل شرائع ومذاہب اور حکماء سلف سورج اور چاند اور
کواکب کو متحرک اور زمین کو ساکن جانتے تھے۔ اور سائنسدان بھی چاند کو زمین کے گرداگرد متحرک
تسلیم کرتے ہیں لیکن اسیطرح پر سورج کی حرکت سے منکر ہیں۔ اب وجہ معلوم نہیں کہ کس دلیل سے
چاند کو متحرک اور سورج کو ساکن مانتے ہیں حالانکہ مشاہدہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کا یکساں
ہے۔ غرضیکہ زمین کا سکون اور سورج وچاند کا تحرک بداہت ویقین سے ثابت ہے
اور جو امر بداہت سے ثابت ہو اسکا ماننا ضروری ولابدی ہے۔ عقل اسکے انکار سے عاجز
ہے۔ ایک سائنسدان آفتاب کے گرد زمین کی حرکت کا ثبوت اس عبارت میں لکھتے ہیں۔ زمین کی سالانہ
حرکت کا ثبوت اس بات پر مبنی ہے کہ اسکو فرض کرکے سیاروں کی ظاہری حرکتوں کی توجیہ اچھی طرح بیان ہوسکتی
ہے۔ اس بات کے فرض کرنے کے لئے مختلف وجوہات ہیں۔ (۱) اول آفتاب کا حجم بہ نسبت زمین کے حجم کے
بہت بڑا ہے۔ اس لئے زمین کی گردش آفتاب کے گرد فرض کرنا اسکے عکس کی نسبت زیادہ قرین
عقل ہے۔ اس دلیل کا بطلان کئی طریق پر ہے۔ (۱) یہ دلیل اصلی نہیں بلکہ فرضی ہے اور دلیل فرضی
قابل احتجاج نہیں لہذا وہ دلیل ہی نہیں ہوسکتی۔ (۲) جس غرض کے لئے یہ دلیل فرضی بنائی گئی ہے
یعنی سیاروں کی حرکتوں کی توجیہ کیلئے۔ سو یہی امر کو قدماء نے بھی اچھی طرح بیان کیا ہے جو زمین کے
قائل تھے۔ چنانچہ مجسطی وشرح الچغمینی میں نہایت مفصل طور پر مرقوم ہے۔ تو پھر زمین کو متحرک بنانے
کی کیا ضرورت ہے۔ (۳) اگر سورج کی عظمت وبڑائی اس غرض سے دلیل ہے کہ اتنی بڑی چیز کا چھوٹی چیز
کے اردگرد پھرنا مشاہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ عقلاً ممتنع ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ بسا اوقات بڑی
کا چھوٹی چیز کے اردگرد پھرنا عقل اور مشاہدہ دونوں کی وجہ سے جائز ہے اور چھوٹی حجم والی چیز کا بڑی
حجم والی چیز کے گرداگرد پھرنا ناجائز وممتنع ہے۔ جیسے ایک پاؤ بھر کا گولہ
لوہے کا ساٹھ فٹ لمبے باحجم کاغذ کے گیند کو ایک تاگے کیساتھ باندھ کر چلتی ہوئی ہوا
یا جگہ میں ایک ہموار زمین پر چھوڑ دو تو تم دیکھو گے اور مشاہدہ کرو گے کہ اس لوہے کے
گولہ کے اردگرد کاغذ کا گیند ہی پھریگا۔ اور لوہے کا گولہ کاغذ کے گیند کے گرداگرد نہیں پھریگا
اور اہل سائنس کا یہ قول کہ سورج کا وزن زمین کے وزن سے کئی گنا زیادہ ہے
یقیناً۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اہل سائنس نے سورج کو جو ایک شعلۂ نور ہے یا ایک کرہ
نار ہے نہ کسی ترازو سے وزن کیا ہے اور نہ اوسکی وزندار ہونے کوئی دلیل قائم کی ہے
اور نہ کوئی حجت مسلمہ قائم کرسکتے ہیں۔ کیونکہ عبدالرحمان کلیانی [illegible]

اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ اہل ہیئت اس بات کو پایۂ اثبات پر پہنچاتے ہیں کہ
سورج غایت درجہ کی لطیف حرارت کی مانند بھاپ کا ایک ڈھیر تھا اور وہ وسیع فضا
میں بہایت وسعت کے ساتھ حلقہ دار اسقدر پھیلا ہوا تھا کہ حد کشش مرکزی سے
باہر تھا جسقدر کشش مرکزی سے سکڑ سکا سکڑ گیا اُسکا یہ کرۂ شمس موجود ہے۔
روز ہستی ہے۔ اب بالیقین ثابت ہوا کہ سورج چونکہ لطیف حرارت کا ایک
کرہ ہے اور اسی واسطے بوجہ سبکی وخفت کے فوق میں ہے جو کچھ چیز سبک ہے وہ فوق
میں رہتی ہے۔ بس سورج کی مثال کاغذ کے گیند کیطرح ہے اور زمین کی مثال
لوہے کے گولے کی طرح ہے جسطرح کاغذ کی گیند لوہے کے گولے کے گرداگرد پھرتی ہے
ویسے ہی سورج بھی زمین کے گرداگرد حرکت کرتا ہے۔ اب سائنس دانوں پر
واجب ہے کہ وہ اپنے قانون کے مطابق کیطرح سورج کو بھی زمین کے گرداگرد
متحرک مانیں اب بالضرور بداہتہً وبقیناً ثابت ہوا کہ رات اور دن ہونے کے
لیئے سورج ہی زمین کے اردگرد ہر طرف پھرتا ہے۔ فافہم وتدبر۔

دلیل سوم } اگر زمین متحرک ہوتی تو اس تجربے سے ہمیں اُسکا علم ہو جاتا کہ ایک وزندار
چیز کو کسی دھاگے سے باندھکر کسی مکان میں یا چھت کے ساتھ لٹکا دیں اگر
زمین متحرک ہے تو وہ چیز ہمیں ہلتی ہوئی نظر آویگی جیسے کہ ہم ریل یا جہاز میں مشاہدہ
کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ چھت کیساتھ لٹکی ہوئی چیز ہلتی نہیں
اس دلیل سے ثابت ہوا کہ زمین متحرک نہیں۔

دلیل چہارم } اہل فلسفہ کے نزدیک یہ قانون مقرر ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو آسمان
کے قریب ہے وہ فوق ہے اور وہ حصہ جو آسمان سے بعید اور مرکز زمین
کے قریب ہے وہ تحت ہے اور اہل سائنس کے نزدیک زمین کا جو حصہ سورج کے قریب
ہے وہ فوق ہے اور جو سورج سے بعید ہے وہ تحت ہے۔ اور اہل فلسفہ واہل سائنس دونو
اس بات کے بھی قائل ہیں کہ پانی بالطبع سیال ہے اور وہ ضرور تحت اور نشیب
یعنی نیچے کی طرف بہتا ہے۔ جیسے دریا ہائے پنجاب جہلم وچناب وغیرہ۔ اوپر یعنی
پہاڑوں کیطرف سے آتے ہیں اور دیار وغیرہ درختوں کی گیلیوں اور شہتیروں
کو بھی ساتھ بہا کر لے آتے ہیں اور نیچے سمندر کیطرف بہتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اور ہر شخص
اس بات پر بذریعہ مشاہدہ یقین رکھتا ہے۔ کسیکو مجال انکار نہیں ہے اس تمہید کے بعد
عرض مدعا یہ ہے کہ اگر زمین کی حرکت محوری سے رات اور دن ہوتے ہیں اور آفتاب
مرکز میں ساکن ہے۔ تو ضرور چاہیے کہ شام کیوقت جبکہ سورج اُفق مغربی میں غروب
ہوتا ہے۔ اسوقت بحر محیط یعنی سمندر جانب فوق میں ہو۔ یعنی اوپر ہو۔ اور

کیونکہ سائنسدانوں کے نزدیک جانب فوق وہ ہے جو آفتاب کے قریب ہو۔ اور جو سورج سے
بعید ہو وہ پست ہے۔ اور چونکہ پانی مائع و سیال ہے لہذا وہ بالطبع مائل بہ پستی ہے۔ تو بالضرور
یہ نتیجہ نکلنا چاہیے کہ ہر شب ندی دریا جو مشرق سے آتے اور مغرب کو جاتے ہیں الٹے ہو کر بہتے
ہوئے اور مغرب سے پھر مشرق کو جاتے ہوئے نظر آویں۔ اور سمندر بھی الٹ کر ہندوستان پر سے
چین وغیرہ ممالک کیطرف بہہ جایا کریں۔ اگر ہر شب کو ایک طوفان برپا ہوتا رہے تو دنیا کی
آبادی ہی محال ہو جائے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے۔ متحرک نہیں۔ تعجب ہے
کہ سائنسدان زمین کی حرکت کے خیال کو ہر مذہب اور دھرم سے بڑھکر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور تمام
شرائع حقہ اور مذاہب مروجہ کے سچا اور جھوٹا۔ کھرا اور کھوٹا پرکھنے کیلیے اس نظام شمسی اور
جغرافیہ اطفال کو معیار و محک بنایا ہوا ہے۔ فالعجب کل العجب۔

دلیل پنجم | تمہید قریب۔ استقراء مل صاحب کا قول ہے کہ استقراء استدلال خاص سے خاص کیطرف ہے لیکن
ڈاکٹر ہوویل صاحب کہتے ہیں کہ استقراء استدلال خاص سے عام کیطرف جاتا ہے۔ فرا صاحب
کہتے ہیں ... کہ ان دونو تعریفوں میں چنداں فرق نہیں۔ لیکن مل صاحب کی بہ نسبت ہوویل
صاحب کا طرز بیان اچھا ہے۔ (ملاحظہ) یہ تقریر منطق شفاء بو علی سینا کا ترجمہ ہے
اب مشاہدہ اور استقراء سے ثابت ہے کہ زمین ساکن اور سورج متحرک ہے۔ اب ناظرین پر واجب ہے
کہ ان یقینیات کو چھوڑ کر کوپرنیکس اور نیوٹن اور گلیلیو کے ظنیات اور تخیلات اور قیاسات
کے پیچھے نہ پڑیں ... کی اتباع کریں۔ اس تمہید کے بعد تقریر دلیل یہ ہے۔ کہ زمین کی طبیعت
ایک بسیط شے ہے جو وسط عالم اور مرکز جہان میں سکون کی مقتضی ہے۔ اور بالطبع صاحب مبدأ میل
مستقیم ہے۔ اور جس شے میں مبدأ میل مستقیم کا ہو۔ محال ہے کہ اسی میں مبدأ میل مستدیر کا ہو
کیونکہ فلسفہ کے علم حرکت و سکون میں ایک ثابت و مقرر قانون ہے کہ اول ہر ایک جسم میں میل مستقیم
و میل مستدیر کی علت اور جدا جدا ہونا ضرور ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک جسم میں دو طبائعی میلوں یعنی میل
مستقیم اور میل مستدیر کے دو مبدؤں اور علتوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جسم بسیط عنصری میں تو
بوجہ بسیط ہونے کے چونکہ ایک طبیعت ہے اور ایک طبیعت دو منافی چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی
اور جسم مرکب میں بھی دو میلوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اب یہی تجربہ اور مشاہدہ مذکورہ سے
ثابت ہوا کہ زمین کے اجزاء میں سے کسی جزو مثلاً پتھر وغیرہ کو اگر ہوا میں چھت کے اوپر سے چھوڑا
جائے تو وہ بوجہ اپنی میل مرکزی کے سیدھا خط مستقیم پر عمود اترتا ہوا زمین پر آ پڑتا ہے۔ اور حرکت مستدیر
نہیں کرتا۔ جیسے ہوا میں گھومتا ہو مغرب سے مشرق کو نہیں جاتا۔ پس اس مشاہدہ مذکورہ اور دلیل استقراء
سے جزماً و یقیناً ثابت ہوا کہ زمین میں مبدأ میل مستقیم کا ہے تو اس میں مبدأ مستدیر کا نہیں۔ کیونکہ زمین ایک
عنصری بسیط الطبع ہے۔ اس میں دو منافی مبدؤں اور علتوں کا جمع ہونا بوجہ اجتماع نقیضین
محال ہے پس زمین کی حرکت مستدیرہ یقیناً باطل ہو گی۔ دور سائنس کا یہ عذر کہ نہیں

کہ زمین اس پتھر وغیرہ کو جذب مقناطیسی کی وجہ سے کھینچ کر نیچے گرا لیتی ہے۔ بالکل باطل ہے۔ اور اسکے ابطال
کے دلائل اس کتاب کے پہلے حصے میں گذر چکے ہیں۔ پس تجربہ اور دلیل سے استقراری یقینی ثابت ہوا ہے
کہ زمین متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے۔

دلیل ششم بالفرض اگر زمین کو متحرک مانا جائے جسکی رفتار فی ثانیہ ۱۹ میل یعنی فی گھنٹہ [illegible] ہزار میل [illegible]
ہے۔ تو اب اس بات کا فیصلہ کرنا سائنسدانوں پر ضروری ہے۔ کہ کیا
ٹھہری ہوئی ہوا اور پانی کا جو حصہ زمین کے جس جس حصے کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ بعینہ زمین
کے اجزاء متصلہ کی طرح اپنے پورے حجم کے سمیت بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل کے اور بغیر
انتقال عن موضع الی موضع کے زمین کے ساتھ ساتھ جاتا ہے یا نہیں۔ اگر زمین کے اس حصے
کے ساتھ ساتھ جاتا ہے تو اسوجہ سے کہ اسکی رفتار نہایت سریع ہے اپنی حالت پر نہیں جا سکتا بلکہ
بوجہ لطیف ہونے کے ہوا اور پانی کا وہ حصہ پیچھے رہتا جاتا ہے۔ اور آنے والی ہوا یا پانی کا دوسرا
حصہ اسکی جگہ آتا رہتا ہے۔ جیسے کہ مشرق کیطرف جانیوالی گاڑی سے مشاہدہ کیا جاتا ہے
کیونکہ ریل مشرق کیطرف آگے بڑھتی جاتی ہے اور اسکا دھواں پیچھے رہتا جاتا ہے۔ ریل کے دریچے
سے اگر کوئی کپڑا باہر نکالے تو وہ پیچھے کو ہی لہرا آتا ہے۔ اسیطرح جب ہوا مشرق کیطرف ہو تو
دھواں [illegible] یا شعلہ یا غبار کا لہرانا پیچھے مغرب کیطرف ہی لہراتا ہے بلکہ اگر کوئی ریل کے
پشت پر کھڑا ہو تو ہوا اسکو پیچھے کیطرف گرا دیتی ہے۔ اسیطرح اگر کوئی آدمی ریل کے ساتھ
ساتھ زمین پر چلتا ہو یا ہوا پر کوئی پرندہ ریل کے محاذی مشرق کیطرف جاتا ہو تو وہ آدمی
اور پرندہ تو پیچھے رہجاتے ہیں اور ریل آگے بڑھ جاتی ہے۔ اگر اسبات کو اہل سائنس مانتے ہیں
تو ضروری ہے کہ قوی پرندہ یا ہوائی جہاز یا بادل وغیرہ غرضیکہ کوئی جسم ہوا پر مشرق کیطرف
گذرتا ہوا کبھی نظر نہ آئے۔ کیونکہ جب ریل اُن سے آگے بڑھ جاتی ہے اور زمین کی حرکت تو بہت
ریل سے زیادہ اور تیز ہے۔ ریل ایک گھنٹے میں ۲۵ میل چلتی ہے اور زمین ہزار ہا میل [illegible]
جاتی ہے۔ جو مسافت کہ پرندہ تمام دن میں اور ہوائی جہاز ایک گھنٹہ میں طے کرتا ہے زمین
اُسکو ایک ثانیہ میں طے کر جاتی ہے۔ دوم۔ چھوٹے چھوٹے پرندے مشرق میں کسی مقام تک نہ پہنچ سکیں
بلکہ جو اپنے [illegible] سے دور ہوا پر چلے جاتے ہیں اور سارا سارا دن تقریباً ہوا پر اڑتے رہتے ہیں۔ ضرور
ہے کہ وہ اپنے آشیانے اور مکان پر نہ پہنچ سکیں۔ کیونکہ انکے اڑنے کی حالت
میں زمین کئی ہزار کوس تک انکے آشیانوں اور مکانوں کو ساتھ لئے ہوئے مشرق کیطرف
بڑھ جاتی ہے اور وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ سوم۔ ہوا اگرچہ ٹھہری ہوئی ہو تاہم ہوا چلتی کی طرح مغرب
کیطرف زور سے چلکر اسیطرح جاتی ہوئی نظر آوے۔ جیسے ریل کے دریچے سے منہ یا کوئی چیز باہر
نکالنے سے نظر آتا ہے اور محسوس ہوتی ہے۔ چہارم۔ جو ہوا کہ مشرق کیطرف سے آنے والی
[illegible] اور کسی طرف سے ہوا اور ٹھہری نہ رہے۔ بلکہ مشرق رخ کو جاتے ہوئے ہر طرف [illegible]

کو سامنے سے ہوا کا سخت مصادمہ ہو۔ ششم۔ مشرق طرف کو جانے والا پرندہ یا کم از کم
مغربی کو نسبتاً ہلکی ہوا کا مقابلہ و مصادمہ ہو۔ اسکو مقام اولین سے پیچھے ہٹا دے بجز مشرق
کی طرف سے آنے والا جھکڑ عقاب وغیرہ جیسی کو بھی پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ اور مشرق کیطرف بڑھنے
سے انکو سخت مانع ہوتا ہے۔ ہفتم۔ چاہئے کہ کاغذ کے بنے پتنگے جنکو لڑکے کھیلتے ہیں مغرب ہی کی
طرف اڑتے نظر آئیں۔ ہشتم۔ چاہئے کہ مشرق کو جانے والے پرندے جنکو ہم دیکھتے
آگے مشرق کیطرف بڑھ جائیں اور وہ ہماری سامنے بجز مغرب کیطرف رہ جانے کے جیسے
ہم ریل پر بیٹھے ہوئے اڑتے ہوئے پرندوں کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ نہم۔ چاہئے کہ پتھر وغیرہ اگر
زمین پر سے مینار کے اوپر سے چھوڑا جائے تو سیدھا واقع نہ ہو بلکہ ایک فاصلہ پر جانب
مغرب واقع ہو جیسے چلتی ریل کے لیفٹ پر اگر پتھر گرایا جائے تو وہ یقیناً اپنے محاذات سے
پیچھے واقع ہوتا ہے۔ دہم۔ ہم ایک وقت میں دو پتھر دو نشانہ پر مشرقی و مغربی پر جنکی مسافت برابر
ہو مساوی طاقت سے دو پتھر پھینکے جائیں تو چاہئے کہ مشرق کی جانب والا پتھر بوجہ ایک
جلدی حرکت کے اپنے نشانہ پر نہ لگے بلکہ ایک فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہو۔ اور
نشانہ زمین کی حرکت سریعہ کی وجہ سے آگے بجانب مشرق بڑھ جاوے اور جو پتھر نشانہ
مغربی پر پھینکا گیا ہے وہ بھی بجلدت مذکورہ اپنے نشانہ کے اوپر سے گذر کر بجانب
مغرب واقع ہو۔ یازدہم۔ اگر زمین کو متحرک اور کرہ ہوا کو ساکن مانا جائے
تو ضرور چاہئے کہ ٹھہرے ہوئے اور لنگر انداز جہاز و انکے لوگوں کو۔ خواہ سمندر میں ہوں یا ہوا
میں ہوں۔ یعنی دونوں قسم کے بحری اور ہوائی جہاز والوں کو ہر ایک مقام پر دیگر مقامات
نظر آتے جائیں۔ مثلاً بندر کلکتہ میں دونوں قسم کا بحری و ہوائی جہاز ٹھہرے ہوئے ہوں تو چاہئے کہ
کلکتہ کے غربی مقامات نظر آتے جائیں پہلے کلکتہ کے قریب والے مقامات غربی نظر آئیں اور
پھر دور و دراز کے مقامات غربی نظر آئیں اور کلکتہ کا شہر مشرق کیطرف چلا جاتا ہوا نظر آئے
اور اسیطرح نئے نئے مقامات نظر آتے جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ زمین کی حرکت کا
عقیدہ باطل ہے۔ اور اگر ہم فلسفہ دان اس بات کو مانتے ہیں اور واقع میں اسی بات پر
یقین رکھتے ہیں کہ ہوا اور پانی وغیرہ جو جو زمین کے جسم جسمی چیزیں کے ساتھ ملا ہوا ہے اور زمین کے
بلا تغیر و تبدیل و انتقال عن مکان الی مکان کے حسب تجدد حرکت ان کا جسم ساتھ زمین کے اجزا و متعلقات
کی طرح اسی کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ یہ عقیدہ بھی کئی وجوہات سے باطل ہے۔ اول یہ کہ دریا
اور ہوا کے جو حصے جہاں ہیں وہ وہاں ہمیشہ نہیں رہتے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بیسیوں دریا
جو حصہ شہر کے پہاڑوں میں تھا اب وہ دریا وغیرہ درختوں کی کھیتوں وغیرہ [illegible]
[illegible] کنارے سے آگے گذر رہا ہے۔ اسیطرح چلتی ہوئی ہوا [illegible]
[illegible] جگہ چلی جاتی ہیں اور ہمیشہ پہلی جگہ کے ساتھ نہیں رہتیں [illegible]

کوئی وجہ نہیں کہ وہ دریا اور ہوا اسی پہلی جگہ کے ساتھ رہیں اور اسکو نہ چھوڑیں بلکہ ضرور ہے
کہ وہ دونو پہلی جگہ سے منتقل اور متبدل ہو جائیں اسی واسطے انکا وقوف محال ہے اور یہ امر مشاہدہ
سے ثابت ہے - دوم - اسطرح پر کہ اگر جبکہ کوئی بحری اور ہوائی جہاز پر سے اگر پتھر
سیدھا اوپر کو پھینکا جائے تو وہ نیچے اور جانے دور واپس آئے گا اثنا میں جہاز بطرف مشرق چلا جائیگا
اور وہ پتھر جہاز سے مغرب کیطرف گرے گا مگر یہ نہیں ہوتا - اگر یہ کہا جائے کہ ہوا اسکو جہاز سے ادھر
ادھر نہیں گرنے دیتی تو پھر چاہیے ہوتا کہ جہاز سے پتھر اوپر کو پھینکا جائے ضرور وہ جہاز کے جانب مغرب
واقع ہوتا کہ اسوقت ہوا اسکو کیوں نہ روک لیگی - سوم - جب ہوا ساکن ہو تو ایک تیر اور پر کو
مینار کے اوپر سے چھوڑا جائے تو چاہیے کہ پر بہ نسبت پتھر کے مشرق کیطرف واقع ہو کیونکہ
ہوا کا اثر بہ نسبت چیز ثقیل کے خفیف چیز پر زیادہ پڑتا ہے - اور ہوا چونکہ بوجہ حرکت زمین کے
مشرق کیطرف جاتی ہے تو چاہیے کہ بہ نسبت پتھر کے پر کو مشرق کیطرف دور لے جائے جیسے جبکہ
اگر مشرق کیطرف جاتی ہو تو یہ امر مشاہدہ ہو سکتا ہے - چہارم - اس صورت میں کہ کرہ زمین اور
کرہ ہوا بھی زمین کی حرکت کے ساتھ ساتھ زمین کے اجزا متصلہ کیطرح بالعرض حرکت کرتے
ہیں تو ہم فرض کریں کہ دو قسم کے بحری و ہوائی جہاز اور چند پرندے ایک مقام سے ایک وقت
میں مساوی رفتار سے مشرق کیطرف چلے اور دیگر مغرب کیطرف - مشرق کیطرف جانیوالوں کی تین حرکتیں
ہیں (۱) انکی اپنی حرکت (۲) زمین کی حرکت (۳) ٹھہرے ہوئی بحر اور ہوا کی حرکت بوجہ حرکت
زمین کے - لیکن مشرق کے یہ دو حرکتیں ان کی حرکات کی ممد و معاون ہیں اور مغرب کیطرف جانیوالوں
کی صرف ایک ہی اپنی حرکت تھی مگر یہ آخری دو حرکتیں انکی حرکات کے مخالف و مقابل ہو کر مزاحم
اور روکنے والی ہونگیں - اس طرح پر لازم ہے کہ مغرب کیطرف جانے والے جس مسافت کو دن بھر
میں طے کریں - مشرق کیطرف جانے والے اسکو ایک گھنٹے میں طے کر لیں - جیسے کہ اگر دریا اور جہاز مشرق
کیطرف جاتے ہوں تو مشرق کیطرف جانیوالے جہازوں اور پرندوں کے ممد و معاون ہو کر انکی رفتار
کو نہایت تیز اور سریع بنا دیتے ہیں اسیطرح مغرب کی سمت کی رفتار نہایت بطی کہ بس حتی کہ
جس مسافت کو مغرب کیطرف جانیوالے ایک دن میں طے کرتے ہیں - مشرق کیطرف جانے والے ایک
گھنٹے میں طے کر لیتے ہیں - حالانکہ اسطرح واقع نہیں ہوتا - پس ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے -

دلیل ہفتم اگر زمین کی حرکت محوری ہی ستاروں کے ظاہر و غائب ہونے کا سبب ہے تو چاہیے کہ اگر ستاروں
کی طرح ستارہ قطبی بھی ظاہر و غائب ہوتا ہے مگر وہ ہر شب کو ہمیشہ ظاہر ہی رہتا ہے
اور غائب کبھی نہیں ہوتا - اس سے صاف ثابت ہے کہ ستاروں کے طلوع و غروب کا سبب انکی
اپنی حرکت ہے نہ کہ زمین کی حرکت محوری کی -

دلیل ہشتم اگر زمین سورج سے ساڑھے نو کروڑ میل [illegible] دور رہ کر [illegible] بر حرکت کرتی
کے ساتھ ساتھ [illegible] دورے میں متحرک رہتی ہے تو چاہیے کہ [illegible] جگہ

اپنے میں سے گزرنے نہ دے۔ کیونکہ ایک ٹھوس جسم دوسرے ٹھوس جسم کو اپنے میں سے بغیر سوراخ کیے گزرنے نہیں دیتا۔ اسی وجہ سے فیثاغورث والوں نے آسمانوں کے وجود ہی سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن آسمانوں کا وجود دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے اس بحث کے متعلق تفصیلی بیان کسی اور مقام پر آئیگا انشاءاللہ تعالیٰ (دیکھیے) – اب ہم زمین کی حرکت کو ایک اور طریق سے ... فرض کرو کہ ہوا کی حرکت عارضی بحرکت زمین مغرب سے مشرق کیطرف ہے اور ہوا کی اپنی حرکت مشرق سے مغرب کیطرف ہے اور یقیناً کافی بدیہی بات ہے کہ ہوا کی حرکت عرضی بحرکت ارضی اسکی اپنی حرکت کی نسبت ہزار درجہ سریع اور تیز ہے۔ اس صورت میں اگر ایک پتھر یا ایک پر یا کاغذ کے ٹکڑے کو مینار کے اوپر سے ہوا میں چھوڑ دیا جائے تو چاہیے کہ پتھر بجانب مغرب اور پر یا کاغذ کا ٹکڑا بجانب مشرق واقع ہو۔ حالانکہ ہوتا اسکے برخلاف ہے۔ یا ایسی حالت میں دو پرندے ہوں کہ ان میں سے ایک مغرب کو اور دوسرا مشرق کو اڑے تو ضرور ہے کہ مشرق کو جانے والا بہ نسبت مغرب کیطرف جانے والے کے تیز ہو حالانکہ اسکے برخلاف وقوع میں آتا ہے۔ مغرب کو جانے والا نہایت سریع اور مشرق کو جانے والا نہایت بطی اور ٹھہرا ہوا نظر آتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات جبکہ ہوا اسکو مقام اوّل میں سے بھی پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ یہی شکل ہے جب کرۂ بحر اور کرۂ ہوا دونوں ہونگے چلتا اس صورت میں جو کشتی مشرق کو چلے ضرور ہے کہ مغرب کی طرف جانے والی کشتی سے نہایت تیز ہو اور مغرب کو جانے والی بطی ہو۔ کیونکہ مشرق کیطرف جانے والی کشتی کے ساتھ زمین اور بحر کی حرکتیں بھی ممد و معاون ہوتی ہیں تو اسکی تیز حرکت ہوگی۔ اور مغرب کیطرف جانے والی کشتی کو اسکی اپنی حرکت سے بجز زمین اور بحر کی حرکتیں اسے روکتی ہیں تو اسکی منزل اور حرکت بھی پوری نہیں۔ حالانکہ دونوں مساوی رفتار سے مسافت طے کرتی ہیں۔ ان دلائل طبعیہ سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے متحرک نہیں۔ خاطر ... اب ہم زمین کی حرکت کو بذریعہ علم ارثماطیقی (الجبرا و ریاضی) و علم ہندسہ کے باطل کرتے ہیں دلائل رصدیہ یہ ہیں

دلیل نمبر ۱۔ سائنس کا عقیدہ ہے کہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی اپنے مدار پر چکر لگاتی چلی جاتی ہے جیسے ریل گاڑی کا پہیہ اپنے محور پر گھومتا ہوا آگے چلتا چلا جاتا ہے اور زمین چوبیس گھنٹے میں صرف ایک بار اپنے محور پر گھومتی ہے جس سے رات دن ہوتا ہے اور چونکہ زمین کا محیط صرف ۲۵ ہزار میل ہے تو ثابت ہوا کہ ایک گھنٹے میں صرف ایک ہزار میل مسافت کسی سے زائد طے کر سکتی ہے۔ اب سائنس کا دوسرا عقیدہ کہ زمین ایک گھنٹے میں ۶۸ ہزار میل طے کرتی ہے بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ ایک وقت اور ایک ساعت میں ایک جسم سے دو متضاد حرکتوں کا صادر ہونا محال ہے۔ ریل گاڑی کا پہیہ ... اپنی حرکت ایک

کے اور کوئی حرکت صادر نہیں ہو سکتی ۔

دلیل دہم جب زمین اپنے مدار پر چکر لگاتی ہوئی بڑھتی جاتی ہے تو کبھی وہ سورج سے تیس لاکھ میل فاصلہ دور ہو جاتی ہے اور کبھی وہ تیس لاکھ میل سورج کے قریب ہو جاتی ہے۔ تو اسقدر قرب و بعد کی حالت میں سورج کی ٹکیا کا چھوٹا اور بڑا دکھائی دینا ایک لازمی امر ہے اور ارتصادات بھی اسی غرض کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اور کوپرنیکس نظام شمسی کا استاد ہے۔ اس نے سورج کا فاصلہ زمین سے پچاس لاکھ میل بتایا ہے۔ پس جب ہم موسم سرما میں بنسبت موسم گرما کے تیس لاکھ میل سورج کے قریب ہو جاتے ہیں تو اسقدر قرب کے حالت میں ضروری ہے کہ موسم گرما کی بنسبت موسم سرما میں سورج کی ٹکیا دو گنی سے زیادہ نظر آئے۔ حالانکہ ذرہ بھر بھی کمی بیشی معلوم نہیں ہوتی۔

دلیل یازدہم جب نظام کوپرنیکس کے اصول شائع ہوئے تو موافقین و مخالفین سبھی اس پر طرح طرح کے اعتراض کرنے لگے چنانچہ ایک اعتراض مالشید کے مشہور ہیئت دان ٹائیکو براہی نے بھی کیا جو در اصل ارسطارخس نے فیثا غورس کے مذہب پر کیا تھا یعنی اگر زمین حقیقت میں سورج کے گرد گھومتی ہو تو مناظر ثوابت کی سمت میں تغیر پیدا ہونا چاہئے۔ ایک وقت خاص میں ہمکو بقدر دور زمین کے قطر کی مسافت کے فلک کے ایک مقام معینہ سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے بہ نسبت اس قرب کے جو ہمیں چھ مہینے پہلے حاصل تھا۔ لہذا ثوابت کی ہیئت اعتباری پر اس قرب و بعد کا اثر پڑنا چاہئے اور انکے مناظر میں تغیر واقع ہونا چاہئے یعنی جوں جوں ہم انکے (ثوابت کے) قریب ہوتے جائیں (یہاں تک کہ ۱۹ کروڑ میل قریب ہو جائیں) اور جوں جوں ہم دور ہوتے جائیں (یہاں تک کہ ۱۹ کروڑ میل دور ہو جائیں) وہ آپس میں ملے ہوئے نظر آنے چاہئیں۔ یا با صطلاح ہیئت ان ستاروں کا مابہ زاویہ اختلاف منظر بڑھ جانا چاہئے۔ کسی ستارہ کا زاویہ اختلاف منظر وہ زاویہ ہے جو ان خطوط کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے جو اس سے علی الترتیب سورج اور زمین کی طرف کھینچے جائیں۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں زمین سے سورج کا فاصلہ بہت کم خیال کیا جاتا تھا اگر اس وقت یہ معلوم ہوتا جیسا کہ اب معلوم ہے کہ یہ فاصلہ نو کروڑ میل فاصلے سے بھی زیادہ ہے یعنی دور زمین کا قطر اٹھارہ کروڑ میل سے اوپر ہے تو اعتراض متذکرہ بالا بلا شبہ نہایت قوی سمجھا جاتا۔ اس اعتراض کا جواب ٹائیکو کو یہ دیا گیا تھا کہ چونکہ اجرام سماوی کا زاویہ اختلاف منظر اسی نسبت سے گھٹ جاتا ہے جس نسبت سے کہ ان کا فاصلہ بڑھتا جاتا ہے لہذا ممکن ہے کہ کوئی ستارہ اس قدر دور و دراز فاصلہ پر ہو کہ اسکا زاویہ اختلاف منظر محسوس و معلوم ہی نہ ہو سکے۔ متعلق لوگوں کو مذہب صحیح نہیں۔ یہ اعتراض در اصل انہیں لوگوں کا ہے جو زمین کے سکون کے قائل ہیں

مگر یہ وہ لاجواب اعتراض ہے کہ جس کا جواب اُس زمانے سے لیکر اس زمانے تک صدیاں
کے گذرنے کے بعد بھی نہیں دیا گیا اور نہ ہی آئندہ دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ ثوابت کی کمی
وبیشی اور ظہور وخفا میں بلا تغیر و تبدل یکسانیت ہی نظر آتی ہے۔ فاتدبر وتفکر۔

دلیل دوازدھم [۱۲] } الجاد تحقیقی حالات۔ یعنے زمین سے آفتاب کسقدر فاصلہ پر ہے۔
کوپرنیکس کے زمانے میں منجمین کا خیال تھا کہ آفتاب کا فاصلہ
پچاس لاکھ میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا بلکہ بعض کی رائے تو یہ اندازہ بھی کچھ مبالغہ آمیز
تھا۔ ٹائیکو براہی کے ارصادات پر نظر ثانی کرتے ہوئے کیپلر نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ اندازہ بہت
کم اضافہ کا محتاج ہے۔ اور آفتاب کا فاصلہ ایک کروڑ تیس لاکھ میل سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا
سنہ ۱۸۲۴ھ میں کیسینی نے ظاہر کیا کہ یہ اعداد بھی اصل سے بالکل مطابقت نہیں رکھتے۔ اصلی فاصلہ
آٹھ کروڑ پچاس لاکھ میل ہے۔ گرینچ کی رصدگاہ سے تمام ارصادات قابل اطمینان انجام
دیے لیکن مختلف مقامات کے رصدی نتائج کا جب مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اتفاق جو ان
سب میں موجود ہونا چاہیے تھا مفقود ہے۔ یعنے کم سے کم فاصلہ آٹھ کروڑ اسی لاکھ اور زیادہ
سے زیادہ فاصلہ دس کروڑ نو لاکھ میل قرار پاتا ہے۔ اس تفاوت کی تنقید کے لئے مشہور
ومعروف منجم انکے نے سنہ ۱۸۲۲ھ و ۱۸۲۴ھ میں ان مختلف ارصادات پر نظر ثانی کی اور یہ
نتیجہ نکالا کہ آفتاب کا زاویہ اختلاف منظر افقی یعنے اس مثلث کا زاویہ الراس جس کا قاعدہ
نصف قطر ارض ہے اور دونوں ساقین آفتاب پر جاکر ملتی ہیں بقدر ۸٫۵۷۷۶ ثانیہ
کے ہے۔ اور اس نے زمین سے آفتاب کا فاصلہ نو کروڑ باون لاکھ چوہتر ہزار میل ہے۔ اسکے بعد
انہیں ارصادات پر تبصرہ ہنسن نے کیا اور نتیجہ نو کروڑ سولہ لاکھ اٹھاسی ہزار میل نکالا
ہنسن کے بعد لیوریئر نے اپنے پیشرو کے نتیجہ پر ایک لاکھ میل کا اضافہ کیا۔ ایئری اور اسٹون
ایک دوسرے طریقہ سے اسی نتیجہ پر پہنچے اور کہا کہ فاصلہ آفتاب کا نو کروڑ چودہ لاکھ میل ہے
البتہ اسٹون نے ارصادات سابقہ کی تنقیح سے یہ رائے قائم کی کہ حقیقی فاصلہ نو کروڑ تیرہ لاکھ
میل ہے۔ سب کے آخر میں فوکا اور فیزو نے طبعی تجربات سے جو سرعت رفتار نور کے اندازہ پر
مبنی تھے اور اس لئے بلحاظ نوعیت ان رصدی مشاہدات سے بالکل مختلف تھے جن کا انحصار
مرور زہرہ پر تھا یہ نتیجہ نکالا کہ فاصلہ نو کروڑ چودہ لاکھ میل ہے تاوقتیکہ سال آئندہ
سنہ ۱۸۸۲ھ کے مرور کے نتائج معلوم نہ ہوں۔ یہی تسلیم کرنا چاہیے کہ آفتاب سے زمین کا فاصلہ نو
کروڑ بیس لاکھ میل سے کسیقدر کم ہے۔ اور تازہ ترین انکشافات نے اس اندازہ
میں کسی قدر ترمیم کی ہے۔ اور اس وقت ۱۹۰۶ھ میں منجمین عالم کے نزدیک یہ
امر متفق علیہ ہے کہ سورج کا فاصلہ نو کروڑ اٹھائیس لاکھ میل ہے۔ جو کہ مذہب سائنس کی
ترجمہ اردو "کشمکش" بیون ریلیجن اینڈ سائنس مصنفہ ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر ایم اے ایل ایل ڈی کی

اب قابل غور یہ امر ہے کہ کوپرنیکس جو خیٹ غورس کیطرح نظام شمسی کا موجد قرار دیا گیا تھا۔ اسنے اور
اسکے ہمعصر منجمین نے اپنی عمر بھر کی تمام تحقیقاتی قوانین و اصول کو مد نظر رکھکر یہ بیان کیا کہ سورج
کا فاصلہ زمین سے پچاس لاکھ میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا پھر دیکھیئے انکے لائق شاگردوں نے انکے نہایت کوششوں
کے نتیجہ کو ذرا سا بھی ملحوظ نہ رکھکر انکے تمام تحقیقاتی قوانین کو فاسد و باطل کر دیا۔ اسیطرح ہر ایک متاخر و
شاگرد اپنے ہر ایک متقدم و استاد کے تحقیق قواعد و قوانین کو بالکل پھینکدیا۔ اور دیکھیئے جس طرح پھینک دیا اب اس زمانہ کے
سائنس داں اس بات پر متفق ہیں کہ سورج کا فاصلہ نو کروڑ اتیس لاکھ میل ہے۔ جسکے دور میں بشکل زمین سو رہا کا گرد
پھرتی ہے۔ مگر اب خدا تعالےٰ کی قدرت اور قرآن مجید کا معجزہ دیکھو کہ ایک تفسیر القرآن نے انکے اس اتفاق
کو بالکل باطل کر دیا ہے۔ اور وہ حجت کبریٰ یہ ہے۔ جب ثابت ہوا کہ نظام شمسی کا وجود محال ہے اور آسمان کا وجود
بدلائل قطعیہ ثبوت بلا عکس پہنچا ہے کہ دلیل اسکے خلاف کو زائل کرتی ہے اور شک کی علت نظر کو دور کرتی ہے تو یہ بھی
ثبوت ہوا کہ نیچریوں کا یہ دعوی کہ زمین گرد آفتاب کے حرکت کرتی ہے محض باطل ہے اور یہاں اس دعوے کے باطل ہونے کی
دوسری دلیل موجود ہے۔ اور تقریر دلیل سے پہلے اس فرقے کے بعض اصول جو متعلقہ بیان کرنا ضرور ہے۔ اول محیط زمین
اس قوم کے نزدیک پچیس (۲۵) ہزار میل ہے۔ دوم چوبیس گھنٹوں میں زمین کی حرکت محور کی طرف ایک بار ہے اور یہی یومیہ دورہ
ہے۔ سوم زمین سے آفتاب تک ساڑھے نو کروڑ میل کا فاصلہ ہے۔ چہارم۔ اس فرقہ کا دعوی ہے کہ زمین
گرد آفتاب کے (۳۶۵) دن کے زمانہ میں ایک دورہ پورا کرتی ہے اور آفتاب جو بطور مرکز ہے اسکے گرد
زمین کی گردش سے جو دائرہ کامل ہوتا ہے اسکی شکل بیضوی ہے۔ مترجم کو یہاں دو حکم دیگر بیان کرنا ضرور
ہیں۔ اول یہ کہ جسم کروی جب متحرک ہو پس اگر اسکا محور کسی جگہ جما ہوا ہو تو یہ کرہ اسی محور پر چکر کھا ئیگا
بدوں اسکے کہ کوئی مسافت طے کرے جیسے چرخہ وغیرہ و سلائی کل وغیرہ گول بیت اپنے محور پر چکر کھاتا ہے اور اگر
جما ہوا نہ ہو تو وہ چکر کھاتا ہوا آگے بڑھیگا۔ جیسے انجن ریل کا پہیہ چکر کھاتا ہوا آگے بڑھتا اور مسافت طے
کرتا جاتا ہے خواہ اس سے مسافت مستقیم طے کرے خواہ مستدیر خواہ منحنی جیسے اگر ہوا قوی ہو یہ ریل کا پہیہ منحنی
حصہ کی مسافت طے کرنیکا کام لیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اگر سیدھی مسافت میں جسم کو جاری رکھ دیا جاوے تو وہ
اپنی مقتضائے حرکت کو پہنچنے تک چلا جاویگا اور اگر اسکو ذاتی حرکت سے روکا نہ جائے مثلاً نیزہ سے پھینک دیا جائے
تو وہ مستدیر حرکت سے بڑھیگا پس جسم مدور کی حرکت مستدیر ہے۔ حکم دوم۔ ایک ہی جسم پر وقت واحد میں
دو حرکت متضاد کا جمع ہونا غیر ممکن ہے۔ مراد یہ کہ حرکت مستوی یا مستدیر جہت واحدہ یا متضاد میں
میں جمع نہ ہو نگی جبکہ وقت واحد ہو۔ جب یہ معلوم ہو چکا تو ہم کہتے ہیں کہ زمین کا آفتاب کے گرد متحرک ہونا
بلا دلیل بلکہ منقوض ہے اور یہ بلا دلیل اسواسطے کہا کہ دلیل ایسی تقریر کا نام ہے کہ جس میں
تخلف و گمان نہو۔ بلکہ قطعی ہو کر اسمیں مخالف احتمال کو گنجایش نہ ہو اور جو بات نکلے تو وہ
لازمی ہو جیسے آفتاب نکلنے کو دن ہونا لازمی ہے پس بعض نیچریوں نے استدلال کیا کہ آفتاب
جرم کلاں ہے تو لازم ہے کہ وہ زمین کے گرد متحرک نہ ہو بلکہ زمین کا جسم چھوٹا اسکے گرد متحرک
ہو لہذا ثابت ہوا کہ زمین اسکے گرد متحرک ہے۔ اسیطرح گلوب کی حرکت جہاز وغیرہ کی نالیعنی

تقریریں ہیں کیونکہ عقل قطعی میں یہ امر لازم نہیں کہ صغیر ہمیشہ کبیر کے گرد متحرک ہو کیا
نہیں دیکھتے ہو کہ گھڑی میں ایک محور کے پہیہ کے گرد بڑے پہیے حرکت کرتے ہیں۔

دوسری تقریر نقض اگر ہم فرض کریں کہ آفتاب مرکز ہے اور زمین اسکے گرد (۳۶۵) دن میں
سالانہ دورہ پورا کرتی ہے تو یہ حال سے خالی نہیں کہ یا تو محور کے گرد گھومنے کی حرکت سے
آگے بڑھتی جاتی ہے جیسے ریل کا پہیہ اپنے محور پر چکر کھاتا اور آگے بڑھتا جاتا ہے جس سے مسافت
طے ہوتی ہے۔ پس اگر یہ صورت مانتے ہو تو زمین ہر روز و شب میں ایک چکر کھائیگی
اور اس چکر سے اسی قدر طے ہوگا جسقدر کرۂ زمین کا محیط ہے اور وہ ۲۵ ہزار میل ہے
اور چونکہ سال کے (۳۶۵) دن میں دورہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو آفتاب کے گرد اسنے
جو دائرہ بنایا اسکی مسافت دونو کا حاصل ضرب یعنی (۳۶۵ ۲۵۰۰۰ = ۹۱۲۵۰۰۰) سے کچھ زائد ہے یعنی سال میں زمین اسقدر مسافت طے کرتی ہے۔ ایسے
دوسرے طریق سے اس دائرہ کی مسافت نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ زمین سے
آفتاب تک ساڑھے نو کروڑ میل فاصلہ ہے۔ اگر اسکو نصف قطر مانو تو پورا قطر ۱۹ کروڑ
ہوا اور قطر و محیط میں (۷ و ۲۲) کی نسبت لگانے سے محیط (۵۷) کروڑ سے زائد
ہوگا اور اگر دائرہ بیضاوی کی کمی دیکھو تو پچاس کروڑ سے کسی طرح کم ہونا ممکن نہیں
حالانکہ تم نے صرف اکانوے لاکھ بیان کیا ہے یہ محض خبط ہے اگر تم کہو کہ زمین اپنے محور پر
مغرب سے مشرق کو حرکت کرتی ہے اور مختلف جذبات کھینچتے وہ شمال کی جانب بڑھکر قطع
مسافت سالانہ کرتی ہے۔ اسطرح کہ آفتاب کی کشش اپنی طرف اور زمین کی نفرت اپنی طرف
اور دیگر کرّوں سیارات کے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہیں لہذا دائرہ کی شکل میں رواں ہو کر
اور ایک منٹ میں (۶۶) ہزار میل بڑھ جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ اعجوبہ سننے کے
قابل ہے کہ جذب آفتاب باوجود اسقدر قوۃ شدیدہ کے جس کے سامنے زمین و سیارات ہلاکر اتنی
زیادہ نہیں کہ جیسے تنکے کے مقابلہ میں کوہ۔ پھر زمین کی طبیعت کیا مقابلہ کر سکتی ہے اور
آندھی کے مقابلہ میں مچھروں کے پروں کی ہوا کیا اثر پیدا کریگی۔ لیکن ہم اس اعجوبہ کو چھوڑ کر
بدیہی چند طور سے بطلان ظاہر کرتے ہیں۔ اول تو یہ کہ جب مانا کہ زمین ان مختلف جذبات سے
مستقیم رفتار سے نہیں چل سکتی بلکہ مستدیر صورت میں ہو جاتی ہے لیکن زمین کی ذاتی حرکت مستدیرہ
ہے جب اسنے تنہا جذب یا مستدیر حرکت کی تو ضرورتاً اسی ساعت میں محوری حرکت محال ہے
جیسا کہ حکم دوم میں مذکور ہو چکا ہے اور زمین کا محور حرکت منجمد نہیں کہ اسکو مقتضائے ذاتی سے
روکے چلا کہ سامنے کوئی صورت اسکو کھینچنے والی نہیں اور اگر ہوتی تو بھی غیر منجمد محور میں وہ ذاتی
حرکت مستدیرہ سے دوسری جانب رواں ہو سکتی پس محال ہے کہ پھر دو حرکت متضادہ جمع ہوں
دوم یہ کہ کرۂ زمین اس پانی و مٹی کے مجموعہ کا نام ہے یعنی خشکی جس سے سات گونہ زائد

پانی اس خشکی کے گرد محیط ہے اور مجموعہ کرہ مذکورہ صرف شرقاً غرباً متحرک ہو شمالاً جنوباً منجمد
تو کوئی وجہ نہیں کہ پانی متصل رہے بلکہ واجب ہے کہ نیچے کے خلائے غیر متناہی میں ٹپک پڑے۔ کہا
گیا کہ تیزی حرکت سے پانی ٹپکنے نہیں پاتا۔ جواب یہ کہ چوبیس گھنٹے میں طرف مشرق وہ حرکت
۲۵ ہزار میل سے فی گھنٹہ ایک میل کے قریب ہوئے اور وہ اس عظیم جسم کے مقابلے میں
محض سست حرکت ہے اور شمالاً جنوباً البتہ فی لمحہ ۶۸ ہزار میل طے ہو لیکن وہ
مستمرہ ہو کر حرکت محوری کے ساتھ اسکا جمع ہونا محال ہے۔ جیسا کہ ثابت کر چکے ہیں۔
علاوہ ازیں وہ پانی جانب شمال یا جنوب سے نہ جائے کہ وہاں حرکت نہ اور دے۔ کہا
گیا کہ ہوا کا بوجھ ڈالے ہوگا ہے۔ جواب یہ کہ سمندروں پر ہوا کی خفایت مفید ہوئی لیکن
برتن کے قلیل پانی پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اگر کہو کہ مرکز ثقل سے پانی حرکت کرتا ہے تاکہ پانی
سے بہہ جائے اور ہوا روک نہیں سکتی۔ جواب دیا جاویگا کہ پانی کا مرکز بالطبع سافل
ہے تو سمندروں کے نزول کو آندھی بھی روک نہیں سکتی۔ مترجم کو افسوس ہوتا ہے
کہ ایسے خیالات کے رد کرنے میں زیادہ وقت رائگاں کیا جاوے۔ وجہ سوم یہ کہ
جب شمالاً جنوباً ایک لمحہ میں ۶۸ ہزار میل رفتار رہے تو ہم ایک لمحہ میں اسکا امتحان
کیا دیکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک توپ سے ایک گولہ جانب آسمان چھوڑا اور وہ گولہ
اب زمین میں سے علاوہ ہو گیا کہ اسی خلا میں ہے اور زمین اسی خلا میں متحرک ہے یعنی
اگر وہ گولہ ایک لحظہ ٹھہر کر اسی خلا میں رہتے اور گرتے انکو ایک منٹ صرف ہوا تو زمین
اتنی دیر میں ۶۸ ہزار میل پہنچ گئی حالانکہ یہ بالکل دروغ کیونکہ صرف دس پانچ
قدم کے فاصلہ پر گرتا ہے وہ بھی ہم دیکھتے ہیں اور کچھ ہوا کی مزاحمت ہے اور خود ان لوگوں
نے اسکی آزمائش کی تھی اور ایسا اقرار کیا کہ گرنے میں بعض کم
کبھی برخ کا لیے میں
تک دیتے ہیں۔ اگر کہو کہ زمین کے گرد کے ساتھ کرہ ہوائی متحرک ہے۔ جواب یہ کہ تمام ہوائی خلا
لیے جوف و طبقہ بطبقہ یکساں متعلق ہے۔ اگر کہو کہ زمین کا جذب اس گولہ کو کھینچتا ہے تو
جواب کہ زمین شمالاً جنوباً ۶۸ ہزار میل سے کم نہیں اور جذب میں ہر جگہ یکساں ہے تو
پانی پیچھے پھر بھی شمال شمالاً نزدیک میں جو گولہ چھوڑا وہ ایک منٹ کے بعد کہاں پایا جاتا
میں معتبر ہو کہ اب نہیں جاتا) یہ محض دروغ اور مہمل خیالات ہیں۔ منقول از تفسیر
مواہب الرحمان مصنفہ سید امیر علی صاحب مترجم فتاوی عالمگیری۔ کتاب نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا

شعر ذیل کتاب حکمۃ اللہ البالغہ کے شان نہایت منطبق اور نہایت
موزون و چسپاں و مناسب حال ہے وہو ہذا۔ بیت
مسیحا ہی دہد خال عباسیاں ٭ سفیدی بر چشم نشانیاں ٭

تمام شد حصہ ثانی کتاب حکمۃ اللہ البالغہ

حصۂ سوم کتاب حکمۃ اللہ البالغہ

مصنفہ محمد گوہر علی علوی لودھی عفی اللہ عنہ

(دراس میں دلائل نقلیہ بیان) (کئے گئے ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

تمہید۔ معرفت حقائق اشیاء کی پیاس انسان کے دل میں ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہیگی
اگرچہ فلسفہ و سائنس نے اشیاء کی حقیقتوں کو بیان کیا ہے۔ مگر اسکا بیان اکثر اوقات شکوک
و اوہام سے پاک و صاف نہیں ہوا کیونکہ سائنس کے بعض حقائق کو کیا ذکر ہے بڑے بڑے اہل فلسفہ
باہم ایک دوسرے کے معلومات کے مخالف اور [illegible] کے منکر ہوئے ہیں۔ لیکن جن حقائق و معارف
کو مذہب نے بیان کیا ہے وہ بالکل یقینی ہیں کیونکہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے جو خالق جمیع
اشیاء ہے اور جسکو اشیاء کی حقائق و معارف کا پورا پورا علم ہے۔ لہذا جن حقائق کو مذہب بیان
کرتا ہے وہ ہمیشہ قائم و برقرار رہتے ہیں انمیں تغیر و تبدیل کو کبھی راستہ نہیں [illegible] کیونکہ وہ اصل میں وحی
و ہدایت ہے۔ اس لئے ہمکو چاہئے کہ جو باتیں خدا نے [illegible] رسولوں نے [illegible] حضرت جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو پوری اطاعت و اتباع کریں تاکہ ہم ہر ایک طرح کی نجات و
[illegible]

[illegible]

نیاید زما جز نظر کردنی ۔۔ دگر خفتن باز یا خوردنی ۔۔ زبان تازہ کردن باقرار تو ۔۔ نینگیختن علت از کار تو ۔۔
حسابان کرین بلکہ دگر کیا ۔۔ ز سر راز تو اندیشہ آگہی نیست ۔۔ بر چشم آفرینا لاجرم طراز ۔۔ نیارت نہ اسرار ہمہ نیاز ۔۔
چنان آفرینی زمین و زمان ۔۔ ہمان گردش انجم و آسمان ۔۔ کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند ۔۔ سر خود برون آورد زین کمند ۔۔
حصار فلک بر کشیدی بلند ۔۔ درو کردی اندیشہ را شہر بند ۔۔

بلکہ گروہ انسان کامل اور مجسم عقل اور عقل کل یعنی سید المرسلین حضرت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جس نے
ساتوں سموات و کرسی و عرش کا سیر کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے دیدار بلا حجاب سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ سے
جمیع حقائق و معارف کا علم حاصل کیا ہے جو کچھ وہ فرما دیں خواہ بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو
اسکی اطاعت واتباع کر کے اسپر عمل و یقین کریں ۔ چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں ۔ ابیات ۔ کی شناسی دولت روحانیان ۔۔ در جہان حکمت یونانیان ۔۔ تا از آن حکمت نگردی فرد تو ۔۔
کی شوی در حکمت دین مرد تو ۔۔ گر از آن حکمت دمے افروختی ۔۔ کی چنان فاروق برہم سوختی ۔۔ شیخ دین را
حکمت یونان بسوخت ۔۔ شیخ دین زین جملہ بر سلطان فروخت ۔۔ حکمت یثرب بس است اے مرد دین ۔۔ خاک بر
یونان فشان از درد دین ۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں ۔
و خلہ سفہاء یونان کہ مقتدای خود عقل را ساختہ اند در تیہ ضلالت ماندند عجب تر آنکہ
جمع این سفہاء را حکماء دانند و حکمت منسوب بایشان سازند اطلاق حکما بر اینہا کہ سراسر جہل مرکب نصیب ایشان
است بلکہ اختیار نموده آید احکام انبیا مخالف احکام انبیا است علیہم الصلوات والتسلیمات
اجمعین امروز کہ جمیع فلسفی سر بر نداریم و بتسویلات فلسفی مفتون اند این جماعہ احمقان
را تصدیق انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات ملائم نزد یک است کہ علوم کاذبہ ایشان را معارضہ
در رنگ بر شرائع انبیا مقدم دارند علیہم الصلوات والتسلیمات اعاذنا اللہ سبحانہ عن ہذا الاعتقاد
ما بجمع تصدیق انبیا و تصدیق علوم ایشان مستلزم تکذیب انبیا و تکذیب علوم انبیا است علیہم الصلوۃ
والتحیات کہ این دو علم در دو نقیض افتادہ اند تصدیق یکے مستلزم تکذیب دیگرے است ہر کہ خواہد
ملت انبیا را التزام نماید و از حزب حق باشد تبعیت و عمل و از اہل نجات بود و ہر کہ خواہد فلسفی
شود و در گروہ شیطان باشد خاسر و خائب بود قال اللہ تعالیٰ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا
اعتدنا للظالمین نارا الآیہ سفسطہ چہ اگر شی باشد سفسطہ نیست کل آن جز ہم سفسطہ باشد کہ حکم کل حکم
اکثر است ۔۔ بیت محال است سعدی کہ راہ صفا ۔۔ تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ ۔۔ انتہیٰ
اس زمانہ کے سائنس داں اور حکماء یونان کی تقلید میں مبتلا ہیں
زمانہ ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔
چنانچہ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں ۔ کہ امام غزالی نے تہافۃ الفلاسفہ کے دیباچہ میں تمہید لکھی وہ ہمارے زمانہ
کے حال سے بہت ملتی ہے اسلئے ہم اسکو نقل کرتے ہیں ۔ ہمارے زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنکو یہ
زعم ہے کہ انکا دل و دماغ عام آدمیوں سے ممتاز ہے یہ لوگ مذہبی احکام و قیود کو حقارت کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں ۔ انکا خیال ہے کہ حکماء قدیم مثلاً افلاطون ۔ ارسطو ۔ وغیرہ مذہب کو لغو سمجھتے تھے
اور چونکہ یہ حکماء تمام علوم و فنون کے بانی اور موجد تھے اور عقل و ذہن میں انکا کوئی ہمسر نہیں ہوا
اس لئے انکا انکار مذہب اس بات کی دلیل ہے کہ مذہب حقیقت میں لغو اور باطل ہے

اور انکے اصول و قواعد فرضی اور مصنوعی ہیں جو صرف ظاہر میں خوشنما اور دلفریب ہیں۔ اسی
بنا پر میں نے ارادہ کیا کہ ان حکما کی غلطیاں دکھاؤں اور ثابت کروں کہ انکے معانی اور اصول
بازیچۂ اطفال ہیں۔ الغزالی صفحہ ۱۳۲ تہافتۃ الفلاسفہ مطبوعہ مصر اس فقرے کا مطالعہ ضروری ہے
گو امام غزالی نے فلاسفہ پر بہت رد و قدح کیا ہے لیکن امام المتکلمین فخر الدین
رازی نے تو انکا طلسم ہی توڑ دیا ہے۔ فخر الدین رازی کی نسبت مولانا شبلی لکھتے ہیں۔
علم کلام کے متعلق انکا بہت بڑا کارنامہ فلسفہ کا رد ہے لیکن زور طبیعت سے انہوں
نے اسقدر غلو کیا کہ ضروری غیر ضروری کی کچھ تمیز نہ رکھی بلکہ تمام فلسفہ کو اعتراضات کے
تیروں سے چھلنی کر دیا۔ علم الکلام شبلی نعمانی ص ۱۲ — مذہب کے فطری ہونے پر مولانا شبلی لکھتے ہیں۔
مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے اور یہی معنے ہیں قرآن کی اس آیت کے فاقم وجہک للدین حنیفا
فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اور
دوسری جگہ لکھتے ہیں دنیا میں عموماً ہر قوم کو مذہب ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے اور ہمیشہ رہا ہے۔
پھر لکھتے ہیں — جرمن کا ایک حکیم کہتا ہے کہ مذہب ایسی چیز ہے کیونکہ مذہب جس حاسہ کا نتیجہ ہے وہ
کسی زمانہ میں بھی معدوم نہیں ہو سکتا — فرانس کا مشہور فاضل علم زبان لکھتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ کل وہ چیزیں جن کو
ہم محبوب رکھتے ہیں اور وہ چیزیں جو لذائذ زندگی محسوب ہیں سب جاتی رہیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ مذہب دنیا سے
معدوم ہو جائے یا اسکی قوت میں زوال آجائے وہ ہمیشہ بآواز بلند ثبوت دیگا کہ وہ مذہب [illegible]
بالکل غلط ہے جو یہ چاہتا ہے کہ انسان کی دماغی قوت کو [illegible] زندگی تک محدود رکھے —
سپنسر فلسفہ و دین میں لکھتا ہے کہ میں کیوں پابند مذہب ہوں اس لئے کہ اسکا خلاف ہو نہیں سکتا
کیونکہ پابند مذہب ہونا [illegible] آیات میں ہے — پھر لکھتے ہیں — مذہب کے شاخ و برگ ہزاروں دفعہ کاٹ
ڈالے گئے لیکن جڑ ہمیشہ رہی ہے اور اس نے شاخ و برگ و بار پیدا کر دئے ہیں اس بنا پر مذہب ایسی چیز ہے
جو کبھی زائل نہیں ہو سکتی مذہب ایک چشمہ ہے جو روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے — علم الکلام شبلی نعمانی۔
مذہب کا فطری ہونا اس سے بھی ثابت ہے کہ انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات ہر زمانہ میں آتے رہے
اور انہوں نے شرائع اور مذاہب کی بنیادیں ڈالیں ہیں چنانچہ اب بجز چند ایک ملحدوں کے جہان
کی تمام قومیں۔ ہندو۔ مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی وغیرہ سب کی سب اپنے اپنے مذہب کی پیرو ہیں
اس سے ثابت ہوا کہ مذہب کی اتباع ضروری ہے — سائنس اگر مذہب کے موافق ہو تو بہتر اور اگر سائنس
مذہب کے مخالف ہے تو سائنس کی غلطی ہے اسکو چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ مذہب کے علوم خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہیں بالکل راستی اور صداقت ہے اور سائنس بندوں کی معلومات ہیں جو غلطی سے پاک نہیں۔

تتمہ — نظام شمسی، مذاہب اور شرائع اور فلسفہ قدیمہ کے خلاف ہے اسکے اثبات کے لئے
دو کتابوں کا نام لکھا جاتا ہے اول سائنس کی رزم و بزم — دوسرا معرکہ مذہب و سائنس۔ یہ ایک انگریزی
کتاب کا ترجمہ ہے۔ یعنی مذہب و سائنس کی باہمی نزاع کا مضمون ہے — [illegible] لکھتے
ہیں — انگریزی میں کیا ہوا ہے خدا نہ کرے [illegible] تو سائنس [illegible] نظام شمسی [illegible]
جیسا اسلام کا دشمن ہے ویسا ہی ہندوؤں کے مذہب کا — اور مسلمان یہ سنکر بڑا تعجب
کرینگے [illegible] ہر مذاہب عیسائیت کا — لیکچر [illegible]

اور سر سید صاحب نے اصول تفسیر میں تحریر کرتے ہیں - کہ جن لوگوں نے علوم جدیدہ (نظام شمسی) میں توغل
کیا خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان یا ہندو انہوں نے عقائد مذہبی سے [illegible] اس لئے
کہ انہوں نے علوم جدیدہ (نظام شمسی) کے مسائل کو سچ اور صحیح اور درست جانا اور عقائد مذہبی کو
جب اس کے خلاف پایا تو غلط مانا - انتہی - اور برکت رام نامی ایک کتاب نکات برکت میں لکھتا ہے
نکتہ اول اسرار الٰہی [illegible] سمجھنے پر کوئی قادر نہیں کتب الٰہی بنیک اعتقاد دینے لوگ (پیروان مذہب) کہتے ہیں
وہ ہر ایک کتاب میں غلطیاں ہیں جو اپنی کثرت نہیں ہو سکتی قرآن - انجیل - توریت - زبور - صحیفہ آدم
دساتیر - ژند - اوستا - ان میں آسمان مانتے ہیں اور ان میں گردشیں مانی ہیں اس لئے ایسی فاش غلطی والی
کتابیں کلام الٰہی کیونکر ہو سکتی ہیں - یہ کتابیں بالکل ناقص خدا پرستوں کے اقوال کا مجموعہ ہیں جو حسن
اعتقاد سے ان لوگوں کے پیروان ان کو کلام الٰہی مانتے ہیں انتہی - یہ عبارت ستیارتھ پرکاش کی مختلف عبارت کا
خلاصہ ہے - اور دیانند زمین کا سکون اور سورج و چاند کی حرکات ثابت کرنیوالی آیات کو نقل کر کے
لکھتا ہے کہ قرآن چونکہ زمین کو ساکن اور سورج کو متحرک مانتا ہے اس لئے یہ کلام الٰہی نہیں (ستیارتھ پرکاش) لیکن جدید
سائنس آف اسٹرانومی کے خلاف ہے بلکہ قرآن کے مصنف کو جغرافیہ بھی نہیں آتا - اور اسی طرح آریہ مسافر بھی
لکھتا ہے - (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ دیانند لکھتا ہے - قال اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب کا
ترجمہ کر کے لکھتا ہے (دیانند) دیکھئے یہ لاعلمی کی بات ہے آفتاب نہ مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق
کو کبھی آتا جاتا ہے وہ تو اپنے محور پر گردش کرتا رہتا ہے اس سے تحقیق جانا جاتا ہے کہ قرآن کے مصنف کو
علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۸ (۲) الذی جعل لکم الارض فراشا
والسماء بناء - بھلا آسمان چھت کسی کی ہو سکتی ہے - یہ جہالت کی بات ہے آسمان کا وجود
ماننا مسخری کی بات ہے اگر کسی اور کرۂ زمین کو آسمان مانتے ہو تو یہ ایک گھر کی بات ہے [illegible] صفحہ ۵۹
(۳) وسخر لکم الشمس والقمر دائبین [illegible] ہمیشہ گھومتے ہیں اور زمین نہیں گھومتی - اگر نہ
گھومتی تو دن رات کئی برس کا ہوتا [illegible] صفحہ ۵۹ - وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم - اگر
مصنف قرآن زمین کی گردش وغیرہ کو جانتا تو یہ بات کبھی نہ کہتا کہ پہاڑوں کے رکھنے سے زمین نہیں ہلتی -
[illegible] صفحہ ۶۰ اور برکت رام لکھتا ہے چونکہ زمین کا متحرک ہونا اور سورج کے گرد گھومنا ثابت ہو چکا ہے اس لئے وید
مقدس کے کسی منتر میں کتاب میں نہ تحریر ہیں [illegible] مشتق ہو گئے [illegible] آسمان باطل ہے
وہ خیال کے سوا کچھ بھی نہیں یہ کسی نے تسلیم کیا اور کسی نے [illegible] رکھا کہ آسمان کے دروازے ہیں
وہاں برج اور قلعے ہیں اور [illegible] صاف ظاہر ہے کہ آسمان کے باطل ہوتے ہی آسمانی
خدا - آسمانی فرشتے - اور آسمانی کتب [illegible] نہیں رہتا - کلیات آریہ مسافر [illegible] لکھتا ہے
قرآن زمین کو [illegible] اور اس کے [illegible] پہاڑوں کو میخیں [illegible]
کہ خدائے مصنف قرآن کو بھی [illegible] ہے حالانکہ جغرافیہ دان جانتے ہیں کہ زمین [illegible] ہے
[illegible] ہے پہاڑ میخیں نہیں بلکہ زمین سے ابھرے ہوئے ہیں [illegible] جغرافیہ سے قرآن [illegible]
ہے قرآن شہاب ثاقب رعد وغیرہ کی ماہیت سے بے خبر [illegible]
[illegible] مادہ کی [illegible] صفحہ [illegible] پر زمین کے [illegible] خدا کی [illegible]

دلیل ہے جسقدر علماء یورپ فخر کریں بجا ہے۔ در صفحہ ۱۱۵ اور دیانند لکھتا ہے اذا رجت الارض رجّا لانی زمین
و بعیث بہ متحرک ہے اور قرآن آسمے ساکن سمجھتا تھا۔ ستیارتھ پرکاش — اذا انشقت السماء الخ
کیا آسمان بھی پھٹ سکتا ہے کیونکہ یہ مادی نہیں۔ خلق الله سبع سموات طباقا الخ کا بنی ہے جسم کس طرح
سات طبق بن گئے اور اگر آسمان اجسام ہیں تو چاند اور سورج کس طرح روشن کر سکتے ہیں۔ والسماء
ذات البروج الخ قرآن کو علم جغرافیہ و ہیئت سے مطلق واقفیت نہیں۔ ستیارتھ پرکاش۔
اور بائیبل کی نسبت لکھتا ہے۔ توریت میں ہے۔ ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ جب
آسمان ہے ہی نہیں تو بائیبل جھوٹی ہے۔ اسیطرح بائیبل کی اور بھی وہ آیتیں کہ جنمیں آسمان و زمین
و اجرام فلکیہ کا ذکر ہے نقل کر کے لکھتا ہے کہ یہ باتیں پرانوں کی باتوں سے بھی بڑھکر لغو ہیں۔
[illegible] یہ جھوٹ ہے بعض سورج وغیرہ کی کشش ستاروں کو کسطرح گرنے یا آنے جانے دیتی ہے۔ اور
آسمان کوئی شکل و جسم نہیں رکھتا کہ جسے کوئی پھیٹ سکے اور اکٹھا کر سکے۔ زمین چھوٹی اور ستارے
بڑے بڑے ہیں اسی زمین پر ایک بھی نہیں سما سکتا۔ غرضیکہ دیانند نے نظام شمسی کا سہارا لیکر
کلام الہی قرآن کریم پر اور بقیہ شرائع و مذاہب پر حملہ کیا ہے اور مذاہب پر دروغ کیا ہے
حرف جغرافیہ اطفال اور نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر سب کو جھوٹا قرار دیا ہے۔
اور صرف آریہ مت کے بغیر باقی تمام مذاہب اہل ہنود کو بھی جغرافیہ و علم ہیئت (نظام شمسی
کی مخالفت اور عدم واقفیت کا عیب لگا کر جھوٹا قرار دیا ہے خاصکر جینی مت اور پھر ایک مت
کی تو سخت ہی ہجو کی ہے۔ وہ اعتراضات جو اسنے قرآن مجید پر کئے ہیں انکا جواب
دینا مسلمانوں پر فرض تھا۔ مگر انکا جواب ابھی سے پہلے نہیں دیا گیا۔ حق پرکاش میں بھی علانیہ
حرف یہی لکھا ہے کہ قرآن کو ان [illegible] کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بھلا جب قرآن مجید انکے
کو بیان فرمایا تو پھر تعلق کیوں نہیں۔ — اور نور الدین میں بعض اعتراض کا جواب اسطرح لکھا
خلق السموات بغیر عمد الخ جواب۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ تمام علوی اجسام کسی ایسے سہارے سے قائم نہیں
جسکو تم دیکھ سکو۔ نور الدین صفحہ ۱۷۱ دوسرا۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم
ان معنوں کے لحاظ سے جو مادی تمید نی کے کئے گئے ہیں انکا یہ معنے ہوئے کہ [illegible]
اسنے اکھاڑ دئیے نہیں۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوئے کہ تمہیں زمین پر پہاڑ
رکھ کر حکم کیا کہ [illegible] ساتھ تھا۔ — والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم اور والجبال اوتادا
ایک نہایت سچا فلسفی ہے جدید علوم اور حال کے ہدایت گواہی دیتے ہیں۔ ایک عجیب نکتہ آپکو
سناتے ہیں قرآن کریم میں ایک آیت ہے اسکا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمام اعتراضات ہی
حل ہو جاتے اور قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر وترى الجبال تحسبها جامدة وهى تمر
مر السحاب الخ غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمے ہوئے نظر آتے
ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے
ہیں اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔ نور الدین صفحہ ۱۹۰ ـ

یہ جواب بھی حرف مجیب ہی کے اعتقاد کی ترجمانی کرتا ہے اور مسلمانوں کی بڑی جماعت اہل السنت والجماعت
پیروان ائمہ اربعہ کی طرف سے یہ جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو تفاسیر سابقہ پر اعتقاد و یقین رکھتے ہیں اور
رفع مطابق ہے جسے صریح غلط ہے کیونکہ ان کا تمام ترجمہ جلالین وخازن میں ان لا تمید تحرک بکم لکھتے ہیں
اور بیضاوی و کشاف میں کراہتہ ان تمید بکم و تضطرب لکھی ہیں اور جواہر القرآن میں لکھا ہے۔ تاکہ مخلوق کو لیکر
حرکت میں آجائے۔ اور نیز لکھا ہے کہ زمین کو سکون حاصل ہوا۔ اور اس مجیب نے لکھا ہے کہ مجیب کا کہنا چاہیے
کیونکہ وہی والجبال تمر مر السحاب کا مضمون یوم ینفخ فی الصور کی قیامت کے دن ہوگا جو ہی تمر مر السحاب کا تعلق
ہی مرقوم ہے۔ دیگر اگر مجیب کی طرف سے کہا جائے کہ پہلی تفاسیر غلط ہیں تو جواب یہ ہے کہ کیوں غلط ہیں۔ اور اگر
وہ غلط ہیں جنکو اہل السنت والجماعت پیروان ائمہ اربعہ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر تمہارا یہ ترجمہ جو ان کے برخلاف ہیں
کسطرح صحیح ہو سکتے ہیں۔ نیز اگر صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اگر تم غلط جانتے ہو تو تم ہی نے کیا صحیح کیا ہے قرآن مجید بھی
ہے۔ الغرض کسطرح صحیح جانتے ہو۔ غرضیکہ کتاب ندا... میں بھی ان اعتراضات کا جواب نہیں دیا گیا۔ بلکہ وہ عام
مسلمان جو نظام شمسی کو صحیح مانتے ہیں ان کا جواب ان لوگوں کی جانب سے نہیں دے سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم اور تفاسیر سے
زمین کا سکون اور صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ چونکہ ان اعتراضات کا سمجھانا اہل السنت والجماعت
پیروان ائمہ اربعہ کی طرف سے دینا ضروری اور واجب تھا۔ اور ابتک دیا نہیں گیا تھا اور کسی کو جواب لکھنے کا
خیال تھا۔ پس اس لئے اس فقیر کو قلم اٹھانا اور کتاب حکمۃ البالغہ کے لکھنے پر مجبور کیا۔ بعد اس کتاب
کے لکھنے کا باعث اور سبب یہی امر ہے۔ فافہم وتدبر۔

التماس۔ یاد رہے
کہ کتاب حکمۃ البالغہ کے لکھنے کا
باعث یہی امر ہے

العبد
محمد گوہر علی علوی لوردی عفی اللہ عنہ

کتاب حکمۃ البالغہ کے لکھنے کا سبب

قرآن مجید چونکہ اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ اور وہ علانیہ فرماتا ہے۔ کتب السمٰوٰت والارض انا ورسلی۔ اسواسطے ہم جتنے مخالفین کے ہی مذہب کے ان کے اصول کی تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے مذہب کا کچھ نہیں۔

آریوں کا علم ہیئت۔ آریوں کے معتبر علم ہیئت ترجمہ ایک شتھان (نظام عالم) موجب پنچ اسدھانت کا مصنف شری وراہ مہر اچاریہ اودھیائے ۱۳ مترجم اڈیٹر نہال سنگھ سبھاسد آریہ سماج کرنال میں لکھا ہے۔ (بھوگل ورنن) (۱) یہ پانچ بھوتوں (پرتھوی جل۔ اگنی۔ وایو اکاش) سے بنا ہوا یہ گولہ (کرہ زمین) اکاش کے اندر تاراگن کے پنجر (چکر) میں گولہ کا اس طرح ٹھہرا ہوا ہے۔ جسطرح کوئی لوہے کا گولہ چاروں طرف۔ ایکانت (چمبک پتھر یا مقناطیسوں) کے درمیان کا ادھر ٹھہرا ہوا ہے۔ نظام عالم آریہ کا شلوک اول صفحہ ۲۰۔ **نوٹ**۔ یہ ترجمہ شدہ مصیبوں کا تصنیف شدہ ہے اور اس بہلاٹ فراٹے مینڈ لکھا ہے۔ (۲) وراہ مہر اچاریہ سمت ۲۲۷ میں ہوا ہے جسکو اب ۱۹۲۰ء میں ۱۴ سو برس ہوتے ہیں۔ اور بقولے وراہ مہر آچاریہ مہاراجہ وکرمادت کے نورتنوں میں سے تھا۔ اس صورت میں وراہ مہر آچاریہ کو ہوئے بجائے ۱۴۰۰ برس کے ۲۰۰۰ برس ہوتے ہیں۔ ہم پہلے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ عبارت مذکورہ بالا سے یقیناً زمین کا سکون ثابت ہے۔ اور اسی میں نظام شمسی کی پوری پوری تردید کی گئی ہے۔

اور اسی میں لکھا ہے (بھو بھرمن وچار یعنی گردش زمین پر بحث) جسطرح لو کے بھرم نیتر (گھبیایا) کجبتی میں رہا ہوا ذرے کا گولا چکر کہاتا ہے اسی طرح گویا بھرم نیتر میں رکھی ہوئی یہ پرتھوی (زمین) چکر کہاتی ہے۔ آرگن یعنی تاروں کا سا چکر نہیں گھومتا بعض آچاریہ کہتے ہیں۔ اگر ایسا مان لیا جاوے کہ پرتھوی گھومتی ہے۔ تو اس پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ جیسے (چیل یا عقاب وغیرہ پرند) جو آکاش میں دور چلے جاتے ہیں۔ وہ پھر اپنے گھونسلے میں واپس نہ آنے چاہیں۔ کیونکہ جب پرتھوی مشرق کیطرف گھومتی ہے۔ تو ان کے گھونسلے کے استھان مغرب میں ہونے کے کارن پرندوں کو مشرق میں گھونسلے نہیں ملنا چاہیئے۔ شیکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وراہ مہر کا یہ خیال بھو وایو (کرۂ ہوائی) سمیت زمین کا مشرق کیطرف گھومنا معلوم نہیں تھا۔ **نوٹ**۔ چراس وراہ مہر کا یہ خیال مستند سدھانت اگرچہ سب [illegible] کی رائے اسی خیال کے حق میں ہے۔ اور اس سدھانتوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ان میں سے مستند سدھانتوں کی رائے اسی خیال کے حق میں ہے۔ اور اس کے خلاف ماننے والا ان میں شاید صرف ویک پرچارک ہی سدھانت ہے۔ جو غیر مستند ہے۔ مستند سدھانتوں کی رائے پر عمل کرنا فرض سمجھا ہے۔ یہ اعتراض زمین کے اپنے محور پر گردش کرنے کی تردید میں ہے۔ وہاں سے اگلے شلوک میں زمین کی محوری گردش پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہی اور بھی دلیل ہے۔

یعنی اگر زمین ایک دن میں مشرق کے رخ ایک گردش کرتی ہے۔ تو اس گردش کے وگ (تیزی)
باد (ہوا) سے مکانوں اور مندریوں کی چوٹیوں پر لگی ہوئی جھنڈیوں کے پھریرے ہمیشہ پچھم (مغرب)
کے رخ ہی کیوں نہیں لہراتے۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ زمین آہستہ آہستہ گھومتی ہے۔ اسلئے ایسا
نہیں ہوتا۔ تو پھر ایک دن میں ساری زمین کس طرح چکر کھاتی ہے۔ زمین کی محوری گردش کی تیزی
سے جو ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہے۔ پھریرے ہمیشہ پچھم کی طرف لہرانے چاہییں۔ ہوا
کے رخ کا ذکر یا تعلق نہیں تھا کیونکہ ہوا کا رخ کچھ ہی ہو۔ ایک سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے کے
سوار کا دوپٹہ ہمیشہ پیچھے ہی کی طرف لہرائے گا۔ ریل گاڑی کی کھڑکی میں سے کپڑا نکالو۔ تو وہ
بھی ہمیشہ پیچھے ہی کی طرف لہرائیگا۔ ہوا خواہ کسی رخ پر ہو۔ نوٹ۔ وراہ مہر صرف اپنی مستند
سدھانتوں کی رائے کو مدنظر رکھتا ہے۔ وہ پانچ سدھانتوں میں سے سوریہ سدھانت
پولیش سدھانت سے سدھانت کو زیادہ صحیح سمجھتا ہے۔ اور سوریہ سدھانت کو سب
سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اسلئے اس کو سوریہ سدھانت کی مت کو مقدم رکھنا لازمی تھا
آریہ نظام عالم مصنف اس کتاب میں باپو دیو شاستری نے سنسکرت میں ایک رسالہ لکھا ہے
جس کا نام بھو بھرم وچار ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اس ملک میں گرہ بھرمن کے متعلق دو مت
مشہور ہیں۔ ایک تو یہ کہ زمین ستھر (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد سورج وغیرہ پھرتے ہیں
اور دوسرا یہ کہ سورج اچل (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد تمام گرہ مع اس بھو (زمین) کے
گردش کرتے ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ دونوں متوں سے تمام باتیں حل ہو سکتی ہیں۔ پھر لکھتا ہے
جس طرح یورپ میں کوپرنیکس نے ٹولمی وغیرہ کے پرانی سدھانت کی تردید کر کے نئی کیندرک
نیا سدھانت قائم کیا۔ اسی طرح آریہ ورت میں بھی آریہ بھٹ جوتشی نے جو ۴۷۶ء میں پیدا ہوا
تھا۔ پرانی سدھانت کی بجائے نئی کیندرک نئے سدھانت کو رواج دیا۔ آریہ بھٹ کا سدھانت
بالکل کوپرنیکس کے سدھانت سے ملتا ہے۔ یہ سدھانت آریہ بھٹ کے خیال میں کوپرنیکس
سے کچھ اوپر ہزار برس پہلے اٹھ چکا تھا۔ مگر وراہ مہر آچاریہ نے جو آریہ بھٹ کا ہمعصر ہوا ہے
اس نئے سدھانت کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ آریہ بھٹ سے کئی صدی بعد تک اس ملک کے
جوتشیوں نے پرانی سدھانت کے مقابلے میں اس نئے سدھانت کی کچھ قدر نہیں کی۔ بھاسکر
آچاریہ بھی آریہ بھٹ اور وراہ مہر آچاریہ کا ہم پلہ جوتشی ہوا ہے۔ پرانی سدھانت کو مانتا ہے
گویا اس کے نزدیک آریہ بھٹ کا سدھانت آریہ ورت میں معدوم ہی تھا۔ بھاسکر آچاریہ
پرتھوی کو بڑی سنجیدگی سے اچل بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ جسطرح سورج اور آگ میں
گرمی ہے۔ چاند میں خنکی۔ پانی میں سیلانی (سیال پن) پتھر میں سختی اور ہوا میں چنچل پن سو
بھاؤ ہے۔ اسی طرح بھومی کا سوبھاؤ سے اچل ہے۔ پر دشمن جو پیچھے شکل ہے پھر لکھتا ہے
اور یورپ میں سولہویں صدی کے اخیر تک پرانا بطلیموسی سدھانت جو قریباً قدیم آچاریوں کی سدھانت

کے ساتھ ملتا ہے۔ رائج تھا۔ تو وہی بطلیموس کا یہ سدھانت ہے۔ کہ پرتھوی برہمانڈ
کے مرکز میں واقع ہے۔ اس سے اوپر چاند۔ بدھ۔ شکر۔ سورج۔ منگل۔ برہسپتی۔ شنیچر۔ ترتیب
وار زمین کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اور سب کے پرے فلک البروج یعنی راشی منڈل گھومتا
ہے۔ اور اس سے اوپر فلک اطلس اور سب سے پرے فلک افلاک ہے
کوپرنیکس نے نیا سدھانت جو رائج ہے۔ اور آریہ بھٹ سے ملتا ہے۔ ظاہر کیا
کہ ۱۵۰۰ء میں۔ ٹائیکو برہی نے کہا۔ کہ بدھ۔ شکر۔ منگل۔ برہسپتی۔ شنیچر سورج کے گرد گھومتے
ہیں۔ اور سورج ان سب کے ساتھ زمین کے چاروں طرف گردش کرتا ہے۔ اور راشی منڈل
بھی زمین کے گرد گھومتا ہے۔ آریہ نظام عالم پھر لکھتا ہے۔ اصلی سدھانت برہم کیندر ک
ہی ہے۔ جیسے کہ سوریہ سدھانت میں کہا ہے۔ کہ برہمانڈ کے مدھ میں آکاش کے
اندر بھوگول (سب کو قائم رکھنے والی) دھارن آتمک برہم پرم شکتی کا سہارا پکڑ کر
قائم ہے۔ شوک صد ہزار آریہ نظام عالم۔ ناظرین قرآن کریم کا فرمان مذکور تھا اور پورا
ہو چکا۔ کیونکہ ایک آریہ بھٹ کے بلا دلیل اور سست ضعیف البنیان مذہب پر چلنے
والے چند اشخاص کے اصول نظام شمسی کو تمام آریہ ورت کے معتبر ہیئت دانوں نے
بذریعہ مستند سدھانتوں اور عقلی دلیلوں کے بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔
اور سب نے زمین کو ساکن اور مرکز عالم قرار دیا ہے۔ اور پنڈت جوالا پرشاد لکھتا ہے
سوامی جی بیچارہ ہی انگریزی پڑھے ہے۔ بہت کچھ انگریزی ودیا کا اثر ہے۔ سوچنے کی بات ہے
یدی پرتھوی گھومتی ہوتی تو جس پر کالا گرہ بارہ مہینے میں ہوتے ہیں۔ اسی پرکار پرتھوی بھی راشیوں
میں گھومتی اور اس کا گرہن سنکھیا بھی ہوتی اور دیوی لوک گھومتے ہی سے استھر رہتے۔ تو دیو
کا کارا نہیں۔ گھومتا اس بات کو بھی مانتے ہیں۔ اور اسی کارن اس کا علم دھرو پنڈ کہ
وہ گھومتا نہیں۔ تو دھرو تارا بھی گر پڑنا چاہیے۔ تھا اور بھی تارا گن ہیں۔ جو نہیں
گھومتے وے بھی گر پڑیں تو یہ آکاش شونیہ ہو جائے۔ اس کارن یہ کہنا ٹھیک نہیں
کہ جو نہیں گھومتے ہیں۔ وے گر پڑیں۔ اور جب پرتھوی سورج کے چاروں اور گھومتی
ہے۔ تو گرہ کے دنوں میں بہو رکے گھنٹے ہو لیے ہے۔ یہ کیفیت سوریہ [illegible] درشٹی
آنا چاہیے۔ ایسا انگریزی والے مانتے ہیں۔ سو ایسا بھی نہیں ہوتا اور سوریہ کی کچھ دور
رہا ہے۔ وہ بھی رشد ہے۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ ان کو پہاڑ کے اوپر سے دیکھا گیا
کہنا کا [illegible] ہے۔ آپ نے سوریہ کو پرتھوی سے کئی لاکھ گنا بڑا کہا ہے اور
کروڑوں کوس دور مانا ہے۔ ورتو جب لگے جب رائی کے برابر گھومتا ہے
اور رائی کا لاکھ گنا پہاڑ نہیں ہو سکتا۔ یعنی آپ تو رائی کو ایک چاول کے برابر کہتے ہیں
تو دو چاول رائی میں ۲۶ دانے ہوتے ہیں۔ [illegible] ۱۰۲۲۲۸ [illegible] سے بھی اور بڑا کہتے

ہو جائیں گے۔ جن کا بوجھ پاؤ بھر کا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کارن رائی پربت کا درشٹانت سمجھو
اشدھ ہے۔ پھر ایک پرتھوی ہی تو نہیں۔ ایک برہمانڈ سا میں بہی سوریہ پرکاش کرتا اور
شدھ ہونے سے کہا پرماتما کے پرتاپ سے او ہیگ ویگ سے گتی کرتا ہے۔ کیونکہ (سوریہ کا
کی چرکی) یجر وید منتر ۱ ادھیائے ۲۳۔ اور (ہرنیش۔ سوتا۔ تھیما۔ دیودائی۔ بھونانی
پشیتن) یجر وید منتر ۳۷ ادھیائے ۳۳۔ ارتھات سوریہ اسمہائے چلتا ہے۔ سورج کے رتھ
میں سورج دیو لوکوں کو دیکھتے جاتا ہے۔ یجر وید کے واکیہ ہیں۔ جس سے سوریہ کا لوکوں کے چاروں
اور گھومنا سدھ ہوتا ہے۔ اور جو پرتھوی چلتی ہوتی۔ تو ایک منٹ میں ۵ ۱/۲ میل لے گئی ہوتی
گھومتی ہے۔ پرتھوی کا دیاس انگریزی میں ۷۹۲۶ میل کا لکھا ہے۔ سوامی جی نے لکھا تو نہیں
پھر انہی کیا مانا ہوگا۔ اور جو ویگ مانیں گے۔ تو او ہیگ ہی چال ہوگی۔ اس حساب سے جب
گھنٹے بھر میں ۱۰۴۰ ۱/۲ میل پرتھوی گھومتی ہے۔ تو جو کبوتر سے گو اڑتے ہیں اور دوپہر کو نستے ہیں
تو گھر پر نہ ٹھہر سکتے جائیں گے۔ کیونکہ چھ گھنٹے بھر میں پرتھوی ۶۲۴۰ ۱/۲ میل نکل جائیگی۔ کبوتر اتنا چل نہیں
سکتا یدی کہو۔ کہ پرتھوی کی کشش سے کھنچے جاتی ہے۔ تو ایسی بڑی پرتھوی کے گھومنے سے ہوا
کا بہت بڑا دھکا لگنا چاہیے۔ اور اڑنے والے استا ویست ہو جانے چاہئیں۔ اور سدا آدمی بھی
چلا کر گر جانے چاہیے۔ جیسے کہ جب ریل ویگ سے چلتی ہے۔ تو اس کے ٹکٹ لگا ہوا کا ویگ
ہوتا ہے۔ اور جہاں تہاں منٹ کے تیرن آدمی استا ویست ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی پرتھوی کے چلنے کی
اڑنے ہارے جیوں کی گتی ہونی چاہیے۔ کنتو جو سرد مرد گھس ٹلتے ہیں۔ پھر پرتھوی کے چلنے
والے کرکھ کو جو چلتے پر تو سو بھی نہیں۔ اچھا جاری اڑتے ہیں۔ کشش ہوتی ہے۔ تو کچھ
معلوم پڑتے۔ سو بھی نہیں ہوتا۔ اور پرتھوی [illegible] چلتی ہے۔ وہ بکھر جاتے۔ کیونکہ آکرشن شکتی
اپنے سے نیچوں کو آکرشن کر سکتی ہے۔ وشیش کو نہیں یدی کہو۔ کہ پورو میں جل بھر کے پھرانے
سے وہ نہیں گرے گا۔ تو پرتھوی مانو سو بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پورے کے [illegible] پانی ٹھہرتا ہے
[illegible] ہوتا ہے۔ پرتھوی کے بھیتر پانی نہیں اور پر ہے۔ اس سے ورشٹانت [illegible]
یدی کہے آکرشن شکتی سموئے سمبندھ سے رہتی تو ایک مٹی کا گولا بنا کر اس میں تین گنے گڑھے
کر کے پانی بھرے وہی پانی ٹھہر جاتے۔ تو جو پرتھوی میں بھی ٹھہر جائیگا۔ سو ایسا نہیں ہوتا
اس پرکار سے پرتھوی کا گھومنا سدھ نہیں ہوتا۔ اب وید منتروں سے پرتھوی کا ستھر ہونا
سدھ کرتے ہیں۔ اور کو جو جی آدمی جو نسخے بناتے ہیں۔ پرنتو آپ جہاں سا سے ہی
جو نسخے ہیں۔ نرکت میں گو شبد دیکھ کر پرتھوی کا چلنا سدھ کر دیا۔ نرکت میں اس شبد کا اس
پرکار ویاکھیان کیا ہے۔ (گو اتی پرتھویا نام دھیم یدور نکتا بھوتی یچا سا م بھو نانی [illegible]
[illegible] میں پرا [illegible] ہے [illegible] جس کارن سے [illegible]
اس سے پرتھوی کا نام [illegible] ہے (دیکھئے نرکت [illegible]) یہ سنسکرت [illegible]

بتھاؤ وچار یہ ہے پرچان نام نگھنٹو میں پرتھوی کا نام نرتی لکھا ہے نرتی (نرستات) تنچل
اتوے نا وستھانات جس میں گتی نہیں ہوتی اتفات جو ستھر ہو گیا ہے۔ نرتی لکھتے ہیں۔ جیسے
رگوید میں (ہو بہتا ترنیم ادرلیتی ۱۲۲/۳۲ ۱۔ ادا ہرن ہے۔ جب پرتھوی چلتی ہوتی تو بولا تی
بھم ہوتا۔ کیونکہ جس میں گتی نہیں۔ وہ گرتی ہے۔ سوامی جی نے ایم گھیرس کو تیسرے ادھیائے
کا وہ منتر لکھا ہے۔ پر تو یہ پچھلا منتر ہے۔ تو ماتہیں اس منتر کا سرپ راگنی کدرو درشی کا گیری
چھند اگنی دیوتا ہے۔ وہی جان رکھنے کی بات ہے۔ کہ جس کا منتر جو دیوتا ہوتا ہے۔ اس
منتر میں اسی کا گن کتھن ہوتا ہے۔ جیس اس منتر کا اگنی کو ہی گن دھیں کتھن کئے ہیں
بجان گنگو نام اگنی کا ہے۔ یتھا ہی (ایم) اوس (اگنی) یگیہ سدھی کے ارتھ بچمان کے
گھر آنے جانے والی (پرتنی) خوبٹ رکت آدمی ہو پرکار کی جوالاؤں سے یکت اگنی
نے (آ) سب اور سے آپرتی گراہ دکھشن اگن کے ستھانوں میں (اکرمیت) اکرمن
کیا۔ (پرہ) پور وشیا میں (ماترم) پرتھوی کو (اسدت) پراپت کیا (چہ) اور (پتھرم) سورگ
مدھے ہوکی (پرییں) سورگ میں چلتے اگنی نے (پرچم) سورگ لوک کو (استہ) پراپت کیا (سائنا
چاریہ نے ایم گھیرس اگنی یاسم وویم سوریم تی اس انوکرمنی کے انوسار سوریہ پرتو یا کھیان کیا ہے
بتھا گھو مگن شید یہ رتھ درنہ پراپت تھا ایم سوریہ اکرمیت آکر آ شوان ایدیلوکی گمن خیل
تیج سیہپت سوریہ اسچل گمن کرتا ہے۔ ستھان دھیں یعنی گھومنے کا مگن نہیں ہے۔ دیانند جی سوامی
کھنڈ نام ستھو ۳۰۰ و ۲۰۱ مصنفہ پنڈت جوالا پرشاد سناتنی شرطیہ شری دنکیشور پریس
بمبی سمیت ۱۹۷۰۔ غرضیکہ **ویدوں کے علم ہیئت سے** یقینی ثابت ہوتا ہے
کہ زمین ساکن اور سورج چاند وغیرہ اجرام فلکیہ متحرک ہیں۔ مشرق سے نکلکر مغرب کو چلتے ہیں
مگر تعجب ہے کہ دیانند آریہ نے ویدوں کے برخلاف نظام شمسی کے اصول کو ذریعہ بنا کر تمام خرافات
و مذاہب پر بلا وجہ فتح کی ہے۔ اور بجز اپنی خاص آریہ مت کے باقی تمام مذاہب کے علم
جغرافیہ و نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر جو ناراز دیا تھا کہ جین مت اور پرانوں کی
سخت ہجو کی ہے۔ اسلئے پنڈت جوالا پرشاد سناتن دھرمی نے پرانوں کی حمایت کرتے ہوئے دیانند کو
نہایت عمدہ اور متانت سے جوابدیا۔ اور نظام شمسی کے اصول کی ہی تردید کی ہے

پرانوں کا اور جین مت کا علم ہیئت – ہندو کے مذاہب دربارۂ علم ہیئت (۱)
پرانوں کے اقوال (۱) زمین کو شیش ناگ نے سہارا دیا ہوا ہے۔ یعنی ہزار پھن والے سانپ
کے سر پر ہے۔ (۲) بیل کے سینگ پر ہے۔ (۳) کسی پر نہیں۔ (۴) جو کسی کے سہارے پر ہے۔
(۵) سورج کی کشش سے کھچی ہوئی ہیٹ فضا سے پر قائم ہے۔ (۶) زمین بھاری ہونیکی وجہ سے
نیچے سے نیچے آکاش میں چلی جاتی ہے۔ سانپ کے قول والے کہتے ہیں۔ سانپ کچھو پر کچھو پانی
پانی آگ پر آگ ہوا پر۔ ہوا آکاش میں ہے۔ سطح زمین ٹھہری ہوئی ہے۔ اور یہ سب کچھ

ہوتے ہیں۔ (۲) سورج سات منہ والے گھوڑے کے رتھ پر سوار ہو کر سمیرو پربت سے چکر کھاتا
پربت پر دورہ کرتا ہے دیانند رگوید کے لفظ اُکش کو دیکھ کر کہتے ہیں سمجھ لیا ہے کہ بیل زمین کو کس طرح
اُٹھا سکتا ہے۔ اصل میں سورج کا نام اُکشا ہے۔ رشمی اپنی کشش سے زمین کو دھارن کیا ہوا ہے۔
ستیارتھ پرکاش مقنفہ دیانند آریہ صفحہ ۱۹۲ (اُکشا کے معنی یہاں بیل ہی کے ہیں۔ غرض
نظام شمسی کے خلاف کا دھبہ دُور کرنے کیلئے معنی بدلا دیے۔ جین مت کا علم ہیئت۔ زمین
کی پیدائش کا حال جین ساردھاگ صفحہ [illegible] میں لکھا ہے۔ اس ترتیب بیان میں سنکھیات جزیرے اور
سنکھیات سمندر ہیں۔ سنکھیات کا اندازہ یہ ہے۔ کہ ڈھائی ساگر دم کال میں جس قدر
وقت گزرے اتنے جزیرے اور سمندر ہیں۔ اول جمبو دیپ سب جزیروں کے درمیان ہے
اس کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن یعنی ۴ لاکھ کوس ہے۔ اور اس کے چاروں طرف نمک کا سمندر ہے
اس کا پیمانہ ۲ لاکھ یوجن یعنی ۸ لاکھ کوس ہے۔ اس جمبو دیپ کے چاروں طرف دھات کے کھنڈ
نامی جزیرہ ہے۔ اس کا پیمانہ ۴ لاکھ یوجن یعنی ۱۶ لاکھ کوس ہے۔ اور اس کے بیچ پشکر
اورت جزیرہ ہے۔ اس کا اندازہ ۶۴ لاکھ کوس ہے۔ اسی جزیرے کے اندر کئی اور بھی ہیں
اس کے آدھے حصہ میں آدمی بستے ہیں۔ اور اس کے پرے سنکھیات جزیرے سمندر ہیں۔ زمین [illegible]
جیو رہتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ [illegible] تو ساردھاگ میں جو اس عبارت کے لکھی ہے۔ کہ سب
باتیں شری جین۔ [illegible] [illegible] چندر [illegible] وغیرہ
اعلیٰ کتب مقدسہ میں بیان کئے ہیں۔ اور یہ شخص [illegible] ساردھاگ میں ہے۔ دو چاند
اور دو سورج کی قطاریں ہیں۔ ایک دوسرے سے لاکھ یوجن یعنی ۴ لاکھ کوس کے فاصلہ پر گھومتی ہیں
جیسے سورج کی قطار کے فاصلہ پر ایک چاند کی قطار رہتی ہے۔ ویسے چاند کی قطار کے واسطے
ہر سورج کی قطار ہے۔ اسی طرح چار قطاریں ہیں۔ ہر ایک چاند کی قطار میں ۶۶ چاند ہیں۔ اور
ہر ایک سورج کی قطار میں ۶۶ سورج ہیں۔ چاروں قطاریں جمبو دیپ کے سمیرو کے ارد گرد
گردش کرتی ہوئی۔ انسانی دنیا پر دورہ کرتی ہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ [illegible] [illegible] زمین است و جنبش
[illegible] آفتاب [illegible] است۔ [illegible] است۔ و جنبش
[illegible] باشد [illegible] زمین [illegible] آتش [illegible]
آسمان۔ دبستان مذاہب۔ تعلیم [illegible] اہل ہنود۔ صفحہ [illegible] اس عبارت
کا مطلب یہ ہے۔ کہ زمین کی گردش [illegible] ہے۔ اسی طرح گرو [illegible] صاحب کی جنم
ساکھی کے مختلف ساکھیوں کے پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ گورو صاحب نے زمین کے
[illegible] پر چالیس لاکھ جوجن تک سیر کی ہے۔ جنم ساکھی صفحہ ۳۳ اس کا حساب ایک
[illegible] لاکھ [illegible] ہے۔ اور ہنود نے [illegible] سورج کو [illegible]
دیکھا ہے۔ مگر [illegible] اب کیا اہل ہنود بزرگوں کے باعث [illegible] جہاز [illegible]

ترجیح دے سکتے ہیں۔ یا مگر صاحبان اپنے گرد وپیش کے متعلق بوجہ جسم ساکن میں لکھا ہے
کوپلیکس علاج کی دریافت کو فوقیت دے سکتے ہیں۔ یا اسکی ترجیح کی کوئی دلیل ہے۔ یا کوئی ایسی
وجہ ہے۔ کہ کوپلیکس کی دریافت کو علم کہا جائے۔ اور دوسروں کی دریافت کو جہالت سے تعبیر
کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ **یونانیوں کا علم ہیئت**۔ واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اس
بات کے قائل تھے۔ کہ زمین ساکن اور مرکز عالم تھا۔ اور سورج اور باقی اجرام فلکیہ زمین
کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اور تمام روئے زمین کے فلاسفر اس بات کے قائل تھے
علوم طبیعہ کی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ حکیم تالیس ۶۴۰ء قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا۔ وہ
پہلا یونانی تھا۔ جس نے علم ہیئت کو سیکھا۔ اور اگرچہ اپنے ہم وطنوں کی مانند وہ
بھی قائل تھا۔ کہ زمین چپٹی اور سمندر سے محصور ہے۔ تاہم اس نے بڑی بڑی دریافتیں
کیں۔ تالیس نے آفتاب کی گردش سے دریافت کر لیا۔ کہ سال کے چار حصے
ہیں۔ دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے۔ حکیم فیثاغورس یونان کے نہایت
مشہور حکماء و فضلا میں سے ہے۔ اسکی پیدائش کا وقت ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہوا
لیکن وہ ۵۶۹ء اور ۴۷۰ء قبل مسیح کے مابین تھا۔ فیثاغورس پہلا شخص ہے۔ جس نے
یہ بتایا۔ کہ زمین ساکن نہیں۔ بلکہ متحرک ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ فیثاغورس
سے پہلے تمام یونانی حکماء و فضلا اسی بات کے قائل تھے کہ زمین ساکن ہے۔ پھر اسی
کتاب میں ہے۔ کہ حکیم ارسطو عرف ارسطاطالیس جو ۳۸۴ء قبل مسیح میں تھا۔ وہ بھی اور تمام
یونانی حکما جو شہنشاہ سکندر اعظم کے وقت میں تھے۔ انہوں نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ آفتاب
کو مختلف بروج میں ہو کر گذرنا پڑتا ہے۔ اسی سے انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ آفتاب
متحرک ہے۔ اور زمین ساکن۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حکماء سکندر اعظم نے بھی
حکیم فیثاغورس کی بات کو کہ زمین متحرک ہے۔ اور آفتاب ساکن ناچیز اور مردود کہا ہے۔
بلکہ سب حکما اس بات پر متفق تھے۔ کہ زمین ساکن مرکز عالم ہے اور آفتاب
متحرک ہے۔ **حکیم ارسطو اور بطلیموس کا علم ہیئت**۔ تاریخ علوم طبیعہ میں
لکھا ہے۔ کہ حکیم بطلیموس جو ۱۴۰ء میں ایک نہایت زبردست ہیئت دان
گذرا۔ علم ہیئت کے متعلق اسکی سب سے اہم ایجاد بطلیموسی نظام ہے۔ جس میں اس نے
آفتاب ستاروں سیاروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے۔ اور زمین کو ساکن اور کائنات
کا مرکز قرار دیا ہے۔ اسکی دریافتیں اور ان کے بیان کچھ ایسے اطمینان بخش تھے
کہ چودہ سو سال تک تمام ہیئت دان اسی کے قائل رہے۔ بعد میں کوپرنیکس نے اسکا
خلاف کیا۔ اور ایک آرچ ڈیکن سولج کرٹال لکھتا ہے کہ یورپ میں سولھویں صدی
کے آخیر تک پرانا بطلیموسی سسٹم جو آج کل قدیم آچاریوں کی سدھانتوں جیسا ہی تھا ہے۔

رائج تھا۔ آریہ نظام عالم۔ اور منشی ذکاءاللہ صاحب لکھتے ہیں۔ نظام بطلیموس میں چونکہ زمین مرکز عالم ہے۔ اسلئے زمین اعلی مقام میں ہوگئی۔ اسلئے عیسائیوں کے دل میں کوئی رنجیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ جبکہ اس سے مسلمانوں کے دل میں بھی کوئی رنجش نہیں ہے بطلیموس کی مجسطی کی خوبیوں کا ایک عالم قائل ہے۔ غرضیکہ یہ نظام بطلیموسی چودہ سو برس تک دوسری صدی عیسوی سے سولھویں صدی تک سب کے نزدیک مسلم الثبوت رہا۔ مذہب و سائنس
رزم و بزم اور معرکہ مذہب و سائنس میں ہے۔ بطلیموس نے چونکہ زمین کو مرکز کائنات قرار دیکر زمین کا تفوق قائم رکھا۔ اسلئے مسیحی یا اسلامی عقائد کو صدمہ پہنچنے کا موقعہ نہ ملا۔ اور نظام بطلیموس کو چودہ سو سال تک یعنی دوسری صدی عیسوی سے لیکر سولھویں صدی تک پایۂ اعتبار سے ساقط نہ ہونے دیا۔ نظام بطلیموسی جس حیثیت سے کہ المجسطی میں اسکی تشریح کی گئی ہے۔ عام طور پر رائج ہوگیا۔ معرکہ مذہب و سائنس۔ اور مولوی ضیاءالدین صاحب دہلوی۔ نظام فیثاغورس کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ یہ نظام تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا۔ مگر بعد ازاں سولھویں صدی عیسوی میں کوپرنیکس جیسی محقق نے انگلستان میں اس نظام کی ترویج کی جسکے سبب سے یہ نظام انگلستان میں نظام کوپرنیکس مشہور ہوا۔ انگلستان کے ایک نامی ہیئت داں نے اس نظام کے رواج کے سبب سے اس سے سخت انکار کیا۔ اور نظام بطلیموسی کے جسکی تعلیم زمانۂ حال سے تین سو برس پہلے تمام مدارس فرنگستان میں کیجاتی تھی۔ اور اب تک اکثر اقالیم میں رائج ہے۔ قائل رہے۔ ڈاکٹر ہرشل صاحب نے لکھا ہے۔ کہ کوپرنیکس کی کتاب جسمیں حرکت ارضی اور اور حالات کے باب میں مسائل فیثاغورس مندرج ہے چھتیس برس تک انگلستان میں رائج نہ ہوئی اور آخر کو شائع ہوگئی۔ مگر اسکی موت سے چند ساعت پیشتر اسکے پاس گئی بعد ازاں گلیلیو اور کیپلر سولھویں صدی کے آخر اور سترھویں صدی کے آغاز میں ان مسائل کے مستحکم کرنے میں مشہور ہوئے۔ اور پھر سترھویں صدی میں نیوٹن صاحب نے مسئلہ کشش دریافت کرکے اپنی ہندسی دلیلیں اس نظام میں ظاہر کیں۔ اصول علم طبعی
ابن محقق طوسی کی مرقومہ ترجمہ شدہ مجسطی کی عبارت یہ ہے۔ الارض باسرہا کرویۃ مستدیرۃ او الارض بکل اجزاءہا کرویۃ کالمرکز للسماء وکالنقطۃ مستقرۃ الثوابت وغیرہ منتقلۃ عن الوسط مجسطی۔ ان الارض لیس لہا حرکۃ منتقلۃ لانہا فی الوسط وان الثقائل بطبعہا تمیل الی الوسط۔ مجسطی۔ فالنقل جہۃ المرکز والعلو محیطہا والخفیف یمیل الی العلو والثقیل الی المرکز فالارض بجملتہا فی موضع المرکز دائمۃ مجتمعۃ من جمیع الجوانب الیہ ساکنۃ فیہا مجسطی۔ اف السماء کرویۃ متحرکۃ مستدیرۃ بجمیع الاجرام التی طالعۃ من مشارق الارض مرتفعۃ بالتدریج

وما حدا ما الطبخة فكذلك الى ان تغيب فى المغارب ماكثة فى جنبها زمانا ما ثم
بعد ذلك الى المشارق شيئا فشيئا فى ازمنة الظهور والخفاء فى المشارق والمغارب مختلفة
ان الارض بجملتها اى بكليتها مستديرة وان الواقف عليها من جميع الجوانب
راسه الى ما يلى المحيط وهو الفوق ورجله الى ما يلى المركز وهو التحت تكملة
شرح تذكرہ للمحقق الطوسى۔ ويدل الدلائل على كون الارض فى وسط
الكل فهو مركزه۔ تكملہ شرح تذكرہ۔ واما كون الارض متحركة على الوسط فهو القول
محمود۔ الناظر اليه احتمال فى النيرين والكواكب السيارة والثابتة يجدها باسرها متحركة
سريعة الطبيعة۔ تكملہ شرح تذكرہ۔ الارض ساكنة فى الوسط وذلك لانطباق
مركز ثقلها على مركز العالم عدم حركتها فيه وعليه۔ تحفہ شاہى للمحقق الشيرازى۔
واما ان الارض لها طبيعة واحدة بسيطة يقتضى السكون فى الوسط والميل
المستقيم الى جهة التحت فمركز حجمها منطبق على مركز العالم۔ ہديہ سعيديہ
مولوى افضل حق صاحب خيرآبادى۔ اور اسيطرح شرح حكمة العين عربى
قلمى ميں بھى ديكھا گيا ہے۔ اور يہى مضمون شرح المواقف ميں بھى مرقوم ہے۔
الغرض حكما كے نزديك مقرر ہے كہ جو چيز زمين ميں ہوتى ہے وہ بسبب طبيعت
اور بباعث كشش ذاتى كے مركز عالم كى طرف زيادہ ميل ركھتى ہے كہ وہاں قرار
پائے۔ اسى واسطے يہ بات مقرر ہوئى كہ زمين سب عناصر سے بھارى ہے پس لازم
ہو گيا كہ زمين بسبب گرانى وثقل ذاتى كے مركز عالم پر قرار پكڑے چنانچہ حكيم
بطليموس اور ارسطاطاليس وغيرہ كا برخلاف فيثاغورس كے يہى مذہب ہے۔
علوم طبيعيہ كى تاريخ ميں لكھا ہے كہ حكيم تاليس سنہ ۶۴۰ قبل مسيح ميں پيدا ہوا تھا وہ پہلا
يونانى ہے جس نے علم ہيئت كو سيكھا۔ اور اگرچہ اپنے ہم وطنوں كيطرح وہ بھى قائل
تھا كہ زمين چپٹى اور سمندر سے محصور ہے تاہم اس نے بڑى بڑى دريافتيں
كيں۔ تاليس نے آفتاب كى گردش سے معلوم اور دريافت كيا كہ سال كے چار حصے ہيں۔
اور اسى كتاب ميں ہے كہ حكيم فيثاغورس پہلا شخص ہے جس نے يہ بتايا كہ زمين ساكن
نہيں بلكہ متحرك ہے ليكن يہ نہيں بتايا كہ وہ آفتاب كے گرد گردش كرتى ہے۔ اور يہ ثابت
ہے كہ فيثاغورس سے پہلے تمام عقلاء يونان وہى بات كے قائل تھے كہ ساكن ہے
اور اسى كتاب ميں ہے كہ حكيم ارسطو عرف ارسطاطاليس سنہ ۳۸۴ قبل (مسيح) يونانيوں ميں
سے پہلا ہيئت دان ہے جس نے بيان كيا كہ زمين گول ہے

اور تمام یونانی حکما جو سکندر اعظم کے وقت میں تھے انہوں نے معلوم کر لیا کہ آفتاب
کو مختلف بروج میں ہو کر گزرنا پڑتا ہے اس سے یہ نتیجہ بھی نکال لیا کہ آفتاب متحرک اور
زمین ساکن ہے۔ جس میں حکیم فیثاغورس کے مذہب کی تردید ہے۔ یہ نظام شمسی دراصل
نظام فیثاغورس ہے اور فیثاغورس نے اس نظام کو کسی ہندوستانی جوتشی سے سیکھا تھا
جیسے مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ ارسٹارکس سے مدتوں پہلے فیثاغورس ہندوستان میں
آیا تھا اور یہ مسئلہ یہاں سے سیکھ گیا تھا کہ نظام عالم کا مرکز آفتاب ہے۔ اور سات
مدور مداروں پر یہ سیارے عطارد۔ زہرہ۔ زمین۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل علی الترتیب
طواف کرتے ہیں۔ اور اپنے محوروں پر بھی گردش کرتے ہیں۔ سائنس و مذہب کی [illegible]
اور معرکہ مذہب و سائنس میں ہے۔ فیثاغورس کے ذریعے سے ایک نیا خیال ہندوستان سے
یورپ میں پہنچ چکا تھا۔ اس خیال کے مطابق آفتاب مرکز کائنات تھا۔ غرضکہ جب کبھی
ان دو معتبر تاریخی شہادتوں سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ نظام فیثاغورس دراصل
ہندوستانیوں کا تعلیم ہے اور بعض ہندوستانی ہی اس فخر کے لائق اور مستحق کو ہی اس نظام
شمسی میں تمام فیثاغورسیوں پر حق اور فخر استادی حاصل ہے۔ اور حکما فیثاغورسی
ان کے شاگرد رشید ہیں جنہوں نے اس علم کی پوری پوری خدمت کی ہے۔ فیثاغورس نے
جب ہندوستان سے واپس جا کر ممالک یونان وغیرہ میں یہ مسئلہ ظاہر کیا کہ زمین
متحرک اور آفتاب ساکن ہے تو یونانی اسکے مخالف ہو گئے اسلئے وہ اپنے مذہب کو
چھپاتا رہا تاہم اسکو کچھ مصائب اٹھانے پڑے آخرکار ان لوگوں نے بار بار حملہ کرکے اسے
قتل کر ڈالا اور اسکے شاگرد ہمیشہ پردہ اخفا میں رہے یہانتک کہ حکیم ارسٹارکس
نے فیثاغورس کے مذہب کو ظاہر کیا اور کہا کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے
لیکن منشی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ارسٹارکس کے خیالات کو نظام عالم کے بارہ میں
متقدمین نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام بطلیموسی کو ہر طرح بہتر جانا۔ سائنس و مذہب کی [illegible]
پھر تاریخ علوم طبعیہ میں لکھا ہے۔ کہ حکیم بطلیموس جو ۱۵۰ء میں ایک نہایت زبر
دست ہیئت دان گزرا ہے۔ علم ہیئت کے متعلق اسکی سب سے اہم ایجاد بطلیموسی
نظام ہے جس میں اسنے آفتاب، ستاروں اور سیاروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے
اور زمین کو ساکن اور کائنات کا مرکز قرار دیا ہے۔ اسکی دریافتیں اور اسکے خیالات
کچھ ایسے اطمینان بخش ہیں کہ چودہ سو سال تک تمام ہیئت دان ان کے قائل رہے
بعد میں کوپرنیکس نے اسکا خلاف کیا۔ اور ایک آریہ سماجی [illegible] لکھتا ہے۔ کہ یورپ میں

سولہویں صدی کے اخیر تک پرانا بطلیموسی سدھانت جو تقریباً قدیم آچاریوں
کی سدھانتوں کے ساتھ ملتا ہے رائج تھا۔ آریہ نظام عالم۔ اور منشی ذکاء اللہ صاحب
لکھتے ہیں۔ نظام بطلیموس میں چونکہ زمین مرکز عالم ہے اسوجہ سے زمین اعلیٰ مقام
میں ہوئی اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی ناراضگی و رنجیدگی پیدا نہیں ہوگی
جیسا کہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں بھی کوئی رنجش نہیں ہے بطلیموس کی مجسطی کی
خوبیوں کا ایک عالم قائل ہے۔ غرض یہ نظام بطلیموسی چودہ سو برس تک دوسری صدی
عیسوی سے سولہویں صدی تک سب کے نزدیک مسلم الثبوت رہا۔ مذہب و سائنس کا ترجمہ
اور جو کہ مذہب و سائنس میں ہے۔ بطلیموس نے چونکہ زمین کو مرکز کائنات ٹھہرا کر اور
دیگر زمین کا تفوق قائم رکھا اس لئے مسیحی یا اسلامی عقائد کو برافروختہ ہونے کا موقع
نہ ملا اور نظام بطلیموس کو چودہ سو سال تک یعنے دوسری صدی عیسوی سے سولہویں
صدی تک سب کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط نہ ہونے دیا۔ نظام بطلیموسی جس حیثیت سے
کہ المجسطی میں اس کی تشریح کی گئی ہے عام طور پر رائج ہو گیا۔ معرکۂ مذہب و سائنس۔
بعد مولوی ضیاءالدین صاحب دہلوی نظام شمسی فیثاغورثی کے بارہ میں لکھتے ہیں یہ نظام
تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا مگر بعد ازاں سولہویں صدی عیسوی میں
کوپرنیکس مسیحی نے فرنگستان میں اس نظام کی ترویج کی جس کے سبب سے یہ نظام فرنگستان
میں نظام کوپرنیکس مشہور رہا۔ مگر فرنگستان ہی کے اکثر نامی ہیئت دانوں نے
اس نظام کے ترویج کے باعث اس سے سخت مجادلہ کیا اور نظام بطلیموس کے جسکی
تعلیم زمانہ حال سے تین سو برس پیشتر تمام مدارس فرنگستان میں کی جاتی تھی اور
اب تک اکثر اقالیم میں رائج ہے قائل رہے۔ ڈاکٹر ہرشل صاحب نے لکھا ہے کہ کوپرنیکس
کی کتاب جس میں حرکت ارضی اور اور حالات کے باب میں مسائل فیثاغورثی درج
تھے چھتیس برس تک فرنگستان میں رائج نہ ہوئی اور آخر کو اسنے چھپوائی
مگر اسکی موت سے چند ساعت پیشتر اسکے پاس آئی۔ بعد ازاں گلیلیو اور
کیپلر سولہویں صدی کے آخر اور سترہویں صدی کے آغاز میں ان مسائل کے
مستحکم کرنے میں مشہور ہوئے اور پھر سترہویں صدی میں نیوٹن صاحب مسئلہ
کشش دریافت کر کے اپنی ہندسی دلیلیں اس نظام میں ظاہر کیں۔ اصول علم طبعی

نظام شمسی کے بطلان پر بطلیموس کے دلائل عقلیہ جو
مجسطی وغیرہ میں مذکور ہیں نقل کئے جاتے ہیں۔ (۱) و قد ظن قوم ان الارض

متحركة بالاستدارة حول محور الحركة من المغرب الى المشرق (الى ان قال) والدليل يمكن بالنظر
الى الهواء والاشخاص الارضية لان صاحب هذا القول مع اعترافه بان الامور المتلفقة الطبيعة وهي تنفي
الحركة المستديرة على الجرم اللطيف المتشابه الاجزاء وانما تنافي الكثيف المختلف الاجزاء
وقد تنبا به حركة ما يشبه الاول ما هو اقل لطافة كالهواء أسهل من حركة ما هو على طبع الثاني
كالاجسام الارضية اعسر وانما هو القول متشابه كمانعها مع تعاد طبيعتهما مقر بان الارض اسرع
ما عداها فيلزم ان لا يدرك الاشخاص السفلية كالسحب والطيور والسهام حركة الى المشرق
والارض تسبقها اليه بل يرى متحركة الى المغرب ابداً فان قيل ان الهواء ايضاً يتحرك
بتلك الحركة فيلزم ان تتشابه الاجرام التي فيه ما هو حاجزة عنه وان جعلت لاصقة بمواضعها
كالملتصقة لزم ان ينتقل عن مواضعها ولا يتبدل في اوضاعها مجسطي حصه اول - (٢) ولا يمكن
اسناد الحركة الاولى الا القليل من ان ذلك الاسناد موجب ان لا يقع الحجر المرمي في الهواء الى جهة
الفوق على موضع الاول بل يجب ان يقع في الجانب الغربي عنه (الى ان قال) بل لكونها ذات
مبدأ ميل مستقيم طبعاً كما يظهر في اجزائها المنفصلة عنها فيمتنع ان يتحرك على الاستدارة
بالطبع تحفه شرح تذكره محقق الطوسي - (٣) وثالثها فلانها لو تحركت على الوسط حركة
وضعية من المغرب الى المشرق وجب ان لا يرى متحرك نحو المشرق بما ذكرتم ولم يبطلوه
بانها ذات مبدأ ميل مستقيم فيمتنع ان يتحرك على الاستدارة - تحفه شاهي محقق الشيرازي
(٤) وزعمت طائفة اخرى انها مستديرة الحركة (الى ان قال) والدليل على بطلان
هذا القول ان الارض اذ نرى في اجزائها المتوافقة لها في الطبع ميلاً مستقيماً ففيها مبدأ
ميل مستقيم فلا يكون فيه مبدأ ميل مستدير وقد يبطل بان الحجر الذي خلي من الهواء يجب
ان لا يقع الى ما يحاذي الموضع الذي خلي على خط يكون عموداً بل يقع الى الجانب
الغربي منه او نزل اليه لا على عموده وبان السهم المرمي الى المغرب يجب ان يرى
ابطأ من المرمي الى المشرق الخ - شمس بازغه ص ١٤٢ - اور اسیطرح شرح حکمۃ العین عربی
قلمی اور شرح المواقف میں بھی لکھا ہے - تو جس شخص نے یہ کہا کہ نظام فیثا غورس پر بطلیموس
کا یہ اعتراض تھا کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو ہوا اور دوسرے اجسام لطیفہ کو پیچھے چھوڑ
جاتی اس لئے انہوں نے زمین کو مرکز کائنات قرار دیا ہے - یا یہ کہ اس زمانے میں علم طبیعیات کا ابتدائی نقص
تھا کہ بطلیموس نے نظام فیثا غورس پر ایک اعتراض کیا کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو ہوا اور تمام ہلکے جسم
اس سے پیچھے رہ جاتیں اسی لئے اس نے زمین کو مقام مرکز عالم میں ٹھہرا لیا اور اسکے گرد سیارگان کو
دوڑا دیا سمجھو - اس نے مجسطی کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھا - بطلیموس نے تو زمین کو جو اسکے میں

مستیم انہ الی مرکز کے ساکن قرار دیا ہے اور اس اعتراض سے مخالف کے دعویٰ خیالیہ کو بعلل
ملاحظہ کو توڑا ہے۔ عربی عبارات اس لئے لکھی گئی ہیں تاکہ حق معلوم ہو۔ اور قبل ازیں
ان عبارات کا مطلب اسطرح بیان کیا گیا ہے۔ اور عقلی دلیلیں اس مضمون پر بہت
ہیں۔ منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ فلسفہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ زمین بسیط ہے اور بسیط
میں ایک ہی قسم کی طبیعت پائی جاتی ہے۔ جسکا مقتضا بھی ایک ہی ہوتا ہے یعنی
چونکہ زمین میں مرکز ثقل ہے اور اسمیں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنے اسکی حرکت
حرکت مستقیمہ ہے اسپر دلیل یہ ہے کہ ایک جزو زمین مثلاً پتھر یا ڈھیلا جس وقت اوپر
کیطرف پھینکا جاتا ہے یا بلندی سے نیچے کیطرف گرایا جاتا ہے تو سیدھا زمین کیطرف آتا
ہے۔ جو حرکت مستقیم البتہ پھینکنے والے کی طاقت کی حرکت کیوجہ سے اگر اسمیں کوئی قسری
حرکت پیدا ہو جائے تو ممکن ہے۔ لیکن جب وہ قوت ختم ہو جاتی ہے اور اسکا میل
طبعی نشیب کیطرف شروع ہوتا ہے تو اسوقت سوائے حرکت مستقیمہ کے اور کوئی
حرکت اس میں پائی نہیں جاتی۔ پس جبکہ زمین کے ایک جزو کا یہ حکم ہوگا تو باقی زمین کا
بھی یہی حکم ہوگا۔ کیونکہ بسیط کے کل و جزو احکام طبعیہ میں کسیطرح مختلف نہیں
ہو سکتے اور جبکہ زمین میں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنے اُس کا اقتضائے طبعی
حرکت مستقیمہ ہے لیکن انتظام کرات عالم اور قسر قاسر سے درمیان میں قائم ہے تو ممکن
ہے کہ اسمیں دوری حرکت گاہی پائی جائے یا پیدا ہو۔ کیونکہ جب اسمیں حرکت دوریہ پیدا ہوگی
تو لامحالہ اس میں مبدأ میل مستدیر بھی ہوگا۔ پھر تو دو متضاد چیزیں ایک بسیط
میں جسکی طبیعت واحدہ ہے پائی جائینگی حالانکہ یہ محال ہے پس اہل سائنس کا کہنا
کہ زمین میں حرکت دوریہ پائی جاتی ہے بالکل خلاف قانون فطرت ہے جسپر ان لوگوں کا ایمان ہے

دوسرے۔ یہ کہ اگر زمین متحرک ہو یعنی مغرب سے مشرق کیطرف جاتی ہو تو لازم آتا ہے
کہ جو پتھر کو اوپر کیطرف پھینکا جائے وہ ٹھیک ہے اُسی مقام پر آکر نہ گرے جہاں سے
پھینکا گیا ہے کیونکہ جتنے سکنڈ میں پتھر اوپر سے نیچے آئیگا اتنے سکنڈ میں زمین اور
پھینکنے والا شخص میلوں مشرق کی طرف نکل گیا ہوگا تو چاہئے کہ یہ پھینکا ہوا
پتھر اس مقام سے جہاں سے پھینکا گیا ہے کئی میل کے فاصلہ پر مغرب میں گرے حالانکہ
یہ بات مشاہدہ حسیہ کے بالکل خلاف ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر بعینہٖ
اُسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا گیا ہے۔ تیسرے۔ یہ کہ اگر کسی اڑتے
ہوئے پرندے کو تیر مارا جائے تو کبھی اسکو نہ لگے اور اگر لگے تو وہ اُسی مقام پر نہ گرے

کیونکہ زمین نے اتنے عرصے میں میلوں راہ طے کر لی ہے حال آنکہ یہ بات بالکل خلاف
مشاہدہ ہے۔ چوتھے - یہ کہ اگر دو پتھر ایک ہی طاقت سے پھینکے جاویں ایک مشرق
کیطرف اور دوسرا مغرب کیطرف تو چاہیے کہ جو پتھر مغرب کیطرف پھینکا گیا ہے
وہ زیادہ تیز جاتا ہوا معلوم ہو اور جو مشرق کیطرف پھینکا گیا ہے وہ بہت
سست محسوس ہو یا یہ کہ اُسکی حرکت بالکل ہی محسوس نہو - کیونکہ زمین نہایت
تیزی سے حرکت کر رہی ہے اور مغرب سے مشرق کیطرف بھاگی چلی جا رہی ہے - تو ضرور
مغربی پتھر تیز جاتا ہوا نظر آئیگا اور مشرقی سست - حال آنکہ دونوں کی حرکت
مساوی محسوس ہوتی ہے اور دونو مساوی وقت میں زمین پر گرتے ہیں اور نیز
مساوی فاصلہ پر - تو اب بتائے کہ زمین کہاں حرکت کرتی ہے -
پانچویں - یہ کہ اگر زمین متحرک ہو تو چاہیے کہ کسی وقت ہوا میں سکون نہو
حال آنکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر اوقات ہوا ساکن ہوتی ہے - وجہ حرکت
یہ ہے کہ اس رائے کی بنا پر زمین فی گھنٹہ ۱۰۳۶ میل اور فی سکنڈ ۱۵۲۰
فیٹ حرکت کرتی ہے اور بنا بر رائے بعض صاحب زمین فی سکنڈ ۱۹ میل اور فی گھنٹہ
(۶۸۴۰۰ میل) حرکت کرتی ہے تو ضرور ہے کہ زمین کی حرکت کے ساتھ ٹکر کی وجہ سے
ہوا بھی متحرک ہو خصوصاً پہاڑوں عمارتوں درختوں کے صدمے سے ہر وقت ہوا
میں وہ سخت تموج رہا کرے کہ آدمی ایک سکنڈ بھی زمین پر کھڑا نہ رہ سکے -
حالانکہ ہم اسکے خلاف دیکھتے ہیں - دیکھئے تیز ریل گاڑی جو فی سکنڈ ۱۰ گز
(۱۰ گز $\frac{2}{3}$) اپنی حرکت سے مسافت طے کرتی ہے کسقدر اسکے صدمے سے ہوا میں
تموج پیدا ہوتا ہے اگر آدمی گاڑی کے خانہ سے منہ نکالے تو معلوم ہوتا ہے کہ سر
اُڑ جائیگا باوجودیکہ اسکی رفتار زمین کی رفتار سے بہت کم ہے
پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اتنا بڑا جسم ثقیل اس تیزی سے حرکت کرے اور پھر
ہوا کی حرکت محسوس نہ ہو - اور اگر اگلی بات کا یہ جواب دیا جائے کہ زمین کے
ساتھ ہوا بھی حرکت کرتی ہے اس لئے پتھر اسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا
گیا ہے - تو اولاً اسمیں یہ خرابی لازم آئیگی کہ چاہئے ہر وقت آندھی سے زیادہ
تیز حرکت ہوا کی ہر وقت محسوس ہوتی رہے کیونکہ فطرتی رفتار ہوا کی یورپین محققین
کے موافق فی منٹ پونے دو میل ہے اور فی گھنٹہ سو میل - تو زمین کی نسبت سے کسقدر
زیادہ ہو جاتا ہے - دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر یہی مان لیا جاوے کہ زمین کی

حرکت کیوجہ سے ہوائے مجاور بھی حرکت کرتی ہے تو چاہیے کہ جسوقت ہوا ساکن ہو اور
اسوقت دو کشتیاں دریا میں چلائی جائیں ایک مشرق کیطرف دوسری مغرب کیطرف
تو وہ کشتی جو مشرق کیطرف چلائی گئی ہے اسمیں دو قسم کی قوۃ محرکہ پائی جاے ایک
ہوائے مجاور یا دریا کے پانی کی حرکت سے اور دوسری ملاح کی تحریک سے تو اسکی
رفتار مشرق کیطرف نہایت تیزی سے ہو اور جو مغرب کیطرف چلائی گئی ہے وہ نہایت
سست چلے کیونکہ اسمیں ذاتی قوۃ حرکت کوئی نہیں ہے۔ بلکہ صرف ملاح کی قوت سے ہی نہیں
نہیں بلکہ ضروری ہے تو اسوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغربی کشتی کی حرکت بالکل ہی محسوس نہ ہو
کیونکہ وہ زمین اور پانی کے مشرق کیطرف نہایت تیزی سے چلا آنے کیوجہ سے آگے جا ہی
نہیں سکتی حالانکہ یہ بالکل خلاف مشاہدہ ہے۔ نیز اگر یہی صحیح مان لیا جائے کہ زمین
کے ساتھ ملاصق ہوائے مجاور بھی متحرک ہے تو چاہیے کہ اگر دو پرندے ایک قسم کی طاقت
سے فضا میں اڑیں ایک مشرق کیطرف متوجہ ہو اور ایک دوسرا مغرب کیطرف
تو وہ پرندہ جو مشرق کیطرف جا رہا ہے بہت سرعت سے جاتا ہو کیونکہ اسکے معاون دو حرکتیں
ہیں ایک اسکے ارادے کی حرکت۔ دوسرے وہ ہوا جو مغرب سے مشرق کیطرف بمجاورت زمین نہایت
سرعت سے جا رہی ہے اور مغربی پرندہ بہت سست جا رہا ہو یا فضا میں ٹھیرا ہوا دکھائی
دیا ہو کیونکہ وہ ہوا اسکی قوت کے برعکس ارادہ کر رہی ہے جسکا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا حالانکہ
یہ امر خلاف معلومات عامۃ الناس ہے چہ جائیکہ خاصۃ الناس۔ علیٰ ہذا القیاس اور بھی
خرابیاں ہیں جو حرکت زمین اور حرکت ہوائے مجاور زمین کی بنا پر لازم آتی ہیں جنہیں
بخیال طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اہل سائنس کے دلائل جو ان سائیکلوپیڈیا برٹانیکا
سے مولانا سید غلام حسنین کنتوری نے نقل کی ہیں اور انکو رد بھی فرمایا ہے جن میں
انہیں جو اصل ورد بیان نقل کرتا ہوں۔ پہلی دلیل عملی تجربہ سے ثابت ہوا ہے
کہ بلند مینارہ سے اگر کوئی پتھر وغیرہ پھینکو تو اس نقطہ پر گریگا جو ٹھیک اسکے سامنے ہے
بلکہ مشرق کیطرف ہٹ کر گریگا لہذا زمین پچھم سے پورب کیطرف حرکت کرتی ہے
جواب یہ تجربہ العیار کی چاروں طرف کیا جائے ہرگز درست نہ ہوگا۔ اس تجربہ کو درست اگر
ہم کہتے ہیں کہ زمین ہی منارہ کو کھینچتا ہوا اصل جگہ چلتی ہے پس اگر وہ پتھر ایک منٹ میں زمین پر گرا ہے
تو چاہیے کہ وہ پتھر منارہ کے کھینچنے سے اصل ہٹ کر پورب کیطرف گرے آپکے قاعدہ کیوجہ سے کہ
دراصل چاہیے تھا کہ وہ پتھر منارہ سے ہٹ کر اصل پچھم کیطرف گرے۔ پورب کیطرف ہٹ کر گرنا
کیسا ذرا غور کیجئے۔ یہ دونوں صورت میں ہے کہ منارہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور زمین اسکے ساتھ حرکت

(یہ انسائیکلوپیڈیا کی عبارت کا مطلب ہے)

حرکت نہیں کرتا۔ اور اگر ستارہ اور چھوٹا محیط یعنی زمین کے ہمراہ حرکت کر رہی رکھے
تو دونوں نقطے کے محاذات میں فرق نہ ہوگا اور ضرور مجھکو نقطہ محاذی پر رکھ بیچانے کو
بحث کر کے پھر دوسری اور تیسری دلیل میں بھی تقریباً پہلی دلیل کی طرح ہے اور اسکا جواب بھی
اسی کے قریب قریب ہے لہذا انکو نقل نہیں کیا گیا۔

عیسائیوں کا علم ہیئت۔ موجودہ بائیبل میں ہے (اے خدا تو نے زمین کو قیام
بخشا اور وہ ٹھہری ہوئی ہے) زبور کی آیت سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے۔
اور زبور میں یہ بھی ہے کہ (آفتاب پہلوان کی طرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے
افلاک کے ایک کنارہ سے اسکی برآمد ہے اور اسکی گردش انکے دوسرے کنارے تک ہے) زبور
کی اس آیت سے سورج کی گردش و حرکت بھی کالشمس فی نصف النہار روشن و ثابت ہے
عیسائیوں اور یہودیوں کا اس عقیدہ سے پھرنا گویا انکا اپنی مقدس کتابوں کو ترک کرنا ہے۔
(۲) سینٹ اگسٹائن پادری نے سائنس میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ امر زمین کو بسیط
مسطح مرکز عالم بیان کیا ہے جس کے اوپر کھل کی طرح تنا ہوا آسمان کا برج قائم ہے۔ اور زمین
کے نیچے دوزخ اور آسمان کے اوپر بہشت ہے۔ مذہب سائنس کی رزم و بزم مولفہ مولانا ظفر علی خان
ایک شخص ادی نیس ایک بڑا عیسائی لکھتا ہے کہ زمین کی کرویت کا مسئلہ بدعت سیئہ ہے۔ زمین
کی دوسری طرف آبادی کا ہونا نا ممکن ہے۔ کتب مقدسہ میں کہیں ذکر نہیں آیا کہ زمین کے
دوسری طرف بھی نسل آدم ہے۔ مذہب سائنس کی رزم و بزم۔ صاس انڈوکا پلیوسیٹر کی
کتاب کرسچین ٹاپوگرافی یعنی (جغرافیہ مسیحی) میں لکھا ہے کہ زمین ایک چپٹی مسطح ہے جس کے
شمال کی جانب ایک بڑا پہاڑ ہے آفتاب جب اس پہاڑ کے پیچھے چلا جاتا ہے تو رات ہو
جاتی ہے۔ معرکہ مذہب و سائنس۔ کرسٹوفر کولمبس جنوا کا جہاز ران بوجہ تجربات اپنی بحری
و آوارہ گردی زمین کی کرویت کا قائل تھا۔ مگر اسپین کے پادریوں نے کفر کا اور سلیمنکا کی
مسیحی کونسل نے بدعت سیئہ کا فتوی لگایا اور کہا کہ یہ خیال طریق بائیبل کے عہد عتیق اور جدید
اور رسولوں کی پیشین گوئیوں کو جھٹلاتا ہے۔ معرکہ مذہب و سائنس۔ فیثاغورس نے آفتاب کو
مرکز عالم قرار دیکر زمین کا درجہ بہت ہی گھٹا دیا ہے۔ معرکہ۔ ارسطارکس سیلیکس کوپرنیکس
فیثاغورس کے مذہب کے پیرو ہیں۔ یہ سب سماوات کے منکر ہیں اور زمین کو ایک چھوٹا سا سیارہ
سورج کے گرد گھومنے والا مانتے ہیں۔ ارسطارکس کے خیالات کو نظام عالم کے بارے میں متقدمین
نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام بطلیموس کو ہر طرح بہتر جانا۔ رزم و بزم۔ کوپرنیکس نے نظام فیثاغورس
کو صحیح بتلایا ہے اور اسنے ایک کتاب لکھی مگر ۳۰ برس تک اسے شائع کرنیکی ہمت نہ ہوئی [illegible] مخالفت مسیحی

فیثاغورس اور انکے پیروان کیطرح بجز اپنے خاص چند احباب کے دوسروں پر ظاہر نہ کرو نہ لیکن
پادری شومبرگ نے اس کتاب کو سنہ ۱۵۴۳ء میں شائع کر دیا مگر انکو پیر لیش نے ردیے دلچسپ قرار دیا
اور اس کتاب کا بچاؤ ایک فرضیہ قرار دیا اور نظام کوپرنیکس کی نسبت لکھا کہ یہ وہ باطل مذہب فیثاغورس
ہے جو کتب مقدسہ کی ضد ہے۔ حرکت مذہب سائنس۔ کوپرنیکس سنہ ۱۵۴۳ء میں ایک کتاب لکھی جس کے
مسائل الہامی مذہب کے بالکل ضد تھے اور عیسائیوں کے خوف کے مارے ۳۶ برس تک اپنی کتاب
کو شائع نہ کیا۔ مذہب سائنس کا رزم و بزم۔ کوپرنیکس نے لکھا کہ آفتاب نظام اجرام کا مرکز ہے
اور زمین فضائے غیر متناہی میں بجز ایک چھوٹے سے نقطے کے ہے اور آفتاب اور قمر اور دوسرے
اجرام سماوی میں کشش ثقل موجود ہے۔ حرکت مذہب سائنس۔ برونو سائنس دان نے بہت دنیا میں
مانے پر کیونکہ یہ عقیدہ عیسائیوں کی الہامی کتاب کے خلاف تھا خوف تھا۔ دو برس قید کے بعد دوم
۱۷ فروری سنہ ۱۶۰۰ء میں زندہ جلا دیا گیا۔ مذہب سائنس کی رزم و بزم۔ گلیلیو کو اس جرم پر
کہ وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے حالانکہ یہ عقیدہ کتب مقدسہ کے بالکل برخلاف
ہے انکوزیشن نے اسے دس برس تک طرح طرح کی عقوبتیں دیں جب وہ مرا تو مسیحی قبرستان
میں اسے دفن ہونے نہ دیا۔ حرکت مذہب سائنس۔ بیشک ان عیسائیوں کی اسقدر زیادتیاں ان
کی بے علمی اور عدم یارائے جواب دلیل کی نشانی ہے اگر انکو علم ہوتا تو وہ دلائل عقلیہ سے کام
لیتے لیکن انکی ان کاروائیوں اور زیادتیوں کا نتیجہ خود عیسائیوں کے حق میں عقیدہ پیرو ہی ہوا جو خلاف
کو روم میں زمانہ سے مروج چلا آتا تھا۔

اسلامی علم ہیئت و نظام عالم۔ تمہید۔ واضح رہے کہ انسانی عقل و تجربہ نہایت
درجہ کا محدود ہے۔ عقل ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اسوقت الله تعالیٰ کا کلام و الہام جو
بذریعہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نازل ہوتا ہے اسکی رہبری کرتا ہے عقل اگر اپنا کبر و غرور کرے
اور وحی الہی سے استغناء کرے تو یہ اسکی سفاہت ہے کما قیل فی المثنوی۔ ابیات۔

عقل کامل با کبرے دار و رخلق ۞ ہست احمق عقل پندار د خلق ۞
کبر شہر عقل را ویران کند ۞ عاقلان را گمرہ و نادان کند ۞ عقل در اسرار حق بیچارہ شد ۞
آنکہ گوید ہمہ از خود است ۞ سرکشی از حق کجا نادانم ۞ حاجت وحیش ندارم عاقلم ۞
نور حق تو جیسے پیدا کند ۞ در رسد عقلی ترا سوا کند ۞ چون ز آموزش خرد را یافتی ۞
پس ز تعلیمش چرا سر تافتی ۞ حاجت نور است خود هر چشم را ۞ بلکہ چنین افتاد قانون خدا ۞
چشم بے نور قمر نابینا کند ۞ کہ چنین حکم خدا او آفریدہ ۞

تا فتنی رو از خور تابان کرمن ؎ خود برآرم روشنی از خویشتن ؎ عاطلے اکہ کرد ہست ایں خیال ؎
سر نگوں افگند در چاہ ضلال ؎ ناز بر فطنت مکن گر فطنتی است ؎ خود رہ تو این خرد ضعیف ہست
چوں نیائی زیر تابۂ آفتاب ؎ چشمہ قند بر تو شعاع در حجاب ؎ مستنیر عقل تعلیم خدا است ؎
بر صداقت را ظہور از انبیاء است ؎ از کسوح عکس بیاموزی فنون ؎ عار داری زاں علیم بیچگون ؎
طبع از ناقصاں ہم ناقص ہست ؎ گر ترا گوہے شہود حق نہ بس ہست ؎ جو محققوں مخالف قرآن
ہمہ بیہودہ باطل و لغو ہے - عقل کامل ہرگز قرآن کریم کی مخالفت نہیں کر سکتی - کیونکہ یہ مقرر
امر ہے کہ انسانی عقل کے طفل نادان کی تربیت و تعلیم کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے
جو رسول من اللہ ہو اور ایسی کتاب کی حاجت ہے جو کلام اللہ اور منزل من اللہ ہو - اور
عقل کامل بھی اس ضرورت کے وجود کو فطری اور بدیہی اصل تسلیم کرتی ہے - تمام جہان نے متفق
نہ بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور کتب سماوی کی اعتقادی اور عملی صورتوں میں اتفاق کیا ہے
اجماع کے ساتھ اطاعت و اتباع کی ہے - اور اللہ تعالیٰ کی بھی یہ سنت ہے کہ ہر ایک ملک میں
آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ایسے لوگوں کی ہدایت
کے لئے بھیجتا رہا ہے جن حکما نے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت و اتباع کی ہدایت و فلاح
پائی اور جن سفہا نے خلاف کیا وہ ہلاک ہوئے - پس جن عقلا نے حضرت جناب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور کتاب اللہ و حکمۃ اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کی اتباع
کی ہر طرح سے عزت و آبرو پائی اور ہدایت و سعادت دو جہانی کے اعلی مدارج
حاصل کئے اور قرب الٰہی کے مقام صدق و صفا پر بوجہ اتم و اکمل پہونچا -

ولنعم ما قال الشبلی النعمانی - ابیات - ایکہ بر مائدہ یورپ مہمان باشی ؎
حیف باشد اگر از جملہ ایشان باشی ؎ حیف اگر از اثر فلسفۂ مغربیان ؎
منکر فلسفۂ سنت و قرآن باشی ؎ سر شیفتۂ جلوۂ دیدار نبی ؎ منکر معجزۂ موسیٰ عمران باشی ؎

اور پیوں صاحب حضرت جناب سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تعریف مصنف تحفۂ رسولیہ لکھتے ہیں - ابیات - خالق کل عقل جو پیدا نمود ؎
کرد بعد بخشش ہر دو ایمان نمود ؎ یک کرم صد داد نبی پاک را ؎ بخشش یکے اہل سما خاک را ؎
عقل نبی ہست چو ریگ جہان ؎ عقل ہمہ خلق چو یک دانہ زاں ؎ از پے تعلیم جہاں شد عطا نمود ؎
عقل کامل و عقل معاد و معاش ؎ عقل معاشش ز ہمہ بیش بود ؎ عقل معادش کہ تواند ستود ؎
عقل کہ اندر دل پاکش نہاد ؎ عشر عشیرش بجہاں ہم نداد ؎ اہل طلب را خرد آموز گشت ؎
از خرد خلق جہاں در گذشت ؎ امی و عالم شد و ام الکتاب ؎ یافتہ تعلیم ز ام الکتاب ؎ ...

تمہید دوم - کیفیت بدء الخلق کا علم حاصل کرنا ضروری و لابدی ہے اور یہ علم بھی
مجملہ علوم دینیہ سے ہے - پس اس علم کا سننا اور قبول کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضا
وخوشنودی کا موجب ہے اور اس سے اعراض کرنا ناخوشی کا باعث - جیسے کہ حدیث شریفہ
میں وارد ہوا ہے - تیسیر الوصول الی جامع الاصول کتاب خلق العالم میں بخاری و ترمذی سے
یہ حدیث نقل کی ہے - عمران بن حصین سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اسکے بعد آپکے پاس قبیلہ بنی تمیم کے چند
اشخاص آئے تو آپنے اُن سے فرمایا کہ اے بنی تمیم لوگ خوش خبری کو قبول کرو (یعنی ایسی بات سنو
جو موجب سعادت حقیقی ہو) تو وہ کہنے لگے کہ ہم خوش خبری کو سن چکے اب ہمکو کچھ دیجئے (اموال
و دنیا) یہ بات اُنہوں نے دو دفعہ کہی جسکا خفہ سے آپکا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا (مارے غصہ
کہ ہم تو انہیں دینی امور کے متعلق خوش خبری سناتے ہیں اور یہ ہم سے دنیا طلب کرتے ہیں)
پھر اسکے بعد آپ کے پاس یمن کے لوگ آئے آپنے اُن سے فرمایا کہ اے اہل یمن تم ہی خوش خبری
کو قبول کرو جبکہ بنی تمیم نے نہیں قبول کی تو وہ کہنے لگے ہم نے اسکو قبول کیا پھر وہ کہنے لگے کہ ہم
لوگ تو اسی غرض سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دینی امور میں سمجھ حاصل کریں
اور آپ سے ابتداء پیدائش کا حال دریافت کریں کہ پہلے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ بس
خدا ہی خدا تھا اور کوئی شئی خدا سے قبل نہ تھی اور خدا کا عرش پانی پر تھا اسکے بعد
خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور ہر شئی کو لوح محفوظ میں لکھ دیا - بخاری و ترمذی
ناظرین - اس حدیث پر مکرر سہ کرر غور و فکر فرماویں - اسکے بعد اصل مضمون پر توجہ فرماویں

زمین ساکن ہے - اس پر فتاوائے شرعیہ اور دلائل قرآنیہ و سنیہ و براہین اضافیہ بحجج
فروعیہ مرقومۃ الذیل ہیں (۱) القول فی تاویل قولہ (الذی جعل لکم الارض فراشا) ای جعل
لکم الارض مہاداً وموطئاً وقراراً یستقر علیہا الخ وعن ابن عباس وعن ابن مسعود وعن
ناس من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم الذی جعل لکم الارض فراشا فہی فراش یمشی علیہا
وہی المہاد والقرار - تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر ج ۱ صفحہ ۱۲۱ - قولہ (الذی جعل لکم الارض
فراشا) ہہنا مسائل الاولی فی مطالع الارض - والفراش اسم لما یفرش کالبساط لما یبسط
وہو البسیط ولیس من ضرورات الافتراش ان یکون سطحیا مستویا کالفراش علی ما ظن
فسواء کانت کذلک او علی شکل الکرۃ فالافتراش غیر مستنکر ولا مدفوع لعظم جرمہا وتباعد
اطرافہا ولکنہ لا یتم الافتراش علیہا ما لم تکن ساکنۃ فی حیزہا الطبیعی وہو وسط الافلاک
لان الثقال بالطبع تمیل الی تحت کما ان الخفاف بالطبع تمیل الی فوق والفوق من جمیع

من جمیع الجوانب الی السماء والتحت الی المرکز فکما انہ یستبعد صعود الارض فیما یلینا الی جہۃ
السماء فلیستبعد ہبوطہا فی مقابلۃ ذلک لان ذلک الہبوط صعود ایضاً الی السماء فاذن
لا حاجۃ فی سکون الارض وقرارہا فی حیزہا الی علاقۃ من فوقہا ولا الی دعامۃ من تحتہا بل یکفی
فی ذلک ما اعطاہا خالقہا ورکز فیہا من المیل الطبیعی الی الوسط الحقیقی بقدرتہ واختیارہ ان
اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا۔ تفسیر غرائب القرآن بحاشیۃ تفسیر ابن جریر
مطبوعہ مصر صفحہ ۵ للعلامۃ نظام الدین النیشاپوری۔ (۳) شاہ عبد العزیز صاحب
محدث دہلوی مفسر الہند فرماتے ہیں۔ الذی جعل لکم الارض فراشا۔ و از عجائب صنع الہی در زمین
آن است کہ او را در حیز خود ساکن ساختہ اند کہ میانہ عالم است زیرا کہ ہر چیز گران بالطبع
مائل بسوئے پائین است چنانچہ ہر چیز سبک بالطبع مائل بسوئے بالا است جہت پائین ہم
مرکز زمین است کہ نقطہ است در وسط حقیقیش وجہت بالا نام آن طرف کہ دور باشد
دارد۔ پس چنانچہ بلند شدن زمین بسوئے آسمان از طرفیکہ ما بر آنیم مستبعد است ہمچنین
پائین رفتن زمین در مقابل آن طرف نیز مستبعد است زیرا کہ آن پائین رفتن عین بلند
شدن است بسوئے آسمان۔ پس باین تدبیر برقرار گرفتن زمین در حیز خود احتیاج نماند
تا آنکہ ویرا از بالا بچیزے آویزند یا بستونے از پائین او را استوار نمایند بلکہ آنچہ در طبیعت
او از میل طبعی بوسط حقیقی نہادہ اند در این باب کفایت میکند چنانچہ در آیت ان اللہ
یمسک السموات والارض ان تزولا ہمین معنی اشارت است۔ تفسیر فتح العزیز صفحہ ۱۱۸
شاہ صاحب کی یہ عبارت بعینہ تفسیر غرائب القرآن کا ترجمہ فارسی ہے۔ (۴) امام المتکلمین
فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ الذی جعل لکم الارض فراشا۔ المسئلۃ
الرابعۃ اعلم انہ سبحانہ وتعالی ذکر ہہنا انہ جعل الارض فراشا ونظیرہ قولہ ام من
جعل الارض قرارا وجعل خلالہا انہارا وقولہ الذی جعل لکم الارض مہادا۔ واعلم
ان کون الارض فراشا مشروطۃ بامور (الشرط الاول) کونہا ساکنۃ وذلک لانہا لو
کانت متحرکۃ لکانت حرکتہا اما بالاستقامۃ او بالاستدارۃ فان کانت بالاستقامۃ
لما کانت فراشا لنا علی الاطلاق لان من طفر من موضع عال کان یجب ان لا یصل
الی الارض لان الارض ہاویۃ والانسان ہاو والارض اثقل من الانسان والثقیلان
اذا نزلا کان اثقلہما اسرعہما والابطأ لا یلحق بالاسرع فکان یجب ان لا یصل
الانسان الی الارض فثبت انہا لو کانت ہاویۃ لما کانت فراشا لنا علی الاطلاق
اما لو کانت حرکتہا بالاستدارۃ لم یکمل انتفاعنا بہا لان حرکۃ الارض مثلاً اذا کانت

انے المشرق والانسان یرید ان یتحرک الٰی جانب المغرب ولا شک ان حرکۃ الارض
اسرع فکان یجب ان یبقی الانسان علی مکانہ وانہ لا یمکنہ الوصول الی حیث یرید فلما امکنہ
ذلک علمنا ان الارض غیر متحرکۃ لا بالاستدارۃ ولا بالاستقامۃ فہی ساکنۃ لیحصل بالہم اجمعی
انتقالات الغرب اسہل من انتقالات المشرق لا تثبت بما ذکرنا ان سکون الارض لیس الا من
اللہ تعالیٰ خلق اہل الارض من حسک یسکنہا بقدرتہ واختیارہ وہٰذا قال اللہ تعالیٰ ان اللہ
یمسک السمٰوات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ - تفسیر کبیر مطبوعہ مصر
صفحہ ٢١٣٤٢١ اور تفسیر عرائس نے بھی تفسیر کبیر کی اس عبارت کو آیت ومن الارض مثلہن کی تفسیر میں
نقل کیا ہے اور زمین کے سکون پر استدلال کیا ہے - اب تفسیر کبیر کی عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ یہ ہے
ترجمہ - واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس مقام پر بیان فرمایا ہے کہ ہم نے زمین کو بستر بنایا ہے اور ایک جگہ
دوسرے مقام پر فرمایا ہے - امن جعل الارض قرارا وجعل خلالہا انہارا یعنی وہ کون ہے جس نے
زمین کو جائے قرار بنایا اور اسکے اندر نہریں جاری کیں - اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے جعل لکم
الارض مہادا یعنی زمین کو تمہارا بستر بنایا - سو واضح ہو کہ زمین کا بستر ہونا چند باتوں پر موقوف
ہے (١) یہ کہ زمین ساکن چیز ہو بغیر اسکے وہ فرش نہیں ہو سکتی ہے - اسواسطے کہ اگر وہ ساکن
نہ ہو بلکہ متحرک ہو تو اسکی حرکت دو حال سے خالی نہ ہوگی حرکۃ مستقیمہ ہوگی یا مستدیرہ
یعنی یا تو وہ ادہر اودہر حرکت کریگی یا اپنی جگہ پر گھومتی رہیگی - اب اگر اس کی حرکت مستقیمہ
کے ساتھ ہو (یعنی سیدھی) تو وہ کسیطرح فرش نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ مثلاً اگر ایک شخص کسی
بلند جگہ سے کودا تو ضرور ہے کہ وہ زمین پر ہرگز نہ گرے - سواسطے کہ اس انسان کی حرکت بھی نیچے کو
ہوگی اور زمین کی حرکت بھی نیچے کیطرف ہوگی - اور ظاہر ہے کہ زمین کا وزن انسان سے زیادہ ہے اور
یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب دو وزنی چیزیں اوپر سے نیچے کو گریں تو ان دونوں میں اسکی حرکت تیز ہوگی جسکا وزن
زیادہ ہو - اور جسکی سست ہو وہ تیز حرکت والی چیز کو نہیں پہنچ سکتی - اس قاعدہ کے بموجب ضرور
ہوا کہ اگر زمین حرکۃ مستقیمہ ہوتی تو انسان کسی بلند جگہ سے کودتے وقت زمین کے اوپر ہرگز نہ گرتا
اور اس سے ثابت ہو گیا کہ زمین کو اگر اس قسم کی حرکت ہوتی تو ہرگز فراش نہیں ہو سکتی تھی -
اب دوسرا احتمال باقی رہا کہ اسکو حرکت مستدیرہ ہو سو یہ احتمال بھی باطل ہے اسواسطے کہ اگر
ایسا ہوتا تو ہمکو زمین سے کامل طور پر فائدہ حاصل نہوتا اسواسطے کہ اگر زمین کی حرکت مثلاً مشرق
کیطرف ہوتی اور ایک شخص مغرب کیطرف کو حرکت کا ارادہ کرتا اور اسمیں شک نہیں ہے کہ وہ زمین
کی حرکت کو نہیں پہنچ سکتا یعنی زمین کی حرکت اوسکی حرکت سے بدرجہا زیادہ و تیز ہوتی اور جب
ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ انسان ہرگز مقصد کی طرف نہ پہنچ سکتا - بلکہ وہیں رہ جاتا جہاں پہلے تھا

اور یہ تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص جہاں جانا چاہتا ہے وہاں پہونچ جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا
کہ زمین کو حرکت نہیں ہے نہ حرکت مستقیمہ نہ مستدیرہ جب اسکو حرکت نہ ہوئی تو لا محالہ ساکن ہو گی
پھر لوگوں کا اعتقاد در اختلاف ہے کہ اس سکون کا سبب کیا ہے اور اسمیں انکے چند اقوال ہیں (۱) زمین نیچے کی طرف
سے ایک غیر متناہی چیز ہے اور غیر متناہی چیز بھی نہیں ٹوٹ سکتی ہے کوئی ایسی جگہ نہیں نکلتی جسکے اوپر حرکت
کرسکے گر پڑے اس واسطے وہ حرکت کر ہی نہیں سکتی مگر یہ قول غلط ہے اس واسطے کہ اسبات پر دلیل قائم
ہو چکی ہے کہ کوئی جسم غیر متناہی نہیں ہو سکتا ۔ (۲) جو لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ سب جسم متناہی ہوتے ہیں وہ
یہ کہتے ہیں کہ زمین کی شکل کروی نہیں ہے بلکہ نصف کرہ کی شکل ہے جسکا ابھرا ہوا حصہ اوپر کی جانب ہے اور
ہموار حصہ نیچے کی جانب پانی اور ہوا کے اوپر رکھا ہوا ہے اور سب بھاری چیزوں کا قاعدہ ہے کہ جب انکا سطح
پانی کے اوپر پھیل جائے تو پانی کے اوپر تیرتی رہا کرتی ہیں مثلاً سیسہ حالانکہ بہت وزنی چیز ہے مگر اسکو پتلا کرکے
پانی کے اوپر چھوڑ دیں تو وہ تیرنے لگتا ہے اور جب اسکو جمع کرکے چھوٹا بنا دیں تو پانی کے اندر
ڈوب جاتا ہے اور یہ قول بدو وجہ باطل ہے (۱) یہ جو ہم کو زمین کے ساکن رہنے میں کلام تھا وہی
اس پانی اور ہوا کے ساکن رہنے میں کلام کرینگے ۔ (۲) اسکی کیا وجہ ہے کہ زمین کی ایک جانب
چوڑی ہو گئی اور دوسری جانب اونچی ہوئی رہی ۔ (۳) بعض لوگ زمین کے ساکن ہونیکا یہ سبب بتاتے ہیں
کہ آسمان ہر طرف سے اسکو جذب کرتا ہے اور یہ کشش چونکہ سب اطراف سے برابر ہے اس لئے کسی
طرف کو زمین جا نہیں سکتی ایک جگہ کے اوپر قائم ہے (اسیطرح مثنوی شریف میں بھی مرقوم ہے اور وہاں
جا پر زمین کے معلق رہنے کی وجہ ایک حکیم کی زبان سے اسطرح بیان کی ہے ۔ ابیات مثنوی مولانا روم
گفت سائل چون بماند این خاکدان ∴ درمیان این محیط آسمان ∴ ہمچو قندیلے معلق در ہوا ∴ ∴
نے براسفل مے رود نے بر علا ∴ آن حکیمش گفت کز جذب سما ∴ از جہات شش بماند اندر ہوا ∴ ∴
چون ز مقناطیس قبہ ریختہ ∴ درمیان ماند آہنے آویختہ ∴ یعنی چونکہ اجرام فلکی ہر طرف سے کشش
کرتے ہیں اس واسطے زمین بیچ میں معلق ہو کر رہ گئی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ اگر مقناطیس کا ایک گنبد بنایا
جائے اور لوہے کا کوئی ٹکڑا اسطرح ٹھیک وسط میں رکھا جائے تو یہی حالت زمین کی ہے ۔ منقول
از سوانح عمری مولانا روم للعلامۃ الشبلی النعمانی صفحہ ۱۹۶) ترجمہ تفسیر کبیر ۔ اور یہ قول بدو وجہ باطل
(۱) یہ کہ جسقدر سرعت اور تیزی کیساتھ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسکی نسبت زمین کے ایک
ذرہ کو زیادہ تیزی کے ساتھ جذب کرنا چاہئے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کے ایک ذرہ کو بھی
آسمان اپنی طرف جذب نہیں کرتا ہے ۔ باوجودیکہ زمین کی نسبت ہلکا اور چھوٹا ہے ۔ (۲) بہ نسبت
بعید کے چیز کی قریب کی کشش زیادہ ہو سکتی ہے یعنی اگر ایک ذرہ کو آسمان کیطرف پھینکا جائے تو اسکو خود
جذب کرلے اور پھر وہ ذرہ زمین کیطرف واپس ہو کر نہ آئے ۔ (۴) بعض لوگوں نے زمین کے سکون کا سبب

یہ بیان کیا ہے کہ آسمان اُسکو تمام جوانب سے دفع کرتا رہتا ہے جیسی طرح تھوڑی سی مٹی خالی گھڑے کے
اوپر ڈال دیجائے اور پھر تیزی کیساتھ اُسکو حرکت دیجائے تو وہ مٹی گھڑے کے درمیان میں ٹھہر جائیگی
کیونکہ وہ گھڑا اُسکو تمام جانب سے یکسان گرائیگا اور یہ قول بھی پانچ وجہ سے باطل ہے (۱)
یہ کہ جب آسمان کا زمین کو دفع کرنا یہ حال ہے تو اُسکی کیا وجہ ہے کہ ہم لوگوں کو اُسکے دفع کرنیکا حال
نہیں معلوم ہوتا۔ (۲) یہ کسی قسم کی موافقت ہے کہ اُسکی وجہ سے زمین تو رُکی ہوئی ہے اور ابر جو
آسمان سے زمین کی نسبت قریب اور ہلکے ہوتے ہیں۔ اُنکی حرکت اسی موافقت کی وجہ سے کسی
ایک طرف کو کیوں نہیں ہوتی (۳) اس کی کیا وجہ ہے کہ اس موافقت کی وجہ سے مغرب کی طرف
حرکت دشوار ہوگی اور مشرق کیطرف آسان ہوگی۔ (۴) یہ بات ضروری ہے کہ جو چیز جسقدر بڑی
ہوگی اُسیقدر اُسکی حرکت ضعیف ہوگی اسلئے کہ کوئی شخص جسقدر چھوٹے جسم کو تیزی کیساتھ حرکت
دے سکتا ہے۔ بڑے جسم کو اس تیزی کے ساتھ نہیں دے سکتا۔ (۵) یہ بات ضرور ہے کہ کوئی
جسم جسقدر دور ہوگا اُسیقدر تیزی کیساتھ حرکت کریگا۔ (پنجم) بعض لوگ سکون کی وجہ یہ
بیان کرتے ہیں کہ زمین کی طبیعت خود اس بات کو چاہتی ہے کہ آسمان کے وسط میں اپنی جگہ معلق
پس ثابت ہوا کہ زمین کا سکون صرف خدا تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ انتہی مختصراً مطلب یہ کہ اس
اس آیت اور اسکے ہم معنی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین انسان اور دیگر حیوانوں کیلئے فرش
ہے اور زمین کا فرش ہونا اس پر ظاہر موقوف ہے کہ زمین ساکن ہو کیونکہ اگر زمین کو متحرک مانا جائے
تو خالی متحرک بحرکت مستقیمہ ہوگی یا بحرکت مستدیرہ اگر اسکو متحرک بحرکت مستقیمہ الی الفوق مانا جائے
تو یہ استقرار کے خلاف ہے کیونکہ زمین کے اجزا مستقصہ کا میلان ہمیشہ نیچے کیطرف ہوتا ہے نہ کہ
اوپر کو۔ اور اگر اسکو متحرک بحرکت مستقیمہ الی الہبوط مانا جاوے تو ہوا میں سے پرندے یا ہوائی جہاز
جب زمین پر اُترنا چاہیں تو نہ پہنچ سکیں کیونکہ زمین بھی گرنے والی ہے اور وہ بھی اور دیگر گرنے
والوں میں سے جو جسم زیادہ ثقیل ہے وہ زیادہ تیز ہوگا اور جو ہلکا ہوگا وہ رفتار میں آہستہ
ہوگا۔ اور آہستہ چلنے والا تیز رفتار کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے زمین فرش نہیں بن سکتی ہے اور
اگر زمین کو متحرک بحرکت مستدیرہ الی المشرق مانا جاوے جیسے کہ بعض نے کہا ہے تو اسوقت بلا خلل
کامل الی المغرب فرش نہیں بن سکتی کیونکہ پرندے یا ہوائی جہاز جو کئی گھنٹوں تک ہوا پر اُڑتے رہتے
ہیں ضروری ہونا چاہئے کہ وہ زمین پر جہاں پہنچنا چاہیں نہ پہنچ سکیں کیونکہ اس اثنا میں
زمین انکو پیچھے چھوڑ کر انکے جائے قصد سے جنکے آشیانوں اور مکانوں کے ہزاروں میل آگے مشرق
کیطرف بڑھ جاتی اور پھر انکا اپنے مکان مقصود یا اپنے آشیانوں اور مکانوں تک پہنچنا محال
ہو جاتا (اسی طرح) زمین کا نشیب و فراز پہاڑ و محیط کو بھی بوجہ میلان بالطبع ہونے کے ادھر اُدھر

بجھا پڑتا - تیز ہواؤں کا بھی باہم تصادم ہر وقت رہتا اور ہر بندوں حال بھی مجنون
کا سا ہو جاتا - غرضیکہ دنیا میں ہر طرح کی بد آرامی و بربادی و تباہی ہر وقت رہتی - تو پھر زمین
کا فرش ہونا اور خدا تعالیٰ کا اعلیٰ منزلیں اپنی مخلوق میں سے ہونا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان جتلایا ہے
کیسے مقصود ہوتا اور جب یہ نہیں ہو اہم تعالیٰ کے اظہار احسان کے کیا معنے - سبحانک هذا الا بهتان
عظیم تو ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے کسی طرح سے متحرک نہیں اور جو شخص زمین کے تحرک الی المشرق
کا قائل ہے - وہ زمین کا انتقال الی المغرب کا کیوں منکر ہے - زمین چونکہ ایک کرہ مستدیر ہے
تو وہ مشرق اور مغرب دونو طرف ہر تحرک و انتقال کی صلاحیت و استعداد رکھتی ہے - پھر
مشرق کیطرف اسے کون دھکاتا ہے اور مغرب کیطرف سے اسے کون روکتا ہے - اور جب دلیل نہیں
تو زمین کو صرف متحرک الی المشرق ماننا اور اسکے عکس سے انکار کرنا - اس پر ترجیح بلا مرجح لازم
آتی ہے - پس ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے اور وہ سکون بھی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ و مطلق
کیوجہ سے ہے - اور امام فخر الدین رازی اپنی کتاب اسرار التنزیل میں لکھتے ہیں جسکے اردو ترجمہ
سے نقل کیا جاتا ہے - فصل خدا تعالیٰ کی ہستی پر احوال زمین کے دلائل - پہلی دلیل یہ ہے کہ خدا نے زمین
کو ساکن بنایا ہے - وجہ یہ کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو مخلوق کے مصلحت کے جو امور رکھے وہ سب باطل
ہو جاتے کیونکہ اگر زمین متحرک ہوتی تو اسکی حرکت یا تو خط مستقیم میں ہوتی یا مدور ہوتی خط
مستقیم سے یہاں مصنف کا مطلب یہ ہے کہ فرض کرو کہ پیدائش کے وقت زمین خلا میں پھینکی
گئی ہے اور قاعدہ ہے کہ بھاری چیز خط مستقیم میں سیدھی نیچے کو گرتی ہے - اور یہ نہیں ہو سکتا
کہ زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہوتی
تو جب کوئی آدمی زمین سے پاؤں اوٹھاتا اور پھر رکھنا چاہتا تو وہ کبھی زمین پر نہ پہونچ سکتا کیونکہ
زمین انسان سے وزن میں بہت بھاری ہے اور جب دو بھاری جسم نیچے گرتے ہیں اور ایک ان
میں سے زیادہ وزنی ہوتا ہے اور جو زیادہ وزن رکھتا ہے اسکی حرکت دوسرے کی نسبت زیادہ تیز
ہوتی ہے اور جب یہ حال ہے تو جس جسم کا وزن ہلکا ہوتا ہے وہ بھاری جسم کو نہیں پہونچ سکتا پس اگر زمین
خط مستقیم میں متحرک ہوتی تو جو شخص ایک دفعہ زمین سے پاؤں اوٹھا کر الگ ہوتا تو پھر اسکے پاؤں
کبھی زمین پر نہ پہونچ سکتے اور اگر ایسا ہوتا تو حرکت کرنے کا ایک بڑا فائدہ باطل ہو جاتا - اور اگر زمین
اور اگر زمین کی حرکت مدور ہوتی تو قاعدہ ہے کہ جب کوئی بڑا جسم زمین کے گرد حرکت کرتا ہے تو آس
پاس کی ہوا کو بھی اپنے ساتھ گردش میں لاتا ہے پس اس حال میں اگر کوئی زمین کی حرکت کے برخلاف
حرکت کرنی چاہتا تو یہ حرکت اوسپر مشکل ہو جاتی اور اس قسم کا فائدہ جاتا رہتا - اسی لئے پروردگار نے اپنی حکمت
اور قدرت سے زمین کو ساکن بنایا ہے تاکہ حیوانوں پر اس قسم کی حرکت کا فائدہ باطل نہ ہو - تحقیق جمیل بر اسرار التنزیل صفحہ
اور تفسیر الله کی احوال الانبیاء میں بھی اسیطرح اور بہت میں مضمون یعنی زمین ساکن ہونا مرقوم ہے -

اور ایک اور شخص امامیہ مذہب کی روایات سے لکھتے ہیں جعل لکم الارض فراشا باعتبار
ظاہر اس بات کو بتاتا ہے کہ زمین مستقر و ساکن ہے متحرک نہیں ہے اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے
کہ یعنی زمین کو تمہارے لئے بستر بنایا کہ تم اسپر آرام و قرار لے سکو اور اگر زمین متحرک ہوتی تو استقرار
ناممکن ہوتا اور یہ فائدہ فراشیۃ بھی مرتفع ہو جاتا۔ اسی وجہ سے علامہ طبرسی رح نے اس
آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے فراشا ای بساطا یمکنکم ان تستقروا علیہا وتفترشوہا وتتصرفوا
فیہا ولا یمکن الا بان تکون مبسوطۃ ساکنۃ دائمۃ السکون۔ یعنی بساط قرار دیا کہ تمکو ممکن
ہو سکے کہ اسپر استقرار کر سکو اور اسے فرش بنا سکو اور اسمیں تصرف کر سکو اور یہ امر اسوقت
تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ زمین مسطح پھیلی ہوئی ثابت ساکن اور ہمیشہ ساکن ہو
(۲) ایک اور آیت اپنے ظاہری لفظوں سے اس مطلب کو ظاہر کر رہی ہے (پ ۱۴ ع ۲) والقی
فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ ترجمہ اور اسی خدا نے زمین پر بھاری بھاری پہاڑ نصب
کئے ہیں تاکہ یہ زمین تمہیں لیکر کسی اور طرف کو نہ جھکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے
نے زمین پر جو پہاڑوں کی میخ گاڑی ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ یہ ساکن رہے متحرک نہ
ہونے پاوے تاکہ اہل زمین کو اسکے جھکنے اور ہلنے جلنے سے تکلیف نہ ہو (۳) ایک اور
آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے (پ ۲۹ ع ۱) ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض
فاذا ہی تمور۔ ترجمہ کیا تم نڈر ہوگئے ہو اس خدا سے جو آسمان کا مالک ہے کہ دھسا دے تمکو زمین
میں پس ناگاہ یہ جھکولے کھایا کرے۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت زمین میں
صفت مور یعنی حرکت موجود نہیں ہے بلکہ ساکن ہے ہاں خدا تعالے کو قدرت ہے کہ تمہارے
گناہوں کی وجہ سے ایسا کر دے کہ تم اسمیں دھنس جاؤ اور وہ حرکت میں آجائے۔ انتہی

آیت دوم۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم (پ ۱۴ سورۂ نحل) رواسی جبالا ثوابت ان لا
تتحرک بکم۔ جلالین ص ۲۱۳ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ ای لئلا تمید بکم ای تتحرک و تمیل
والمید ہو الاضطراب والتکفؤ ومنہ قیل للعود والذی یعتری راکب البحر مید قال وہب لما خلق
اللہ الارض جعلت تمور فقالت الملائکۃ ان ہذہ غیر مقرۃ احدا علی ظہرہا فاصبحت وقد
ارسیت بالجبال فلم تدر الملائکۃ مما خلقت الجبال۔ تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی ج ۲ ص ۹۰
والقی فی الارض رواسی جبالا ثوابت ان تمید بکم کراہۃ ان تمید بکم وتضطرب وذلک لان
الارض قبل تخلق فیہا الجبال کانت کرۃ حقیقیۃ بسیطۃ الطبع وکان من حقہا ان تتحرک
بالاستدارۃ کالافلاک او ان تتحرک بادنی سبب للتحریک فلما خلق الجبال علی وجہہا تفاوتت
جوانبہا وتوجہت الجبال بثقلہا نحو المرکز فصارت کالاوتاد التی تمنعہا عن الحرکۃ وقیل

ما خلق الله تعالیٰ الارض جعلت تمور فقالت الملائکۃ ما ہی بمقر احد علیٰ ظہرہا فاصبحت وقد
ارسیت بالجبال۔ تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۱۰۹ مطبوعہ مطبع نولکشور۔ وہ القیٰ فی الارض رواسی
جبالاً ثوابت ان تمید بکم کراہیۃ ان تمید بکم وتضطرب فانہ لما خلق الارض کانت تتحرک
فقالت الملائکۃ ما ہی بمقر احد فاصبحت الملائکۃ وقد خلقت الجبال ولم تدر الملائکۃ
مما خلقت۔ تفسیر معالم التنزیل۔ (والقیٰ فی الارض رواسی) جبالاً ثقالاً (ان تمید بکم) یعنی لئلا تمیل
وتضطرب بکم۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۰۹ مصری (والقیٰ فی الارض رواسی) یعنی جبالاً ثوابت
کراہیۃ ان تمیل بکم وتضطرب او لئلا تمیل بکم۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۳ ص ۱۰۹ مصری
آیت سوم۔ وہو الذی مد الارض ای بسطہا علی وجہ الماء او ان قال وقیل کانت الارض
مجتمعۃ فمدہا من تحت البیت الحرام وہذا القول انما یصح اذا قیل ان الارض مسطحۃ کالارض
وعند اصحاب الہیئۃ الارض کرۃ ویمکن ان یقال ان الکرۃ اذا کانت کبیرۃ عظیمۃ فکل قطعۃ
منہا تشاہد ممدودۃ کالسطح الکبیر العظیم فحصل الجمع۔ ومع ذلک فاللہ تعالیٰ قد اخبر انہ مد الارض
وانہ دحاہا وبسطہا وکل ذلک یدل علی التسطیح واللہ تعالیٰ اصدق قیلاً من اصحاب الہیئۃ
(وجعل فیہا) یعنی فی الارض (رواسی) جبالاً ثابتۃ۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۹۳ مصری (وہو الذی
مد الارض) بسطہا (وجعل فیہا رواسی) جبالاً ثوابت۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ص ۹۳ مصری
آیت چہارم۔ والارض مددناہا والقینا فیہا رواسی۔ ترجمہ اور ہم نے بچھایا زمین کو اور اس میں پہاڑوں کے
لنگر ڈالے۔ حیرت دہلوی۔ والارض مددناہا۔ یعنی بسطناہا علی وجہ الماء کی یقال انہا دحیت من تحت
الکعبۃ ثم بسطت ہذا قول اہل التفاسیر وزعم ارباب الہیئۃ انہا کرۃ عظیمۃ بعضہا فی الماء وبعضہا خارج
عن الماء وہو الجزء المعمور منہا واعتذروا عن قولہ تعالیٰ والارض مددناہا بان الکرۃ اذا کانت عظیمۃ یکون کل جزء
کالسطح فثبت بہذا الامران الارض ممدودۃ مبسوطۃ وانہا کرۃ ورد ہذا اصحاب التفسیر بان اللہ اخبر فی
کتابہ بانہا ممدودۃ وانہا مبسوطۃ ولو کانت کرۃ لاخبر بذلک واللہ اعلم بمرادہ وکیف مد الارض (والقینا
فیہا رواسی) یعنی جبالاً ثوابت وذلک ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لما خلق الارض علی الماء مادت ورجفت فاثبتہا
بالجبال۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۹۲ (والارض مددناہا) بسطناہا من تحت الکعبۃ والجمہور علی انہ تعالیٰ
مدہا علی وجہ الماء (والقینا فیہا رواسی) فی الارض جبالاً ثوابت۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۳ ص ۹۲
(الذی جعل لکم الارض فراشا) ای خلق لکم الارض بساطاً وطاء مذللۃ ولم یجعلہا حزنۃ لا یمکن القرار علیہا
والارض مفروشۃ کالبساط۔ تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۳ (الذی جعل لکم الارض فراشا) بساطاً تقعدون
وتنامون وتنقلبون علیہا وہو مفعول ثانی لجعل ولیس فیہ دلیل علی ان الارض مسطحۃ او کرویۃ اذ الافتراش
ممکن علی التقدیرین۔ تفسیر مدارک علی حاشیہ خازن ج ۱ ص ۳۳۔ آیت پنجم۔ وجعلنا فی الارض رواسی

ای جبالا ثوابت ان تمید بهم لئلا تمید بهم قیل ان الارض بسطت علی الماء فکانت تتحرک
کالسفینة فی الماء فارساها الله واثبتها بالجبال - تفسیر خازن ج ۳ صـ ۱۹۳ [illegible] صـ ۱۹۲
الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء - ترجمہ اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے واسطے جائے قیام اور آسمان کو تمہارے
لیے چھت بنایا - حیرت - جعل لکم الارض قرارا - خالق کو اس زمین پر تمہارے قدم جمتے ہیں اور وہ متزلزل متحرک
نہیں - تفسیر مواہب الرحمان صـ ۱۹۰ آیت - رواسی من فوقہا - رواسی جن سے رسوخ حاصل ہو یعنی
زمین کو سکون حاصل ہوا - تفسیر مواہب الرحمان صـ ۱۹۶ آیت جعل لکم الارض قرارا - فراشا والسماء
بناء کالقبة - تفسیر معالم التنزیل - آیت جعل لکم الارض بساطا - فرشها وانبسطها لکم - معالم التنزیل -
والارض مددناها [illegible] ہر آیت دلیل ہے کہ زمین مفروش ہے اور مسطح ہے نہ کہ گول جیسا کہ [illegible]
قال [illegible] مشکوۃ کی کتاب بدء الخلقت میں آیا ہے کہ زمین کو پانی پر لرزہ ہوتا تھا پس پہاڑ [illegible]
اس پر قائم کر دیئے - تفسیر مواہب الرحمان صـ ۱۵ کما قال الشیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ - ابیات -
ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب ۔ روان کرد و گسترد گیتی بر آب ۔ زمین از تب لرزہ آمد ستوہ
فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ۔ ان تمید بہم - تاکہ مخلوق کو لیکر متحرک نہ ہو جھک نہ جائے - تفسیر
مواہب الرحمان صـ ۲۲ اور جیسے حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے - بیت - [illegible] بر بساط دوران
[illegible] زمین است [illegible] گردان - آیت الذی جعل لکم الارض مہدا - ف کہ زمین پر آرام سے تم
قدم رکھتے ہو اور وہ ڈگمگاتی نہیں اور نہ جھونکا کھاتی ہے - تفسیر مواہب الرحمان صـ ۱۵ وجعل الارض
فراشا لہم لتکون مقرہم ومسکنہم وجعل السماء بناء لتظلہم - تفسیر محی الدین ابن عربی صـ ۳۰
الذی جعل لکم الارض مہدا - معناہ واقفة ساکنة یمکن الاستقرار بہا - تفسیر خازن صـ ۱۰۳
(جعل لکم الارض قرارا) ای فراشا لتستقروا علیہا - تفسیر خازن - آیت الم نجعل الارض مہادا
والجبال اوتادا - ترجمہ کیا ہم نے زمین کو انکا فرش اور پہاڑوں کو زمین کی میخیں نہیں بنایا - حیرت
ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمور - کیا تم نڈر ہو اس خدا سے جو آسمان میں ہے اس
بات سے خوف نہیں کرتے کہ کہیں وہ تمہیں زمین میں نہ دھنسا دے تو ناگہاں وہ جنبش کرنے لگے
حیرت - اس سے معلوم ہوا کہ اب وہ جنبش نہیں کرتی - فاذا ہی تمور ای تتحرک باہلہا - تفسیر خازن صـ ۲۹۱
(فاذا ہی تمور) تضطرب وتتحرک - تفسیر مدارک - تفسیر خازن صـ ۱۹۱ - آیت الم نجعل الارض مہادا
ای فراشا وبساطا لتستقر علیہا الاقدام (والجبال اوتادا) یعنی للارض حتی لا تمید - تفسیر خازن - (مہادا)
فراشا وفرشنا لکم حتی سکنتموہا والجبال اوتادا للارض لئلا تمید بکم - تفسیر مدارک - الم نجعل الارض مہادا
حدثنا حمید قال ثنا مہران عن سعید عن قتادة الم نجعل الارض مہادا ای بساطا والجبال اوتادا - ای لئلا تمید بکم
تفسیر ابن جریر صـ ۳ والمہاد الفراش والاوتاد ما یشتد بہا اطناب الخیمة شبہت الجبال [illegible]

الم نجعل الارض مہادا۔ فراشا والجبال اوتادا۔ للارض حتی لا تمید۔ تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۲۰۵۔ مطبوعہ مصر

الم نجعل الارض مہادا۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا۔ والجبال اوتادا۔ اور پہاڑ میخیں جو زمین جنبش نہ کرے۔ تفسیر عزیزی میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا کیا اور پھر پانی پر کشادہ کیا تو زمین جنبش کرنے لگی تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے زمین کے اوپر پہاڑوں کی میخیں بنا دیں تو زمین اسکے بوجھ سے قرار پکڑ کر ہلنے سے موقوف رہی یہ بھی ایک بڑی قدرت ہے اور بڑا فضل ہے بندوں کے اوپر اگر زمین جنبش کرتی تو کوئی اسپر آرام نہ کر سکتا اور چلنا پھرنا کھیتی کرنی کام کاج کرنا بھی موقوف ہو جاتا اور دنیا کا کاروبار بند ہو جاتا اس قدرت کے فضل سے سارا کاروبار عالم کا بنگیا اور سب طرح سے چین حاصل ہو گیا۔ تفسیر عزیزی ص ۲

الم نجعل الارض مہادا والجبال اوتادا۔ تتمہ آیت میں ایک اشارہ نکلتا ہے کہ زمین کی نرمی کو پھیل جانے سے محفوظ کر دیا گیا تاکہ جنبش نہ ہو زمین ساکن ہے اور مہد بچھونے یہ موزوں ہے برخلاف اسکے اس زمانہ میں جن لوگوں نے خیال کیا کہ زمین چکر کھاتی ہے اور ایک منٹ میں اٹھاون ہزار میل حرکت کرتی ہے تو یہ اوہام ہیں جنکو ہمنے مقدمہ میں باطل کر دیا ہے اور تعجب ہے کہ ان اوہام کے ماننے والے بدیہی دلائل یقینی کو چھوڑ کر ایسے وہمی قیاسات ایسے لاتے ہیں جن سے کچھ بھی مدعا ثبوت نہیں ہوتا لیکن [illegible] یہ ہے کہ دین ہمیشہ سے لوگوں کو آزادی حاصل اور اللہ تعالیٰ ہمکو پناہ میں رکھے۔ امام ابن کثیر نے کہا کہ زمین کو مہاد کہا یعنی خلائق کے لئے ہر طرح انکے قدموں کے نیچے ہے اور ٹھہری ہوئی ثابت ساکن ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان پ ۳۰ ص ۵۔

سورج وغیرہ اجرام فلکیہ متحرک ہیں۔ اسپر نصوص قرآنیہ وحدیثیہ لکھے جاتے ہیں۔

فان اللہ یأتی بالشمس من المشرق۔ ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سورج کو مشرق سے لاتا ہے۔ اور آیت وسخر لکم الشمس والقمر دائبین۔ الدأب العادة المستمرة دائما علی حالة واحدة ودأب فی السیر دوام علیہ والمعنی ان اللہ سخر الشمس والقمر یجریان دائما۔ تفسیر خازن ج ۳ ص [illegible]۔ (دائبین) دائمین ای یدأبان فی سیرهما۔ مدارک بر خازن ص [illegible]۔ وسخر الشمس والقمر [illegible] فی خلقه [illegible] مقصود ان یجریان علی ما یرید کل یجری لاجل مسمی۔ یعنی الی وقت معلوم وهو وقت فناء الدنیا۔ خازن ج ۳ ص [illegible] وکذلک فی المدارک ص [illegible]۔ وسخر الشمس والقمر [illegible] لاستواء سیرهما کل یجری لاجل مسمی لیوم القیامة ینقطع جریها۔ تفسیر مدارک بر خازن ج ۳ ص ۴۹۹۔ (والشمس تجری لمستقر لها) ای لانتهاء لها قیل الی انتهاء سیرها عند انقضاء الدنیا وقیام الساعة۔ خازن ج ۴ ص [illegible]۔ والشمس تجری لمستقر لها لحد لها موقت مقدر تنتهی الیه من فلکها فی آخر السنة شبه بمستقر المسافر اذا قطع سیره او لمنتهی لها من سیرها کل یوم فی مرای عیوننا وهو المغرب او لانتهاء امرها عند انقضاء الدنیا ذلک الجری علی التقدیر والحساب الدقیق (تقدیر العزیز العلیم) مدارک بر خازن ج ۴ ص [illegible]

وكل في فلك يسبحون - اى والشمس والقمر فلك يسبحون - خازن ص۲۰۰ (يسبحون) يسيرون - جلالين
وقوله عز من قائل وكل في فلك يسبحون اعلم ايها الخبير اى ان الشمس والقمر بل وما في حكمهما من السيارة تتحرك
في افلاكها المختلفة بتحرك تحركات تلك الافلاك - شمس بازغه ص۲۰۱ والشمس تجرى لمستقر لها - اى
الى انتهاء سيرها عند قيام الساعة او الى ابعد مغاربها او نهاية ارتفاعها في الصيف ونهاية هبوطها في
الشتاء او ما قد صح عن النبي عليه السلام انه قال مستقرها تحت العرش الخ - تفسير معالم التنزيل - وكل في فلك
يسبحون - وكلهم والتغير لها ولسائر النجوم فان ذكرها مشعر بها - تفسير جامع البيان - (يسبحون) وظاهر القرآن
ان لنفسها سيرا وسباحة والعلم عند الله العزيز الخبير - والشمس والقمر بحسبان يجريان بحساب
مقدر في بروجها ومنازلها ويعلم منها السنون والحساب - جامع البيان - قوله تعالى والشمس تجرى لمستقر
لها - اى حين ينتهي اليه دورها - (الى ان قال) وظاهر هذا انها تجرى في كل يوم وليلة فيعضها
كقوله تعالى في الآية الاخرى وكل في فلك يسبحون اى يدورون وهو مغاير لقول اصحاب الهيئة
ان الشمس مرصعة في الفلك اذ مقتضاه ان الذي يسير هو الفلك ونحوهم على طريق الحدس و
التخمين فلا عبرة به - قسطلانی ص۲۰۸ وكذا في فتح الباري لابن حجر وعمدة القاري
للعلامة بدر الدين العيني - قوله والشمس تجرى - ظاهره يقتضي كون الشمس متحركة دون الارض و
كون هذه الحركة ذاتية لا تبعا للفلك - تفسير بيان القرآن لمولانا اشرف علي صاحب - والشمس تجرى
لمستقر لها - لام خواہ بمعنی وقت ہے اور وہ (۱) منتہائے دنیا ہے جو منتہائے سیر وحرکت آفتاب ہے -
(۲) سال تمام جسمیں دورہ بروج ختم ہوتا ہے (۳) تمام یوم ہے جو روزانہ دورے کی انتہا ہے -
بخاری حضور نے ابوذر سے فرمایا جانتے ہو آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے عرض کی اللہ ورسول خوب
جانتا ہے فرمایا فانها تذهب حتى تسجد تحت آفتاب جاتا ہے اور عرش کے تلے سجدہ کرتا ہے -
جیسا کہ فرمایا والشمس تجری لمستقر لها آه اور دوسری روایت میں فرمایا مستقرہا زیر عرش ہے اور
روایت صحیح ہے اور تاویلات مذکورہ کے خلاف نہیں - خلاصۃ التفاسیر ج۳ ص۳۹۰ -
یہ مضمون سرخیرہ حدیث ودیگر تفاسیر عربیہ میں بھی آیا ہے مگر بخوف تطویل نقل میں اسی پر اکتفا کیا گیا
ہے - اور حکمائے مذہب وسائنس میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ زمین ساکن مرکز کائنات ہے
اور سورج اور باقی اجرام فلکیہ مشرق سے مغرب کیطرف حرکت کرتے ہیں - چنانچہ اسمیں لکھا ہے
کہ مختلف ادیان ومذاہب کی روایات کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی دنیا کی ہر ایک قوم نے
جہان کے آغاز سے یہی مان رکھا ہے کہ زمین مرکز کائنات ہے اور اجرام فلکی یعنی آفتاب و مہتاب
وسیارے مشرق سے مغرب کیطرف حرکت کرتے ہیں اور انسان کو افضل واشرف مخلوقات مانکر
زمین کو مرکزی ہستی سمجھا ہے - اور یہ کہ انسان نے دنیا کو ایک سرسری نظر سے دیکھکر بلا غور وتحقق

بلا غور و تحقیق ہی قائم نہیں کیا بلکہ مختلف آسمانی صحائف بھی جو وقتاً فوقتاً انبیاء پر نازل
ہوئے کما من حیث الفلسفہ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں - انتہی - حرکۃ مذہب سائنس - مسئلہ دربیان
طلوع و غروب آفتاب - آفتاب صد و شصت برابر این دنیا است و حامل بر آسمان چہارم است
و بالصد گوشہ دارد و ہر گوشہ بالصد زمام دارد و بر ہر زمام بالصد فرشتہ موکل اند کہ او را بکشند
می کشند و بر حدی میگردانند - آوردہ اند اگر اسپ تازی در دوانیدن از زمین بلند بگیرد آفتاب
ہزار سالہ راہ دور میرود چنانکہ حضرت رسالت پناہ صلعم روزے وقت پیشین از حضرت جبرئیل
پرسید کہ ہست یا نہ جبرئیل گفت آرے نعم حضرت گفت دو قصہ بازگو - گفت چون گفتم لا (آفتاب) ہزار
سالہ راہ بگذشت وقت شد بعد از ان نعم گفتم - ارشاد الطالبین مصنفہ اخوند درویزہ صفحہ ۱۴۳
وکل یجری الشمس والقمر فی فلک یسبحون - حضرت عبد اللہ ابن عمر و ابن مسعود اور ابن عباس و قتادہ رضی اللہ عنہم
سے یہ تفسیر ثابت ہوئی ہے کہ آفتاب کا مستقر یہ ہے کہ رات دن برابر چلتا رہتا ہے اور اسکو کبھی فتور و
توقف نہیں ہوتا سفر ہوا بیت الحقانی جلد - وکل فی فلک یسبحون - چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان
کیطرف دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا میں دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں تفسیر
حقانی ج ۵ صفحہ - وکل فی فلک یسبحون اور ہر ایک ان دونوں میں سے ایک ایک فلک میں سیر کرتے ہیں
ابن عباس نے کہا کہ دور کرتے ہیں جیسے تکلا دور چرخہ میں ہوتا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر - تفسیر مواہب الرحمانی
صفحہ وکل فی فلک یسبحون - ف یعنی فلک آسمان پر دور کرتے ہیں یہ قول ابن عباس ہے - و اکثر وحشی کہ دھشی و قتادہ و
عطائے خراسانی کا ہے اور ابن ابی حاتم نے عبد الرحمان ابن زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ تم دونوں فلک یعنی
آسمان اور زمین کے درمیان فلک میں دور کرتے ہیں - ابن کثیر نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے کیونکہ حضرت
ابن عباس وغیرہ علماء سلف رضی اللہ عنہم نے فلک ہوا چرخے کی مانند قرار دیا ہے - اور اثر ابن عباس میں آیا کہ
رات میں زیر زمین روان رہتا ہے یہ بھی اسی پر منطبق ہے لیکن اس بارہ میں کوئی نص قوی نہیں ہے ہاں
عقل سلیم اقوی ہے کہ زمین حقیقی مرکز کے ساکن ہے تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۱۴۱۲ و صحیح ہو کہ آسمان بھی گردش
کرتا ہے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے والسماء ذات الرجع - اور تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ میں اسکی تصریح فرمائی ہے - اور خزینۃ الاصفیاء
ج ۲ میں مذکور ہے - و سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ در فوائد الفواد می فرمایند کہ
حکیم فلسفی نزد خلیفہ بغداد آمد و کتب خود بیاورد و خواست کہ خلیفہ را از راہ حق بگرداند و خلیفہ
ہم بدو رغبت کرد و شب و روز باو ہم صحبت و ہم طعام بود چون این خبر بہ شیخ شہاب الدین سہروردی
رسانیدند خود بہ درگاہ خلیفہ بدوان فلاسفہ حیلی کند چنانکہ اختلاط کند و رخنہ گرفت این بگفت و بر خاست
و بدرگاہ خلیفہ آمد - اتفاقاً در ان وقت ہم حکیم فلسفی نزد خلیفہ حاضر بود و مجادلہ با خلیفہ نشستہ بود بحث
مشغول بود و دربانان خبر تشریف آوری شیخ نزد خلیفہ بردند خلیفہ شیخ را اندرون طلبید چون

شیخ نفر د خلیفه رسید و آن حکیم را دید پرسید که درین وقت در کدام ذکر و بحث بودید خلیفه بجهت
تصفیه پنهان داشت و گفت با هم سخنان حکیمی شیخ گفت که آمدن محض برای همین سبب است که در حق
تکلم و میان خلیفه و این کس آنکه حاضر هست چه سخن و کلام در پیش است و خلیفه را باید گفت که چه
سخن در پیش بود حیل در جواب شیخ بسیار مبالغه کرد حکیم فلسفه گفت که ما درین ساعت درین
وقت و تقریر بودیم که حرکت سه نوع است حرکت طبعی و حرکت ارادی و حرکت قسری طبعی آنست
که چیزی بطبع خود حرکت کند و دیگری متکفل حرکت آن نباشد چنانچه سنگی از دست یا چیزی بگذارند
بحرکت طبع خود بر زمین بیفتد و حرکت ارادی آنست که باراده خود حرکت بهر طرف که
خواهد کند و حرکت قسری آنست که آنرا کسی دیگر در حرکت آرد مثلاً کسی سنگی بهوا بیندازد آنرا حرکت
قسری گویند باز چون حرکت او کم شود و بجای خود رسد باز میل نماید آنرا حرکت طبعی خوانند - اکنون ما
درین بحث هستیم که حرکت فلکی از کدام طبعی هست که خود بخود میگردد و کسی دیگر او را در حرکت نمی آرد شیخ فرمود
که چنین نیست بلکه حرکت فلک حرکت قسری است گفتند چه گونه گفت که فرشته ایست بر بصورت زرینی
فلک او را میگرداند بفرمان خدای تعالی چنانچه در حدیث نبوی آمده است حکیم بطریق استهزا
خنده کرد و شیخ از خنده او برآشفت و دست خلیفه و آن حکیم گرفته از زیر سقف در صحن سرا آمد
و نگاه سوی آسمان کرد و گفت الهی آنچه بندگان خاص خود را می نمائی این هر دو را هم بنما و آن
روی بسوی خلیفه و حکیم کرد و گفت نظر جانب آسمان کنید هر دو جانب آسمان نظر کردند و آن
فرشته را که بر حرکت فلکی موکل است بچشم خود دیدند که فلک را میگرداند - چون این کرامت
بدیدند خلیفه و حکیم از آن عقیده باطل تائب گشتند - خزینة الاصفیاء ج ۲ ص ۲۹۵ اور شاہ عبدالقادر
صاحب اپنی تفسیر موضح القرآن میں لکھتے ہیں - وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی پ ۲۱ اور
فرمان بردار کیا سورج اور چاند کو یعنی سورج اور چاند چلتے ہیں - بیچ آسمان ایک وقت
ٹھہرا تک کہ دن قیامت کا ہے وہ سب پھرنا انکا موقوف ہووے - تفسیر موضح القرآن ص ۴۲۳

وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم پ ۱۷ اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کہ نہ ہلے زمین اور خراب
نہ کرے انکو جو زمین پر رہتے ہیں - موضح القرآن ص ۴۲۳ وهو الذی خلق اللیل والنهار والشمس والقمر کل
فی فلک یسبحون پ ۱۷ - اور وہی ہے جس نے بنائی رات کو اور پیدا کیا دن کو اور پیدا کیا سورج کو
اور چاند کو اور وہ سب آسمان میں پھرتے ہیں - موضح القرآن ص ۴۲۳ والشمس تجری لمستقر لہا پ ۲۳ اور
نشانی قدرت کی سورج ہے جو چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے ٹھکانے تک موضح ص ۵۴۳ و کل فی فلک یسبحون پ ۲۳
اور سب تارے اور چاند و سورج آسمان کے دائرہ میں تیرتے ہیں جیسے مچھلی دریا میں - موضح ص ۵۴۶

والارض فرشناها لبسطناها ومهدناها فنعم الماهدون فباسطون نحن تفسیر معالم التنزیل پ٢٧ عمود السماء وهو
انه تدور كدوران الرحى قال قتادة تتحرك ــ تفسیر معالم التنزیل پ٢٣ ــ والشمس تجري لمستقر لها اسم مكان وفسر
النبي المنزل عليه القرآن ان مستقرها تحت العرش تذهب وتسجد هناك وتستأذن في الطلوع فيقال لها
اطلعي من حيث ... واذا كان العرش كرة محيطة فتحتها باعتبار مكان خاص من العرش الله ورسوله اعلم
وظاهر بعض الاحاديث دال على انه قبة ذات قوائم تحمله الملائكة فوق هذا الجانب من الارض فحينئذ يكون وقت
الطلوع اقرب ما يكون الى العرش وهو نصف الليل الحقيقي ثم تسجد وتستأذن في الطلوع تفسیر جامع البیان ــ ثبت
في الصحيحين وغيرهما بروايات متعددة انه صلى الله عليه وسلم قال مستقرها تحت العرش تذهب وتسجد هناك
وتستأذن في الطلوع فيقال لها اطلعي من حيث طلعت فاذا كان عند القيامة يقال لها اطلعي
من حيث غربت فذلك حين لا ينفع نفسا ايمانها هذا اسهل التفسير وجمالين على وهو ... على الايمان واما كيفية
ذهابها تحت العرش مع ان العرش كرة محيطة او قبة ذات قوائم تحمله الملائكة فوق هذا الجانب
من الارض كما هو ظاهر بعض الاحاديث فعلمه عند الله ورسوله نحن به ونكل العلم ... الكرام ...
الآخرة ــ وجيز حاشية جامع البيان ــ وذكر في النهاية اقوال الائمة قال وبعده الا قول ... كانه لم يطلع
على تفسير رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي في الصحيحين وغيرهما والا فكيف العدول عنه ... عن القاضي
مع مطابقة تفسير المعالم ما يعترض لهذا الوجه بوجه والله الموفق ــ حاشیہ جامع البیان ــ اور علامہ
محمد ... علی خان صاحب رامپوری لکھتے ہیں شرح عقائد النسفی میں ــ وطلوع الشمس من مغربها حق ــ
اور نکلنا سورج کا مغرب کیطرف سے حق ہے یہی لفظ حق بولے ہیں مسلم کی اس روایت میں جسکا
راوی ابوہریرہ ہیں موجود ہے اور بخاری و مسلم نے ابوذر رضی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ آفتاب جو غروب ہوتا ہے تو یہ جاتا ہے یہانتک کہ عرش کے تلے جا کر سجدہ کرتا ہے اور قریب ہے کہ
اسکا سجدہ قبول نکیا جائیگا اور حکم ہوگا کہ جدھر سے آیا ہے ادھر کو لوٹ جا وہ مغرب سے لوٹ جائیگا
اور طلوع کریگا مغرب کیطرف سے ــ سوال نظام بطلیموسی کے موافق آفتاب آسمان کی حرکت سے
پھرتا ہے اور آسمان کی حرکت مشرق سے مغرب کو ہے اور نظام فیثاغورثی کے مطابق آفتاب مرکز
عالم ان کواکب کے لئے ہے جو بلفظ سیارات معروف ہیں سیارۂ ارض بھی اسیطرح آفتاب کے گرد گھومتا
ہے جسطرح اور سیارے پھرتے ہیں اور آفتاب کو سکون ہے یعنی اگر کچھ حرکت ہے تو وہ وضع کی حرکت
نہیں ہے کہ جیسے سیاروں کو ہے پس دونوں مذہبوں رو سے یہ محال ہے کہ افلاک خواہ سیارۂ ارض اپنی
حرکات وضعی کو چھوڑ دیں جواب اس قسم کے ضعیف مسائل ان حکما کے چند اصول ضعیفہ اور
قیاسات پر مبنی ہیں جب اہل حق کے نزدیک وہ اصول بے اصل تو ان مسائل کا کیا اعتبار رہا جو
انپر مبنی ہیں پس ان اعتقاد پر شک یا انکار کرنا محض نادانی اور تقلید حکما ہے ــ اور حکما کی تحقیق

کا یہ حال ہے کہ حضرت مسیح سے (۵۱۰) برس قبل فیثاغورث نے پیدا ہو کر نظام شمسی کا مسئلہ تحقیق
کیا دوم صدی مسیحی میں بطلیموس نے نظام فیثاغورث کی تردید کر کے عالم کا یہ نیا نظام تجویز کیا کہ ارض
مرکز عالم ہے اور تمام اجرام فلکیہ ارض کے گرد گھومتے ہیں صدہا برس تک تمام حکمائے ایشیا و یورپ
اسی کے پابند رہے پندرھویں صدی مسیحی کے آخر سے پھر محققین یورپ مثل گلیلیو اور سر اسحاق
نیوٹن اور ہرشل نے نظام فیثاغورثی میں جان ڈالنا شروع کی اور نظام بطلیموس کی تغلیط
ثابت کر دی۔ اس حکمت جدیدہ نے اکثر مسائل مسلمہ کو باطل کر دیا ہے اور یہ سلسلہ ابھی
ہی نہیں رکا ہے پھر ایسے قواعد اور اصول کو جن کی بنیاد محض قیاس یا عقل کے تخمینہ پر ہو اور تجربہ
قرار نہ ہو ایک مخبر صادق کے قول کے سامنے تسلیم کرنا نہ چاہیئے۔ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۹۷۔

ضمیمہ واضح رہے کہ آسمان نیچے اوپر تو تو سات ہیں اور اسیطرح زمینیں بھی سات ہیں۔
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن الآیۃ ترجمہ اللہ وہی
ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین سے بھی انکی مانند سات طبقے بنائے۔ حیرت دہلوی۔
اور سورہ ملک میں ہے۔ الذی خلق سبع سموات طباقا۔ یعنی جس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے۔
(اللہ الذی خلق) مبتدأ وخبر (سبع سموات) اجمع المفسرون علی ان السموات سبع (ومن الارض مثلھن)
بالنصب عطفا علی سبع سموات قیل ما فی القرآن آیۃ تدل علی ان الارضین سبع الا ھذہ الآیۃ وبین
کل سمائین مسیرۃ خمسمائۃ عام وغلظ کل سماء کذلک والارضون مثل السموات وقیل الارض
واحدۃ الا ان الاقالیم سبعۃ۔ تفسیر مدارک التنزیل مصنفہ ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن
محمود النسفی ج ۴ صفحہ ۲۸۲۔ تفسیر خازن صفحہ اعلم ان السموات والارضین علی صفتین فالسموات
موترۃ غیر متاثرۃ والارضون متاثرۃ غیر موثرۃ فلھذا السبب قدم ذکر السماء علی الارض الا کثر
نبراس شرح شرح عقائد النسفی صفحہ ۱۱۲۔ (ومن الارض مثلھن) قیل ما فی القرآن آیۃ تدل
علی ان الارضین سبع الا ھذہ وقیل بین کل سمائین مسیرۃ خمسمائۃ عام وغلظ کل سماء کذلک
والارضون مثل السموات۔ کشاف العلامۃ زمخشری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۹۔ اور صحیح بخاری میں
ہے۔ باب جاء فی سبع ارضین وقول اللہ عز وجل اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن
الآیۃ الا حدیث (عن عائشۃ) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ظلم قید شبر من الارض طوقہ من
سبع ارضین (وعنہ) عن سالم عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شیئا
من الارض بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین۔ بخاری شریف مطبوعہ مطبع
مجتبائی دہلی صفحہ ۴۵۳ قولہ ومن الارض مثلھن۔ قال الداودی فیہ دلالۃ علی ان الارضین بعضھا فوق
بعض مثل السموات ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع متجاورۃ

وحکی ابن التین عن بعضهم ان الارض واحدة قال وهو مردود بالقرآن والسنة قلت لعله القول
بالتجاور والا فیصیر صریحا فی المخالفة انتهی فتح الباری شرح البخاری — بر حاشیه بخاری مجتبائی ص
باب ما جاء فی صفة سبع ارضین وقول الله تعالی الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن فی العدد
وفیه دلالة علی ان بعضها فوق بعض کالسموات وعن بعض المتکلمین ان المثلیة فی العدد خاصة وان السبع متجاورة
وقال ابن کثیر من حمل ذلک علی سبعة اقالیم فقد ابعد النجعة وخالف القرآن — قسطلانی شرح بخاری ص ۲۰۳ —
وعند احمد باسناد حسن عن ابی هریرة قال بینما نحن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ مرت سحابة فقال اتدرون ما هذه قال
قلنا الله ورسوله اعلم قال العنان وزوایا الارض الحدیث وفیه ثم قال اتدرون ما الذی تحتکم قلنا الله ورسوله اعلم قال ارض
اتدرون ما تحتها قلنا الله ورسوله اعلم قال ارض اخری قال اتدرون کم بینهما قلنا الله ورسوله اعلم قال مسیرة خمسمائة عام
حتی عد سبع ارضین رواه الترمذی باسناده عن ابی هریرة وذکر انه ذکر ان بعد ما بین کل ارضین خمسمائة عام
قسطلانی ص ۲۰۳ — وعند الامام احمد وابن حبان فی صحیحه والحاکم وصححه من حدیث ابی هریرة قلت یا رسول الله انی اذا
رایتک طابت نفسی وقرت عینی انبئنی عن کل شیء قال کل شیء خلق من الماء وهذا یدل علی ان الماء اصل جمیع المخلوقات
ومادتها وان جمیع المخلوقات خلقت منه وروی ابن جریر وغیره عن ابن عباس ان الله عز وجل کان عرشه علی الماء
ولم یخلق شیئا غیر ما خلق قبل الماء فلما اراد ان یخلق الخلق اخرج من الماء دخانا فارتفع فوق الماء فسما علیه فسماه
سماء ثم ایبس الماء فجعله ارضا واحدة ثم فتقها فجعلها سبع ارضین ثم استوی الی السماء وهی دخان فکان ذلک
الدخان من تنفس الماء حین تنفس ثم جعلها سماء واحدة ثم فتقها فجعلها سبع سموات قسطلانی
ص ۲۰۳ — اور مولانا عبد الحی لکھنوی اپنی کتاب مجموعة الفتاوی میں لکھتے ہیں — سوال کہ حدیث ان الله خلق سبع
ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی کم صحیح ہے یا نہیں — جواب
یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث مذکور کتب معتبرہ اور نیز صحیحہ میں موجود ہے اور ائمہ دین میں
ترجمان القرآن حضرت ابن عباس اور ابو الضحی اور مجاہد اور ابو موسی وغیرہ اور عطاء بن السائب اور عطاء بن
یسار اور عمرو بن مرہ اور محمد بن مثنی اور عمرو بن علی اور محمد بن جعفر اور عبید بن غنام اور علی بن حکیم
اور شریک اور حاکم اور بیہقی اور جلال الدین سیوطی کے مستند ہیں اور محمد بن جریر طبری کو شرح صحیح میں
اور ابن ابی حاتم کو جو محدث ہیں اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن حجر عسقلانی صاحب فتح
الباری وغیرہم ناقل ہیں — اخرج الحاکم فی المستدرک من طریق عبید بن غنام النخعی عن علی بن حکیم عن
شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس انه قال فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراهیم
کابراهیم وعیسی کعیسی ونبی کنبیکم اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں وقیل
القول الظاهر ما رواه ابن جریر من طریق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس فی هذه الآیة ومن
الارض مثلهن قال فی کل ارض مثل ابراهیم ونحو ما علی الارض من الخلق هکذا اخرجه مختصرا واسناده

صحیح واخرجہ الحاکم والبیہقی من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی مسلم والی ایضا سبع ارضین فی کل ارض
آدم کآدمکم (الخ) قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ شاذ۔ انتہی اھ تدریب الراوی شرح تقریب النواوی
میں مرقوم ہے وہم ازیل انتہی من صحیح الحاکم حتی رأیت البیہقی قال اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ۔ اور
تفسیر درمنثور میں مسطور ہے واخرج عبد بن حمید وابن المنذر وابن جریر عن ابن عباس
فی قولہ ومن الارض مثلہن قال لو حدثتکم بتفسیرہا لکفرتم وکفرکم تکذیبکم بہا واخرج ابن جریر وابن
ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن
ابن عباس فی قولہ ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم و
ابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحی علیہ متابعا انتہی اور بیہقی کی
تفسیر مظہری وغیرہ کتابوں میں ہے اور موافق قاعدہ محدثین کے یہ حدیث مرفوع ہے حکماً۔ تحقیق
یہ ہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے
حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ متحقق نہیں ہے اور زمین
کے طبقات کا جداگانہ ہونا بہت احادیث سے ثابت ہے۔ مجموعہ الفتاوی ج ۱ ص ۲۳۱ تا ۲۳۴
پھر سموات کو جمع فرمایا اور ارض کو واحد تو کہا گیا کہ اسلئے کہ آسمان کے طبقات ہیں اور ہر طبقہ کے احکام جدا
ہیں لہذا جمع فرمایا اور زمین طبقہ واحدہ ہے اور رد کر دیا گیا کہ زمین کے بھی مثل طبقات سماوات ہیں چنانچہ فرمایا
ومن الارض مثلہن پھر توجیہ کی گئی کہ یہ زمین کا طبقات مثل پیاز کی تہ بتہ ہیں اور آبادی وغیرہ نہیں پس
مثل طبقات آسمان کے نہیں ہوئی بلکہ طبقہ زیر ودوسرے کی مانند ہوئی اور یہ بھی رد کر دیا گیا کہ حاکم نے من طریق
ابی الضحی عن ابن عباس روایت کی جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر طبقہ زمین میں آبادی ہے اور ہر طبقہ کا آدم
مانند ہمارے آدم کے اور موسی مانند ہمارے موسی کے اور عیسی مانند ہمارے عیسی کے اور محمد مانند ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہے اور حاکم نے کہا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ بعضوں نے کہا کہ آسمانوں کو جمع فرمایا کہ وہ باجماع مختلف
ہیں ہر آسمان دوسرے آسمان سے جوہر جنس میں جدا ہے اور زمین کی جنس واحد ہے خاک ہے اور اسکی جمع کی حاجت نہ ہوئی کہ مقصود
میں اعظم مخلوق آسمان ہے جب اسکو متعدد پیدا کردیا تو حقاً جمع مقصود ہے تو زمین ہزاروں ہوسکتے ہیں حاجت
جمع بیان کرنے کی کچھ نہیں ہے اور یہ بیان ثابت ہوا کہ آسمان کے طبقات متعدد موجود ہیں محض منتہائے نظر نہیں۔
تفسیر مواہب الرحمن ملخصاً۔ واضح ہو کہ آسمانوں کی تعداد سات منصوص ہے اسی طرح زمینوں کی بھی سات ہے جیسا کہ
حدیث میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے کسی دوسرے کی زمین میں سے ایک بالشت بھی
ناحق لے لی تو اللہ تعالی قیامت کے روز اسکو ساتوں زمین سے طوق پہنا دیگا (الصحیح) بعض احادیث میں وارد ہے
کہ جیسے ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچسو برس کی راہ ہے اسی طرح ہر دو زمین کے درمیان بھی اسقدر فصل ہے۔ امام رازی نے تفسیر
کبیر میں آسمانوں کے بیان میں فلاسفہ کے اقوال بھی نقل کئے اور انکے دلائل کو مجروح کرکے جواب فرمایا ہے (ا)

علماء کے اقوال نقل کرنے سے صرف تنبیہ مقصود ہے کہ کسی آدمی کی یہ مجال نہیں کہ آسمانوں و زمینوں کے تعلق
اور انکی کیفیت و تعداد اپنے حواس کے ذریعہ سے دریافت کر سکے کیونکہ علم تو اسکو کہتے ہیں کہ جو قرار
واقعی میں بھی ہو اور اسکے منافی کچھ نہ ہو حالانکہ یہ بات کسیطرح ممکن نہیں اور سوائے خالق
عز و جل کے کوئی مخلوق اسکو احاطہ نہیں کر سکتا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ بات نہایت صحیح اور بالکل بدیہی ہے
پیر امام رازی کی نصیحت ہے کہ جب یہاں کوئی عقل و قیاس کام نہیں دیتی تو لا محالہ اسی
حد تک اقتصار کرنا چاہئے جہاں تک خالق عز و جل نے قرآن یا حدیث سے ہمکو آگاہ فرمایا۔ تفسیر مواہب
الرحمان لکھنوی سید امیر علی صاحب مترجم فتاوی عالمگیری و ہدایہ وغیرہ ج ۲۸ صفحہ ۱۰۳ بیشک آسمانوں کے
خالق اللہ تعالیٰ نظر اور دوربین وغیرہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ الذی خلق سبع سموات طباقا ما تری
فی خلق الرحمان من تفاوت فارجع البصر هل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا
وهو حسیر (خ) ینقلب ای ینصرف (الیک فی رجع البصر خاسئا) ای صاغرا ذلیلا مبعدا لم یر ما یهوی (وهو حسیر)
ای کلیل منقطع لم یدرک ما طلب۔ تفسیر خازن مصری صفحہ ۳۹۹ - الذی خلق الارض فی یومین الاحد والاثنین
وقدر فیها اقواتها فی یومین وهما یوم الثلثاء والاربعاء فصارت اربعة ایام فقضهن سبع سموات
ای اتمهن وفرغ من خلقهن فی یومین وهما الخمیس والجمعة (واوحی فی کل سماء امرها) قال ابن عباس
خلق فی کل سماء خلقها من الملائکة وخلق ما فیها من البحار وجبال البرد وما لا یعلمه الا الله تعالی۔
تفسیر خازن - (وهی دخان) وذلک الدخان کان بخار الماء وقیل کان العرش قبل خلق السموات والارض
علی الماء فلما اراد الله تعالی ان یخلق السموات والارض امر الریح فضربت الماء فارتفع منه بخار کالدخان
فخلق منه السماء ثم ایبس الماء فخلقه ارضا واحدة ثم فتقها فجعلها سبعا۔ خازن - (وبنینا فوقکم سبعا
شدادا) یعنی سبع سموات محکمة لیس یتطرق علیها شقوق ولا فطور علی مرور الزمان الا ان یأتی الله
خازن - (سبعا) سبع سموات (شدادا) جمع شدیدة ای محکمة قویة لا یؤثر فیها مرور الزمان
او غلظ کل واحدة مسیرة خمسمائة عام تفسیر مدارک - فقضهن سبع سموات فی یومین ف
جلالین - ترجمہ سات آسمان جو ایک دوسرے پر محیط ہیں اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی
راہ ہے جیسے مرکز زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے۔ تنبیہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ آسمان دخان سے پیدا فرمایا امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور خطیب نے سراج میں لکھا ہے کہ علماء مفسرین نے
بیان کیا ہے یہ دخان جس سے آسمان بنایا گیا پانی کے بخارات تھے - اور روایت ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے
پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا لقولہ تعالیٰ وکان عرشه علی الماء پھر اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں تموج و اضطراب
پیدا فرمایا تو اس سے جھاگ نکلے اور اوپر چڑھ آیا جس سے دھواں یعنی بخارات جیسا ہو کر بلند ہوئے پھر بعض پانی
باقی رہا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے خشکی پیدا فرما کر زمین کو ایجاد کیا اور جو بخارات بلند ہو کر اوپر ہوئے تھے ان سے آسمان

۱۹۹

آسمان پیدا کیا۔ تفسیر مواہب الرحمان اور حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص میں مرفوع ہے کہ ہر دو زمین کے درمیان
پانسو برس کی راہ ہے اور سب سے نیچے والی زمین ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہے جسکے دونوں طرف آسمان میں ملے ہیں اور مچھلی
ایک پتھر پر ہے اور پتھر ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہے الحدیث۔ تفسیر مواہب الرحمان [illegible] واضح ہو کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے ایک روایت آئی ہے کہ نافع بن الازرق خارجی نے ان سے پوچھا کہ ساتوں زمینوں کے نیچے بھی کوئی مخلوق ہے کہا ہاں
ملائکہ ہیں یا جن ہیں۔ ملخص فتح البیان۔ تفسیر مواہب الرحمان [illegible] تنبیہ آیت سے معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں اور سب میں امر الٰہی
نازل ہوا کرتا ہے بعض لوگوں نے زعم کیا کہ زمین فقط ایک ہے اور سات سے مراد زمین کی سات اقلیمیں ہیں شیخ ابن کثیر نے اسکو رد
کر دیا ہے کہ یہ قول صریح مخالف ہے آیات و احادیث سے ہفت زمین کا ثبوت ہے صحیحین میں ہے کہ جسنے ظلم کیا ایک بالشت زمین
علی قدر [illegible] اسکو ساتوں زمین کا طوق پہنایا جائیگا صحیح بخاری میں ہے خسف بہ الی سبع ارضین۔ یعنی وہ شخص ساتوں زمین تک
دھنسایا جائیگا۔ اور آیت الکرسی کی تفسیر میں اور قولہ ہو الاول والآخر الآیۃ کی تفسیر میں سات زمین کی روایات مذکور
ہوئی ہیں۔ [illegible] خطیب نے کہا کہ آسمانوں کے سات ہونے میں کچھ خلاف نہیں اور حدیث معراج میں مذکور ہے۔ اور زمینیں
سات ہونے میں تو جمہور علماء نے کہا کہ آسمانوں کی طرح یہ بھی طبقے اوپر تلے ہیں اور ہر زمین سے دوسری زمین تک
اسقدر فاصلہ ہے جسقدر اس زمین سے آسمان تک اور ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہے اور ضحاک سے روایت ہے
کہ ساتوں زمین اسی طرح طبقے ملے ہوئے ہیں ایک سے دوسرے تک کچھ جدائی نہیں ہے قرطبی نے کہا کہ جمہور کا قول صحیح ہے کیونکہ
احادیث صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہیں از انجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اس زمین کے نیچے کیا ہے ہم
نے عرض کیا کہ اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اس زمین کے نیچے ہوا ہے یعنی خالی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ بعد اس ہوا کے
کیا ہے ہم نے عرض کیا کہ اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے بعد زمین دیگر ہے اسیطرح بعد زمین دوم کے ہوا پھر زمین سوم
اسیطرح آپ نے سات زمینیں بیان فرمائیں۔ نقاش نے کہا کہ پھر میں نے جامع ترمذی میں دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ تمہارے تحت کیا ہے یعنی اس زمین کے بعد کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ
اللہ و رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ زمین دوم ہے پھر فرمایا کہ زمین دوم کے بعد کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے
عرض کیا کہ اللہ و رسول خوب جانتے ہیں سبحان اللہ یہ صحابہ کا طریقہ تھا کہ جب نہ جانتے تو یہی کہتے اپنی عقلی ڈھکوسلے کو دخل نہ
کرتے بلکہ اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے ہوئے یہی کہتے تھے کہ اللہ و رسول ہی ایسے علوم کو خوب جانتے ہیں پھر
فرمایا کہ اسکے بعد بھی زمین دیگر موجود ہے بفاصلہ پانچ سو سال کے حتیٰ کہ آنحضرت صلعم نے سات
زمین اسیطرح شمار فرمائیں اور ہر دو زمین کے بیچ میں پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ بیان
فرمایا۔ نقاش نے کہا کہ پھر میں نے مسند فردوس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع
روایت دیکھی کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر آسمان
کی موٹائی بھی پانچسو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان سے کرسی تک اور کرسی سے عرش
تک بھی ہر ایک کا درمیان پانچسو برس کی راہ ہے اور زمین سے آسمان اول تک بھی اسی قدر

فائدہ ۲ ۔ جو تفسیر مواہب الرحمان جلد ۲۱ صفحہ ۲۳۵ ۔ شیخ حافظ ابن کثیر نے کہا کہ ایک حدیث میں
آیا ہے کہ کرسی کی عظمت عرش تک ایسی ہے کہ ساتوں آسمان اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اور جو کچھ
انکے درمیان میں ہے سب کرسی کے درمیان میں کچھ نہیں سوائے ایسے کہ جیسے وسیع میدان بیابان
میں ایک حلقہ چھلا پڑا ہوا ہو ۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام بلیغ منصب عقول سے شامل اعتبار ہے فافہم ۔ ابن جریر نے
روایت کی کہ ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں کہ (سبع سموات ومن الارض مثلہن) فرمایا کہ اگر میں اسکی
تفسیر تمہیں بیان کردوں تو تم لوگ کافر ہو جاؤ اور تمہارا کافر ہونا یہ کہ اس تفسیر سے تم انکار کرو ۔ (یعنی جو مسلمانوں
پر فرض ہے کہ واقع میں حضرت ابن عباس کی تفسیر کو دل وجان سے مانیں اور اسکے انکار سے بچیں) اور
مولوی محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ نے بھی ایک مستقل رسالہ اس مضمون میں لکھا ہے جسکا نام تحذیر الناس عن
انکار اثر ابن عباس ہے ایک شخص نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ تم کس طرح
مطمئن ہو سکتے ہو کہ اگر میں تجھے اسکی تفسیر بتلاؤں تو تو اس سے نہ منکر ہوگا ۔ اور تفسیر
ابن عباس سے ظاہر ہوا کہ ہر آسمان میں مانند زمین کے سلسلہ خلقت ہے ۔ تفسیر مواہب
الرحمان صفحہ ۲۳۵ ۔ ومن الارض مثلہن الخ یعنی وہ اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین مثل
آسمانوں کی بنائی اتارتا ہے حکم انہیں تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے اور اللہ نے ہر شئی کو علم
سے گھیر لیا ہے ۔ مثلہن وجہ تشبیہ میں اجمال ہے کہ کس امر میں زمین مثل سموات ہے ۔ پس تفسیر اسکی
احادیث صحاح سے یوں وارد ہوئی ۔ بخاری و مسلم میں ہے جس نے کسی کی زمین ظلماً لی
تو قیامت میں وہ زمین اپنے ساتوں طبقوں سمیت اسکے گلے میں ڈال دی جائیگی طوقہ من سبع
ارضین اور بخاری میں ہے خسف بہ الی سبع ارضین ۔ ترمذی نے کہا ابو ہریرہ نے ایک دن
حضور صحابہ میں جلوہ گر تھے کہ ابر نمایاں ہوا فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے یہ بلند زمین کا سیراب
کرنیوالا ہے اور تمہارے اوپر کیا ہے کہا موج ہے رکی ہوئی یعنی گر نہیں سکتی اور زمین سے
پانچسو برس کا فاصلہ ہے ۔ اسیطرح سات آسمان ذکر فرمائے اور ہر آسمان کی بلندی کا دور
ہے پانسو برس کی راہ ہے پھر عرش کو فرمایا ان سبکے اوپر ہے پھر کہا جانتے ہو تمہارے تلے
کیا ہے ۔ زمین ہے اور اسکے تلے دوسری زمین ایک زمین سے دوسری تک پانسو برس کی راہ
ہے ۔ ایسے ہی سات زمینیں گنیں پھر فرمایا خدا اگر تم رسی میں ڈھیل باندھ کر نیچے کی زمین تک
ڈالو تو وہ اللہ پر گریگا مجھے وہاں بھی اللہ ہی کی بادشاہت ہے ۔ کہا بعض نے مراد سات
اقلیم ہے مگر یہ تقسیم فرضی غیر معتبر ہے مقابل حدیث کے کیسی جائیگی سات زمینوں کا ثبوت
ان احادیث سے قابل تسلیم ہوگی اور ابن عباس کے اثر میں ہر زمین پر مخلوق اور نبی کا ہونا
منقول ہے ۔ خلاصۃ التفاسیر صفحہ ۲۱۱ ۔ ان احادیث کی مانند تیسیر الوصول
الی جامع الاصول میں بھی بہت وارد ہوئی ہیں فانظر فیہ ۔ اور ابو داؤد و ترمذی
میں بھی آئی ہیں ۔

مگر جناب سید احمد خاں صاحب مغفور اپنی تفسیر میں سبع سموات کے معنے اسطرح لکھتے ہیں و

(سبع سموات) سات کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ سات سے زیادہ آسمان نہیں ہیں کیونکہ اس

زمانہ کے لوگ جو بولی بولتے تھے سات سیارے سمجھتے تھے کہ آسمان ہیں تو بے شک انہیں لوگوں کے خیال کے مطابق

سات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ بحث جدا ہے کہ زمانہ میں علم ہیئت کے مفسروں کی بھی یہی رائے

ہے۔ سموات جمع ہے سماء کی جسکے معنے اونچے کے ہیں یہ لفظ عرب کی زبان میں اور یہودیوں

کی زبان میں اس زمانہ سے بولا جاتا ہے جبکہ یونانی علم ہیئت کا وجود بھی نہ تھا۔ قرآن مجید میں

بھی اس لفظ کا اطلاق اسی محاورہ میں ہوا ہے جو اس زمانہ میں تھا۔ بعد قرآن مجید کے نازل

ہونے کے زمانہ میں اور اسکے بعد بالتخصیص مسلمانوں میں یونانی علم ہیئت کا بڑا رواج ہو گیا تھا

یونانیوں نے آسمان کو ایک جسم کروی شفاف صلب کروی الشکل مقعر و محدب کا محیط زمین کے

جس میں ستارے جڑے ہوئے ہیں تسلیم کیا تھا۔ یونانی حکیم مسائل میں بہت سے بلا ثبوت

اور سب الاستاد نادر بطور سچ مسئلوں کے تسلیم کیے جاتے تھے یہانتک کہ قرآن کے بیانات کو

بھی ان کے مطابق کیا جاتا تھا۔ البتہ علم کلام نے یونانیوں کے چند مسائل میں ترمیم اور بعض میں

اختلاف کیا تھا جنکو وہ صریح مذہب کے خلاف سمجھتے تھے اور اسکے سوا باقی مسائل کو بطور سچ

تسلیم کرتے تھے۔ آسمانوں کا مسئلہ بھی ایسا ہی تھا جس میں علماء اسلام نے کچھ تھوڑی ترمیم کر کے

اور اسکے جسم کو محیط ارض کے ہونے اور ستاروں کو اسمیں جڑے ہوئے ہونے اور آسمانوں کے زمین کے گرد

چکر کھانے کو ویسا ہی تسلیم کیا تھا جیسے کہ یونانیوں نے بیان کیا تھا اسی لیے تفسیر جلالین اور علم کی

کتابوں میں آسمان کے وہی معنے بیان اسکے قریب قریب مروج ہو گئے جو یونانی حکیموں نے بیان کیے

اور بہت بڑی غلطی یہ ہو گئی کہ لفظ تو لیا قرآن کا اور اسکے معنے لیے یونانی حکیموں کے

اور رفتہ رفتہ وہ معنے ذہن میں ایسے راسخ ہو گئے کہ انکا انکار کرنا گویا قرآن کا انکار کرنا تصور

کیا۔ مگر ایسا سمجھنا ہمارا فاسد علی الفاسد ہے اسلیے میں ان معنوں سے جو اکثر مفسرین سمجھتے ہیں انکار

کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ جن جن چیزوں پر قرآن میں سماء یا سموات کا اطلاق آیا ہے وہی معنے

سماء یا سموات کے ہم قرار دینگے۔ نہ وہ معنے جو علماء اسلام نے یونانی حکیموں کی پیروی سے قرار دیے

ہیں۔ قرآن مجید میں جیسا بیان اسکے ہر ایک موقع پر آیا ہے اسی وسعت پر بھی سماء کا اطلاق ہوا ہے جو

ہر شخص اپنے سر کے اوپر دیکھتا ہے اور اسی نیلی نیلی چیز پر بھی ہوا ہے جو گنبد کی چھت کے مانند ہر شخص

کو اپنے سر کے اوپر دکھائی دیتی ہے اور ان چمکتے جسموں پر بھی ہوا ہے جنکو ہم ستارے یا کواکب

کہتے ہیں۔ بادلوں پر بھی ہوا ہے جو مینہ برساتے ہیں مگر قرآن نے آسمان کے وہ معنے جو یونانی حکیموں نے بیان

کیے ہیں کہیں نہیں بتلائے اس لیے ہم ان سے انکار کرتے ہیں اور جو معنے قرآن نے بتلائے ہیں ان ہی معنوں میں

سے کوئی معنے سماء کے لفظ کے سمجھتے ہیں اس مقام پر سماء کے لفظ سے وہ وسعت مراد ہے جو ہر شخص اپنے

سر کے اوپر دیکھتا ہے۔ بس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس وسعت کی طرف متوجہ ہوا جو انسان کے سر پر نظر

دکھائی دیتی ہے اور ٹھیک اسکو سات بلندیاں کر دیں۔ سات سیارہ کواکب کو ہر کوئی جانتا ہے

غروب کے بعد بھی ان سے قریب واقف تھے وہ ستارے اوپر تلے دکھائی دیتے تھے۔ یعنی ایک سب سے نیچا اور

اس سے اوپر دوسرا اور تیسرا اسی طرح اور وہ علی ہذا القیاس اور ان کواکب کے سبب جو ہر ایک کا دور مختلف ہے اس وسعت

مرتفع میں دکھائی دیتے ہیں اس وسعت کے سات طبقے جدا جدا اچھے اور نیچے بالطبع ہو جاتے ہیں پس انہی کی نسبت

خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ انکو ٹھیک سات آسمان کر دیا۔ یہ کیا عمدہ بیان ہے کہ جسکے لوگوں کو ایک ہی بات معلوم

ہوتی ہوگی مگر یہی معنے بعض متقدمین مفسرین نے بھی سمجھے ہیں تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ سماوات سے اجرام علوی جیسی ہی کو کب

بھی مراد لیے گئے ہیں یا اوپر کی طرف جس میں اتنی مجمل لفظوں کی یہ تفصیل ہے جو ہمنے بیان کی۔ تفسیر القرآن

تصنیف سید احمد خاں صاحب صفحہ ٤٥ - افسوس ہے کہ اس مقام پر سید صاحب مغفور نے وہ روش متقدمین اہل علوم

پر حرف بحرف رکھنے کے ساتھ لکھی ہے کہ وہ آسمانوں کو یونانیوں کی طرح سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت بڑی

غلطی یہ ہو گئی کہ لفظ لیا قرآن کا اور اسکے معنے لیے یونانی حکیموں کے۔ یہ خود سید صاحب کا قول جو ایک غلطی

پر مبنی ہے اور ظاہر یہ کہ وہ اپنے ہیچ نرالے دوسرے کا قول ہے جو بوجہ عدم حافظہ خود ہی تردید کر دیتے ہیں

جیسے کہ وہ خود لکھتے ہیں۔ جسقدر علم ہیئت علماء متقدمین کی ان تفسیروں کے جو انہوں نے آیات قرآنی متعلق

علم ہیئت کے کی ہیں اور دیگر احادیث اور روایات مروجہ مذہب اسلام میں بیان ہوئی ہیں وہ کسی طرح
علم ہیئت کے موافق نہیں ہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا آسمانوں میں
دریاؤں کا ہونا آفتاب کا گرم پانی کے چشمہ میں ڈوبنا وغیرہ وغیرہ ایسے مسئلے ہیں کہ علم ہیئت قدیم یونانی جو حکمائے
الہیین کا تھا بالکل اسکی تکذیب کرتا ہے اور وہ اسی علم کی تکذیب کرتے ہیں — جلال الدین سیوطی نے جو آیات
قرآنی اور روایات اسلامی سے اخذ کرکے ایک ہیئت اسلامی بنائی ہے اور اسپر ایک رسالہ مسمی الہیئۃ السنیہ
فی الہیئۃ السنیہ تحریر کیا ہے ایک مسئلہ بھی اسکا علم ہیئت یونانی سے موافقت نہیں رکھتا اسمیں باسناد
روایات لکھا ہے کہ عرش یعنی فلک الافلاک کے گرد چار نہریں ہیں ایک نور کی ایک نار کی ایک برف کی
ایک پانی کی پھر لکھا ہے کہ جسقدر کل دنیا کے لوگوں کی بولیاں ہیں اتنی ہی زبانیں عرش کی ہیں پھر لکھا ہے
کہ عرش سرخ یاقوت کا ہے اور عرش کے نیچے جو سمندر ہے ایک روایت کی سند پر لکھا ہے کہ عرش سبز زمرد کا
ہے اور اسکے چار پاؤں یاقوت احمر کے ہیں — عرش کے آگے ستر ہزار پردے ہیں ایک [illegible]
جبرائیل نے کہا اگر میں ذرا بھی اسکے پاس جاؤں تو جل جاؤں — بیت — اگر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم — پھر لکھتے ہیں کہ سات زمینیں مثل سات آسمانوں کے تو بر تو ہیں ہر ایک کی
موٹائی پانسو برس کی راہ چلنے کے برابر ہے اور ہر ایک طبقہ زمین کو ایک دوسرے سے اسیقدر
فاصلہ ہے — رعد کو وہ ایک فرشتہ اور اسکی آواز کو کڑک اور اسکے چابک یا کوڑہ کی چمک کو
بجلی قرار دیتے ہیں آسمانوں کو مثل قبہ کے کہتے ہیں اور اسمیں دروازے قرار دیتے ہیں — مد و جزر
سمندر کی بابت روایت کرتے ہیں کہ جب فرشتہ سمندر میں پاؤں رکھدیتا ہے تو مد ہو جاتا ہے
اور جب نکال لیتا ہے تو جزر ہو جاتا ہے — غرض کہ اسیطرح لغو و مہمل و موضوع روایتیں اسلام میں
ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے اور اسپر یقین کرنا چاہتے ہیں اور علما بھی [illegible]
مذہبی نے انکو اپنی تصنیفات میں جگہ دی ہے اور علم ہیئت یونانی ان سب کی تکذیب کرتا ہے پس ہیئت
یونانی اور اسکے مسائل کو بالکلیہ دین سے تعلق ہے تاکہ اسکی تردید کی جائے یا وجہ تطبیق بیان ہو اگر ہم
ہیئت قدیم یونانی سے در گذر کریں اور ہیئت جدید پر جو اب تمام علمی دنیا میں مسلم ہے نظر ڈالیں
اور دیکھیں کہ ہر ملک کے اہل علم کا اسپر اتفاق ہوتا جاتا ہے تو وہ خیال [illegible] کے موجودہ
مسائل اسلام کے کہ ہیئت اسلام کے بر خلاف ہے پس یہ کہنا کہ دین کو نقصان پہنچتا ہے تحریر سے ٹھیک
نہیں ہے صحیح غلط ہے — النظر بسید احمد خان صاحب صفحہ ٣٢٣ — اس تقریر سے یہ بات بخوبی ثابت
ہو گئی کہ اسلامی آیات شریفہ و احادیث صحیحہ متعلق علم ہیئت نہ بالکلیہ ہیئت بطلیموسی کے موافق ہے
اور نہ ہیئت فیثاغورسی کے مطابق — پس آیات قرآنی کے معانی ہیئت فیثاغورسی کی مانند کرنا بھی صریح
غلطی ہے — اور پھر سید صاحب جو احادیث صحاح کی نسبت یہ لکھا ہے کہ (غرض کہ اسیطرح لغو و مہمل
و موضوع روایتیں اسلام میں ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے) یہ انکا بلا دلیل
کہنا نہایت غلطی پر مبنی ہے — مگر احادیث صحیح کی نسبت انکی یہ جرأت کچھ عجیب نہیں کیونکہ انکا ادب قرآن
مجید کی نسبت یہ ہے جیسے انہوں نے اپنی کتاب تحریر فی اصول التفسیر میں لکھا ہے — بقدر اپنی طاقت کے تقریریں
کو برہانی اور معجزات حقانی میں سے کہ جو علم ادب سے علاقہ رکھتے ہیں باقی کو محض فضول اور محض بے بنیاد روایات
ضعیف و موضوع اور قصص سے بھر دیا یا جو اکثر یہودیوں کے قصوں سے اخذ کئے گئے تھے — پھر
اصل رابع یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن بلفظہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا
خواہ یہ تسلیم کیا جاوے کہ جبریل فرشتہ نے آنحضرت پر وحی پہنچایا ہے جیسا کہ مذہب عام علمائے اسلام کا ہے یا
بلکہ نبوۃ کا جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القا کیا ہے جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے
بالتعبد بیت — نہ جبریل امیں قرآن بہ پیغامے نخواہم من — ہمہ گفتار معشوق است قرآنیکہ من دارم
تم خود اپنے نفس پر غور کرو کہ کوئی مضمون دل میں مجرد عن الالفاظ آہی نہیں سکتا ورنہ القا ہو سکتا
ہے مضمون کا الفاظ سے مجرد ہونا محالات عقلی سے ہے اس لئے قرآن مجید بلفظہ آنحضرت کے قلب پر نازل ہوا تھا —
التحریر فی اصول التفسیر بسید احمد خان صاحب

اور مولوی ذکاء اللہ صاحب [illegible] اپنی کتاب محاسن مذہب کی رزم و بزم میں لکھتے ہیں۔ ہم دو وجہ سے کہتے ہیں کہ آسمانوں کو
جو کواکب ثوابت کے گرد پھرتا ہے بالکل غلط اور خلاف واقع ہے اور علماء اسلام نے بڑی غلطی کی کہ یونانی
علم ہیئت کے مطابق قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کی ہے کیونکہ وہ بنا فاسد علی الفاسد ہے [illegible]
حکیموں کے قول کے مطابق ہونے [illegible] دوسرا فاسد [illegible] جو مشاہدہ سے بذریعہ دوربین کے [illegible]
بر خلاف نظام یونانی حکیموں کا ثابت ہوا ہے اور علماء اسلام نے جو لفظ سبع سموات کی
سات آسمان سمجھے یقیناً ان علماء اسلام کی غلطی ہے کہ [illegible] کلام الٰہی خلاف واقع نہیں
ہو سکتا نہیں اسی طرح ثابت ہوا کہ سبع سموات کا یہ مطلب نہیں جو تفسیروں میں ہے
پھر ہم انکو دوسری طرح سمجھاتے ہیں کہ قرآن [illegible] کسی چیز کا [illegible] اور اصلی واقعیت پر
کسی دلیل کا [illegible] کی بات نہیں [illegible]
[illegible]
وجود آسمان [illegible] فتویٰ کفر [illegible]
کا خالق جاننا تو اسلام ہے اور [illegible] مخلوق کا خالق جاننا کفر ہے
[illegible] نعوذ باللہ من ذلک) سید صاحب کی اور
[illegible] ہیں۔ اور تہذیب الاخلاق میں محسن الملک صاحب اسطرح لکھتے ہیں۔
[illegible] کہ قرآن مجید [illegible] ہر ایک مسلمان کو اس بات کا اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ آسمان
[illegible] اور زمین [illegible] اور ستارے اس میں [illegible]
[illegible] آسمان کا لفظ ہر اوپر کی چیز پر [illegible] زمین سے
[illegible] سورج ستاروں پر بھی سماء کا لفظ اطلاق ہوتا ہے
[illegible] سماء کا لفظ اطلاق ہوتا ہے اور بادلوں پر بھی
[illegible] سبع سموات [illegible] سماء کا لفظ اطلاق ہوتا ہے
[illegible] سات اونچی طبقوں
[illegible] آسمان کا وجود ثابت نہیں ہوتا۔ اور آیت [illegible]
[illegible] آسمان سے [illegible] ستارے [illegible]
آیت ہے [illegible] سبع طرائق [illegible]
کہ آسمان اور ستارے [illegible] ثابت ہوتا ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible] تفسیر القرآن [illegible]
[illegible] سات آسمان [illegible]
[illegible] قرآن مجید [illegible] آسمان [illegible]
[illegible] سات طبقات [illegible]
[illegible] رزق آسمان میں ہے [illegible]
[illegible] السموات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۶) شہتیر وہ لطیفہ جس میں ستارے ہیں (ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزیناها للناظرین) - (۷) سقف وہ
طبو جیوں سے سجھا اور براہ بہشتوں کی جگہ ہے - جنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقین
تفسیر القرآن بالقرآن ختم ہوئے - اور دیانند لکھتا ہے (ستیارتھ پرکاش)
پہلا آسمان چھت کیسی کی ہو سکتی ہے یہ جہالت کی بات ہے آسمان کو چھت ماننا تمیز کی بات
ہے اگر کبھی اور گرو زمین آسمان مانتے ہوں تو یہ لڑکے کھیل کی بات ہے - ستیارتھ پرکاش ص ۵۴۶
پھر لکھتا ہے (فان الله یاتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب فبهت الذی کفر الآیة) آیت کا ترجمہ
بعد ہی اسنے تو باتیں کی ہیں وہ پہلے ہی لکھی گئی ہیں (نعوذ بالله من شر ذلک) اب ہر طرف سے الفاظ
چاہتے ہیں اور نہایت عاجزی سے باادب التماس کرتے ہیں کہ جب بعض آریوں نے ہم حنفا اہل سنت
والجماعت متبعین مذہب امام ابوحنیفہ کے معتقدات پر حملہ کیا ہے کیونکہ ہم آسمانوں کو
مطابق کتب الٰہیہ قرآن مجید واحادیث شریفہ اور مطابق اعتقاد تمام مفسرین واکابر و
مجتہدین اور انکے متبعین کے مانتے ہیں اور ان آریوں نے ہم پر اعتراضات کئے ہیں اگر ہم منجانب
سے کچھ جواب لکھتے ہیں تو یہ محض امر مجبوری ہے کیونکہ ہم اپنے معتقدات کو درست اور صحیح
مانتے ہیں اور صحیح اور حق جانتے ہیں - اور انکو دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں وبالله نستعین وهو الموفق
والمعین - سید احمد خان صاحب اور محسن الملک صاحب اور بعض قادیانی صاحبان کی تقاریر بھی انکے
جواب ہو سکتے ہیں مگر وہ انکے اپنے طریقے پر ہیں ہمارے مذہب کے موافق نہیں ہیں
جناب مولوی رحیم الغنی خان صاحب شرح العقائد میں لکھتے ہیں - سید صاحب نے جو یہ دعویٰ کیا کہ
سماء صحیح اور حق ہیں اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر بلندی کو سما کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے
اور یہ جو کہا کہ مسلمانوں میں یونانیوں کے مسئلے بطور سچے مسئلوں کے تسلیم کیے جاتے ہیں یہ بھی
صحیح نہیں اسلئے کہ مسلمان یونانیوں کے ان مسئلوں کو جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں یقینا
جھوٹا جانتے ہیں اور جن کے بیان سے قرآن وحدیث ساکت ہیں ان پر بھی اعتقاد ویقین نہیں
کرتے اور جو انکے موافق ہیں ان پر اسوجہ سے یقین کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے بھی اسیطرح
ثابت ہیں نہ اسوجہ سے کہ یونانیوں کے اقوال ہیں یہی حال آسمانوں کے باب میں ہے - تفسیر کبیر
میں سماوات کے باب میں لکھا ہے کہ بیان افلاک میں یونانیوں کا قول اسی قسم سے ہے کہ آگاہ
کر دیا مجھ کو اس بات نے کہ آدمیوں کی عقل کو ان چیزوں کے جاننے کی کوئی سبیل نہیں اور سوا
اس ذات کے جو انکی خالق ہے کسی کا علم انپر محیط نہیں ہے اس باب میں دلائل سمعیہ پر اختصار
کرنا واجب ہے انتہی جسقدر اطلاقات لفظ سماء کے لکھے ہیں ہمکو یہ مسلم نہیں قرآن میں جابجا
ستاروں کو سماء سے جدا بیان کیا گیا ہے جیسے اذا السماء انفطرت و اذا الکواکب انتثرت - یعنی
جبکہ آسمان پھٹیں اور ستارے بکھریں - دیکھو دونوں کے لئے مختلف صفتیں ذکر کی
جنسے انکی تغایر بخوبی ثابت ہوتا ہے اور وسعت محض بھی مراد نہیں ہو سکتی اسی لئے
کہ قابل انفطار نہیں بلکہ صرف خلو ہے پس جس پیرایہ کہ ہماتے وہی معنی مراد ہیں جو آسمان کے حقیقی
و متبادر معنے ہیں یعنی آسمان اسی کے مسلمان معتقد ہیں اگر قرآن نے آسمان کے وہ معنے جو یونانی
حکیموں نے بیان کئے ہیں نہیں لئے تو وہ معنے بھی جو فیثاغورث حکیم نے بیان کئے ہیں نہیں لئے
پہلے اس سے نظام بطلیموسی والے آسمانوں کے خرق والتیام کے منکر تھے حال کی تحقیقات آسمان
کا وجود ہی باقی نہ رہا کبھی ایسا بھی ہوگا کہ نظام فیثاغورث بگڑ جائیگا انسانوں کی عقلیں
جو کدورت میں ڈوبی ہوئی ہیں وہ اصلی حالت کو دریافت کیسے کر سکتی ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام
کے نفوس مقدسہ نہ جدا ہیں ان حکیموں عقلوں کی تحقیقات میں ہمیشہ اختلاف ہوتا رہتا ہے اور انکے
کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے جبکہ نفوس مقدسہ نے خبر دی ہو کتب آسمانی سے اسکا حال معلوم ہوا اور
توریت کے اول سفر میں آسمان وزمین کے پیدا ہونیکا حال درج ہے کہ اگر آسمان صرف جوف ہے

آسمان [illegible] کا نام ہے [illegible] تجارت سے کسب کا پیدا کرنا مراد ہے - منتر

[illegible] اور آریوں کا جواب [illegible] دیا جاتا ہے [illegible] - اتھر وید

[illegible] زمینیں سمندر اور آسمان اس [illegible]

میں [illegible] ہوئے ہیں - زمین و آسمان [illegible] - [illegible]

[illegible] - مطلب اس [illegible]

[illegible] آسمان [illegible] ہزار دن کی مسافت [illegible] ہیں اور [illegible] تمام [illegible]

[illegible] - گویا آسمان [illegible] ہزار دن کی راہ ہے - [illegible]

[illegible] - آٹھویں آسمان [illegible] ہے - [illegible]

[illegible] ایک مضبوط گھوڑے کی روزانہ مسافت کا نام ہے - گویا

زمین سے آسمان ایک گھوڑے کی ہزار دن کی مسافت ہے - [illegible] ۱۶ میں زمین آسمان

کا فاصلہ [illegible] - ۳۰۰ میل [illegible]

[illegible] سات زمین سات آسمان اور سات سمندر [illegible]

[illegible] - پہلا [illegible] پرتھوی [illegible]

دوسرا آسمان [illegible] - تیسرا

[illegible] - چوتھا [illegible] سمندر [illegible]

[illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible]

[illegible] - ان سات آسمانوں میں جو [illegible] (فرشتے) اور مخلوق رہتی ہے

[illegible]

[illegible] ۱۳ اور ۱۲ [illegible]

۲۲ [illegible] ۵ منتر ۳ [illegible]

[illegible] - اس کے [illegible] آسمان پر [illegible] - [illegible] ۲ [illegible] ۱۹

[illegible] - دو [illegible] ہوا اور [illegible]

اور [illegible] دونوں [illegible]

میں [illegible] زمین [illegible]

[illegible] آسمان [illegible] - اور اتھر وید [illegible] آدم

[illegible] زمین اور [illegible]

[illegible] آسمان کو [illegible] - اور اتھر وید [illegible]

[illegible] سمندر [illegible]

[illegible] (دنیا کی) [illegible]

[illegible] آسمان [illegible] تمام موجودات [illegible]

[illegible] اور آسمان کی [illegible] - ([illegible])

اور اتھر وید [illegible] کیا [illegible]

[illegible] آدم کو

[illegible] آسمان پر [illegible] (یعنے [illegible] آسمان پر [illegible]) اور اتھر وید [illegible]

[illegible] آسمان پر جا کر [illegible] آسمان کے [illegible] - ویدک [illegible]

وید [illegible] سے آسمان کا وجود [illegible]

[illegible] - مثلاً اتھر وید [illegible] میں [illegible] زمین [illegible]

آسمان [illegible] - اور اتھر وید ۳ [illegible] میں آسمان [illegible]

اپنے بازوؤں میں لے اور اٹھایا ہوا ہے (وغیرہ وغیرہ) دیکھو ان نقلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان جسمدار
ہیں۔ پس انکا اعتراض مذکورہ باطل و لغو ہے۔ بلکہ ہر ایک مذہب میں آسمان کا ذکر [illegible]
جیسے [illegible] میں ہے۔ نکتہ اول۔ قرآن۔ انجیل۔ توریت۔ زبور۔ صحیفۂ آدم۔ دساتیر ژند
اوستا۔ ان میں آسمان مانے ہیں اور انکی گردشیں کہی ہیں۔ جیسے توریت کتاب پیدایش باب ۲
آیت ۴ میں یوں لکھا ہے آسمان اور زمین کی پیدایش کا بیان ہے جب وے پیدا ہوئے جس دن کہ خداوند
خدا نے زمین اور آسمان کو بنایا۔ ۲۲ باب کتاب سلاطین آیت ۱۹۔ پھر اسنے کہا کہ اسلئے
تو خداوند کے سخن کو سن میں نے خداوند کو اسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمان کا سارا لشکر
پاس اسکے داہنے ہاتھ اور اسکے بائیں ہاتھ کھڑا تھا۔ کتاب سلاطین باب ۲ آیت ۱۔ اور یوں ہوا کہ جب
خداوند نے چاہا کہ ایلیاہ کو ایک بگولے میں اڑا کے آسمان پر لیجاوے تب ایلیاہ الیشع کے ساتھ جلجال سے
چلا۔ [illegible] آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے۔ انجیل متی باب ۳ آیت ۱۔ اور ان دنوں میں اس تکلیف
کے بعد سورج اندھیرا ہوگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور آسمان سے ستارے گر جائینگے اور آسمان کی
قوتیں ہلائی جائینگی۔ انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۲۴۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دیتا تھا۔ ان سے جدا
ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔ انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۵۱۔ اسیطرح توریت و انجیل میں اور بہت سی
آیتیں ہیں جن سے آسمانوں کا ثبوت ہے۔ اور ژند پاژند میں ہے ترجمہ یہ ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] اسی آیت میں بھی آسمانوں کا وجود بخوبی [illegible]
ظاہر ہیں ۴۔ اور عقلی دلائل آسمانوں کے ثبوت میں یہ ہیں (دلیل اول) دو چیزیں ایک جہت
سے جدا نہیں ہوسکتیں (۱) فوق (بلندی) (۲) تحت (پستی)۔ فوق کی کوئی ایسی انتہا ضرور
ہوگی جس سے اوپر [illegible] نہو۔ اور تحت کی بھی کوئی ایسی انتہا ہونی لازمی ہے جسکے
نیچے اور کچھ نہو۔ ورنہ غیر متناہی چیز کا وجود لازم آئیگا جسکا خارج میں پایا جانا محال ہے اور غیر متناہی
[illegible] اسپر قائم ہیں۔ نیز اگر فوق و تحت کی کوئی حد نہ قائم کیجائے تو لازم آئیگا
کہ دنیا میں فوق و تحت حقیقی و اضافی کا وجود دنیا میں موجود ہی نہیں ہے۔ اور یہ خلاف
واقع ہے۔ اور باطل ہے۔ نیز اگر فوق و تحت کی کوئی حد مقرر نہو گی تو اسکی طرف اشارہ و قصد
اشارہ ممکن ہونا محال ہوگا۔ کیونکہ یہ ممکن ہے [illegible] جسجگہ اشارہ منتہی ہوتا ہے وہ انتہا و حد اشارہ وہی
کوئی جسم ہوگا [illegible] جسم جس پر اشارہ منتہی ہوگا۔ سما۔ فلک۔ آسمان ہے (دلیل دوم) ہم
رنگ [illegible] ایک صفت عرضی ہے جو کسی ذات جسم [illegible]
[illegible] رنگ کا پایا جانا محال ہے۔ پس جانب فوق میں یہ رنگ نیلا یا فیروزی یا [illegible]
جو نظر آتا ہے اور مشاہدہ ہوتا ہے ضرور کسی جسم کے ساتھ قائم ہے [illegible]
پس وہی جسم جسکے ساتھ جانب فوق میں یہ نیلا [illegible] رنگ قائم ہے وہی جسم سما۔ فلک۔ آسمان ہے
(دلیل سوم) شیشے اور پانی میں عکس اسی شے کا پڑ سکتا ہے جو چیز خارج میں موجود ہے۔
اور خیالی چیز کا عکس نہیں پڑ سکتا۔ اور چونکہ آسمان کا عکس شیشے اور پانی میں نظر آتا ہے
[illegible] آسمان جسمدار شی ہے [illegible] جو چیز موجود فی الخارج ہے (دلیل چہارم) نظر آسمان تک
جاکر رک جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اگر آسمان جسمدار چیز نہ ہوتا تو نظر آگے بھی بڑھتی
[illegible] ثابت ہوا کہ ذی جسم چیز ہے (دلیل پنجم) [illegible]
[illegible] آسمان کا جسمدار ہونا
[illegible]
[illegible] چنانچہ [illegible]
نیلوفری [illegible] نیست [illegible]
[illegible]

تو چرا انکر اند لشکر گرد و بلند ہیں سر خود سر دان نادر و زمین کند ہیں اور تفسیر حقانی میں ہے اس کا تب بالمعروف
دعا ہے ... نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے حقائق موجودات کیا تھے اور زمین و آسمان
کے حالات ... متعلق ہے اس لئے علیہ السلام نے وجود کے مقابلہ میں سب کو (ساعت کے حقائق کو) ترجمات
باطنیہ اور ... دماغ اور حواس کا قصور سمجھتا ہے اور انکار بعض وغیرہ۔ تفسیر حقانی ج ۲ ص ۔
اور تفسیر مواہب الرحمان میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ آسمان کوئی چیز نہیں جواب یہ کہ ... دریا و
جھیل اور تمام پانیوں میں عکس اسکا نظر آتا ہے اگرچہ جسم نہیں تو شبہ ... کا عکس ہے
اور یہ بالکل باطل ہے کیونکہ عکس کے واسطے جسم کا ہونا ضروری ہے۔ علاوہ اسکے یہ خیال
... اگر بے انتہا ہے کیونکہ اسکی حد نہیں تو بے انتہا دو ایسی شئی کا موجود ہونا قطعاً باطل
ہے اور اگر انتہا ہے تو وہی آسمان ہے (بیان مفروضہ بے انتہا دوری کا محال ہونے کے ابطال میں۔
بذریعہ علم مساحت ایک عقلی دلیل ... ہے) یہی معلوم ہوا کہ بے انتہا کا وجود موجود نہیں
اس دلیل کو ذرا غور سے دیکھو تو خود ہی بات معلوم ہو جائیگی۔ تفسیر مواہب الرحمان ...
(اور وہ عقلی دلیل انہوں نے یہ بیان کی ہے اگر کوئی بے انتہا دوری کا موجود ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ...
... بے انتہا ... ہے ... تو ... ایک جریب ... اس انتہا تک چلی گئی
ہے ... لیکر ... ہم کہتے ہیں کہ جریب کا ... کنارہ ... انتہا
تک ہے اور ... کا ... ایک قدم ... جو ... قدم ... ملک
... برابر ... کہ ... ایک ... یا نہیں اگر ... تو وہیں
انتہا ہو گئی اور اگر ... دونوں برابر ہیں حالانکہ ... کی آنکھوں
کے سامنے ایک ... تھا اور ایک بڑا تھا۔ اور جو ... دونوں برابر ... تو وہ قطعی
غلطی ہے) تفسیر مواہب الرحمان ... اب ... جب آسمان کا ہونا ثابت ہوا آنکھوں
سے دیکھنے سے بھی اور عقل کی قطعی دلیل سے بھی اور تمام مخلوقات جو لاکھوں برس سے چلی آتی ہے سب
میں سے کسی نے انکار بھی نہیں کیا اور ارسطو وغیرہ نے نہایت ... یا ... سے حاشیہ
بھی کر دیا غرضکہ (آسمان) ... دلیل انکار کے ... قطعاً ثبوت ہوا۔ تفسیر مواہب الرحمان ...
جب آسمان ... جرم ہونا ثابت ہو گیا تو زمین کی حرکت ... دوسری ... ہے
وہ باطل ہو گئی جیسے کہ تفسیر مواہب الرحمان میں ہے۔ اور ... ثابت کرتے ہیں کہ آسمان کا وجود
... دلیل سے ثابت ہے تو ... زمین ... میں اسی کو ... ہے اور ... کیا کہ زمین آفتاب
کے گرد گھومتی ہے ... دیکھو کہ اسکے بیان سے ... ثابت کرتے ہیں
اسطرح کہ جیسے آفتاب کے گرد گھومتی ہے تو آفتاب مرکز ہوا اور زمین کا دورہ ... تین سو
پینسٹھ (۳۶۵) روز میں پورا ہوتا ہے ... ہے اور نصف قطر آفتاب کی دوری زمین سے
... کروڑ ... قطر آفتاب کی دوری زمین سے ... گرد
... محیط ... اور زمین کا قطر آٹھ ہزار میل تو محیط ... تو اب ...
کہ زمین کے محیط کو تین سو پینسٹھ (۳۶۵) میں ضرب دینے سے مقدار ... ہو جائے
جو ... گرد ... کروڑ ... تفاوت ہے ... (اسکا ...) ... عقلی ہے۔
تفسیر مواہب الرحمان ... اور تفسیر حقانی میں ہے ... کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل
ہے ... آسمان ... انکے نزدیک ... آیت کے ظاہر میں (... فلک ... کے)
اور ... اہل اسلام بھی ان آیات وغیرہ سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں ... کا ...
کہتا ہے کہ آفتاب ... فلک میں ... نہیں ہیں وہ ... ہوا ... خود حرکت
کرتے ہیں اور فلک کوئی جسم دار چیز نہیں ... ہر ایک کا ایک ... میں ... حرکت
کرنا ہے۔ اس توجیہ کے درست نہیں ... کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے

جیسا کہ فیثا غورث کا قول ہے مگر یہ قول محققین کے نزدیک تو وہ درست نہیں تفسیر حقانی — سبع سموات طباقا سے مراد واقعی سات آسمان جو اوپر تلے ہیں یا سات سیارے [illegible] طباقا [illegible] ستارے ایسے نہیں تو آسمانوں کی وسعت کا بیان [illegible] جس میں یہ حرکت [illegible] فلسفہ آسمانوں کا قائل نہیں وہ ان [illegible] کو سبع سموات کا مصداق [illegible] مگر توریت سفر الخلیقۃ کے باب میں اور آیات میں آسمانوں کا بنانا اور [illegible] پاک [illegible] الاحکم سب اسکی شہادت دے رہے ہیں۔ حقانی — (سبع سموات) ف سات آسمانوں کا [illegible] اور قرآن سے ثابت ہو گیا عقل سے کہ آسمان اس سے زیادہ بھی ہوں اسی لئے کہ قرآن میں سات آسمانوں کا وجود تو اس سے زیادہ کی نفی کا ثبوت نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی زیادہ کا دعویٰ کرے تو سوائے مخبر صادق کے بیان کی [illegible] نہیں مگر [illegible] کا عدد جو عرش و کرسی کے مسلمانوں کے نزدیک بھی ثابت ہو جاتا ہے [illegible] آسمانوں کو [illegible] اسلئے آٹھواں آسمان [illegible] کیونکہ قرآن سے ثابت [illegible] زمین اور آسمانوں کو [illegible] اور قرآن و حدیث سے یہ ثابت [illegible] [illegible] آسمان [illegible] عقل [illegible] یونانیوں کا یہ قول کہ آسمان [illegible] کی طرح [illegible] ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک صحیح نہیں بلکہ [illegible] باہم بہت [illegible] ثابت [illegible] اور [illegible] آسمانوں کے بیان میں ایک طویل حدیث نقل کی جس میں [illegible] آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کا فاصلہ [illegible] معراج کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتوں آسمانوں پر [illegible] صحاح کی حدیثوں سے ثابت ہوا ہے اور جب آسمانوں کا وجود صریح قرآن و حدیث سے یقینی طور پر ثابت [illegible] [illegible] مشہور ہوا ہے یقینی [illegible] — ف [illegible] [illegible] تفسیر میں اس موقع پر [illegible] مسلمانوں [illegible] آسمانوں کے [illegible] یونانیوں کا قول [illegible] معانی قرآن کی تفسیر [illegible] مسلمانوں کو [illegible] [illegible] قرآن و حدیث [illegible] ثابت [illegible] اعتقاد نہیں [illegible] [illegible] لفظ [illegible] سماء لفظ قرآن میں [illegible] [illegible] قرآن کے آیتوں کو نقل [illegible] [illegible] وسعت اور سماء کو [illegible] مراد [illegible] آسمان [illegible] آسمانوں [illegible] لفظ [illegible] آسمان مثل چھت یا گنبد [illegible] [illegible] اور فرمایا ہے — جعلنا السماء سقفا محفوظا اور [illegible] آسمان کو چھت محفوظ [illegible] — اذا السماء انفطرت و اذا الکواکب انتثرت — یعنی جب آسمان پھٹ [illegible] اور [illegible] مراد اجرام علوی [illegible] [illegible] سات [illegible] حقیقی معنی لفظ سماء کے ہیں۔ یا اور [illegible] آسمان [illegible] سموات [illegible] [illegible] آسمان [illegible] [illegible] اور اگر ان سات آسمانوں کا [illegible] [illegible] اختلاف باقی نہیں رہتا — تفسیر [illegible] اعظم ج ۱ ص ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ —

[illegible] اتفاق [illegible] اور آسمان کا [illegible] واجب ہے [illegible] اذا السماء انشقت [illegible] آسمان [illegible] [illegible] آسمانوں [illegible] ثابت ہے اور اسی طرح آسمانوں کا باہم متصل نہ ہونا اور ہر دو آسمانوں [illegible] ثابت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (الحدیث) تفسیر مظہری ج ۱ [illegible] [illegible] التفاسیر [illegible] ثم استوی الی السماء فسوّٰھن سبع سموات وھو بکل شیء علیم ف پھر آسمان کی طرف قصد کیا اور سات آسمان بنا دیئے اور وہ سب کچھ جانتا ہے ف آسمانوں میں عرش و کرسی [illegible] آسمان [illegible] زمین [illegible] لطیفہ رفیع ہے کرسی و عرش آسمان سے بلند و وسیع ہے۔ در منثور — عبد اللہ بن [illegible] [illegible] پانی پیدا کیا اور [illegible] عرش اس پر رکھا پھر ہوا [illegible] پانی [illegible] [illegible] اور حرارت سے دھواں اٹھا [illegible] آسمان پیدا کئے [illegible] زمین [illegible] ابن عباس نے فرمایا زمین سات ہیں۔ طبقہ اول میں آدمی دوم میں [illegible] سوم میں [illegible] چہارم میں [illegible] [illegible] جہنم [illegible] دوسری روایت [illegible] اور [illegible] آفتاب [illegible]

ہر آسمان کی موٹائی اور فرشتہ کی الفاظ — (درمنثور) عباس فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جانتے ہو زمین سے آسمان تک کسقدر
فاصلہ ہے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا پانچسو برس کی راہ اور ہر آسمان اسیقدر گندہ (موٹا) پھر ایک آسمان سے دوسرے
تک اسی قدر فاصلہ اور اسیقدر موٹائی — ساتویں آسمان پر ایسے ہی سمندر یا جنگل گہرائی پانچسو برس کی راہ
اسپر آٹھ بکرے ہیں یعنی فرشتے از کھر تا کمر پانچسو برس کی راہ اور اسپر عرش ہے اسیقدر عرض و طول میں
اسیقدر بعد اسپر حق جل و علی اپنے بندوں کے اعمال سے خبردار — ایک روایت میں ہے کہ آسمان پر کرسی کا اسپر
پانی اسپر عرش ہے — ربیع بن انس سے مروی ہے کہ آسمان اول کی بنی موج ہے — دوسرا [illegible] کا تیسرا لوہے کا
چوتھا [illegible] کا پانچواں چاندی کا چھٹا سونے کا ساتواں یاقوت سفید کا اسپر نور کے صحرا اور [illegible] کل
حجابات کا نام میطا طرون ہے — اور سلمان فارسی سے منقول ہے کہ پہلا آسمان زمرد سبز کا ہے نام اسکا رقیعاء
دوسرا کا نام ارقلون سفید چاندی کا تیسرا کا نام قیدوم سرخ یاقوت کا چوتھا کا نام ماعون چمکتے ہوے موتی کا ہے
پانچویں کا نام دبقا زر سرخ سے ہے چھٹے کا نام دفتا زرد یاقوت کا ہے ساتویں کا نام عربیا نور کا آسمان ہے — اور فرمایا
علی [illegible] کا نام رقیع اور ساتویں کا نام عرابیا ہے — خلاصۃ التفاسیر — اور اما مذہب کے طریق پر
اسکی اسامی دوسری طرح بھی ہے — فی خبر الشعبی عن امیر المومنین انہ سالہم خلق السموات قال من بخار الماء وسالہ عن
اسماء الدنیا فاجاب قال من موج مکفوف — وسالہ عن طول السموات السبع واسمائہا فقال لہ اسم سماء الدنیا
رفیع وہی من ماء ودخان واسم السماء الثانیۃ قیدوم وہی علی لون النحاس والسماء الثالثۃ اسمہا الماروم
وہی علی لون الشبہ والسماء الرابعۃ اسمہا ارقلون وہی علی لون الفضۃ والسماء الخامسۃ اسمہا
ہیعوف (ہیعون) وہی علی لون الذہب والسماء السادسۃ اسمہا عروس وہی یاقوتۃ خضراء
والسماء السابعۃ اسمہا عجما وہی درۃ بیضاء — بحار الانوار ج ۱۴ (۳) [illegible] ایک بہت سی حدیثیں
آئی ہیں — اور تفسیر روح البیان میں ہے (ومن الارض مثلہن) ای وخلق من الارض مثلہن ای مثل
السماوات السبع فی العدد والطباق [illegible] بیافرید از زمین مانند آسمانہا بعضے در تحت بعضے — واختلف
فی کیفیۃ طباق الارض قال الجمہور علی انہا سبع ارضین طباقا بعضہا فوق بعض بین کل ارض وارض مسافۃ
کما بین السماء والارض وفی کل ارض سکان من خلق اللہ [illegible] وقال الضحاک مطبقۃ بعضہا فوق
بعض من غیر فتوق بخلاف السموات [illegible] قال القرطبی والاول اصح
لان الاخبار دالۃ علیہ کما روی البخاری وغیرہ (الحدیث) [illegible] والقول فالارض بعضہا فوق بعض
وغلظ کل ارض مسیرۃ خمس مائۃ عام وکذا ما بینہا علی ما ذکر [illegible] حدیث ابی ہریرۃ وفی الحدیث من
اخذ من الارض شبرا بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین [illegible] فی القرآن
آیۃ تدل علی ان الارضین سبع الا ہذہ الآیۃ وان ما بین کل سمائین مسیرۃ خمس مائۃ عام وکذا
کل سماء والارض [illegible] السموات — تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر [illegible]
خمس مائۃ عام وکذا [illegible] بلا علاقۃ ولا عماد ولا مماسۃ فالسماء الدنیا موج مکفوف — تفسیر روح البیان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
(الرجع) [illegible] ذات الرجع [illegible] یعنی جہان سے حرکت کرتا ہے اوس جگہ لوٹ آتا
ہے — آسمان گردش کرتا ہے اور اسکی گردش اپنی مرکز پر ہے — تفسیر مواہب الرحمان [illegible] (الم نجعل
الارض مہادا والجبال اوتادا) — کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑ کو میخ نہیں کر دیا جس سے زمین
قائم و ساکن ہے — خلاصۃ التفاسیر [illegible] (والسماء ذات الرجع) [illegible]
[illegible]
[illegible] (ومن الارض مثلہن) یعنی سبع ارضین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] — جلالین — [illegible] فی السماء السابعۃ تحت العرش
[illegible] سقف کا نقشہ — [illegible] — الذی جعل لکم الارض فراشا [illegible]
علی ان شکل الارض بسیط [illegible]

[illegible]

مجموعهٔ اشعار آبدار و مکتوبات گوهربار مصنف محمد گوهر [illegible] عفی عنه

عفا الله عنه ذنبه الجلی والخفی

بسم الله الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاه رب العالمین

خداوندا بآه سینه ریشان [illegible] بسوز داغ و درد دل پریشان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بده توفیق تا تصدیق گویم [illegible] بده تصدیق تا تحقیق گویم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

در حمد و تعریف باری تعالی عز اسمه

جام در عشوه [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

در نعت سرور انبیاء [illegible] صلی الله علیه و آله وسلم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ازاں پس افضلی شد جلوہ گر ⁂ وزاں پس حضرت شیر [illegible] ⁂ ازاں پس شد مکرم ذات عثمان ⁂
پس آنگہ شیر حق شاہ مرداں ⁂ ولے با درد [illegible] آغشتہ بود ⁂ خدا رحمت [illegible] جان ما باد ⁂

باعث تصنیف کتاب

بیا بنشیں زمن بشنو حکایت ⁂ خداوند دہد [illegible] ⁂ که آمد چوں شب [illegible]
که بودم با [illegible] داغ جانسوز ⁂ چه بینم دراں دلسوز حالت ⁂ که آمد [illegible] با [illegible] ⁂
[illegible] بگلبن سخن گفته ⁂ [illegible] دل [illegible] شگفته ⁂ [illegible] با نور شمع [illegible] رسیده ⁂
زسوز جان چو پروانہ تپیده ⁂

آغاز تصنیف و تعریف

ملک هند قطعه نام پنجاب ⁂ [illegible] جلوه [illegible] مشتاق [illegible] ⁂ [illegible] صد جان [illegible] ⁂
فلک [illegible] سکان ⁂ [illegible] برگ [illegible] ⁂ [illegible] امن [illegible] ⁂
[illegible] ⁂ [illegible] گفتا [illegible] ⁂

در [illegible] گلشن رنگین ⁂ [illegible] نام [illegible] بتان [illegible] سرو قامت ⁂
ز عشاق [illegible] ⁂ چو گل [illegible] ⁂ ز [illegible] خوبان [illegible] ⁂
چه خوبان [illegible] ⁂ [illegible] روے [illegible] آفریده ⁂
[illegible] سرو قامت نازنینے ⁂ [illegible] عالمے [illegible] ⁂ [illegible] عاشقان [illegible] دل فریبے ⁂
[illegible] جلوه [illegible] ⁂ چه [illegible] جهان [illegible] ⁂ [illegible] زوصف ماه [illegible] ⁂
[illegible] حیرت [illegible] ⁂ [illegible] غزالے [illegible] پرورده ناز ⁂
[illegible] گلشن [illegible] عشق ⁂ غزال [illegible] خوبی [illegible] عشق ⁂ [illegible] سرو [illegible] ⁂
[illegible] سرو [illegible] ⁂ [illegible] سر [illegible] نهاده ⁂
[illegible] غیرت گل ⁂ [illegible] گیسو [illegible] سنبل ⁂ لب لعلش [illegible] عشق ⁂
[illegible] دیوانه عشق ⁂ شراب [illegible] مستی [illegible] ⁂ [illegible] گفتار [illegible] ⁂
[illegible] یوسف ⁂ [illegible] خورشید [illegible] ⁂ [illegible] ⁂
[illegible] سبز [illegible] ⁂ [illegible] ⁂ [illegible] ⁂
[illegible] ساقیان [illegible] عشق ⁂ [illegible] ⁂ [illegible] ⁂
[illegible]

[illegible]

چه گویم از خوشنمایانه تو نگنجد در بیان این داستانه ؛ ز رزم غمزه اش جانها خدنگ ؛
زهر او نوشش جگر در سنانه ؛ ترک ناوک مژگان نهفته ؛ جگرها رخمیان عشق سفته ؛
کمان ابرو او در کشاکش ؛ ز تیر انداز او لوگی آتش ؛ چنینش هم قرین با نور مهتاب ؛
که بود سایه یک قدمی آن ترک در پرده نگارے راحت جان سراسر ؛ ز خوشبوهای تحفه معنبر
نمود او در نافه را معطر ؛ به بخشیدانش ز رخان بهائی ؛ نموده غلغلی از تنگ‌های
سیاه زلفش چو بر روی او فتاده ؛ بجان افتدم را اعتقادی ؛ که دیده بار پری تحفه رستم
سیاه ماه بکاکل زر نشسته ؛ دراز گردن او شیشه مے ؛ تنفه کاست عشق از نسیم جو
دو سیمین رو با نزاکت ؛ دو رنگین پنجه او پر لطافت ؛ بدست او در آنا بنوا نبا
خطا گفتم در نگاه جانها ؛ نزاکت مطلع او بید انگشت ؛ در فنا خنجر عشقش مرادت
بر سیمین او گشت سمن بوده ؛ بهار گلستانش رنگ چمن بوده ؛ چو دیدم آن چو آئینه صاف سینه
خرد گفتا لطافت را خزینه ؛ جنبان شکم تا قیامش ؛ چه ناف نافه آهو چنینش ؛
کمر باریک تر از موی باریک ؛ حقو مستغنی وقت تیرنگی ؛ سرینش چون سراینش
سراسر صد انبار حسن ؛ دو رانش مطلع ابر سیماب ؛ از دو رخسار چراغ آن حبیبا ؛
دو ساق او ست تر از نازکیها ؛ برفتارش سراپا چابکیها ؛ دو کعبش بود کعبه طرب عشق
چنین آمد ندا از لب عشق ؛ دل عشاق اگر دستش طواف ؛ که در ادایش را معانی ؛
زبان در خوانش لبیک لبیک ؛ د ... راند فی لبیک لبیک ؛ همه عالم شده در شور غوغا
ابجر بانش جانها اغما ؛ ... ؛ قد و نخاک پائیش بود ابیلوت
خرامیده چو آن سرو گل اندام ؛ قیامت خانه انگار ... ؛ بیا ساقی ز جدا فزود و ... رش
بده جام مے مستی و آتش ؛ ... تشنه ... آن مے ؛ با ... فرزانه ...

بیا ساقی بده آن باد ... ؛ ... رنگین ... باده ... ؛ بیا ... باد حیرت
بیا ... در ... حیرت ؛ بیا ... جانان ؛ بیا ... احمد ...
بنوش ... فرمود ... خود ... بیان کی با گر ... سید ...
نگارے ... از حال ... دو ... زخم ... آن ... حوالدنا ... جگر سوز
... درد ... فراق ... تاریخ الوفات ... عبدالله ... مغفور

اے ... ؛ ... بید ...
باد خزان ... عندلیبان ؛ در دست ... ز بیان ما کی رفت
در اضطراب ... ؛ ... باغبان ... کجا رفت
... دو دست کرده این ... ؛ کان شمع ... زما کی رفت
... ؛ ... سرو نازان ... ما کی رفت
... ؛ کان آفتاب تابان ... ما کی رفت

وقت سحر بدیدی یاران در آستانه ؛ شور و فغان نموده کان ماه ما کجا رفت
بی‌چاره یار نیامد آن ماه در تمام ؛ یارب عجب نموده سودای ما کجا رفت
یارب چرا نه بینم آن نور با شعاع را ؛ از بوستان عالم او لاله ما کجا رفت

در حیرتم فتاده یاران خبر دهید ؛ آن ماه عالم آرا دلربای ما کجا رفت
ای بی‌نظم نچیده از فرقت و الم‌ها ؛ در حیرت و سکوتم غوغای ما کجا رفت

دنیا
ای کاش که گلها وداع کردند ؛ رنجیده رفت شاید پروانه ما کجا رفت
صوفی بیا بنشین آخر بصبر مولا ؛ کز حضرت تعالی لطف‌های ما کجا رفت

نام دل خطاب شجاع الدوله خواجه محمد عبید الله اعوان رح

ای گل چو نرگست همه نعره‌ها نمود ؛ از مستی نگاه نه غارت مرا ربود
دارد دلم ز درد تو در سینه داغ‌ها ؛ هر یک یوسف خال تو بها همی کشود
در دید رخ تو هلال دو عید انداخت عجب ؛ ما را ز کوثر تو مگر ریزه می‌فزود
چون سنبل تو کاکل مشکین برخ فگند ؛ یارب ز دل بر آمد و از سینه آه و دود
ای برق غمزه تو همه خرمنم بسوخت ؛ چون کی تعالی باجیش و الجنود
از صحبت رفیقان در هجرم او فتاده ؛ کالسمک عن ماء و الفرح المحسود
ای ماه رو بیا یک نگاه [illegible] ؛ آخر تو کی که جانم از فرقت ربود

قصیده در پند سودمند

عزیزا این جهان آخر نماند نماند ؛ زمین و آسمان آخر نماند نماند
ندیدی باغ و بستان را چه ما خرم دلارا ؛ که در وقت خزان آخر نماند نماند
چنین گلزار این دنیا خوش آید نگه بلبل ؛ چه دل بستن بر آن آخر نماند نماند
همه گل رنگ چه روان وجود عشق انگیز خوش ؛ همه پیر و جوان آخر نماند نماند
عزیزا رضا الدنیا کبیت العنکبوت آمد ؛ که عشرت این بگذران آخر نماند نماند
مشو غافل زیاد آنکه دارد یاد تو دائم ؛ که عیش همه جهان آخر نماند نماند
دیا صوفی تو هم غافل مشو از توشه رحلت ؛ که دنیا همگان آخر نماند نماند

مکتوب بہر منظوم بطرف ۱۶ حضرت قبلہ و کعبہ جناب ... صاحب

مرے اے قبلہ و کعبہ ظل الٰہ بشارت ہو تجھ | زنج و فیض ہوں آیا ہے بر بضاعت ہو
بحرمت خدا وہ ذات پیر اٹھو اے آورہ تجھ | مرتا ہوں جان قربان آپکی خدمت زیارت ہو
سلام و رحمت و برکات الٰہ بطرف سے ہو تجھ | بخیر و عافیت اس ذات خود الحضرت ہو
عرض بجا ہے دیدار کی بعد از قدم بوسی تجھ | کہ قسمت میں ہماری آپکی ذرا رات ہو
ہے یاں سب طرح حضرت سوائے شکوہ ہجراں تجھ | دو لطف کی شدت کی سے غم ہجراں بن رات ہو
بنا اس دل بچین کی بدرد بھی رہتی تجھ | کبھی وہ دن بھی اللہ کہ آنکھوں تیں تیرا حضور
خط و فرحت فزا مانتہ و حی آسمان پہنچا تجھ | تسلی نہ کہا اب دل میں مرا بہ دل راحت ہو
یہ کہکر بیخودی انتظار دل چین کو سمائی تجھ | کہا اب اس عالم دل میں تسلی کی امارت ہو
رکہا آنکھوں پہ اور سینے پہ دونا سیکڑوں تجھ | کہا طالع نے میرے دیدہ دلکو بشارت ہو
جناب پاک کو ہم سے جناب پیر مبارک ہو تجھ | طرف سے آپکے بیکر بشارت بہر بشارت ہو
خدا انکا فضل سے جو فرحت ہا ہو یاد آوا ساتا تجھ | دعا ہے آپکے محبوبی کو دائم فتح و نصرت ہو

ایک غزل جسپر حضرت قبلہ و کعبہ نے مبارکباد عطا فرمایا تہا۔

مبارک دیکھی اب ہمنے دیکھا ماہ تاباں کو تجھ | نصیب ناز آئیں رنگ چمن کہ خنداں کو
بوقت صبح دیدہ بلبل رونہ لگا رہیں دل تجھ | تبسم کر دیا دیکھ کر عاشق پریشاں کو
کھڑا اب انتظاری میں کہ کل کیا کہیں ہم تجھ | وہ سینے سے ملا بخشیں فرحت بہر خدا انکو
یہی ہے فخر مجبوبی عاشق کا تشنگی سے تجھ | حق مطلب بیدل ملا یا ساقی پہاتا انکو
پیالہ وصل کا بہر دیا اب مجکو ساقی نے تجھ | دیا الا جس ہر دل سے کسی دوست کے دیدار انکو
دیا مجکو پیالہ یار نے اب نعل احمر کا تجھ | کہ حق شرمندگی وہ تحفہ لعل بدخشاں کو
چہ خوش گفت شد از دست نگاریں یار تجھ | کرے بہر شکر ترک اب بھی مضطر اس آنکھوں انکو
سنا جب بار دیں بندہ مرے اس غزل کا تجھ | ہمارا رکھ حفاظت میں خدا توفیق ایماں کو

عرض بجناب حضرت سرور کائنات علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات۔

اے صبا گر میروی در کوچہ آن یار ما تجھ | گو جز از کشتگان ہجر کی خبر آوری
دیدہ ام دیوانہ گو بہ نصید در غفلت تجھ | یا رسول اللہ زہم پاک تو جانم فدا
اے کہ تو آخر نبی رحمت للعالمین تجھ | اے حبیب فرقت چرا اے بستہ ہر دو سر
کشتہ ام در عشق تو اے مہربانی من بیا تجھ | مجکو عیسیٰ قم باذن اللہ بگوئیں ای مسیحا را

۲۸۶

حمد باری تعالیٰ با شعار بے نقط پنجابی

لعل حمد الٰہ العلام عالم کل عالم دا ﴿﴾ مالک اس کلام اعلیٰ دا اوہی لطف کرندا ہو

مالک ساڈا حلیم حکم دا ہر دم کردا ہوندا ﴿﴾ آ حکم کل ملوک عالم دا ہو الملک الاعلیٰ

لمح احد دا عمل اسی دا اصل سہارا ہر دم ﴿﴾ ستر و سر عمر اوسدا ہر دم رس رس سارا ہر کلا

عکس اوہدا ہر کل دا سدا اوہ مہر کردا ﴿﴾ مطلع دا دل کل کل دا وہ اوہ الہام کردا

کل لالہ ہم دا اوہ اوسدا احرص وہو دا ہوندا ﴿﴾ لہو لہا حال اوسدا ہر دم درد والم دا

سر و کمال اوہدا ساڈا اوسدا دا اصل واہ کردا ﴿﴾ احمد دا اللہ رکھ حاضر دائم حاکم ہو سر والا

درد سدا کر ورد اللہ دا کل دا دل اوسدا ﴿﴾ طائر اوسدا ہو روگ کا درد مکمل اوسدا

ماہ کامل دا اوہ سہارا اوسدا ستر اوہ دا ﴿﴾ عمر سدا حکم مہر لگا کر مہر اوہ دم دا دہ

حور اوہدا روح مطہر دا کر مہر کل حالا ﴿﴾ اوہ کر ہر دم کا لولو لا الٰہ الا اللہ مہر کل والا

ہر سو ساطع لمع الہم دا اسلک ہو اکھو داکر ﴿﴾ کہ ہو کوہ طور موسیٰ دا ہو گواہ اس حالا

اللہ واحد کر ہر ساڈا اکو اوہ دا اصل ﴿﴾ ورع و صلاح اوس حاصل کردہ ہوا مکرم عالم

در مدح دستگیری قدم حضرت جناب حاجی علی طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بارک اللہ زہے بخت و سعادت برد دست ﴿﴾ کامد امروز یقینت بہ حضرت ما اینک بہا داشت

اے زمین چشم بندہ فرش رہ و خاک قدم او ﴿﴾ کاسمان تاج مرصع بسر عرش فرق نہاد است

وست بردست غلامان شدہ در راہ حضور ﴿﴾ بہ ستقبال با حالت اخلاص ورود است

این ہمہ کلبہ مایان کہ تراب قدم اوست ﴿﴾ خویش و خویشان بوسہ بر اقدام مبارک داد است

خواجہ ما گشتہ مجذوب بعطفا کل اربعہ ﴿﴾ ہر یک اجناس با انواع ہمہ آباد است

اے خوشا وقت کہ آمد سوئے ما حضرت ﴿﴾ خالق اندر قدمش یمن و سعادت بنہاد است

مرشد و سید و مولا و حضور والا ﴿﴾ نوبت فی کتب زمان صاحب ارشاد و این ارشاد است

طفلگان کردہ وہیں یا بعروج عالی ﴿﴾ بر خورد دست دعا روئے او صاحب ولد است

یار بشن باد ترقی بمدارج عالی ﴿﴾ ملکہ راسخہ اش باد کہ او عقل معاد است

دختر اید بود اقبال ہم بود مدید یا عباس ﴿﴾ عمر شان نیز دو چندان کہ ازو یوم تا داد است

یارب این بندہ نواز ہمیشہ باشد ﴿﴾ خاص بر صوفی نظر باد کہ او ہم ز عباد است

(۲۸۷) یا فتاح — مکتوب در جواب نامہ شیخ

جوہر معلومات تصوریہ و تصدیقیہ۔ نیر فلک مخزونات علویہ و سفلیہ جام فتح مغلاق زادعنایہ السلام علیکم۔ پروانہ آں صاحب خفی و مرادی اللہ الطریق المستوی حتی از شعلہ شمع جلی والقاب صحہ رشدہ بوقت عشقی رسید و از ہیں چہرہ حزن دلاندوہ انتظار را سلب نمودہ موجب مسرت و ابتہاج گردید۔ نوشتہ بودکہ (جواب برعکس مطلب)

تا قضیه موجبه الصفت مطلوب را سالبه از مقصود و منعکس از مطلوب نمید مشتق از
خلو انعکاس فهم یا تناقض تعسب لعضوانب مانع است و نیز نقض اجمالی بابد خنابد ورولت
منشاء آن دبعول است در نزول از مقام اصحاب العقول - و نیز نوشته که ترکیب از قیاس سفسطه در
پیش آمد این فقره چو اعتقاد در آوردن مفید معنی نسبت - و نیز مناسب مقام - چه سوفسطائی
برسته ز ترجمانی علاجم تفتازانی به لقریب کرد تعرض از ایشان نفی حقائق اشیاء میکنند و نفی مدرک
وعدم علم اند - پس از گفتن صلوٰة خمسه باعتقاد و لقین حقائق ایشان بصفات ثبوتیه ایجابیه
وسلبیه آنها از صلوة دیگر که سراسر خلاف مذهب حکمائی با فلسفه است قیاس سوفسطائی بوجه تقید و شد
حقیقتاً بالیله بر اثبات حکم ایمان لقریح التفصیح موجود است - پس سوفسطائی که در حق تعریف ندید
واله شریعت ... منتهی الطلب شود الحیاء بالعجز و در این وقت اثر که برقاسم بر این امر
متعرب خود در بادره بکیرت اہل علم مخفی نیست - و دیگر مسطور بود که از اثبات ... از ثبات
دیده جمع کرده است قول کل علی وجه الیقین نتیجه علوم از نهایت بلاغت آن صاحب رسالت
در مطالعه کتب خوبت - و دیگر اخبار عن الغیب که اثر این بیان مشترک دیانت مقدم است هم
خلاف واقع - و آنچه مرقوم بر علوم عمل ... سیوطی اعتقاد خاصیت که شرط صعود ... است
مجمل محتاج عرضست - در عدم افتراق مرتبه کاف از ما قبل خویش در معنی نشاء آن در کلام
فقرات اکثر اولیه عظام موجود است - الحمد لله که دولت قانع لفضل خویش عبد ضعیف بود
خود دنگه در رسته است - که عبادة است از مقام عبدیت و عجز - که مراتب استحقاق عبودیت را فوق
شانها اقرب است از جمیع مقامات - و از قصور مرتبه انا عجز کردن عجز حفظ علم است و کفایته از آنکه کرد
حضرت اویسی - دفی انا العبد و نیست از همه منازل محفوظ - و دیگر آنکه این هیچ مسکین
را بجز خاطر خویش خواسته است و نیز بدعا نیز چو ما صلی الله علیه وسلم نیز خواسته الله که
جارح الیدیث - مگر صدق رباعی مسطور بر ذات راهی در وقت مبادره هر یک الخفاء گردد -
ای صاحب چون با تو بنده عفو بنده عاصی پر معاصی و عطف - را از صلو کامل ایمان و صلو جمال
علم چنان محو گرداند - پس هر گفتن حد تو ... موضع را جاری وصف ذات خود محو و مخو
خویش کرد در رواج دهند و در است از مبالغه غلو عشق و جلو نیست - و مسطور آنکه
صاحب را مقابل کنید و علم شما نهایت نحو است) افترا است بر علو و از کلام لسان صدق تبری
جدا از مصادقت و منافات که احترا با آن حضرت است علیه الرحمة والرضوان غیره را دخلی از آنجا
نیست - و اختلاف در مسئله نه هیچ کسی را از جز حدیث اختلاف امتی رحمة خارج نکند -
گفتا چون بدرقه هدایت از نحو باقی تمانه آمده نحو شده در نحو مطلوب لقاء دست گرفته
دوش بدوش برد - و بنده را از شکر و نسیان نحو کرده بود در محو نماید - از این سبب

در علم ادبی که عبارت از [illegible] است سخن خوش [illegible] شود و بر [illegible] شگفته فتوحات و مکاشفات و انوار ربانی
بر طور آورده جلوه نماید [illegible] جمیع علوم بر آن [illegible] بر وجه [illegible] گروه [illegible] و در علم ادب [illegible] جلوه [illegible]
استدلال [illegible] نسبت کردن [illegible] کتاب هدایت [illegible] طعن بی معنی است - و نیز [illegible] باد که [illegible]
[illegible] نیست چرا که علم ادب [illegible] مقابل [illegible] مستغنی نیست - لیکن [illegible] کمال [illegible]
صاحب [illegible] را برخیزد [illegible] تقریب جلوه نموده [illegible]
از جمیع [illegible] قرآن [illegible] و [illegible] وارد [illegible] آن [illegible] و لیست [illegible] و
مشهورست [illegible] بر فوق [illegible] که تجربه رسید باشد [illegible]
مشاهده نماید - و دیگر آنکه [illegible] المخلصین [illegible]
المخلصین [illegible] در حق [illegible]
در [illegible] چنین [illegible] کردن [illegible]
که [illegible] است از [illegible] جواب مجادل از نوشتن چنین [illegible]
در جواب [illegible] اجازت [illegible] ملحقه مجادل [illegible]
[illegible] نسبت [illegible] است و [illegible]
تعیبت [illegible] - و در رفع [illegible] علم [illegible] نیز [illegible]
[illegible] طالب العلم را باید که بر فراغت [illegible] اقدام [illegible] نماید - چه [illegible]
[illegible] وارد [illegible] که [illegible] و علم در جواب [illegible] شود
قاعده [illegible] در جواب قصیده عربیه [illegible] ابیات [illegible] نوشته شده از [illegible] فارسی [illegible]
[illegible] دعوی [illegible] است - و [illegible] از [illegible] آیه شریفه و از [illegible]
[illegible] که بر آیت قرآن کریم است - و [illegible]
نسبت [illegible] در قصیده عربیه [illegible] جواب [illegible]
فارسی [illegible] - دیگر از جواب [illegible] - و دیگر در [illegible]
جواب [illegible] موجب [illegible] است و دلیل [illegible]
[illegible] فضل [illegible] علی [illegible]
[illegible] المدد [illegible] خیر [illegible] تمت تمام شد
المصنف و [illegible] الحکمة و البلاغت [illegible] علی [illegible] نقشبندی
مجددی نوری [illegible] و [illegible] مجددی

یا فتح

القول المحکم فی حیات عیسیٰ ابن مریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باسم اللہ بتدأ الکلام ، وختم کل اعمال یرام ، ہو اللہ الموفق للسداد ، بہ تکلاننا والاعتصام ،
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ - اما بعد واضح ولائح ہو کہ اس زمانے میں بعض لوگوں نے بر
خلاف نصوص قرآنیہ واحادیث متواترہ اور اجماع امۃ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور عقل کامل
ایک مذہب نکالا ہے جس میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام کی ولادت بلا باپ
اور رفع الی السماء بجسدہ العنصری اور حیات اور معجزات اور بدایتہ ونعتہ نزول من السماء سے انکار کیا گیا ہے -
انکار کی حقیقت معلوم نہیں کہ کن اغراض پر مبنی ہے لیکن اسکا ظاہری سبب یہی ہے کہ فلسفہ کے قوانین
عاطلہ اور سائنس کے اوہام باطلہ کو مد نظر رکھکر اور نصب العین بناکر انپر اعتقاد وعمل کیا گیا ہے اور آیات
شریفہ واحادیث منیفہ اور مذاہب حقہ خاصکر مذہب امام ابوحنیفہ سے روگردانی کی گئی ہے نعوذ باللہ من ذالک
بیت . فلسفہ چوں اکثرش باشد سفہ ، پس کل آں ہم سفہ باشد کہ حکم کل حکم اکثر است ، اور اس نیچری فرقہ
کے اعتقاد میں ہے کہ عیسیٰ یوسف نجار کے نطفے سے پیدا ہوئے ہیں اور اسکے حقیقی بھائی بیٹے ہیں العیاذ
باللہ - اور اسکے اعتقاد میں کہ یہ قانون قدرت ہے - کہ بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو نہیں سکتا - اور اس فرقہ کی طرف سے
کہا گیا ہے کہ عیسیٰ مرگئے ہیں اور انکا روح آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہے اور جنت میں داخل ہوگیا ہے جو واپس
نہیں آئیگا اور جن احادیث میں عیسیٰ کا نزول من السماء الی الدنیا آیا ہے اس سے مراد مثیل عیسیٰ ہے نہ خود
عیسیٰ ابن مریم عیاذاً باللہ - لہذا احقر عباد اللہ محمد [illegible] علی علوی صوفی حنفی ... عفی اللہ عنہ پہلے چند ضروری
قواعد اور اسلامی عقائد عرض کرتا ہے اور ازاں بعد مقصود کو شروع کریگا اور مسائل مذکورہ کی نسبت
تحقیقی بیان لکھیگا - وباللہ استعین وھو الموفق والمعین

عقائد

عقیدہ پہلا عموماً تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اور خصوصاً ائمہ اربعہ مجتہدین کا اجماع واتفاق
اسپر کہ شرع اسلام کے عقائد و دلائل چار ہیں (۱) کتاب اللہ - (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع اعیان واکابر
امت محمدیہ (۴) قیاس مجتہد - اور نیز یہ کہ کسی آیت کلام اللہ - خبر متواتر رسول اللہ - اجماع کا انکار
کرنا کفر ہے عقیدہ دوسرا - بجز خوف اللہ اور رسول شرع کے خواب - کشف - الہام - حجت و دلیل شرعی نہیں بن سکتے
عقیدہ تیسرا اہل عقول سلیمہ کے نزدیک لوگوں کے لئے اسباب علم تین ہیں - (۱) حواس خمسہ سلیمہ - باصرہ سامعہ
لامسہ - شامہ - ذائقہ (۲) خبر صادق - اول خبر رسول اللہ جو موید بمعجزہ ہے - دوم خبر متواتر - یعنی ایک بات لوگوں کی
اتنی بڑی جماعت ثقہ - معتبر - دیندار - پرہیزگار - عادل - بیان کرے کہ جنکا اتفاق واجتماع کذب اور جھوٹ
پر عقل صحیح کے نزدیک محال ہے - اس سے بھی علم یقینی حاصل ہوتا ہے جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفاً
وتعظیماً اور بغداد وسمرقند وغیرہ بلدان پر ہمیں علم یقینی حاصل ہے (۳) عقل صحیح یعنے جس شیئ کا علم عقل سے
بالبداہت ثابت ہو جیسے کسی شیئ کا کل اسکے جزء سے بڑا ہوتا ہے - یہ علم بھی ضروری ویقینی ہے اور جو علم عقل سے

بذریعہ نظر و استدلال ثابت ہو وہ نظری و اکتسابی ہے۔ عقیدہ۵ آیات شرعیہ و احادیث منیفہ اپنے ظاہری
معنے پر رہینگی اور انکو ظاہر سے پھیرنا بغیر قرینہ صارفہ قطعیہ کے الحاد اور بیدینی ہے۔ عقیدہ۶
قرآن شریف کے معانی سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں پھر صحابہؓ خاصکر خلفاء
راشدین و عشرہ مبشرہ و عبادلہ ثلاثہ وغیرہم پھر تابعین پھر تبع تابعین خاصکر ائمہ اربعہ مجتہدین
بالخصوص امام ابو حنیفہ اور انکے صاحبینؒ پس جو شخص انکے برخلاف قرآن کریم کے معنے بیان
کرے وہ بدعتی اور ضال و مضل اور مفسد فی الارض ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ عقیدہ۷ صاحب اتقان
نے کہا کہ پیغمبر علیہ السلام قرآن کے معانی اسطرح سکھاتے تھے جسطرح لفظ سکھاتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ وانزلنا الیک الذکر
لتبین للناس ما نزل الیہم ولعلہم یتفکرون۔ وقال تعالیٰ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا
فیہ وہدی ورحمۃ لقوم یومنون۔ وقال تعالیٰ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ
وقال تعالیٰ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما۔ وقال تعالیٰ فلا وربک لا یومنون
حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ وکما قال رسول اللہ انی ترکت فیکم امرین لن تضلوا
ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنت رسولہ وقال رسول اللہ الا وانی اوتیت القرآن ومثلہ معہ۔ اور کہا عبد الرحمن سلمی نے کہ
حضرت عثمان وابن مسعود وغیرہم حضور سے جب قرآن سیکھتے تو دس آیتوں سے زیادہ سبق نہ ہوتا۔ تاکہ جو علم و عمل اسمیں
ہوتا سیکھ لیتے۔ ان آیات شریفہ و احادیث سے معلوم ہوا ہے کہ رسول خدا جیسا قرآن کے لفظ تعلیم فرماتے تھے
ویسے ہی انکے معنے بھی تعلیم فرماتے تھے جسطرح ہمکو قرآن کریم کے لفظ پر ایمان فرض ہے اسیطرح انکے معنے پر بھی ایمان فرض ہے
کیونکہ قرآن کے معنے ہی حکمت ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ترجمہ نبی کریم قرآن و حکمت کی تعلیم فرماتے ہیں۔
اور صحابہ و تابعین سے جو معنے مروی ہیں وہ اکثر رسولی تعلیم ہی تو ہے انکے برخلاف معنے کرنے تحریف قرآن ہے
حدیث میں ہے من تکلم فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطأ۔ اور ترمذی میں ہے من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ
فی النار یعنے جس نے علم کے بغیر کچھ قرآن میں کہا اسنے اپنا ٹھکانا دوزخ میں کر لیا علم سے مراد تشلف صالحین ہے
شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا ہے کہ تفسیر میں تین رعائتیں رکھنی ضروری ہیں (۱) ہر کلمے کو انکے حقیقی معنے یا مجاز
متعارف پر محمول کرنا (۲) سیاق و سباق کو اول سے آخر تک خوب دیکھنا تاکہ کلام بے ربط نہ ہو جائے (۳) شان
نزول وحی یعنے پیغمبر اور انکے اصحاب کی تفسیر سے کہیں خلاف نہ ہونے پائے۔ وہ جس میں یہ تینوں باتیں جائیں
وہ تحریف قرآن ہے۔ عقیدہ۸ حقیقت وہ لفظ ہے جس سے اسکا موضوع مراد ہو۔ اور مجاز وہ جو غیر موضوع
میں کسی علاقہ اور مناسبت سے مستعمل ہو۔ حقیقت محتاج قرینہ نہیں اور مجاز بے قرینہ مستعمل نہیں ہو سکتا
ہما امکن الحقیقۃ لم یستعمل المجاز یعنے جب تک کہ حقیقت پر عمل ہو سکے مجاز کو نہ برتا جائیگا۔ جب حقیقت پر
عمل نہ ہو سکے تو مجاز متعین ہوگا۔ اور مشترک بلا قرینہ مستعمل نہیں ہوتا۔ اور محکم اس تفسیر و تغیر کے ساتھ جو کوئی ایسی
وجہ جس سے احتمال نسخ باقی نہ رہے۔ عبارۃ النص و مراد و منشا جو سیاق کلام مجموعہ کلمات سے ظاہر ہو۔ عقیدہ۹ فہم
معانی اور تعیین مراد قرآنی میں خاص تغیر کے بغیر شاعرانہ خیالات و لطائف و نکات علمائے نزدیک
اور خدا شیع کچھ وقعت و اعتبار نہیں رکھتے

عقیدہ ۵ خبر متواتر اعتقاد و عمل میں قرآن کی طرح ہے۔ بلکہ بعض قرآن پر زیادت و نسخ بھی کر سکتی ہے
عقیدہ ۶ شرائع انبیاء سابق و کتب سماوی جیسے توریت زبور و انجیل
گو اب واجب العمل نہیں مگر بنفسہ حق و عدل و معظم واجب التصدیق ہیں ہاں جسقدر اُنمیں کوئی حصہ محرف ہے
وہ اس سے خارج ہے۔ یعنے توریت زبور انجیل سے جو کچھ اہل کتاب بیان کریں اگر مطابق قرآن و حدیث
کے ہو تو درست ہے ورنہ نہیں کیونکہ یہ کتابیں منسوخ ہونیکے علاوہ محرف بھی ہو چکی ہیں غرضکہ
کتب سابقہ سماویہ میں سے جس مضمون کی تکذیب قرآن کریم یا احادیث صحیحہ متواترہ سے ہو گئی
ہو وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں اور جس مضمون کی مصدق قرآن کریم ہے اسکی نقل بطریق استشہاد
لا من حیث الاعتقاد جائز ہوگی جیسا کہ حدیث حدثوا عنی ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج الحدیث
کے محمل کی یہی صورت ہے اور جس کی تصدیق و تکذیب دونو سے قرآن کریم ساکت ہے اس کے بارہ میں
مومن کو چاہئے کہ مطابق نص قرآن کریم و حدیث شریف لا تصدقوهم ولا تکذبوهم نہ اسکی تصدیق کرے
اور نہ تکذیب۔ تفسیر ابن کثیر۔ بناءً علیہ جس مقام میں اناجیل کی روایت مطابق نص قرآن کریم یا احادیث
متواترہ کے ہو نقل جائز ہے عقیدہ ۷ قرآن کریم اگرچہ توریت زبور انجیل کا مصدق ہے۔ تو ان سابقہ
کتابوں میں جو قصے بوجہ تحریف احبار و قسیسین کے یا تو بوجہ تشکک و عدم تحقیق کے غلط مندرج
ہو گئے تھے تو قرآن نے انکی تصحیح کر دی ہے تو قرآن کی ان مقامات کی کچھ بھی توضیح اُن سے نہیں ہو
سکتی ہے اور فرمایا رسول اللہ نے کہ اہل کتاب جب کوئی چیز بیان کریں تو تم نہ انکی تصدیق کرو نہ تکذیب
پس اُن کا قول پایۂ ثبوت سے ساقط ہے۔ مگر کوئی تائید خارج سے ملے کیونکہ شارع کو سکوت ہے نہ انکار
اور اس سے زیادہ کیا تائید و شہادت ہوگی کہ اجل علماء بنی اسرائیل مسلمان ہونیکے بعد اپنی تحقیق
کا علاوہ علوم واسعہ سے جنکو جزئی بجائیکہ زوائد اور غیر معتبر باتوں کو انھوں نے دور کر دیا ہو۔ اور یہ کون
تھے عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار و امثالہم جو اسلام لانیکے بعد رسول اللہ صلعم کے اصحاب ہوئے اور ان کے
مرویات کو قبول کرنیوالے بھی ابن عباس وغیرہ علماء صحابہ رسول اللہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ تھے پس کسی طرح
یہ ممکن نہیں کہ انکے نزدیک غلط اور بے اصل بات مقبول ہوگئی ہو۔ اور جو کہ موجودہ زمانے کے علماء یہود و نصاریٰ
علم و تقویٰ میں ان علما کی طرح نہیں بلکہ مخالف ہیں اسلئے اُن کے تراجم و روایات قابل اعتماد نہیں اور ہم دیکھتے
اور سنتے والے بھی ایسے علماء سلف کی طرح نقاد و ماہر و متقی نہیں لہذا موجودہ اناجیل کے مرویات بھی جاننے
کیطرح قرآن و حدیث کے برخلاف قابل احتجاج و اعتقاد و استناد نہیں۔ عقیدہ ۸ ابو طالب طبری
نے لکھا کہ شرط مفسر کی یہ ہے کہ اسکا اعتقاد صحیح ہو یعنے مطابق اعتقاد صحابہ کرام و تابعین و
مجتہدین کے ہو اور سنت کا متبع ہو اور کتب فقہ بھی سنت کے مطابق ہیں پس فاسق کی تفسیر قابل
اعتماد نہیں [illegible] از فساد تو انکے دیکھنے اور سننے سے ہی اگر تردید کا مطلب نہ ہو تو اجتناب کرے اور مفسر پر
واجب ہے کہ اول تو حدیث مرفوع سے تفسیر کرے خواہ وہ حدیث متواتر ہو یا مشہور یا احاد اگر نہ ملے تو آثار صحابہ سے
اگر نہ ملے تو اقوال تابعین اور تفاسیر ائمہ مجتہدین سے مگر [illegible] سلف صالحین مفسرین اور لغات کی

کہ یہی راہ حق اور صراط مستقیم ہے - جو خبر زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں ایسے راویوں کے اسناد پر پائی گئی جنکا اتفاق و اجماع کذب پر عادۃً محال اور عقلاً متصور نہ تھا وہ متواتر ہے - اور مفید علم یقینی ہے اسکا منکر کافر ہے اور اسپر اعتقادیات مبنی ہوتے ہیں - اور حدیث مشہور یا مستفیض سے علم اطمینان حاصل ہوجاتا ہے اور اسکا منکر فاسق ہے اور خبر واحد بھی اگر صحیح یا حسن ہو تو اسپر عمل کرنا واجب ہوجاتا ہے - اور اس سے علم غالب ظن جو قریب یقین کے ہے حاصل ہوجاتا ہے - **عقیدہ** بموجب آیات شریفہ - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - اور ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا - اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ - اور فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما - اور فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول الآیۃ اور احادیث شریفہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین من بعدی - اور انی ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ - اور الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ - اور صلوا کما رأیتمونی اصلی - وغیرہا سے ثابت ہے کہ حدیث رسول اللہ صلعم کی قرآن کی مثل واجب العمل ہے فرق ہے تو اسی قدر میں کہ آیا یہ حدیث پیغمبر صلعم کی ہے یا نہیں

عقیدہ تفسیر وہ ہے جسمیں آیات قرآنی کا معنے بیان قطعی و یقینی ہو اور اسمیں شک و شبہ نہو - اور تاویل ایسی نہیں ہوتی - ابو منصور ماتریدی کا قول ہے کہ ہر ایسا امر جسمیں گواہی ہو کہ قطعاً و یقیناً اللہ تعالیٰ کی مراد یہی ہے وہ تفسیر ہے ورنہ تاویل - اور تاویل جب تفسیر کے مخالف ہو تو اسکو تفسیر بالرای کہتے ہیں جسکا قصداً کرنا معصیت اور گناہ ہے اور جسپر عمل کرنا حرام ہے جیسے تفسیر نیچر پرست کا دیکھنا بجز تردید کے منع اور حرام ہے - کیونکہ وہ قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے - اور تحریف کا دیکھنا جائز نہیں - اور صحابی کا قول اگر مدرک بعقل ہے تو قیاس مقبول ہے اور اگر مدرک بعقل نہیں تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے اسکا اتباع ضروری ہے - **عقیدہ** قانون قدرت کا لفظ جو نیچر پرست لوگوں کی زبان پر اکثر جاری ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ جو بات یا جو امر اگر قانون قدرت کے موافق ہے تو ماننے کے لائق ہے ورنہ قابل تسلیم نہیں اگر اس لفظ (قانون قدرت) سے مراد قوت تجاذب اجسام ہے جسکو سائنس کی اصطلاح میں انرجی کہا گیا ہے - تو یہ بات خارج از اسلام اور مخالف اسلام ہے - اور اگر اس سے عادت اللہ مراد ہے - تو وہ انسان ناقص العقل العلم کے احاطہ سے باہر ہے کسی شیٔ کو سنت اللہ ٹھرانے کے لئے کتاب اللہ یا سنۃ رسول صلعم سے ثبوت ہونا چاہئے ورنہ قابل تسلیم نہیں

عقیدہ مفسرین طبقہ اولی کے صحابہ کرام ہیں جیسے صحابہ کرام خلفاء الراشدین رض اربعہ ثلاثہ رض وغیرہم جنمیں سے حضرت علی رض اور ابن مسعود رض اور ابن عباس رض سے زیادہ روایات آئے ہیں اور ابن عباس تو ترجمان القرآن کے لقب سے ملقب ہیں اور انکے علاوہ بہت ہیں - اور طبقہ ثانیہ کے تابعین ہیں جیسے مجاہد حسن بصری - قتادہ وغیرہ بہت ہیں اور طبقہ ثالثہ کے تبع تابعین اور بعد کے لوگ - ہیں سے ابو جعفر ابن جریر الطبری کی تفسیر ایسی جامع ہے کہ علماء معتبر اسپر متفق ہیں کہ اسکی مانند اور کوئی تفسیر نہیں اب یہی کہا سیوطی اور خفاجی نے - ازاں بعد تفسیر در المنثور سیوطی اور تفسیر ابن کثیر اور تفسیر کبیر - تفسیر معالم - بیضاوی - ابو السعود - مدارک - جلالین - مظہری وغیرہ وغیرہ تفاسیر ہیں اور ترجموں میں سے [illegible] ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور اردو ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا

اور شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا نہایت عمدہ اور صحیح ترجمہ ہے گویا تفاسیر کا صحیح مغز اور عطر اور
لب لباب ہے۔ تفاسیر کو دیکھنے کے بعد ان ترجموں کی قدر معلوم ہو سکتی ہے۔ اور ترجمہ لفظی نذیر
احمد خان صاحب دہلوی کا اور عبدالحق صاحب دہلوی کا اکثر مقامات میں صحیح ہے مگر بعض بعض
مقامات میں باتباع غیر صحیح نہیں غرضیکہ عامی کو پہلے تین ترجموں پر یقین رکھنا چاہیے کیونکہ یہ نہایت
صحیح ہیں۔ اور تفاسیر میں سے تفسیر مظہری نہایت عمدہ اور جامع التفاسیر ہے۔
اس دیباچہ اور تمہید کے بعد ہم نفس مضمون کو تحقیق اور دلائل کیساتھ بیان کرتے ہیں وباللہ نستعین
وھو الموفق والمعین ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

باب اول عیسےٰ بن مریم علیہما السلام کی پیدائش کے بیان میں

قال اللہ تعالیٰ۔ اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی
الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین قالت رب انی یکون
لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذالک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضیٰ امرا فانما
یقول لہ کن فیکون پ ۳ سورۃ آل عمران ترجمہ اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھکو ساتھ ایک
بات کے اپنی طرف سے نام اسکا ہے مسیح عیسےٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نزدیک
کئے گیوں سے اور باتیں کریگا لوگوں سے جھولے میں اور ادھیڑ اور صالحوں سے ہے۔ کہا اے رب
کیونکر ہوگا واسطے میرے بچہ اور نہیں ہاتھ لگایا مجھکو کسی آدمی نے کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو
چاہتا ہے جب مقرر کرتا ہے کچھ کام کو پس سوائے اسکے نہیں کہ کہتا ہے اسکو ہو پس ہو جاتا ہے ترجمہ
شاہ رفیع الدین صاحب ف عیسےٰ کو مریم کا بیٹا اسلئے کہا کہ بے باپ کے تھے۔ ابوہریرہؓ نے مرفوعاً کہا ہے کہ
بات نہیں کی کسی نے گود میں مگر عیسےٰ نے (۲) جب فرشتوں نے مریم سے کہا کہ اے مریم [illegible] خدا کے حکم
ایک لڑکا تمہارے پیٹ سے پیدا ہوگا سو خدا تم کو اپنے اس حکم کی خوشخبری دیتا ہے اور اسکا نام
ہوگا عیسےٰ مسیح ابن مریم دنیا اور آخرت دونوں میں باعزت اور خدا کے مقرب بندوں سے ایک مقرب بندہ
اور جھولے میں اور بڑی عمر کا ہو کر یکساں لوگوں کے ساتھ کلام کریگا اور اسکے نیک بندوں میں سے ایک
بھی ہوگا وہ کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میرے ہاں کیسے لڑکا ہو سکتا ہے حالانکہ مجھکو کسی مرد
نے چھوا تک بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسیطرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا
ہے تو بس اسے فرما دیتا ہے کہ ہو پس وہ ہو جاتا ہے ترجمہ نذیر احمد صاحب (۳) اور جب فرشتوں نے کہا اے
مریم بیشک اللہ تمکو اپنے حکم سے ایک لڑکا پیدا ہونیکی خوشخبری دیتا ہے جسکا نام مسیح عیسےٰ ابن
مریم ہوگا اور دنیا اور آخرت میں باعزت ہوگا اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہوگا اور گہوارہ میں
اور بڑی عمر میں لوگوں سے یکساں باتیں کریگا اور اللہ کے نیک بندوں میں سے ہوگا مریم نے کہا اے میرے
رب مجھکو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا پھر لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے جبرائیل نے جواب دیا اسیطرح
ہوتا ہے اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب کسی کام کو سرانجام دینا چاہتا ہے پس اسکو فرما دیتا ہے کہ ہو

ہو جاتا ہے ترجمہ مرزا حیرت دہلوی (علم) ابن مریم اسلئے ہو گیا یا حالانکہ خطاب حضرت مریم کو تھا کہ بغیر ہو جائیگا
کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہونگے تفسیر مظہری کا اردو ترجمہ - فیکون یعنے اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس بات پر قادر ہے
کہ اشیا کو بتدریج اور قانون عادت کے موافق اور مادہ سے پیدا کرے ایسا اسکو اسپر قدرت ہے کہ دفعۃً
بغیر اسباب کے پیدا کر دکھائے مظہری - قال اللہ تبارک وتعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا
مکانا شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک
ان کنت تقیا - قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا - قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا
قال کذالک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا - فحملتہ فانتبذت بہ مکانا
قصیا - فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا - فناداھا من تحتھا الا
تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا
فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا - فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یمریم
لقد جئت شیئا فریا - یا اخت ھرون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا - فاشارت الیہ قالوا کیف
نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبرکا این ما کنت واوصانی بالصلوۃ
والزکوۃ مادمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا - والسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا
ذالک عیسی ابن مریم - قول الحق الذی فیہ یمترون - ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحنہ اذا قضی امرا فانما
یقول لہ کن فیکون (سورہ مریم) - اور اسے پیغمبر مریم کا ذکر بھی قرآن میں لوگوں سے بیان کرو کہ جب وہ اپنے
لوگوں سے الگ ہو کر پورب رخ جا بیٹھیں اور لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا تو ہم نے اپنی روح یعنے جبرئیل
کو انکی طرف بھیجی تو وہ اچھے خاصے آدمی کی شکل بنکر انکے روبرو آ کھڑے ہوئے اور وہ انکو دیکھ کر
بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں تمکو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ - جبرائیل نے کہ
میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اسلئے آیا ہوں کہ تم کو ایک پاک طینت
لڑکا دوں - وہ بولیں میرے ہاں کیسے لڑکا ہو سکتا ہے حالانکہ نہ نکاح کے طور پر مجھکو کسی مرد نے
ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہی - جبرئیل نے کہا جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی ہو گا - تمہارا پروردگار فرماتا
ہے کہ یہ بن باپ کے لڑکا پیدا کرنا ہمپر آسان ہے - اور اسکے پیدا کرنے سے غرض یہ ہے کہ لوگوں کے لئے
اسکو اپنی قدرت کی ایک نشانی قرار دیں اور دنیا میں ہم اسکو اپنی رحمت کا ذریعہ بنائیں - اور یہ بات
ازل سے فیصل ہو چکی ہے الغرض مریم کو آپ سے آپ بیٹے کا حمل رہ گیا اور وہ حمل لیکر کہیں الگ دور کے مکان
میں جا بیٹھیں پھر درد زہ انکو ایک کھجور کے درخت کی جڑ میں لے پہنچا اور وضع حمل کے وقت انکو تکلیف
ہوئی تو وہ بول اٹھیں اے کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور دنیا کے پردے سے ناپید ہو کر بھولی
بسری ہو گئی ہوتی پھر جبرئیل نے اس چشمے سے جو مریم کے تلے سے نکلا تھا انکو آواز دی کہ آزردہ
نہ ہو دیکھو کہ تمہارے پروردگار نے تمہارے تلے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور کھجور کی جڑ کو پکڑ کر اپنی طرف
ہلاؤ تم پر تازی تازی پکی کھجوریں ٹپک پڑیں گی اور پھر تر کھجوریں کھاؤ اور چشمہ کا پانی پیو اور بیٹے کو دیکھکر

آنکھ ٹھنڈی کرو اپنے بچے کو سا کر چپ ہو رہنا ہیں تمکو کوئی آدمی نظر پڑے اور وہ تم سے پوچھے
تو تم اشارہ سے کہدینا کہ میں نے خدائے رحمٰن کے لیے روزہ کی منت مانی ہوئی ہے اور میں کسی آدمی
سے بات نہیں کر سکتی [illegible] پھر مریم لڑکا کو گود میں لئے اپنی قوم کے پاس لائیں وہ دیکھکر کہنے لگے
کہ مریم بیشک تو نے بہت ہی نالائق کام کیا اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ تیری
ماں بدکار تھی تو خلاف خاندان تو نے کیا حرکت کر بیٹھی۔ تو مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ پوچھنا
ہے اس سے پوچھ لو وہ کہنے لگے کہ ہم گود کے بچے سے کیسے بات کریں اس پر بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں
اسنے کتاب انجیل مجھکو عنایت فرمائی اور مجھکو پیغمبر بنایا اور کہیں بھی رہوں مجھکو بابرکت کیا اور
مجھکو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھا کروں اور زکوٰۃ دوں اور مجھکو اپنی ماں کا خدمت گذار بنایا اور مجھکو سخت
گیر اور بد راہ نہیں کیا اور مجھ پر خدا کی امان جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مرونگا اور جس دن دوبارہ زندہ
اٹھا کر کھڑا کیا جاؤنگا۔ یہ پیغمبر عیسیٰ ابن مریم ہیں حقیقت میں یہی بات جس میں لوگ جھگڑا کرتے ہیں
خدا کو شایان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ذات ہے جب کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے
تو بس اسکو اتنا ہی فرما دیتا ہے کہ ہو اور وہ ہو جاتا ہے۔ ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب
آیۃ للناس۔ نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کے لڑکا پیدا ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔
موضح القرآن شاہ عبد القادر صاحب [illegible] حضرت مریم نے موت کی
تمنا اسلئے کی کہ اسنے سمجھا کہ میں آزمائی جاؤنگی اس بچے کے ساتھ کیونکہ لوگ
میری اس بات کی تصدیق نہیں کرینگے یہ لڑکا مجھکو بغیر باپ کے اور بغیر بدکاری کے عطا ہوا
مومن کو اس پر ایمان لانا چاہئے کہ عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ قرآن مجید اسی پر ناطق ہے
اور تمام اہل اسلام کیا سلف کیا خلف اور کیا ائمہ دین سب اسی پر متفق ہیں اور یہ بات خدا
تعالیٰ کی قدرت سے دور نہیں ہے آدم کو اللہ پاک نے بغیر ماں باپ کے اور حوا کو بھی پیدا کیا تو وہ
اللہ پاک اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کرے ایسی باتوں میں شک کرنے
آدمی بے ایمان ہو جاتا ہے اور ایسی قطعی باتوں میں تردد کرنے سے کفر لازم آتا ہے نعوذ باللہ
سلیقہ واذکر فی الکتاب مریم یہ دوسرا ذکر حضرت مریم کا ہے یہود حضرت مسیح کی نعت تو نہیں بلکہ
الٹی ایک عیب یہ بھی لگاتے تھے کہ معاذ اللہ وہ ولد الزنا ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کی ولادت
کی مفصل کیفیت بیان کرتا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلاف عادت بغیر باپ پیدا
ہوئے تھے اسی بات پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اور قرآن مجید سے بصراحت یہ مضمون ثابت ہے
حضرت مریم کا ولادت کی خبر سے متعجب ہوکر یہ کہنا کہ مجھے کسی بشر نے چھوا بھی نہیں اور میں بدکار
بھی نہیں ہوں اور فرشتہ کا یہ جواب دینا کہ ہاں یہ صحیح ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات آسان ہے
اسی امر کو بصراحت بیان کر رہا ہے۔ نصاریٰ بھی اسی بات پر متفق ہیں صرف فرق اسقدر ہے کہ انجیل
موجودہ میں انکی یوسف کیساتھ منگنی ہونا لکھا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ یحییٰ کی

نوبت نہیں آئی تھی کہ مریم حاملہ پائی گئیں قرآن مجید میں انکے نکاح کا کچھ ذکر نہیں لیکن یہ
ظاہر ہوا ہو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ یکجائی سے پہلے وہ حاملہ ہو گئیں تھیں ورنہ وہ تعجب
کر کے یہ نہ کہتیں کہ مجھے کسی بشر نے چھوا ہی نہیں بلکہ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ
اگر نکاح ہوا تھا تو بعد کو ہوا ہے کیونکہ اگر فرشتے کے بشارت دیتے وقت نکاح ہو چکا
ہوتا تو انہیں تعجب نہ ہوتا ایسے بعد انکی قوم کا انہیں تہمت لگانا بھی صریح اس امر کی دلیل
ہے کہ یا تو نکاح ہوا ہی نہ تھا یا ہوا تھا مگر یکجائی کی نوبت نہ آئی تھی۔ شرح - مرزا حیرت دہلوی

[illegible]۔ حضرت مریم جب حاملہ ہو گئیں تو بباعث شرم کے اپنے اعزہ وغیرہ سے جدا
رہنے لگیں اور جب درد زہ شروع ہوا تو گھر سے باہر جنگل میں ایک کھجور کے درخت کے
نیچے جا بیٹھیں اور لوگوں کے طعن تشنیع کے خوف سے کہنے لگیں کہ ارے کاش میں اس سے
پہلے مر چکی ہوتی۔ تب حق تعالیٰ نے انکی تسلی فرمائی اور یہ آواز ایک فرشتے نے
انہیں دی کہ اے مریم رنجیدہ نہ ہو دیکھو تمہارے لئے یہ نہر جاری کر دی گئی اور کھجور
کا خشک درخت تر و تازہ اور بار آور کر دیا گیا اب جو کوئی تم سے پوچھے تو کہنا اسی لڑکے
سے پوچھ لو۔ حیرت دہلوی۔ اب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کے حالات بیان فرماتے
جس سے بہت بڑا مقصود یہ تھا کہ اہل کتاب کے اختراعی اور اختراعی خیالات کا فیصلہ کر دیا
جائے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت کی پیدائش کا ذکر فرماتا ہے۔ کہ انکو بھی فرشتوں ہی نے
منظور نظر رکھا تھا۔ ہماری خاص بمناسبت یحییٰ پیغمبر کی فرشتوں ہی سے خلاف عادت باتیں
ان سے ظاہر ہونے لگیں کہ بے فصل کے میوے انکے پاس آتے تھے پھر اگر جوانی میں انسے یہ
امر خلاف عادت ظاہر ہوا بے شوہر کے انکے لڑکا پیدا ہوا تو کیوں تعجب کرتے ہو جبکہ پہلے
اسکے بعد حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر بیٹا ہونے کا ذکر فرمایا ان دونوں قصوں میں مناسبت
ظاہر ہے حضرت مریم کے بھی خلاف عادت بے شوہر کے لڑکا پیدا ہوا اور انکے بھی خلاف عادت
بڑھاپے میں بانجھ عورت سے بیٹا پیدا ہوا اس وقت زکریا کی عمر بقول ۹۲ برس اور
بقول ۱۲۰ برس کی تھی اور انکی بی بی صاحبہ کی عمر ۹۸ برس کی تھی) حضرت زکریا نے جب
فصل کا میوہ حضرت مریم کے پاس دیکھ کر یہ امید کی کہ خدا مجھکو بھی بے فصل یعنی اس عمر
سالی میں بیٹا دے سکتا ہے اور خدا سے دعا کی خدا نے انکی دعا قبول فرمائی اور حضرت
یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی انکو خبر دی (جب حق تعالیٰ نے یحییٰ مسیح کو شریعت سابقہ
سے نقل فرما کر رد فرمائے وہ مسئلہ ہمارے لئے بھی حجت ہے) اللہ جل شانہ دو بیان
میں حضرت زکریا کے قصے کو بیان فرما کر پھر حضرت مریم کے حالات بیان فرماتا ہے
اصلی مقصود اس سے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے حال کا بیان کرنا ہے جسمیں یہود و نصاریٰ
کے خیالات سخت بیہودہ اور باطل ہو رہے تھے یہود کا یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ کے والد یوسف

اشعار توقیع از بعض مخلصان مصنف عطاء الله عنہ این کتاب مجموعۂ فتاوی و رسائل علوی

اشعار یارب بفضل و کرم این مقتدا را زنده دار ۞ از تصنیفات ہر فن پیشوا را زنده دار

مرشد کامل مجدد شرع نبوی این زمان ۞ محمد گوہر علی شمس الضحی را زنده دار

فخر رازی وقت و غزالی دوران این زمان ۞ مولوی معنوی بدر بدری را زنده دار

این فتاوی و رسائل از جواهر ساخته ۞ مستفیض از باباجی تاج کل را زنده دار

هب له ازواج و هم اولاد ذریٰ قرة عین ۞ محمد گوہر علی صاحب بدری را زنده دار

بیت بے پدر فرزند پیدا او کند ۞ طفل را در مهد گویا او کند ۞ بیت نامہ شیخ عطار - اور تفسیر حقانی میں

پھر اگلی آیات میں مریم کے قصہ کو تمام فرماتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یحیی کی پیدائش میں یہ تھے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو جبکہ وہ اپنے حجرہ میں غسل حیض سے فارغ ہو کر بیٹھیں آدمی کی شکل میں جبرائیل دکھائی دیئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمکو ایک سعادت مند فرزند کی بشارت دیتا ہے۔ مریم نے کہا کہ نہ میں کسی مرد کے پاس گئی نہ میں بدکار ہوں پھر لڑکا کیونکر ہوگا جبرائیل نے کہا خدا یونہی کر دیتا ہے۔ پھر جبرائیل نے قریب آکر انکے کرتے کے گریبان میں پھونک دیا جس سے وہ حاملہ ہو گئیں۔ الخ الغرض جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور انکی برکت سے خشک کھجور میں بھی جو اس تھی ثمردار ہوئے تو یہود گروہ کے گروہ مریم کو ملامت کرنے آتے تھے کہ تیری ماں اور باپ تو ایسے پاک دامن تھے تو نے یہ کیا کیا حضرت مریم نے کہا اس لڑکے سے پوچھو۔ لوگوں نے کہا شیرخوار لڑکا کیونکر بات کر سکتا ہے۔ اسی میں خود حضرت عیسیٰ بول پڑے کہ میں خدا کا برگزیدہ بندہ نبی ہوں اور میری ماں پاکدامن ہے اس سے لوگوں کو تعجب ہوا پھر اور بھی معجزات لڑکپن میں لوگوں نے دیکھے (جیسا کہ گارے کے پرند جانور بنا کر ان میں پھونک مارنا اور پھر انکا زندہ ہو کر اڑ جانا) الخ۔ اسکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک یہودیہ کے جلیل اور یروشلم وغیرہ شہروں میں وعظ فرماتے اور معجزات دکھاتے تھے یہود کو روز بروز ان سے عداوت بڑھتی گئی باوجودیکہ حضرت عیسیٰ نے توریت کی تصدیق اور شریعت کی بحسب وقت ترمیم کی الخ۔ تفسیر حقانی ج ۳ ص [illegible] طبع [illegible] - وفد نزل له قال وفد بنی نجران الخ

ولو ... (ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل آدم خلقه من تراب) ای ان شأن عیسیٰ وحاله الغریب کشأن آدم علیه السلام (خلقه من تراب) قدره جسدا من طین جملة مفسرة لحالة شبه عیسیٰ بآدم وهو انه خلق آدم من تراب ولم یکن ثمة اب ولا ام فکذلک حال عیسیٰ مع ان الوجود من غیر اب وام اغرب واخرق للعادة من الوجود بغیر اب فشبه الغریب بالاغرب لیکون اقطع للخصم واحسم لمادة شبهته اذا نظر فیما هو اغرب مما استغربه ... فقال لهم ان عیسیٰ ... ثم قال له کن ... الخ - تفسیر مدارک برحاشیہ تفسیر خازن ... (ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل آدم خلقه من تراب) الآیة اجمع اهل التفسیر ان هذه الآیة نزلت فی محاجة نصاری وفد بنی نجران قال ابن عباس ان رهطا من اهل نجران قدموا علی النبی صلی الله علیه وسلم وکان فیهم السید والعاقب فقالوا للنبی صلی الله علیه وسلم ما شأنک تذکر صاحبنا فقال من هو قالوا عیسیٰ تزعم انه عبد الله فقال النبی صلی الله علیه وسلم اجل انه عبد الله فقالوا فهل رأیت له مثلا او انبئت به ثم خرجوا من عنده فجاء جبریل علیه السلام فقال قل لهم اذا اتوک ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل آدم خلقه من تراب وقیل ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لهم انه عبد الله ورسوله وکلمته القاها الی مریم العذراء البتول فغضبوا وقالوا یا محمد هل رأیت انسانا قط من غیر اب فانزل الله تعالی ان مثل عیسیٰ عند الله فی کونه خلقه من غیر اب کمثل آدم فی کونه خلقه من تراب من غیر اب وام ... فمن اقر بان الله خلق آدم من التراب ... فلم لا یقر بان الله خلق عیسیٰ من مریم من غیر اب بل الشأن فی خلق آدم اعجب واغرب ... تفسیر خازن مطبوعہ مصر ۲۴۴

(قیمت [illegible])

(۲) الاستفتاء - کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں یا ان کے جد یوسف نجار تھا - (۲) الجواب

بیشک عیسیٰ علیہ السلام صرف بقدرت رب بلا اب پیدا ہوئے ہیں - دلائل مفصلہ ذیل ہیں - (۱) قرآن مجید میں صرف عیسیٰ کی والدہ کا ذکر آیا ہے انکے باپ کا ذکر کہیں نہیں آیا صرف عیسیٰ بن مریم کہکر انکا ذکر کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا اور لوگوں کی طرح کوئی باپ نہیں تھا - تفسیر مدارک میں ہے - (ابن مریم) وانما قال ابن مریم اعلاما لها انه یولد من غیر اب فلا ینسب الا الی امه - تفسیر مدارک بر حاشیہ تفسیر خازن صفحہ ۲۳۲ (۲) وبرا بوالدتی - سورۂ مریم - یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسیٰ نے کہا میں اپنی ماں کا مطیع و نیکوکار ہوں اگر انکا باپ ہوتا تو فرماتے وبرا بوالدیّ - کیا یہ ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے حق میں بڑے فرمان بردار نیکو ہوتے اور باپ کے حق میں برے (فرمان بردار و مطیع) نہ ہوتے - اور یہ نہ فرماتے کہ میں اپنے ماں باپ دونو کا فرمان بردار و مطیع ہوں - حالانکہ اسی صورت میں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کے حق میں فرمایا ہے وبرا بوالدیہ - یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے ماں باپ دونو کا مطیع و تابع فرمان اور انکے ساتھ نیکو و خوش سلوک تھا -

(۳) قال اللہ تعالیٰ - اذ قالت الملئکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصالحین قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون - ط

ترجمہ - جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ تجکو اپنے حکم سے ایک لڑکا پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے جسکا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا اور دنیا اور آخرت میں با عزت ہوگا اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہوگا اور جھولے میں اور بڑی عمر میں لوگوں سے یکساں باتیں کریگا اور اللہ کے نیک بندوں میں سے ہوگا - مریم نے کہا اے میرے رب مجکو تو کسی مرد نے ہاتھ تک بھی نہیں لگایا پھر میرے لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے جبرائیل نے جواب دیا ایسے ہی اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر لیتا ہے جب کسی کام کو سر انجام دینا چاہتا ہے بس اسکو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ ہو وہ ہو جاتا ہے ترجمہ مرزا حیرت دہلوی - اسی ترجمہ کے موافق ہیں باقی تمام تراجم مثلہ ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد القادر صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب و مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب و مولانا اشرف علی صاحب وغیرہ و خلاصۃ التفاسیر و تفسیر حقانی و بیان القرآن وغیرہ تفاسیر - وجہ عیسیٰ کو مریم کا بیٹا اس لئے کہا کہ باپ کے تھے ابو ہریرہ نے مرفوعاً کہا کہ بات کسی نے دو کے بیچ میں نہ عیسیٰ کے - فوائد موضح القرآن - خدا ابن مریم اس لئے فرمایا حالانکہ خطاب حضرت مریم کو ہے تنبیہ ہو جائے کہ وہ بلا باپ کے پیدا ہونگے - تفسیر مظہری - پس اس آیت سے جس نے یہ سمجھا ہے اور یہ لکھا ہے کہ بہر حال مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ کی اور بھی بہنیں و بھائی تھے وہ تو آخر سب بشر سے ہی پیدا ہوئے پس لم یمسسنی بشر حرف گذشتہ سے متعلق ہے اور آئندہ سے نہیں یہی عبارت کا مطلب کہ لم یمسسنی بشر سے عیسیٰ علیہ السلام کے بلا باپ پیدا ہونے پر استدلال صحیح نہیں بالکل خلاف حق اور تجاہل [illegible] ہے کیونکہ کتاب و سنت رسول اللہ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں کہیں ابن عیسیٰ علیہ السلام کے بھائی بہنوں کا ذکر نہیں اور اسی طرح تواریخ معتبرہ اسلامیہ میں بھی یہ ذکر نہیں آیا - پھر کس طرح مسلمانان اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک بہرحال
اور لم یمسسنی بشر سورۂ مریم میں بھی آیا ہے جہاں یہ مفصل مذکور ہے

اس جگہ مرزا حیرت صاحب دہلوی اپنے ترجمۃ القرآن میں لکھتے ہیں - واذکر فی الکتاب مریم - یہ وہ سورت حضرت مریم کا ہے یہود حضرت مسیح کے مخالف تو تھے ہی ان میں ایک عیب یہ بھی لگاتے تھے کہ معاذ اللہ وہ ولد الزنا ہیں - لہذا حق تعالیٰ نے حضرت مسیح کی ولادت کی مفصل کیفیت بیان کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلاف عادت بغیر باپ پیدا ہوئے تھے اسی بات پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اور قرآن مجید سے بصراحت ثابت ہے حضرت مریم کا ولادت کی خبر سے متعجب ہو کر یہ کہنا کہ مجھے کسی بشر نے چھوا بھی نہیں اور میں بھی نہیں ہوں اور فرشتے کا یہ جواب دینا کہ یونہی ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بات آسان ہے اسی امر کو بصراحت بیان کر رہا ہے - نصاریٰ بھی اسی بات متفق ہیں صرف فرق اس قدر ہے کہ انجیل موجودہ میں انکی یوسف کیساتھ منگنی ہونا لکھا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ابھی نکاح کی نوبت نہ آئی تھی کہ مریم حاملہ پائی گئیں قرآن مجید میں انکے نکاح کا کوئی ذکر نہیں مگر [illegible] ہے کہ یہ ہوا ہو لیکن بات یقینی ہے کہ نکاح سے پہلے وہ حاملہ ہو چکی تھیں ورنہ وہ تعجب کر کے یہ نہ کہتیں کہ مجھے کسی بشر نے چھوا نہیں بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر نکاح ہوا ہے تو بعد حمل کے ہوا ہے کیونکہ اگر

نہ رشتہ دینے وقت نکاح ہو چکا ہوتا تو انہیں تعجب نہ ہوتا (بلکہ منکوحہ عورتیں ایسی بشارت دل چاہتی ہیں اور دعائیں کرواتی ہیں) اسکے بعد انکی قوم کا انہیں تہمت لگانا بھی صریح اس امر کی دلیل ہے کہ یا تو نکاح ہوا ہی نہ تھا یا ہوا تھا مگر رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی - ترجمہ از حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو اس جگہ مناسب سمجھتا ہے کہ بائبل کے حوالے بھی یہاں لکھے جائیں -

(۱) یسعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے - خداوند آپ تم کو ایک نشان دیگا - دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عمانوائیل رکھے گی - یسعیاہ ۷ - ۱۴ - اور متی کی انجیل میں ہے - یسوع مسیح کی پیدائش کا حال - اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی - تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی پس اسکے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا چپکے سے اسکو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں دکھائی دیکر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اسکے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے وہ بیٹا جنیگی اور تو اسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو (اپنی امت) ان کے گناہوں سے نجات دیگا - یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ - دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عمانوائیل رکھینگے جسکا ترجمہ ہے خدا ہمارے ساتھ -

پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا کہ خداوند کے فرشتے نے اسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا اور اسکو نہ جانا جب تک وہ بیٹا نہ جنی اور اسکا نام یسوع رکھا - متی کی انجیل ۱ - ۱۸ تا ۲۵ - اور لوقا کی انجیل میں ہے - یوحنا بپتسمہ دینے والے کی پیدائش کی پیشینگوئی - زکریاہ نام ایک کاہن تھا اور اسکی بیوی کا نام الیشبع تھا اور انکی اولاد نہ تھی کیونکہ الیشبع بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ تھے جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کہانت کے دستور کے موافق اسکے نام کا قرعہ نکلا کہ خداوند کے مقدس میں جاکر خوشبو جلائے اور لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلاتے وقت دعا مانگ رہی تھی کہ خداوند کا فرشتہ خوشبو کے مذبح کی دہنی طرف کھڑا ہوا اسکو دکھائی دیا اور زکریاہ دیکھ کر گھبرایا اور اس پر دہشت چھا گئی مگر فرشتے نے اس سے کہا اے زکریاہ خوف نہ کر کیونکہ تیری دعا سن لی گئی اور تیری بیوی الیشبع تیرے لئے بیٹا جنیگی تو اسکا نام یوحنا رکھنا اور تجھے خوشی و خرمی ہوگی اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائیگا - زکریاہ نے فرشتے سے کہا میں اس بات کو کس طرح جانوں کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی عمر رسیدہ ہے - فرشتے نے اس سے جواب میں کہا میں جبرائیل ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھ سے کلام کروں اور تجھے ان باتوں کی خوشخبری دوں اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہولیں تو چپکا رہیگا اور بول نہ سکیگا اس لئے کہ تو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پوری ہونگی یقین نہ کیا - اور لوگ زکریاہ کی راہ دیکھتے اور تعجب کرتے تھے کہ اسے مقدس میں کیوں دیر لگی جب وہ باہر آیا تو ان سے بول نہ سکا اور وہ ان سے اشارے کرتا تھا اور گونگا ہی رہا - پھر وہ اپنے گھر گیا - ان دنوں کے بعد اسکی بیوی الیشبع حاملہ ہوئی -

یسوع کے پیدا ہونے کی پیشینگوئی - چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جسکا نام ناصرہ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی - فرشتے نے اندر آکر کہا - سلام تجھکو جس پر فضل ہوا ہے - خداوند تیرے ساتھ ہے وہ اس کلام سے گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے - فرشتے نے اس سے کہا اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اسکا نام یسوع رکھنا - مریم نے فرشتے سے کہا یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی - فرشتے نے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی - اور اسی سبب سے وہ پاک مولود جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائیگا اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اب اسکو جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا - مریم نے کہا دیکھ میں خدا کی بندی ہوں میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو - پھر فرشتہ اسکے پاس سے چلا گیا - انجیل لوقا ۱ - ۵ تا ۳۸

مطبوعہ ۱۹۱۷ء برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور - بائبل یسعیاہ اور ان انجیلوں سے یقیناً بلا شک و شبہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے خدا کے امر اور قدرت سے پیدا ہوئے ہیں - اور قرآن مجید سے بھی آپ کا بلا باپ پیدا ہونا یقینی ثابت ہے اور اہل اسلام کا اتفاق و اجماع ہے - سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ ... طفل را در مہد گویا او کند

[illegible] ہی خلاف عادت [illegible] خلاف عادت بلا مرد عورت سے پیدا

[illegible] میں صاف ظاہر ہے حضرت مریم کے بیٹی [illegible]

پیدا ہوا - حیرت - یہود کا یہ خیال تہا کہ حضرت عیسیٰؑ کے والد یوسف نجار ہیں بعض یہود کا یہ خیال تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام
حاملہ حضرت مریم سے زنا کیا اور عیسیٰؑ اسطرح پیدا ہوئے اسی جرم میں حضرت زکریا کو قتل بہی کر ڈالا تہا حتیٰ کہ ان عام
قوموں کی اصل حقیقت کا پردہ [illegible] تب ان لوگوں کی افترا پردازی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے بیٹا
ہے تہا حیرت ہم نے لئلناس بیٹے بن باپ کے ہوگا پیدا ہوا موضح القرآن - قادیانی بالکل حق قبول نہ کرانے مریم ایک مرد
تہا اسے بھی کم اپنے [illegible] آزمائی جادو کی اس زمانے سے سائنس کیونکہ [illegible] اس بات کی تصدیق نہیں کر سکتے
لڑکا جو بغیر باپ کے اور بغیر بدکاری کے عطا ہوا ہے مومن کو اس پر [illegible] چاہیے کہ عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا
ہوگئے ہیں کیونکہ قرآن مجید اسی پر ناطق ہے اور عام اہل اسلام کیا سلف اور کیا خلف اور کیا اہل دین
سب اسی پر متفق ہیں اور یہ بات بہی اللہ کی قدرت سے دور نہیں آدم کو اللہ پاک نے بغیر ماں باپ کے اور
حوا کو بہی پیدا کیا تو اللہ پاک کو اس پر قدرت نہیں رکہتا کہ عیسیٰ کو بغیر باپ پیدا کرے ایسی باتوں کے شک
کرنے سے آدمی بے ایمان ہوجاتا ہے اور ایسی قطعی باتوں میں تردد کرنے سے کفر لازم ہوتا ہے خود
باللہ منہ سلفیہ - اذ قالت الملئکۃ - حضرت مریم جوان اور بالغ ہوئیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام خوبصورت
آدمی کی صورت میں آ کر ظاہر ہوئے اور انکو لڑکے کی خوشخبری سنائی حضرت مریم نے کہا کہ بدکار نہیں ہوں نہ مجہکو
ابھی تک کسی بشر نے مس کیا ہے پہر لڑکا کیسے ہوگا - حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا کی قدرت سے تعجب نہ کرو
وہ حضرت عیسیٰ کے بہی اوصاف بہی انکو سنا دئیے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کے نزدیک معزز اور مقرب
ہونگے لوگوں سے بات چیت بچپن کی حالت میں کلام کرینگے [illegible] تورات و انجیل کی تعلیم
دینگے اور ان سے بڑے بڑے معجزے صادر ہونگے (۱) مٹی کی چڑیا بنا کر اسمیں پہونک دینگے وہ زندہ ہوجائیگی
(۲) مادر زاد اندہے کو اور جذامی کو صحیح و سالم کردینگے (۳) مردوں کو زندہ کردینگے (۴) لوگ جو کچہ اپنے گہر
میں کہا کر یا رکہکر آئینگے وہ سب انہیں علم ہوجایا کریگا اور انکو بتا دیا کرینگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
یہ اوصاف اس مصلحت سے بیان کردئے کہ حضرت مریم کو اپنی بدنامی کا خیال ہے یہ نہ ہو اور یہ خیال کریں ایسے
لڑکے کی وجہ اگر بدنامی ہوگی تو کچہ مضائقہ نہیں علاوہ اسکے جب آئندہ ایسے ایسے معجزے صادر ہونگے تو پہر
کسی کا افترا بہی نہ چل سکیگا - حیرت دہلوی - الغرض جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوچکے اور انکی برکت سے خلاف عادت
یہ عجوبہ روزگار نمودار ہوئے تو یہود کے گروہ کے گروہ مریم کو ملامت کرنے آئے کہ تیری ماں اور باپ تو
ایسے نہ تہے اور تو نے یہ کیا کیا حضرت مریم نے کہا کہ اس لڑکے سے پوچہو - لوگوں نے کہا شیرخوار لڑکا کیا
بات کر سکتا ہے اسمیں خود حضرت عیسیٰ بول اٹہے کہ میں خدا کا برگزیدہ بندہ ہی ہوں اور میری ماں پاک
دامن ہے - تفسیر حقانی ج ۳ صفحہ ۱۴۲ [illegible] اور اسی مضمون کے موافق - خلاصۃ التفاسیر میں
ہی ہے - قال قتادۃ [illegible] فانہ کل شیء اللہ کلمۃ لانہ کان عن الکلمۃ التی ہی کن وقال ابن عباس الکلمۃ ہی عیسیٰ
علیہ السلام انما سمی کلمۃ لانہ وجد عن الکلمۃ التی ہی کن - تفسیر خازن صفحہ ۱۳۴ ج ۱ - ولان حدوث عیسیٰ علیہ السلام بمجرد
الکلمۃ من غیر واسطۃ فلاجرم کان اقوی فی کونہ کلمۃ من سائر الاشیاء وہذا التاویل حسن ان یسمی عیسیٰ
علیہ السلام نفس الکلمۃ لانہ حدث عنہا [illegible] - قولہ عز وجل (قالت) یعنی مریم (رب انی یکون لی ولد) ای من
این یکون لی ولد (ولم یمسسنی بشر) ای ولم یصبنی رجل وانما قالت ذلک تعجبا لا استبعادا لقدرۃ اللہ تعالیٰ لان العادۃ
المعتادۃ جرت ان لا یولد ولد من غیر اب - خازن صفحہ ۲۳۶ آل عمران - سرد کلمۃ) انہ یکون بامرہ من غیر واسطۃ اب ولا
نطفۃ (القاہا الی مریم) ای اوصلہا الیہا بنفخ جبرئیل (وروح منہ) ای و روح صادر من امرہ فضار
بلا اب - تفسیر سراج المنیر صفحہ ۲۴۵ (فان قیل) تقوم الیہ صفۃ ذاتیۃ قائمۃ بذاتہ وعیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام مخلوق
وحادث فکیف صح اطلاق الکلمۃ علیہ فی قولہ تعالیٰ رسول اللہ وکلمتہ (فالجواب) معناہ ان وجودہ فی البطن امہ کان بکلمۃ
اللہ تعالیٰ وہو قولہ کن من غیر واسطۃ اب بخلاف غیرہ من البشر سوی آدم وقیل المراد بالکلمۃ الحجۃ - الخوخ جلیل ج ۱ [illegible]
[illegible] باحاشیۃ املاء من بہ الرحمٰن من وجوہ الاعراب والقراءات فی جمیع القرآن - لابی البقاء - مطبوعہ مصر -
قال الشیخ ورأیت فی تفسیر الانجیل ان روح عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام لم یتنزل عن الذرۃ بعد اخذ المیثاق ذرۃ ناد ہا اللہ تعالیٰ
الی جبرئیل علیہ السلام فانزلہا الملکوت وکان تسبیح اللہ وتقدیسہ الی ان امرہ بنفخہا فنفخہا فی جیب مریم فخلق منہا المسیح
علیہ الصلوۃ والسلام من غیر نطفۃ - فہو [illegible] ساعۃ [illegible] دون غیرہ ثم رجع الی النطفۃ [illegible]
[illegible] الارض بقدر ما فیہ من الطین [illegible] فی السماء بقدر ما فیہ من النور [illegible] - الیواقیت والجواہر
لسیدنا عبد الوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ - ج ۱ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۱ قال الشیخ محی الدین ابن عربی [illegible] وقول اللہ تعالیٰ حکایۃ
عنہ [illegible] وجعلنی مبارکا این ما کنت اشارۃ الی ہذہ الجملۃ یعنی این ما کنت فی السماء والارض وہو بذلک قول
ذی ادیب [illegible] ان اللہ تعالیٰ لما رد ارواح بنی آدم الی صلب آدم بعد الذرات امسک عندہ روح عیسیٰ فلما اراد خلقہ

اور سبل (؟) ۔ اور روح اے مریم کہاں تھی عیسیٰ علیہ السلام فنفخنا فیہ من روحنا ۔ الیواقیت والجواہر ص ۱۹۰ ج ۲ [illegible]

اور تفسیر حقانی میں لکھا ہے کہ جب حضرت مریم ۱۳ سال کو پہنچیں بیت المقدس کی شرقی طرف جا کر غسل فرمایا اور پوشاک پہنی تھی کہ ناگاہ جبرائیل بصورت انسانی آ وارد ہوئے ۔ مریم نے پناہ مانگی جبرائیل نے عیسیٰ کی بشارت دی مریم نے تعجب کیا کہ بشر وادم کیسے بیٹا جبرائیل نے کہا ایسا ہی ہے جیسا تم کہتی ہو ۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے [illegible] اور حضرت مریم کے پاس اور علاوہ دیگر سال یا ستیں یا نہیں ماہ [illegible] تو مریم حاملہ ہو گئیں ۔ تفسیر الحقانی اور اسی طرح زکریا علیہ السلام نے مریم کو دیکھ کر ان کا حاملہ ہونا معلوم کیا اور [illegible] سے ذکر آئی بی بی کے پاس جا کر کیا کہ مریم مصعوم باردہ معلوم ہوتی ہے اور ہمارے خاندان والوں سے بھی شبہ ہو گئے زکریا کی زوجہ نے کہا کہ میں تو وہی شہود ہوں کہ مجھے [illegible] عیسیٰ کو جلا دیا جبکہ آپ اس خیال کو دل سے نکالیں مریم کو میرے پاس بھیجو جب مریم زکریا کی بی بی کے پاس گئی اور دونوں حاملہ تھیں زکریا کی بی بی نے مریم کو کہا کہ وہ فرزند جو میرے پیٹ میں ہے اس فرزند کو جو تیرے پیٹ میں ہے سجدہ کرتا ہے اور برابر [illegible] اور پاکی وطہارت ہے ۔ حالانکہ تفسیر [illegible] اس ماہ بیتے تھے بعد مریم [illegible] وضع حمل ہوا عیسیٰ پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ عیسیٰ کا حمل اور پیدا ہونا ایک ساعت میں تھی اور زاد المسیر میں لکھا ہے کو نو ساعت میں سارا کام تمام ہوا ۔ غرض جب عیسیٰ پیدا ہوئے تو مریم نالہ کرکے [illegible] میں مرجاتی اور بھول جاتی اس حال کو پہنچنے کے بعد [illegible] عبادت وزہد کی [illegible] اور سب میں بھی اور زکریا کی کفالت میں ہوں یہ کیا غضب ہے کہ ایک کنواری بیٹی [illegible] اور لوگ [illegible] جلتی ہوں اور والد کی بیٹی جانتی کہ کیا کروں گی ۔ روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے [illegible] خطاب [illegible] لطیف وتشریح کا بطلان ہے

قرآن عظیم میں خداوند تعالیٰ نے سورت مریم میں مفصل ذکر فرمایا ۔ واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اہلہا مکانا شرقیا ۝ فاتخذت من دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا ۝ قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا ۝ قال انما انا رسول ربک لاہب لک غلاما زکیا ۝ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا ۝ قال کذلک قال ربک ہو علی ہین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا ۝ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا ۝ فاجاءہا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یا لیتنی مت قبل ہذا وکنت نسیا منسیا ۝ فناداہا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا ۝ وہزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا ۝ فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا ۝ فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا ۝ یا اخت ہارون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا ۝ فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا ۝ قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا ۝ وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا ۝ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا ۝ والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا ۝ ذلک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ۝ ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ۝ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم ۝

ان آیات مبارکہ میں سے خاص کر ان کلمات پر غور فرمائیں ۔ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا ۔ یہ کہاں سے میرے ہاں بیٹا ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے چھوا بھی نہیں اور نہ میں بدکار ہوں (یعنی میں تو [illegible] سے بھی محروم ہوں اور مباشرت سے بری ہوں) ۔ اور شرعی یا غیر شرعی دونوں سے محروم ہے ۔ سورۃ مریم میں خلاصہ التفاسیر ۔ یا اخت ہارون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا ۔ اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا تھا اور نہ تیری ماں زانیہ تھی (پھر تجھ میں یہ آبرو کہاں سے آیا) ۔ لقد جئت شیئا فریا ۔ جب مریم حضرت عیسیٰ کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں تو قوم کے لوگ طعن وعتاب سے کہنے لگے اے مریم تو عجیب اور عظیم امر لائی ہے یعنی یہ امر نہایت برا ہے ۔ اس کلام سے صاف صریح ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ پیدا ہوئے تھے ۔ فریا عظیما حیث اتت بولد من غیر اب ۔ جلالین ص ۲۵۳ ۔ ما کان ابوک امرا سوء ای زانیا وما کانت امک بغیا ای زانیۃ فمن این لک ہذا الولد فاشارت الیہم ان کلموہ ۔ جلالین ص ۲۵۳ ۔ (قالت) مریم (انی یکون لی) ای من این یکون لی (غلام ولم یمسسنی بشر) اسلام غیر مبنی بزوج (ولم اک بغیا) ای فاجرۃ تزید ان الولد انما یکون من نکاح او سفاح ولم یکن ہہنا واحد منہما (قال) جبرائیل (کذلک قال ربک) ای ہکذا قال ربک (ہو علی ہین) ای ہو ذلک بلا اب (ولنجعلہ آیۃ للناس) ای علامۃ لہم ودلالۃ علی قدرتنا ۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۲۳۳ (فحملتہ فانتبذت بہ) ای تنحت بالحمل الی مکان بعید من اہلہا قال ابن عباس اقصی الوادی وہو بیت لحم فرارا من قومہا ان یعیروہا بولادتہا من غیر زوج قال ابن عباس کان الحمل والولادۃ فی ساعۃ واحدۃ ۔ تفسیر خازن ص ۲۳۳ (قالت یا لیتنی مت قبل ہذا) ای تمنت الموت استحیاء من الناس وخوفا من الفضیحۃ ۔ خازن ص ۲۳۳ (صوما) واذا صمت من الکلام لان من اصطلاح ان عیسی علیہ السلام یتکلم عنہا لیکون ادوی لحجتی اذا اشتد تبرئتہا وفیہ دلالۃ علی ان [illegible] ادنی الکل راجعا لما وجدہ السفہاء وفیہ ان السکوت عن السفیہ واجب ۔ (فریا) ای عظیما منکرا وجئت بولد من غیر اب عجیب بدیع (یا اخت ہارون) ای شبیہ ہارون [illegible] (ما کان ابوک امرا سوء) قال ابن عباس زانیا (وما کانت امک بغیا) ای زانیۃ فمن این لک ہذا الولد (قال انی عبد اللہ) قال عند ذلک عیسیٰ علیہ السلام [illegible] یوم ولد الخ تفسیر خازن ص ۲۳۳ ۔ (قالت انی یکیف (یکون لی غلام) ای ولد (ولم یمسسنی بشر) بزوج ولا بغیر نکاح (ولم اک)

یعنی) فاجرۃ تبغی الرجال ای تطلب الشہوۃ من ای رجل کان ولا یکون الولد عادۃ الا من احد ہذین
قال جبریل (کذلک) ای الامر کذلک ... رجل ... قال ربک ہو علی ہین) ای
اعطاء الولد بلا اب علی سہل - تفسیر مدارک بحاشیہ خازن مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱ (وکان خلق
عیسی امرا مقضیا) مقدرا مسطورا فی اللوح ... فنفخ فی جیب درعہا فوصلت
النفخۃ الی بطنہا - تفسیر مدارک ... الفطرۃ القطعیۃ ... العادۃ - مدارک صفحہ ...
ام یمسسنی ... بشر ... قال ربک ہو ... غلام من غیر اب علی ہین ...
جیب ... فاجرا ... یا اخت ہارون ... فی الزہد والتقوی - وما کانت امک بغیا - زانیۃ حتی
تقول امک ... فی تلک الفاحشۃ ... فاشارت الیہ ای عیسی ان کلموہ قال عیسی انی عبد اللہ
واقرارہ بالعبودیۃ - جامع البیان بحاشیہ جلالین مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۳ (... جبریل فتمثل لہا بشرا سویا
... البشر سویا تام الخلق - تفسیر ... ولم اک بغیا زانیۃ قال الامر کذلک
... غلام ... من غیر اب ... قال ربک ... علی ہین ... جبریل ... ولنجعلہ
آیۃ للناس علی قدرتنا ورحمۃ منا لمن آمن بہ وکان خلقہ امرا مقضیا ... فی علمی فنفخ جبریل فی
درعہا فاحست بالحمل فی بطنہا مصورا ... المخاض ... وجع الولادۃ الی جذع النخلۃ ...
تولدت والحمل والتصویر والولادۃ فی ساعۃ - جلالین صفحہ ۲۵۲ (۵) ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم
خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین ۔ حضرت عیسی ...
الیس ... جیسے آدم کی ... آدم کو ... باپ ... وجود ...
ہی عیسی ... میں موجود ہو گئے ... وہی ... پاس سے نازل
... میں ... اپنی ... کردہ ... غریب ... بیٹا
... ادنی کی اعلی سے ... حضرت آدم اول درجہ میں
ہیں ... حضرت عیسی کی ماں ... خلقت بشر میں اصل میں
... ہیں ... باپ ... آدم کے
... اس آیت میں ... تردید ...
- خلاصۃ التفاسیر سورۃ آل عمران - ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم ... فی خلقہ من غیر اب وہو من
تشبیہ الغریب بالاغرب لیکون اقطع للخصم ... النفس خلقہ ای آدم ای قالبہ من تراب ثم قال لہ
کن فیکون ای ... الحق من ربک ...
ای ... فلا تکن من الممترین الشاکین فیہ - جلالین صفحہ ۵۵ شبہ الغریب وہو ما لا اب لہ بالاغرب
وہو ما لا ام لہ ولا اب لہ لیکون ... - تفسیر جامع البیان صفحہ ... (ان مثل عیسی عند اللہ
ای ان شانہ ... خلق عیسی فی تقدیر ... تراب (کمثل آدم) ... قالب آدم (خلقہ
من تراب) بلا اب ولا ام ... آدم ... کن فیکون ... الروح ... عیسی قال لہ کن ...
... بلا اب فاذا کان آدم ... عیسی ... عیسی من غیر اب
... آدم ... من طور ... آدم من التراب ...
... عیسی من ... من باب اولی ... من الدم الذی یجتمع فی رحم
الام اقرب من تولد ... التراب الیابس - تفسیر سراج المنیر ... القرآن صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ مصر
اب اس بندہ ضعیف کے ... ایک یہ بات ہے جو ... تفسیر میں ... یعنی عیسی اور آدم علیہما السلام
کی باہم مماثلت ... تین وجہیں ... تفسیر سراج المنیر ... بیان فرمائی ہیں اور چوتھی وجہ بندہ کے
ذہن میں یہ آئی ہے کہ جیسے آدم علیہ السلام دنیا میں پیدا ہوئے ... دنیا میں ... آسمان پر ... جنت میں
... دنیا میں ... اور ... دنیا میں ... عیسی علیہ السلام
... دنیا ... پیدا ہوئے اور ... آسمان پر ... زندہ ہیں اور ... دنیا میں
آسمان سے نازل ہو کر ... اور پھر ... دفن کئے جائیں گے ... ان مثل عیسی
عند اللہ کمثل آدم ... ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم الآیۃ ... ذکر ... عیسی ... الآیۃ
الجسوم الانسانیۃ اربعۃ انواع آدم وحواء وعیسی ... آدم ... الاربعۃ ...
... الاربعۃ ... الآیۃ من القرآن ... یا ایہا الناس انا خلقناکم ... آدم ...
... عیسی ... آدم ... الآیۃ ...
... مطبوعہ مصر - ... واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم - راقم ... علی ...

اَلاستفتاء کیا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اس وقت بجسدہ العنصری (یعنی اپنے ظاہری جسم کے ساتھ جو دنیا میں پیدا
کیا جاتا تھا) آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت آسمان سے دنیا میں آکر دین اسلام کو تازہ کریں گے اور جب حضور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر رہیں گے یا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صدیوں پہلے مقتول یا مصلوب ہو کر
یا اپنی طبعی موت سے فوت ہو چکے ہیں۔ بینوا توجروا۔ الاستفتی۔ تابع اہل اسلام حضور۔ الجواب اہل السنت والجماعت
کو رفعت پر اجماع و اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود اور آخر زمانے میں دنیا میں آکر دین اسلام
کو تازہ کریں گے اور اس میں کوئی استحالہ عقلی ان کے حق میں لازم نہیں آتا کیونکہ ان کی ولادت ہی بطور معجزہ و خرق
عادت ہوئی ہے اور انبیاء اور بہت سے معجزے صادر ہو گئے ہیں۔ پس ان کے حق میں یہ معجزہ بھی کوئی محال یا خلاف عقل
و نقل نہیں جس طرح اس طرح کا ابتداء ہے اسکا انتہا بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ [illegible] کیا مراد؟
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ مرفوع الی السماء ہونے پر دلائل مفصلہ ذیل مرقوم ہوتے ہیں (۱) ومکروا
ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک
فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون۔ ترجمہ اور یہود نے عیسیٰ سے داؤ کیا
اور اللہ نے ان سے داؤ کیا اور اللہ داؤ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے [illegible] جس وقت کہ اللہ نے عیسیٰ سے
فرمایا کہ اے عیسیٰ دنیا میں تمہارے رہنے کی مدت پوری کر کے ہم تم کو اپنی طرف اٹھا لیں گے اور کافروں کی صحبت کی گندگی
سے تم کو پاک کریں گے اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے ان کو قیامت تک تمہارے منکروں یعنی یہود پر غالب رکھیں گے
پھر تم سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے تو دنیا میں جن جن باتوں میں تم اختلاف کرتے رہے ہو ان باتوں میں
تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں گے۔ ف: داؤ جیسا مذکور اس آیت میں آیا ہے یہ تھا کہ یہودیوں نے چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو گرفتار
کر لیں اور براہ عداوت ان کو سولی پر چڑھا دیں۔ تو یہ یہود کا داؤ تھا۔ خدا کا داؤ یہ کہ حضرت عیسیٰ کو نہیں بلکہ انہی کے ایک
شخص کو سولی دیا گیا اور وہ صحیح سلامت آسمان پر اٹھائے گئے۔ ترجمہ حافظ نذیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی
یہود کے عالموں نے اس وقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد ہے توریت کے حکم سے خلاف بتاتا ہے۔ اس نے لوگ بھیجے
کہ ان کو پکڑ لاویں جب وہ پہنچے حضرت عیسیٰ کے یار سرک گئے اس شتابی میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا
اور ایک صورت ان کی رہ گئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھا دیا۔ موضح القرآن حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ دہلوی۔ ترجمہ
یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔ اے عیسیٰ ہر آئینہ من برگیرندہ توام و بردارندہ توام بسوی خود۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ دہلوی۔ اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب
اے عیسیٰ میں تجھ کو پھر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف۔ ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ۔ یہاں متوفیک ورافعک الی کا معنی
کہ میں تجھ کو مارنے والا ہوں اور مار کر تیری روح کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس طرح کسی ترجمہ میں نہیں
یہود و نصاریٰ کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی حالانکہ یہ بالکل غلط ہے ان کو سولی نہیں دی گئی بلکہ
وہ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے جس کی کیفیت یوں ہے کہ جب یہود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روز بروز عداوت بڑھتی
گئی تو یہودیوں نے بادشاہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دے تو لوگ آپ کی تلاش میں بھیجے گئے آپ کے مکان
کو لوگوں نے محاصرہ کر لیا [illegible] اس مکان کے روزن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نکال کر آسمان پر اٹھا لیا اور اسی مکان میں [illegible]
دوسرے شخص کو حضرت عیسیٰ کے مشابہ کر دیا جس کو ان لوگوں نے سولی پر چڑھا دیا۔ [illegible] دہلوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] آل عمران
(انی متوفیک) ای مستوفی اجلک المسمی وعاصمک من ان یقتلک الکفار۔ سراج منیر صفحہ [illegible] الیہود [illegible] عیسیٰ
مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سحر یعنی الساحر ابن الساحرۃ والفاعل بن الفاعلۃ۔ تفسیر الجلالین صفحہ [illegible] فان قیل
کیف قال انی متوفیک ورافعک الی وانما رفعہ ثم توفاہ (قلنا) لا [illegible] الیہود بالقتل لبشرہ اللہ بانہ لا یقبض
روحہ بالموت الا بالقتل والواو لا تفید الترتیب فلا یلزم من الآیۃ [illegible] قبل رفعہ۔ والثانی ان فیہ تقدیما وتاخیرا
ای رافعک الی ومتوفیک۔ الثالث ان معناہ قابضک من الارض تاما وافیا فی اعضائک وجسدک لم ینالوا
منک شیئا من قولہم توفیت حقی علی فلان اذا استوفیتہ تاما وافیا۔ الرابع ان معناہ انی متوفیک ای منیمک بالنوم
من قولہ تعالیٰ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا ورافعک الی وانت نائم حتی لا تخاف بل تستیقظ وانت
فی السماء۔ [illegible] فی اللغۃ واجوبتہ من غرائب آی التنزیل لمحمد بن ابی بکر بن عبد القادر الرازی رحمۃ اللہ علیہ
۹۲۳ [illegible] روی عن ابن عباس [illegible] بنی اسرائیل [illegible] یہوداہ [illegible]
[illegible] جبریل ان یدخل بیتا فیہ روزنۃ [illegible] جبریل [illegible] فی السقف [illegible]
[illegible] فدخل البیت ثم رفع عیسیٰ [illegible] شبہ عیسیٰ علیہ [illegible] فی البیت فقتلوہ وصلبوہ
[illegible] وجہ عیسیٰ وبدن [illegible] بدن صاحبنا فان کان ہذا عیسیٰ فاین صاحبنا وان کان ہذا صاحبنا فاین [illegible]
[illegible] مراح لبید صفحہ ۹۱

[illegible]

(ومکروا) اے اراد الیہود قتل عیسیٰ (ومکر الله) ... [illegible] ... ومکروا اے کفار بنی اسرائیل

[illegible]

... تفسیر جلالین ... [illegible]

[illegible]

... فائدہ ... [illegible]

[illegible]

... فائدہ حضرت عیسیٰ ... [illegible]

[illegible]

قیمت ۸ ر

کتاب البرہان فی بیان الحلال والحرام من الحیوان - از تصانیف محمد گوہر علی

علوی صوفی لی ٹھوی منشی فاضل ساکن لوہدرے تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی حال وارد
راولپنڈی مدرس فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد ارباب علم وبلاغت واولی
الالباب ذوی الکیاست وفراست پر مخفی ومحتجب نہ رہے کہ آج کل بعض بعض مدعیان علم و
فضیلت ناواقفان بغرض وحقیقت از راہ قلت فہم وتدبر غیر صالحہ وجہت اختلال دماغ و
عقل واعتدال طبع ودل خطا از روایات واقوال فقہاء ورضا کے دیکھنے سے اس دیسی وہندوستانی
مشہور کوے کو عقعق سمجھکر اسکے کہانے پر مستعد وتیار ہوئے بلکہ مدت سے کووں کے شوربا
پینے میں مشغول ومعروف رہے اور بطن ومعدہ کو جو مورد نور معرفت الٰہی کا ہونا چاہئے
تہا - اور جسکو رزاق علی الاطلاق نے پاک وصاف رکھنے کا حکم فرمایا ہے - اس غراب
فاسق وخبیث کے کہانے سے مفسد کر دیا - اکیلے نہیں - بلکہ خویش وقبائل یار واحباب
کی بہی دعوت وضیافت کی - الغرض یہ بات جب علماء اسلام کے گوش گذار کی گئی تو انہوں
نے ان صاحبان کو بشدت ممانعت کی اور کوے کی حرمت کا حکم دیا - جانبین سے مباحثہ
ہونے لگا - آخر کار محاکمہ میں اس عاجز نے بہی غراب مذکور کی حرمت پر ہی فتویٰ دیا -
خاصکر حضرت قبلہ وکعبہ مولانا حاج الحرمین الشریفین جناب قاضی صاحب قاضی فضل الدین صاحب
حاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکو اس ناشائستہ فعل یعنے غراب کے کہانے سے سخت ممانعت
فرمائی اور غراب کی حرمت کا حکم دیا - اور جناب قاضی صاحب مسئلہ جانور منذور وطعام
نیاز اولیاء یا انبیاء اللہ ومذبوح باسم اللہ کو حلال کہا اور مذبوح مافوق العقدہ کو حرام کا
حکم فرماتے تہے - نیز حضرت قبلہ نے اس عاجز کو ارشاد فرمایا کہ تمام جانوروں کی حلت جانوروں کی
حلت وحرمت میں ایک کتاب لکھو جسمیں خصوصاً غراب کی حلت وحرمت کا مسئلہ اور جانور
منذور مذکور اور ذبح مافوق العقدہ کا مسئلہ بسط تام اور تفصیل مالا کلام کیساتھ ہو
تاکہ مسائل مذکورہ کی دریافت کے لئے اہل علم کو کسی دوسری کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے -
اور بحث سے دلائل وروایات خود بنفس نفیس ہی بیان فرمائے - اس لیے احقر
عباد اللہ **محمد گوہر علی علوی** صوفی حنفی نقشبندی مجددی لی ٹھوی تجاوز
اللہ العلی عن ذنبہ الجلی والخفی نے برائے اعلائے کلمۃ الحق علی حسب قدر العلم
والفہم والتحقیق یہ کتاب تحریر وتسطیر کی اور نام اس کتاب کا کتاب البرہان
فی بیان الحلال والحرام من الحیوان رکہا - اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ منظور وقبول
فرماوے - وباللہ التسعین وہو الموفق والمعین - اور اس کتاب میں دو مقصد ہیں -
ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت
والیہ انیب - ۲۱ [illegible] ہجری - [illegible]

المقصد الاول - جانوروں کی حلت وحرمت کے بیان میں -

واضح ہو کہ جانور دو قسم کے ہیں - اول جو دریا میں رہتے ہیں دوم جو خشکی میں رہتے ہیں - جو جانور کہ پانی میں پیدا ہوتے اور پانی میں ہی زندگی بسر کرتے ہیں جیسے مینڈک کچھوا - زلو - کیکڑا - مگرمچھ - شیر آبی - خوک آبی - گدھ ہر گیش - گھڑیال وغیرہ سب حرام ہیں - مگر مچھلی جو بلا ذبح ہی حلال ہے لیکن طافی مچھلی جو خود مر کر پانی کی سطح پر الٹی تیرتی ہوئی نظر آوے وہ حرام ہے - اور جو جانور خشکی میں رہنے والے ہیں وہ تین قسم پر منقسم ہیں (۱) وہ جنہیں خون نہیں جیسے ٹڈی - بھڑ - مکھیاں - مکڑی - بچھو - گبریلا - بھنبیری بھنگا - پتنگا - جھینگر - چچڑی - چرچٹا - چیونٹی - چیونٹا - جگنو - دیمک - کنسلائی - کلا - بوٹ - بھور - وغیرہ سب حرام ہیں - مگر انھیں سے ٹڈی کہ وہ بغیر ذبح ہی حلال ہے -

(۲) وہ جانور جنہیں خون تو ہے مگر سائل بہدوان نہیں جیسے سانپ - چھپکلی - گرگٹ - بھمنی وغیرہ حرام ہیں اور اسیطرح تمام حشرات الارض یعنی جو زمین کے اندر رہتے ہیں اور ہوام جیسے چوہا - سیہی - گوہ - یربوع - نیولا - چھچھوندر - گلہری وغیرہ سب حرام ہیں مگر خرگوش حلال ہے اور گوہ امام شافعی کے نزدیک حلال ہے - اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے -

(۳) اور جو جانور کہ انہیں خون سائل ہے انکی دو قسمیں ہیں - مانوس اور وحشی - سو مانوس بہائم سے چنانچہ اونٹ - بھینس - گائے - بکری - بھیڑ نر اور مادہ چھوٹے و بڑے یا مرغ حلال ہیں اور وحشی جیسے ہرن - نیل گائے - گورخر - جنگلی اونٹ - بارہ سنگا - سو باجماع المسلمین حلال ہیں - اور درندے مانوس جیسے کتا بلی نر و مادہ حرام ہیں اور اسیطرح وحشی درندے جنکو سباع الوحش کہتے ہیں چنانچہ شیر - بھیڑیا - بجو - تیندوا - لومڑی - جنگلی بلی - سنجاب - سمور - دلق - ریچھ - بندر اور مانند انکی حرام ہیں - اور بہائم مانوس میں سے گدہا حرام ہے اور گھوڑے میں اختلاف ہے امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک گھوڑا حلال ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کے نزدیک مکروہ ہے - ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اصح یہ ہے کہ مکروہ تحریمی مراد ہے اور کافی - ابو المعین - قاضی خان - اسبیجابی وغیرہ فقہا کے نزدیک کراہت تنزیہی مراد ہے صحیح قول ہیں - اور ایک روایت میں امام صاحب کا رجوع بھی بطرف قول صاحبین پایا گیا ہے فافہم - امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں - والحیوانات نوعان - نوع منہا ما لا دم لہ فلا تحل تناول شیئ منہا الا السمک والجراد ولا تحل تناول الحیوانات الا بالذکاۃ شرعاً وذلک لم یتحقق فیما لا دم لہ الا ان السمک والجراد مستثنی بالنص فلا شرط فیہ الذکاۃ لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم احلت لنا میتتان ودمان - اما المیتتان فالسمک والجراد واما الدمان فالکبد والطحال - وما لہ دم نوعان مستانس ومتوحش فالذی تحل تناولہ من المستانس بالاتفاق الانعام وہی الابل والبقر والغنم والدجاج وذلک بکتاب اللہ قال اللہ تعالے والانعام خلقہا لکم فیہا دفء ومنافع ومنہا تاکلون وقال اللہ تعالی جعل لکم الانعام لترکبوا منہا ومنہا تاکلون - والمتوحش نوعان منہا صید البحر لا یحل تناول

شيئ منها سوى السمك و منها صيد البر و يحل تناوله الا ما له ناب او مخلب لنهي النبي صلى الله
عليه وسلم عن اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير و لمعنى الخبث فيهما فان
من طبعهما الاختطاف والانتهاب فلا بد من ظهور اثر ذلك في خلق المتناول للغذاء من
في ذلك كما قال صلى الله عليه وسلم لا ترضعنكم الحمقاء فان اللبن يعدي - والمتخبث
حرام بالنص - مبسوط - جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ مصر - اور امام سرخسی خاص کر
گھوڑے کی نسبت لکھتے ہیں - وعن انس ابن مالک رض قال اکلنا لحم الفرس علی عهد
رسول الله صلى الله عليه وسلم - مبسوط - مصری - ج ۱۱ ص ۲۳۳ - و اما ابو حنيفة رض
فانه كان يكره لحم الخيل فظاهر اللفظ في كتاب الصيد يدل على ان الكراهة للتنزيه فانه قال
رخص بعض العلماء رح في لحم الخيل فاما انا فلا يعجبني اكله - ثم من اباحه استدل بالتعامل الظاهر
ببيع لحم الخيل في الاسواق من غير نكير منكر - ولان سؤره طاهر على الاطلاق و بوله بمنزلة
بول ما يؤكل لحمه فعرفنا انه ماكول كالانعام - وان ما روي فيه نهي فلان الخيل كانت فيهم وكان سلاحا
يحتاجون اليه في الحرب فلهذا نهاهم عن اكله لا لحرمته - وحجة ابي حنيفة رح في ذلك قوله تعالى والخيل
و لو كان ماكولا لكان الاولى بيان منفعة الاكل لانه اعظم وجوه المنفعة - ولانه ضم الخيل الى
البغال والحمير في الذكر دون الانعام - وفي حديث خالد بن الوليد ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
نهى عن اكل لحم الخيل والبغال والحمير - وفي حديث المقدام بن معديكرب رض ان النبي صلى الله عليه
وآله وسلم قال حرام عليكم لحوم البغال والحمير والخيل وقد بينا ان الدليل الموجب للحرمة يترجح فان ما كان
من الرخصة محمول على انه كان في الابتداء قبل النهي - مبسوط - مصری ج ۱۱ ص ۲۳۳-۲۳۴ مطبوعہ مصر -
وقد روى الحسن عن ابي حنيفة رح الكراهة في سؤر الفرس كما في لحمه و انما جعل بوله كبول ما يؤكل
لحمه لمعنى البلوى - ومن قال الكراهة للتنزيه لا للتحريم قال ان الفرس كالآدمي من وجه من
حيث انه يحصل ارهاب العدو به ويستحق السهم من الغنيمة والآدمي غير ماكول لكرامته لا لنجاسته
والخيل كذلك كره اكله على طريق التنزيه لمعنى الكرامة و بهذا جعل الخيل طاهرة السؤر وجعل بوله
كبول ما يؤكل لحمه - مبسوط - مصری - ج ۱۱ ص ۲۳۴ - اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے - امام کے نزدیک
گھوڑوں کا گوشت مکروہ ہے مگر صاحبین نے اسمیں خلاف کیا ہے اور مشائخ نے کراہت کے معنے میں
اختلاف کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ امام اعظم نے مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد لیا ہے اور گھوڑی کے
دودھ کا حکم اسکے گوشت کی مثل ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اور شیخ امام سرخسی نے فرمایا کہ
امام اعظم رح نے جو حکم دیا ہے وہ احوط ہے اور صاحبین رح نے جو حکم دیا ہے وہ اوسع ہے کذا
فی السراجیہ - فتاوی عالمگیری اردو ج ۷ کتاب الذبائح - اور غایۃ الاوطار میں لکھا ہے - ولا یحل ذو ناب
و مخلب لحديث مسلم نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اكل كل ذي ناب من السباع وذي مخلب من
الطير ولا الحشرات والحمر الاهلية والبغل الذي امه حمارة - والخيل وعندهما والشافعي تحل وقيل ان
ابا حنيفة رض رجع عن حرمته قبل موته بثلثة ايام وعليه الفتوى عمادية - اور حلال نہیں گھوڑا اور
گھوڑی امام رض کے نزدیک اور صاحبین رح اور شافعی رح کے نزدیک حلال ہے اور بعضوں نے کہا کہ

امام ابوحنیفہ رح نے تین دن اپنی موت سے پہلے اُسکی حرمت سے رجوع کی اور اسکے حلال
ہونیکے قائل ہوئے اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی العمادیہ۔ تم ہدایہ میں گھوڑی کی کراہت تحریمی کو صحیح
کہا ہے اور درر میں بقول فخر الاسلام اور ابو المعین کے کراہت تنزیہی کو اصح کہا
ہے تو درصورت کراہت تنزیہی امام (ابوحنیفہ رض) اور صاحبین میں کچھ خلاف باقی نہ رہیگا
اسواسطے کہ صاحبین اگرچہ حلت کے قائل ہیں لیکن کراہت تنزیہی کیساتھ کذا فی الطحطاوی
ولا باس بلبنہا علی الاوجہ اور گھوڑی کے دودھ میں کچھ مضائقہ نہیں بر قول وجیہ تر۔ تم
اسواسطے کہ اسکے دودھ میں سامان جہاد کی کچھ کمی نہیں بخلاف گوشت حلال کہا جانے کے
کذا فی المنح۔ والضبع والثعلب لان لہما نابا والسلحفاۃ و الغراب الا البقع والفیل والضب
والیربوع و ابن عرس والرخم والبغاث وکلہا سباع البہائم وقیل الخفاش لانہ ذو ناب
ولا یحل حیوان مائی اور حلال نہیں دریائی اور پانی کے جانور۔ تم۔ حیوان مائی سے وہ مراد
ہے جسکا رہنا اور جینا پانی میں ہو کذا فی المنح۔ الا السمک بانواع السمک بلا ذکاۃ وحل غراب الزرع
والعقعق معہا۔ درالمختار اردو [illegible] اور پرندوں میں سے جو پرندے پنجے سے
زخم اور شکار نہیں کرتے اور دانہ چگتے ہیں وہ حلال ہیں جیسے مرغی۔ بطخ۔ کبوتر۔ چڑیا۔
تیتر۔ بٹیر۔ ابابیل۔ فاختہ۔ مینا۔ چکور۔ ممولا۔ بگلا۔ چنڈول۔ مرغابی۔ بن ککڑی۔ بلبل
کوئل۔ مور۔ سرخاب۔ لالک۔ قاز۔ شتر مرغ۔ قمری۔ بوقلمون۔ سوہرش۔ چکاوک
مرسیچہ۔ کلنگ۔ ہدہد۔ طوطی۔ غراب الزرع۔ عقعق۔ لوخہ۔ اگن۔ بوبی۔ وغیرہ تمام
حلال ہیں۔ اور جو پرندے پنجے سے زخم اور شکار کرتے ہیں جیسے باز۔ باشہ۔ بہری۔
ترمتی۔ عقاب۔ سار۔ عنقا۔ سیمرغ۔ رخ۔ شاہین چیل۔ شکرہ۔ لگورا۔ غراب اسود کبیر یعنی [illegible]
غراب الابقع (مراد اس سے یہی دیسی کوا ہے جسکی گردن کے بال بہ نسبت پیروں کے سفید
ہوتے ہیں کہانا اسکا حرام ہے۔ احسن المسائل شرح کنز الدقائق) بوم۔ چمگادر۔ لگڑ اور جو
یا جو زیادہ مردار کھاتے ہیں جیسے گدھ۔ رخم۔ بغاث۔ وغیرہ سب حرام ہیں اور عقعق مختلف فیہ
ہے۔ واضح ہو کہ اس دیسی کوے کی حرمت میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ لہذا اس مسئلے کو
بسط تام سے بیان کیا جاویگا تاکہ شک و شبہ بالکل زائل ہو کر یقین کامل حاصل ہو جائے

وباللہ استعین وہو الموفق والمعین ۵۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں
کہ یہ کوا مشہور ومعروف جو ہمارے ملک میں شہر و دیار قریٰ و امصار میں پایا جاتا ہے اور جسکی
خصائل رذیلہ و افعال ذلیلہ سے ہر شخص واقف ہے اور جو ایذا رسانی وخباثت میں
ضرب المثل ہے۔ اونٹوں اور گدھوں کی زخمی پیٹھ پر ٹھونگیں مارکر انکا گوشت کاٹ کھاتا
ہے۔ ایسے ہی جانوروں کی آنکھوں پر بھی چونچیں مارکر انکو ایذاء دیتا ہے۔ بچوں سے
روٹی کے ٹکڑے وغیرہ اشیاء چھین کر دوڑ جاتا ہے۔ مردار ونجاست اور دانہ وغیرہ
کے کھانے میں مخامرت ومخالطت رکھتا ہے یعنی یہ سب چیزیں کھالیتا ہے۔ کائیں کائیں یا کاغ کاغ

سے اسکا صورت تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسکی گردن کے بال بہ نسبت پروں کے سفید ہوتے ہیں
غداف یعنی غراب اسود کبیر یا کلاغ سیاہ بزرگ کی نسبت صغیر الجثہ ہے۔ کیا یہ عقعق ہے
یا غراب البقع اور کیا یہ حلال ہے یا حرام۔ بینوا بالدلیل فتوجروا بالاجر الجزیل۔

جواب ۔ چونکہ استفتاء اور سوال میں دو امر کا ذکر ہے ایک یہ کہ متنازع فیہ کوا عقعق ہے یا ابقع دوسرا یہ کہ حلال ہے یا حرام۔ لہذا عاجز نے جواب کو دو باب پر منقسم کیا لیزیادہ وضاحتہ اور اول میں ایک مقدمہ اور آخر میں ایک خاتمہ بھی بڑھا دیا۔

مقدمۃ الجواب ۔ قبل اسکے کہ تفاسیر للتمیز اور دلائل حلتہ وحرمتہ کو معرض بیان میں لاؤں اس امر کا بیان کرنا ضروری اور واجب سمجھتا ہوں جو جواب کیلئے بجائے مبداء اور موقوف علیہ کے بنے۔ اور وہ دو امروں پر مبنی ہوگا۔ ایک یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے غراب البقع کے قتل پر حلال و محرم کو حل وحرم میں علی سبیل العموم اجازت عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس موذی کی قتل پر حکم فرمایا۔ بعض روایات میں لفظ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی وارد ہوا ہے کما فی شرح الکنز للزیلعی وغیرہ اور لفظ امر بالاصالہ وجوب پر بولا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ بعض روایات میں لفظ غراب مطلق واقع ہوا ہے اور بعض احادیث میں غراب البقع وارد ہوا ہے کما فی الصحیح المسلم۔ پھر اس مقام پر بعض علماء نے روایات مطلقہ کو اصح و ارجح فرمایا مگر قول فیصل ہے محققین اہل التحقیق نے روایات مطلقہ کو مسلم کی روایت مقیدہ پر محمول فرمایا ہے۔ جیسے کہ امام محمد بن علی الشوکانی رح نے شرح منتقی الاخبار میں مصرح بیان کیا ہے۔ قولہ الغراب ہذا الاطلاق مقید بما عند مسلم من حدیث عائشہ رض بلفظ الابقع وہو الذی فی ظہرہ او بطنہ بیاض نیل الاوطار مطبوعہ مصر ج ۴ ص ۲۶ سنہ [illegible]۔ اسیطرح ہمارے بدر حافظ بدر الدین العینی رح اور حافظ ابن حجر رح نے بھی تحریر فرمایا ہے کما سینقل۔ مگر ان حضرات نے بھی غراب الزرع اور عقعق کو بغیر تمام رفتام کے کو ستثنی بالابقع فرمایا ہے۔ الا ابن حجر نے تو عقعق کو بھی البقع سے ملا یا ہے۔ علماء حنفیہ نے عقعق کو جو منجملہ اقسام غربان میں سے ہے غراب الزرع کیطرح حدیث خمس من الفواسق یقتلن فی الحل والحرم الحدیث کے حکم سے خارج کرکے محرم پر اسکے قتل سے جزا لازم فرمائی ہے وسنذکرہ ان شاء اللہ تعالے۔ تیسرا یہ کہ ائمہ مذاہب اربعہ نے غراب البقع کو حرام فرمایا ہے مگر امام مالک رح کے نزدیک باقی سباع کیطرح مکروہ ہے اور عقعق کو اگرچہ علماء شافعیہ وحنابلہ نے اختلاف کے بعد صحیح قول میں حرام فرمایا ہے مگر ہمارے علماء حنفیہ رض نے دکو ونہ الاختلاف علی الاصح حلال فرمایا ہے۔ لہذا امر ضروری اور واجب ہے کہ غراب البقع اور عقعق کے علامات شناخت اور دلائل تمیز پر نظر غائر فرمائیں تاکہ حل وحرمتہ قتل واکل اور دونوں کے لیے حصول فائدہ کا علی التمام صورت پذیر ہو۔ کیونکہ جب معلوم ہی ہوا کہ البقع کون سا پرندہ اور عقعق کونسا طائر ہے تو ان پر حلتہ وحرمتہ قتل واکل کا اثر کسطرح مترتب ہوسکیگا۔ اسلئے بعض اوصاف یہ دونوں انکا باہم سمجھے اسما تشابہ

داخل ہیں۔ لہذا انکی پہچان بجز باقی علامات واوصاف کے ممکن نہیں۔ اسی لئے راقم الحروف بھلے انکی علامات واوصاف بیان کریگا نیز ان کے تمیز کے ادلہ واسناد کو زیر قلم کریگا نیز انکی حلت وحرمت کے روایات فقہیہ وعبارات کتب فقہ کو بھی نقل کریگا اور اکثر مواقع ومقامات پر حوالۂ کتب فقہ وحدیث وغیرہ بمعہ نام وصفحہ بھی دیا جائیگا تاکہ کسی قسم کا تشکک وتردد باقی نہ رہجائے۔ اور جہاں مصنف کتاب کو حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ منسوب بمذہب لکھکر لکھا جاویگا وہاں بندہ کو اس امر پر ظہور اجماع کا منظور ہوگا۔ وباللہ التوفیق وھو نعم الشفیق ونعم الرفیق۔ وھو نعم المولی ونعم النصیر۔

(۱) باب اول غراب ابقع اور عقعق کی تفسیر اور علامات تمیز وشناخت کے بیان میں

اس باب میں دو فصل ہیں۔ فصل اول۔ غراب ابقع کی تفسیر اور تعریف اور تمیز وشناخت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسکے نام۔ اور رنگ اور شکل وہیئت اور آواز وافعال وغیرہ اوصاف کو بطریق بیان کریں تاکہ ہمکو اسکی حقیقت اور ماہیت اور اصلیت اور شناخت معلوم ہوجائے کیونکہ یہ ایسی علامتیں ہیں جنکے معلوم کئے بغیر کسی شئی کی تعریف مطرد ومنعکس یعنے جامع ومانع نہیں ہوسکتی۔ اور جب کسی چیز کی تمیز وشناخت ہی نہو تو اسپر شرع شریف کا حکم کسطرح لگایا جاسکتا ہے۔ لہذا ان علامات عشرہ پر جو ذیل میں درج ہیں نظر غائر ڈالنے سے یقیناً ثابت ہوگا کہ غراب ابقع یہی دیسی کوا ہے جسکے اوصاف سوال میں ذکر کئے گئے ہیں۔

(۱) علامت پہلی۔ غراب ابقع کو عرب شریف کے لوگ غراب (مطلقاً) یا غراب ابقع سے نام زد کرتے ہیں۔ اور اہل فارس اسے زاغ۔ کلاغ۔ کلاغ پیسہ۔ کہتے ہیں۔ اور ہندوستانی کوا اور پنجابی کانو۔ کاگ۔ بولتے ہیں۔ جیسے لغات عربی میں لکھا ہے مصرعہ زاغ کلاغ کاں ہم غراب ہے اور اسکی شرح میں لکھا ہے۔ زاغ کلاغ کو جس کے اندک سفیدی دارد کذا فی استاد ل والمنتخب۔ صفحہ ۳۶ مطبوعہ لاہور (۲) علامت دوسری۔ غراب کی آواز کو غاق غاق کاغ کاغ۔ کاں کاں۔ کائیں کائیں۔ سے تعبیر کرتے ہیں جیسے منہیر اور غیاث اللغات۔ اور عرف الناس میں ہے (۳) علامت تیسری۔ غراب ابقع کے سینہ اور شکم اور گردن وپشت پر بہ نسبت پروں کے سفیدی نمودار ہوتی ہے اسی لئے اسکو ابقع (ابلق چتکبرا) کہتے ہیں علامت چہارم میں اسپر دلیل نقل کیجائیگی۔ علامت چوتھی (۴)۔ غراب ابقع بہ نسبت غداف یعنی غراب اسود کبیر (کلاغ سیاہ بزرگ) کے چھوٹا اور صغیر الجسم ہے اور اسکو غراب البین بھی کہا جاتا ہے۔ کما قال الحافظ بدرالدین العینی فی شرح البخاری۔ وفی الحیوان للجاحظ الغراب الابقع غریب وھو غراب البین وکل غراب فقد یقال لہ غراب البین اذا ارادوا بہ الشوم الا غراب البین نفسہ فانہ غراب صغیر۔ عمدۃ القاری صفحہ ۸۰ جلد ۵ ترجمہ علامہ جاحظ کی حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ غراب ابقع عجیب ہے اور وہی غراب البین ہے اور ہر ایک کوے کو غراب البین کہتے ہیں جب اس سے فال بد اور بدشگونی کا ارادہ کریں مگر اصل غراب البین (غراب ابقع) ایک چھوٹا اور صغیر الجثہ

کوا ہے یعنی بہ نسبت غداف (پنجابی ڈھوڈر) کے صغیر ہے کیونکہ تمام قسم کے کوؤں سے بڑا ہے
نیز علامہ موصوف شرح بخاری میں تحریر فرماتی ہے وفی الموعب الغراب الابقع ہو الذی
فی صدرہ بیاض وفی المحکم غراب ابقع یخالط سوادہ بیاض وہو اخبثہا وبہ یضرب
المثل لکل خبیث وقال ابو عمر ہو الذی فی بطنہ وظہرہ بیاض - عمدة القاری مصری ج ۵
ص۸۰ ترجمہ اور موعب میں لکھا ہے کہ غراب الابقع وہ کوا ہے جسکے سینے پر سفیدی ہو اور
محکم میں لکھا ہے کہ غراب الابقع وہ کوا ہے جسکی سیاہی و سفیدی باہم مخالط اور ملی
جلی ہو اور کوا غراب کی تمام قسموں سے بڑھکر خبیث ہے اور وہی ہر ایک خبیث کے
لے ضرب المثل ہے اور ابو عمر نے کہا غراب الابقع وہ ہے جسکے شکم و پشت پر سفیدی ہو
یہ تمام علامات صرف غراب ابقع پر ہی صادق آتی ہیں - اور علامہ کمال الدین دمیری رح
حیوۃ الحیوان میں فرماتی ہیں - وغراب البین الابقع قال الجوہری ہو الذی فیہ سواد وبیاض
وقال صاحب المجالسة سمی غراب لانہ بان عن نوح علی نبینا وعلیہ افضل الصلوۃ والسلام لما وجہہ
ینظر الی الماء فذہب ولم یرجع ولذالک تشاءموا بہ وذکر ابن قتیبۃ انہ سمی فاسقا فیما ارٰی
لتخلفہ حین ارسلہ نوح علیہ السلام لیاتیہ بخبر الارض فترک امرہ ووقع علی جیفۃ قال عنترۃ -
ع- ظعن الذین فراقہم اتوقع ﴿ وجری ببینہم الغراب الابقع ﴾ وقال صاحب منطق الطیر
الغربان جنس من الاجناس التی امر بقتلہا فی الحل والحرم من الفواسق اشتق لہا ذلک من اسم
ابلیس لما یتعاطاہ من الفساد الذی ہو شان ابلیس واشتق ذلک ایضا لکل شیئ اشتد اذاہ و
اصل الفسق الخروج عن الشیئ وفی الشرع الخروج عن الطاعۃ انتہی قال الجاحظ غراب البین
نوعان احدہما غراب صغیر معروف باللوم والضعف واما الآخر فانہ ینزل فی دور الناس ویقع علی
مواضع اقامتہم اذا ارتحلوا عنہا وبانوا منہا - قال وکل غراب غراب البین اذا ارادوا بہ الشوم
الا غراب البین نفسہ الذی ہو غراب صغیر ابقع - حیوۃ الحیوان مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۱۴۳ تا ۱۴۳
قولہ الا غراب البین نفسہ الذی ہو غراب صغیر ابقع - ترجمہ مگر غراب البین اصلی وہ چھوٹا
کوا ہے جو ابقع ہے پس ثابت ہوا کہ غراب ابقع غداف سے چھوٹا ہے لانہ الاسود والکبیر من الغربان -
اور علامہ قزوینی رح لکھتے ہیں - (غراب) طائر کثیر الاسفار بعید التطواف اول ما یطیر یسرع فی الطیران
بدا ابتلاج الفجر یحب الجوز یجمع منہ کثیرا فیدفن للذخیرۃ ویحتج علی کل الحیوانات الکبار ربما بادرت کالجمل والفرس
والآدمی ویقصد قلع عینہ وقد یقتنع بالدفع والضرب لشدۃ جوعہ ویغتر ظہر السلحفاۃ فیاکلہا والبوم اذا
عثر وحش فی ظہرہ لم یبیت فلا بد من اخذ لحم المیت من ظہرہ فیرسلونہ الی الصحراء فتجتمع علیہ الغربان وتقطع
اللحم المیت من ظہرہ واذا افرخ بیضہا یکون الفرخ ابیض بلا ریش فتفزع الام منہ وتترکہ حیث
اذ تحامی علیہ ذبابا کثیرا فیطعم الفرخ منہا حتی ینبت ریشہ ویسود قال مکحول من دعاء داؤد النبی علیہ الصلوۃ و
السلام یا رازق النعاب فی عشہ والفرخ اذا اسود عادت الیہ امہ وحینئذ تغیب عنہ الذباب وقیل
قال بعض الامراء رایت فرخ الغراب فلم ار صورۃ اقبح منہ ولا اقذر ولا انتن رایت راسا کبیرا و
منقارا طویلا وذلک مع عظم البدن وقصر الجناح وہو امرط منتن الریح والغراب اذا مرض یاکل

وجیع للانسان بہداء دمن الغربان من یاتی بالفاظ فصیحۃ افصح من الببغا - عجائب المخلوقات بہامشہ حیوۃ الحیوان
ج ۲ صفحہ ۲۳۷ اور مجمع البحار میں لکھا ہے - الابقع ما خالط بیاضہ لون آخر ومنہ الغراب الابقع - انتہی - اور نہایہ
الجزری میں مرقوم ہے - ما خالط بیاضہ لون آخر ومنہ الحدیث انہ امر بقتل خمس من الدواب وعد منہا الغراب
الابقع - انتہی - اور شیخ الاسلام شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں - نزد مسلم آمدہ الابقع یعنی آنکہ در پشت و شکم
او سفیدی باشد یا مخلوط بود سیاہی او بسفیدی بسبب اختلاف تفاسیر گفتہ اند کہ ملحق است بوے زاغ سیاہ
کہ آن را اعداف گویند بحیثیت مشارکت او در ایذا و افساد و عدم انتفاع و حقق اند علماء بر استثناء غراب زرع
کہ دانہ میخورد نہ مردار و فتویٰ دادہ اند بجواز اکل آن کذا افادہ القسطلانی - انتہی - اور احسن المسائل شرح
کنز الدقائق صفحہ ۲۳۶ پر مرقوم ہے - اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہے جس کی گردن کے بال بہ نسبت
پروں کے سفید ہوتے ہیں کھانا اس کا حرام ہے -

(۵) علامت پانچویں - غراب ابقع فاسق بہ نسبت
اور کووں کے انسان کے قرب وجوار میں بکثرت و بہجوم رہتا ہے لہذا ایذا رسانی میں اسکو پورا پورا موقع
ملجاتا ہے اور اکثر اوقات اسی سے انسان کو ضرر و نقصان پہونچتا ہے - جیسے البدایہ حاشیہ ہدایہ میں مرقوم ہے
فانہا وان جبلت علی الایذاء فہی لیست بمبتدیات بالاذی لانہا لا تخالط الناس - حاشیہ ہدایہ - ترجمہ بیشک غیر
ماکول اللحم سباع البہائم اور سباع الطیور جو مذکور فی الحدیث نہیں) اگرچہ ایذا رسانی و اضرار پر پیدا کئے گئے ہیں لیکن
وہ مبتدی بالاذی نہیں اس لئے کہ وہ لوگوں میں ملے جلے نہیں رہتے - پس اس کلام سے بطریق مفہوم مخالف
معلوم ہوا کہ وہ پانچ فاسق جو مذکور فی الحدیث ہیں اکثر لوگوں میں ملے جلے رہتے ہیں ومنہم الغراب الابقع
فہو ایضاً یعیش ویخالط بالناس - اور سید جلال الدین الکرلانی الخوارزمی کا شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں - قولہ والقیاس
علی الفواسق ممتنع لانہ من ابطال العدد - فان قیل الحکم المتعلق بالخمس غیر ثابت ایضاً قلنا الحقنا بہا ما ہو فی معناہا من کل وجہ
بطریق الدلالۃ واما القیاس علی الخمس الفواسق بعلۃ الایذاء فمتعذر لان اذی الخمس الفواسق متعد الینا لانہا
تعیش بین ظہرانینا فالذئب یقرب من مواشینا والحداۃ تعیش بالاختطاف والفارۃ عیشہا من طعام العباد
وکذا الغراب والعقرب یلدغ من یتخذہ ولیاً او بیتاً والسبع بالبعد منا فلم یکن اذاہ متعدیاً الینا غالباً
فلم یکن نظیر الخمس الفواسق فالحاصل ان الشافعی رح اعتبر نفس الاذی ونحن اعتبرناہ بصفۃ التعدی الینا
کما اعتبر نفس الکفر فی اباحۃ القتل ونحن نعتبر الکفر المفضی الی الحرب - کفایہ شرح الہدایہ ج ا صفحہ ۱۹۶
اور علامہ عینی شرح ہدایہ میں تحریر فرماتے ہیں - الحاق السباع المفترسۃ بعلۃ الایذاء غیر مستقیم لان ایذاء
السباع یتعدی الینا لانہا تسکن بیوتنا واما السباع فایذاؤہا لا یتعدی الینا لانہا لا تسکن فی بیوتنا ولا فی قربہا فلم یکن
فی معنی المنصوص فلا یلحق بہا - عینی شرح ہدایہ ج ا جزء ۲ صفحہ ۱۹۶ سطر ۲۱ ترجمہ لیکن لاحق کرنا سباع مفترسہ کا پانچ فاسقوں
کے ساتھ (حکم قتل میں) باوجودیکہ ان میں ایذا دہی ہے درست نہیں اس لئے کہ خمس فواسق کا ہماری طرف متعدی ہے
کیونکہ وہ ہمارے گھروں (اور گاؤں میں) قرار پکڑتے ہیں لیکن درندوں کا ایذاء ہماری طرف متعدی نہیں
اس لئے کہ وہ نہ ہمارے گھروں میں ٹھہرتے ہیں اور نہ ہمارے قرب وجوار میں - پس وہ خمس فواسق کے
معنے میں نہیں - اس لئے وہ ان سے ملحق نہیں ہونگے - اور صاحب کفایہ نے یوں معترض کیا ہے
قولہ والفارۃ عیشہا من طعام العباد وکذا الغراب - ترجمہ چوہے کی گذر بندوں کے طعام سے ہے اور اسیطرح کوے کی گذر
بھی بندوں کے طعام سے ہے - اور تبیان میں غراب ابقع کے بارے میں لکھا ہے - الغراب الابقع نی الطا

١

يخطف الناس ويسرق ما وجد لهم من البيض وغيره يسمى بالابقع لان سواده لم يخلص بل فيه بقع
تقرب البياض واختلاف لونه يدل على اختلاف اخلاقه ويقال له الحاتم وغراب البين
والاعور وابن الداية والفاسق اما الحاتم فلانه يحتم في زعمهم بالفراق . اما غراب البين فلانه
ينزل منازلهم اذا بانوا عنها واما الاعور فسمي به تفاؤلا واما ابن الداية فلانه اذا وجد دبرة الداية في ظهر
البعير او قرحة في عنقه نزل عليها ونقره وعقره ثم لايزال ينقره ويأكل منها حتى تبلغ الدايات بتشديد
الدال هي عظام الرقبة وفقار الظهر . قال الجاحظ صاحب المنطق الغراب من لئام الطيور وليس
من احرارها ومن شأنه اكل الجيف والقمامات انتهى اور فتح الباری سے بھی معلوم ہوگا کہ غراب
ابقع لوگوں میں نا جلا رہتا ہے . **علامت چھٹی** - غراب ابقع انسان کے حق میں موذی
بالطبع اور مجبول علی الایذا ہے . اسی لئے حضور علیہ السلام نے اس کے قتل کا حکم فرمایا -
صحیح مسلم اور مشکوۃ میں ہے - عن عائشةؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال خمس فواسق
يقتلن في الحل والحرم الحية والغراب الابقع والفارة والكلب العقور والحديا صحیح مسلم
مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۸۱ ترجمہ روایت ہے عائشہؓ سے کہ نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ
فرمایا پانچ جانور موذی مارے جاویں - حل میں بھی اور حرم میں بھی - یعنے بغیر احرام کے ہو
مارنے والا یا احرام باندھے ہو - سانپ اور کوا ابلق اور چوہا اور کتا کٹ کھنا اور چیل نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے انتہی مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۴۱۶ جن روایتوں میں غراب مطلق آیا ہے
وہاں بھی ابقع ہی مراد ہے - عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں . حملت الروايات المطلقة
محمولة على هذه الرواية المقيدة التي رواها مسلم وذالك لان الغراب انما ابيح قتله
لكونه يبتدي بالاذى ولا يبتدي بالاذى الا الغراب الابقع واما الغراب غير الابقع فلا يبتدي
بالاذى فلا يباح قتله كالعقعق وغراب الزرع - عمدة القاری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳۸ ترجمہ میں
کہتا ہوں کہ روایات مطلقہ مسلم کی روایت مقیدہ پر محمول ہیں - اس لئے کہ کوے کا قتل
کرنا اس واسطے جائز ہے - کہ وہ بالطبع موذی ہے - اور پہلے ایذا انہیں پہنچاتا - مگر غراب
ابقع ہی اور غراب ابقع کے سوا مانند عقعق اور غراب الزرع کی ایذا نہیں پہنچاتے - لہذا ان
کا قتل بھی جائز نہیں - اور غراب ابقع کی ایذا رسانی کو علامہ زرقانی مالکیؒ نے شرح موطا میں
بیان کیا ہے - الغراب وهو يخلس وينقر ظهر البعير وينزع عينه وزاد في حديث عائشة الابقع
وهو الذي في ظهره وبطنه بياض زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ ترجمہ کوا لوگوں سے طعام چھین

کر اڑ جاتا ہے۔ اور اونٹ کی پیٹھ پر چونچیں مارتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کو کھودتا ہے۔ اور عارضۃ
کی حدیث میں لفظ ابقع آیا ہے۔ اور یہ وہ ہے جس کی پیٹھ اور پیٹ پر سفیدی ہو۔
نیز علامہ زرقانی ابن العربی سے نقل کرتے ہیں۔ وہو الغراب یحل سفرۃ المسافر وینقب جرابہ
زرقانی ج ۲ ص ۱۳۷ ترجمہ اور کوا مسافر کے دسترخوان پر اتر کر توشہ دان میں سوراخ کرتا
اور پھاڑ ڈالتا ہے۔ اور علامہ ابی الطیب القنوجی شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔ (الغراب)
وہو ینقر ظہر البعیر وینزع عینہ ویختلس اطعمۃ الناس وفی روایۃ الابقع وہو الذی فی ظہرہ
وبطنہ بیاض وقیل سمی غرابا لانہ نأی واغترب لما انفذہ نوح علیہ السلام لیستخبر امر الطوفان
عون الباری بحاشیہ نیل الاوطار ج ۴ ص ۲۵۲ اور علامہ احمد بن محمد بن الخطیب القسطلانی شافعی
شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔ الغراب وہو ینقر ظہر البعیر وینزع عینہ ویختلس اطعمۃ الناس
وزاد فی روایۃ سعید ابن المسیب عن عائشۃ الابقع وہو الذی فی ظہرہ وبطنہ بیاض قیل سمی
غرابا لانہ نأی واغترب لما انفذہ نوح علیہ السلام لیستخبر امر الطوفان ارشاد الساری ج ۳
ص ۱۴۲ اور علامہ بدر الدین العینی حنفی شرح بخاری میں غراب ابقع موذی کی ایذا رسانی
اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ فالغراب ینقر ظہر البعیر وینزع عینہ اذا کان حیا ویختلس
اطعمۃ الناس والحداۃ کذالک تختلس اللحم۔ عمدۃ القاری ص ۵ س ۳۳۔ ترجمہ کوا اونٹ
کی پیٹھ پر ٹھونگیں مارتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کو چونچ سے کھودتا ہے جبکہ وہ زندہ
ہو اور لوگوں سے طعام چھین کر اڑ جاتا ہے۔ اور چیل بھی اسی طرح گوشت کو چھین کر
اڑ جاتی ہے۔ اور نیز شرح بخاری میں مرقوم ہے۔ فاسق بودن غراب ازآن است کہ
کاوش میکند۔ پشت مجروح دواب را وچشم شتر رامیکند ومی رباید اطعمہ را ازدست مردم
وغلیواز نیز می رباید اطعمہ را ازدست مردم۔ تیسیر القاری ج ۲ ص ۱۵۵۔ علامت کوے کی
غراب ابقع جس کا دوسرا نام غراب البین بھی ہے۔ نہایت درجہ کا قبیح الشکل اور شنیع النظر
ہے۔ چنانچہ گلستان سعدی میں ہے۔ مثل طوطی را با زاغی در قفس کردند۔ از قبح مشاہدت
او در مجاہدت می بود۔ ومیگفت این چہ طلعت مکروہ است وہیئت ممقوت ومنظر ملعون
وشمائل ناموزون یا غراب البین لیت بینی وبینک بعد المشرقین۔ قطعہ علی الصباح بروئے
تو ہر کہ برخیزد ۞ صباح روز سلامت بروے مسا باشد ۞ بد اخترے چو تو در صحبتی تو بایستے
ولے چنانکہ توئی در جہاں کجا باشد ۞ اور جاحظ نے کہا الغراب من لئام الطیور ومن شانہ

اکل الجیف والنجاسات - اور عجائب المخلوقات میں ہے - قال خلف الاحمر رایت فرخ الغراب فی صورۃ قبیح سمج جدا ولا اقذر ولا انتن وہو امرط منتن الریح والغراب اذا مرض یاکل رجیع الانسان فیبرا بذالک الامر - علامت آٹھویں - غراب البقع بغاث درجہ کا کریہ الصوت ہے کریہت اور نکارت میں گدہے کی آواز سے مشابہ ہے - کیوں نہ ہو تفسیر حسینی میں زیر آیت قال یا ایھا الذین آمنوا علمنا منطق الطیر کے لکھا ہے - وغراب نفرین میکند بر عشار نیز تفسیر اکسیر اعظم میں لکھا ہے - مدارک سے نقل کرکے - کوا لعنت اور بد دعا عشر والوں پر کرتا ہے - اکسیر اعظم جلد ۵ صفحہ ۱۲۳ سطر ۵ - پس یہ کوا جہاں بیٹھتا ہے - لعنت ہی لعنت کرتا رہتا ہے - پھر کیوں اس کی آواز کو لوگ برا اور مکروہ نہ جانتے - میں متعجب ہوں کہ کھانے والوں کا کیا حال ہوتا ہوگا - اور مثال میں بھی بیہودہ کلام کو کانوں کانوں بھولتے ہیں - علامت نانویں یہ کہ غراب البقع ذی عقل شوخ چشم اور نافرمان پیغمبر ہے اس وجہ سے خدا تعالیٰ کے حکم سے بھی منکر ہے - کما قال المولوی فی المثنوی بیت زاغ کو حکم خدا منکر است + گر ہزاراں عقل دارد کافر است + اس کی پھرتی وچالاکی بھی اسکے عقیل ہونے پر دلالت کرتی ہے - علامت دسویں - غراب البقع اور غداف خالطین الحب والجیف میں - اور یہ دونوں عند الحنفیہ مباح القتل اور محرم الاکل ہیں - کہا علامہ عینی نے قال اصحابنا المراد بالغراب فی الحدیث الغداف والابقع لانہما یاکلان الجیف واما غراب الزرع فلا وعلیہ یحمل ما جاء فی حدیث ابی سعید الذی رواہ ابوداود وقد ذکرنا وفیہ ویرمی الغراب ولا یقتلہ عمدۃ القاری صفحہ ۴ ترجمہ کہا ہمارے اصحاب حنفیہ نے مراد کوے سے حدیث خمس فواسق میں غداف اور ابقع ہے - اس لئے کہ یہ دونوں جیفہ خوار ہیں - لیکن غراب زرع حدیث میں مراد نہیں - اور اسی پر محمول ہے وہ جو ابی سعید کی حدیث میں آیا ہے جس کو ابو داود نے روایت کیا اور ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں - (کہ غراب الزرع یہاں مراد نہیں) اور ابو داود میں ہے - و یرمی الغراب ولا یقتلہ اور ہمارے بدر عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں - الوجہ الثانی فی حکم الغراب فقال صاحب الہدایۃ المراد بالغراب آکل الجیف وہو الابقع روی ذلک عن ابی یوسف واحتج فی ذالک بما رواہ مسلم من حدیث سعید ابن المسیب عن عائشہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم والغراب الابقع

وقد مر عن قریب تفسیر الابقع عمدۃ القاری جلد ۵ ص۲۷۳ ترجمہ وجہ ثانی کوّے کے حکم میں حیث
قتل اور اکل میں ہے - صاحب ہدایہ نے کہا مراد اس سے مردار خوار ہے - اور وہ ابقع
ہے - روایت کیا اس کو ابی یوسف سے اور حجت پکڑی ساتھ اس حدیث کے جس
کو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا - کہ نقل کی انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرمایا آپ نے پانچ جانور قتل کئے جائیں - حل اور حرم میں اور ان میں سے ایک
غراب ابقع ہے جس کی تفسیر عنقریب گذر چکی ہے - نیز حافظ ابن حجر شافعیؒ لکھتے ہیں
وقال صاحب الہدایۃ المراد بالغراب فی الحدیث الغداف والابقع لانہما یاکلان الجیفۃ
واما غراب الزرع فلا وکذا استثناہ ابن قدامۃ - فتح الباری مطبوعہ دہلی ص۲۶ س ۲۷
ترجمہ صاحب ہدایہ نے کہا - مراد کوّے سے حدیث میں غداف اور ابقع ہے - کیونکہ
یہ دونوں مردار کھاتے ہیں اور غراب الزرع مراد نہیں - اسی کو مستثنا کیا اسکو ابن قدامہ نے
اب صاحب ہدایہ کی عبارت بعینہٖ نقل کر دی جاتی ہیں - تاکہ حقیقت اس امر کی کھل جائے
اور وہ یہ ہے - م والمراد بالغراب ش ای المذکور فی الحدیث م الذی یاکل الجیف
ش جمع جیفۃ م یخلط ش ای یخلط الحب بالنجس یعنی یاکل الحب تارۃ والجیف اخری و
قد ذکرہ المصنفؒ فی اول ہذا الفصل والمراد بالغراب الذی یاکل الجیف ہو المروی عن ابی یوسف
واعاد ہنا وزاد لفظ یخلط وقولہ م لانہ یبتدی بالاذی ش ویرد علیہ ما قال الاکمل بان ہذا وقع
تکرارا وکان بناسبۃ غنی عن ذکرہ والموذی یقتل بنابہ للامام العینی جلد ۱ جزء ۲ ص۲۸۶ مطبوعہ مصر
مراد اس غراب سے وہ کوّا ہے - جو کبھی دانہ کھاتا ہے اور کبھی مردار اور وہی موذی ہے - اور
مصنف نے ابتدا فصل میں کہا کہ مراد یہاں وہ کوا ہے - جو مردار کھاتا ہے - اور اس
جگہ اسی لفظ کو بار ثانی لا کر لفظ یخلط بھی بڑھا دیا اور اکمل الدین بابرتی نے کہا کہ صاحب
ہدایہ سے یہ تکرار واقعہ ہوا ہے - جس کی کچھ حاجت نہ تھی - یعنے صاحب ہدایہ نے جس
غراب کی نسبت پہلے کہا والمراد بالغراب الذی یاکل الجیف اسی غراب کی نسبت یہاں لفظ
یخلط بھی بڑھا دیا - لہذا صاحب عنایہ نے کہا کہ یہ تکرار ہے - جو صاحب ہدایہ جیسے
لائق مصنف کی کلام میں نہ ہونا چاہئے تھا - اب ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا - کہ ہدایہ کی عبارت
المراد بالغراب الذی یاکل الجیف) باوجود اس کے کہ لفظ جیف پر ہی یہاں اکتفا کیا گیا ہے
صاحب عنایہ نے وہی غراب خالط الحب والجیف سمجھا جس کو صاحب ہدایہ نے بار دگر

ذکر کیا اور اس کلام سے بخفی اعلا جیف کے ای الذی لا یاکل الا الجیف سے تشریح کی۔
بلکہ مقصود اور معنے دونوں محل کے جملوں کا ایک ہی سمجھکر اعتراض کیا کہ یہاں مصنف سے
تکرار واقع ہوا۔ پس وہ جو صاحب عنایہ ہدایہ کے ذبائح میں لا الابقع الذی یاکل الجیف
کی تفسیر اس طرح فرمائی۔ ونوع لہ لا یاکل الا الجیف وہو الذی سماہ المصنف الابقع
الذی یاکل الجیف وانہ مکروہ بوجہ مخالفت اس مضمون کے ساقط عن الاعتبار ہے۔
کیونکہ صاحب ہدایہ کی منشا کے بالکل مخالف ہے۔ چونکہ صاحب ہدایہ کے نزدیک کوتے
چار قسم پر ہیں۔ (۱) غراب الزرع (۲) غراب البقع (۳) غداف (۴) عقعق۔ جیسا ذبائح میں
مصنف نے خود تصریح فرمائی۔ پھر غراب الزرع تو بوجہ نہ مردار کھانے کے اس تفسیر سے خارج
ہو گیا۔ اور عقعق کو بھی مصنف نے بقول (واما العقعق غیر مستثنیٰ لانہ لا یسمی غرابا
ولا یبتدی بالاذیٰ) خارج کر دیا۔ پس تفسیر (والمراد بالغراب الذی یاکل الجیف
ویخلط) میں باقی صرف البقع اور غداف ہی داخل ہے اسی لئے ہمارے بحرؒ اور ابن
ہمامؒ نے صاحب کے قول مذکور سے مباح القتل کوتے کے البقع اور غداف ہونے
پر نص فرمائی۔ اب ان کا خالط بین الحب والجیف ہونا بھی صاحب ہدایہ کے قول
سے بالبداہت ثابت کیا گیا ہے۔ امید کہ اہل علم اس بات کی قدر فرماوینگے۔ الحمد
للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔ اور علامہ زیلعیؒ نے بھی شرح
میں تصریح فرمائی۔ والمراد بالغراب الابقع الذی یاکل الجیف او یخلط واما العقعق فلا یحل
قتلہ۔ وان قتلہ فعلیہ الجزاء لانہ لا یسمی غرابا عرفا ولا یبتدی بالاذی تبیین الحقائق ترجمہ
اور مراد کوتے مباح القتل سے البقع ہے۔ جو مردار بھی کھاتا ہے اور دانے بھی مگر عقعق
کا قتل کرنا جائز نہیں اس کے قتل سے محرم پر جزا لازم ہے۔ کیونکہ اہل عرب عرفاً اسکو
غراب نہیں کہتے۔ اور نہ وہ موذی بالطبع ہے۔ اور شرح الیاس میں لکھا ہے۔ ولا یجب
شی بقتل غراب المراد بہ الابقع الذی یاکل الجیف ویخلط النجس بالطاہر فی التناول واما العقعق
فیجب الجزاء علی المحرم بقتلہ۔ ترجمہ اور غراب کے مار ڈالنے پر جزا لازم نہیں آتی۔ مراد
اس سے غراب البقع ہے۔ جو مردار کھاتا ہے۔ اور پلید اور پاک کو کھانے میں ملاتا ہے
مگر عقعق کے قتل کرنے سے محرم پر جزا لازم آئیگی۔ اور شرح در المختار میں لکھا ہے۔
نہر الفائق نے کہا بدائع میں ابو یوسف سے صحیح روایت ہے کہ حدیث میں اسکی

کے قتل کرنیکا حکم ہے۔ جو نجاست کھاتا ہے۔ یا دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے۔ اور یہی قسم
موذی ہے۔ غایۃ الاوطار اور مصنف شامیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ وقال ابو یوسف الغراب المذکور فی
الحدیث الذی یاکل الجیف او یخلطہ ان ہذا النوع ہو الذی یبتدی بالاذی انتہی اور شرح معانی الآثار میں
مرقوم ہے۔ والمراد بالغراب الابقع کما فی روایۃ الصحیحین و یحیی عن ابی جعفر ایضا ہو الذی یاکل الجیف و یخلس
اللحمۃ الناس و ہو خسیس الطیر قال الامام العینی ہو الذی فی صدرہ بیاض حاشیہ طحاوی صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ مطبع مصطفائی
لاہور نعم ترجمہ اور مراد اس کوے سے ابقع ہے جیسا کہ صحیحین کی روایت میں وارد ہوا ہے۔ اور عنقریب ابی جعفر سے
بھی بیان ہوگا یعنی ابقع وہ کوا ہے۔ جو مردار کھاتا ہے۔ اور لوگوں سے طعام چھین کر لیجاتا ہے۔ اور پرندوں میں وہ بہت کمینہ
اور خسیس ہے۔ امام بدرالدین العینیؒ نے کہا ہے۔ یہ وہ ہے جسکے سینہ پر سفیدی ہے۔ اور مولانا قطب الدین خانصاحب نقشبندی
حنفی شرح مشکوٰۃ میں بابت ابقع فاسق کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ف کوے سے مراد کوا سیاہ و سفید ہے۔ کہ وہ اکثر
مردار و نجاست کھاتا ہے۔ جیسا کہ روایت آئندہ میں آیا ہے۔ اس سے نکل گیا کوا کھیتی کھانیوالا کہ رنگ اسکا سیاہ
ہوتا ہے۔ اور یہی حکم اصحاب ہمارے کے شرح مظاہر حق ج ۲ صفحہ ۴ اور کافی شرح کنز الدقائق میں موجود ہے۔ المراد بالغراب
الذی یاکل الجیف و یبتدی بالاذی و یخلط النجس مع الطاہر فی اقتناء الامام العقعق فیجب الجزاء بقتلہ حاشیہ کنز مطبوعہ مجتبائی
دہلی صفحہ ۱۰۵ ترجمہ اور ترجمہ فارسی ہدایہ میں مرقوم ہے۔ مراد از غراب آنست کہ جیفہ میخورد و خلط میکند نجس را بطاہر
نیز علامہ دمیریؒ فرماتے ہیں۔ والغراب الابقع وان کان یلتقط الحب فہو غیر داخل لانہ یشتبہ لان غالب اکلہ الجیف
الخبیثۃ بخلاف الزرعی والغداف الصغیر واللہ تعالی اعلم۔ حیات الحیوان ج ۲ صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ مصر۔ نیز
روایات گذشتہ میں جو لفظ یخلس اللحمۃ الناس ہے اس سے بوجہ بدیہہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ غراب ابقع
ملتقط الحب بھی ہے۔ اب جن صاحبان نے کتاب فصل الخطاب میں اپنی اپنی رائے سے عبارات ذیل تحریر کیں
اور کوے ابقع فاسق خبیث مباح القتل کو محض مردار خوار بتایا۔ اور ہر ایک کوے خالط بین الحب والجیف
کو عقعق قرار دیکر ابقع کو ہمارے ملک کی کوؤں سے بڑا اور مختص بملک عرب ٹھہرالیا۔ وہ بالکل خطا ہے۔ باب فصل الخطاب
نے لکھا ہے (۱) بلکہ یقتلن فی الحل والحرم کا مصداق صرف کوا نجاست خور ہی رہیگا۔ و بس خالط بین الحب والجیف
جو عقعق ہے اس حکم سے خارج ہے۔ (۲) پہلی قسم وہ کوا ہے جس کی غذا صرف نجاست اور مردار ہو اسی
کا نام ابقع ہے۔ اور اسی کو آنحضرت صلعم نے فاسق فرمایا ہے۔ اور حل و حرم میں اوس کی قتل کی اجازت
دی ہے (۳) البتہ کوے کی وہ قسم حرام ہے جو ابقع کہلاتی ہے۔ وہی موذی و فاسق ہے۔ اور وہی
گرگس کی طرح نجاست خوار ہے۔ (۴) معلوم ہوا کہ وہ غراب کہ نظر شارع میں جائز القتل ہے۔ وہ
ہر کوا نہیں۔ بلکہ وہ قسم ہے جو دیار عرب میں باسم ابقع مشہور ہے۔ وہ کوا ہمارے ملک کے کوؤں سے

بڑا اور رنگ سیاہ و سفید رکھتا ہے۔ شکاری پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور جہاں بیٹھتا ہے بشاشت
بے چین رہتا ہے۔ اور مردار بھی کھاتا ہے۔ چنانچہ جماعت حجاج نے سفر مدینہ منورہ اور اطراف جدہ میں اس کا
مشاہدہ کیا ہے۔ وہی جو کہ اکثر مردار و نجاست خوار ہے۔ وہ بالاتفاق حرام ہے۔ اور وہی محمل ہے۔ حدیث
خمس فواسق الخ وغیرہ۔ اب نمبر سطور پوچھتا ہے کہ صاحبان ایسی ہی عندیہ اور بے حقیقت عبارتیں فصل اول
ہوا کرتی ہیں۔ کیا ایسی ہی لا اصل تحریریں آپ کے فاضلانہ خطاب کے سزاوار ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اگر آپ ان
سطور میں نظر غور فرماویں تو صریح معلوم ہو جائیگا کہ حدیث خمس فواسق میں الخ وہ غراب البقع ہے۔ جو مردار اور
دانہ دونوں کھاتا ہے جسکی سینے اور شکم و گردن و پشت پر سپیدی نمایاں ہوتی ہے۔ اور باقی بالکل سیاہ
اور غداف یعنے ڈھونڈ سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اکثر شہروں میں دیواروں پر بکثرت رہتا ہے۔ انسان کو
ایذا پہنچاتا ہے۔ لوگوں سے روٹی کے ٹکڑے چھین کر فوراً اڑ جاتا ہے۔ اور کائیں کائیں کا آواز کرتا ہے
جو نہایت قبیح الشکل اور کریہ الصوت ہے چونکہ یہ مذکورہ بالا اوصاف بالاجتماع کووں کے اصناف
میں سے صرف اسی نوع میں جو زیر بحث ہے پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے بغیر کسی نوع میں پائے
نہیں جاتے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ جس کوے کی نسبت سوال کیا گیا ہے۔ وہی غراب البقع ہے۔

قضیہ۔ اب یقیناً ثابت ہوا۔ کہ یہ دیسی متنازع فی ابقع کوا جسکے سینہ اور گردن پر سپیدی ہے۔
اور جو غداف سے چھوٹا اور لوگوں میں عام جا رہتا ہے اور ایذا پہنچاتا ہے یعنے ان سے طعام وغیرہ چھین
کر اڑ جاتا ہے۔ اور اونٹوں اور گدھوں کی زخمی پشتوں ...... اور بیمار آنکھوں پر ٹھونگیں مار کر
گوشت ریزہ کو کھاتا ہے۔ قبیح الشکل اور کریہ الصوت ہے۔ اور شریر و شوخ چشم و نافرمان پیغمبر
ہے۔ اور دانہ و مردار دونوں کھاتا ہے۔ (صغریٰ) اور جو کوا صفات مذکورہ سے موصوف ہو
اس کو حدیث شریف غراب البقع سے نامزد کرتی ہے۔ (کبریٰ) پس اب بالیقین ثابت ہوا کہ یہ
دیسی متنازع فی ابقع کوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے غراب البقع کے نام سے نامزد
ہوا (نتیجہ)

فصل دوسرا عقعق کی تعریف میں

عقعق اگرچہ بعض اوصاف میں مثلاً کالا کالا رنگ و اقامت فی الاماکن وغیرہ میں یا یہ کہ اس میں بھی کچھ
سپیدی ہے۔ اور طویل الذنب ہے وغیرہ امور میں زیر بحث کوے سے مشابہ ہے۔ مگر بلحاظ علامات
ذیل کے اس سے بالکل الگ اور جدا و ممیز ہو جاتا ہے کما تحقیقہ ہیں۔ علامت پہلی مختلف
السنہ کی لغات میں جو نام عقعق کے ہیں۔ کوے کے ناموں سے جدا ہیں۔ محیط اعظم میں لکھا ہے
عقعق بفتح ہر دو عین و سکون ہر دو قاف بعربی کشک و بفارسی عکہ۔ کالنجہ۔ و بتری عقعقان

ودم آن دراز امرا صلصل نیز گویند و در اصفہان غلاجارہ - و بہندی مہوکہ نامند - و آن از طیور
مسروقہ و از کلاغ ابلق کوچکتر و خوش منظر تر - محیط اعظم جلد ۳ صفحہ ۲۱۹ - اور انیس الاطبا صفحہ ۱۸۱ میں مرقوم
عقعق - عکہ - بفارسی غلاجارہ و بہندی مہوکہ گویند - عقعق فارسی قانچہ ہندی مہوکہ الفاظ الادویہ صفحہ ۱۳۹
کالنجہ - عقعق کہ عوام شیراز قالنچہ گویند و بعضی فاختہ رنگ گویند - اصل آن آنچ است شمس اللغات جلد ۲ صفحہ ۱۶۱
کالنجہ اسم عقعق است محیط اعظم جلد ۴ صفحہ ۲۰ قالنجہ اسم ترکی طائر ایست - حروف ابجد و بجری عقعق
و صلصل نیز نام اند - و گویند کہ اسم فاختہ است - محیط اعظم جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ - اور صلصل فاختہ کو کہتے
ہیں کما فی الصراح ع ترمتی ترمتی عقعق جوہی یار (نصاب) عقعق ہندی تتوہی - قمری قلمی - اور انواع
بارک اللہ کے حاشیے پر ہے - در رد المحتار نوشتہ کہ مستحب نیست خوردن مسود و صلصل عقعق
عکہ بزرگ گویند - اور غیاث اللغات میں ہے - بزرگ نام طائر ایست - از برہان ظاہر اسم طائر ایست کہ بہندی آنرا
نیلکنٹھ گویند - حق یہ ہے کہ عقعق نہ فاختہ ہے نہ نیلکنٹھ - بلکہ اور قسم کا پرندہ ہے - مگر انہیں عبارتوں
سے معلوم ہوا کہ علمائے سلف نے بھی اسکی ماہیت میں اقوال مختلف بیان کیے ہیں لیکن کسی نے یہ نہیں کہا
کہ عقعق یہ کوا ہے - نیز اہل عرب عقعق کو غراب سے تعبیر نہیں کرتے - **علامت دوسری**
اسکے آواز کو عقعق بروزن جعفر یا قنفذ سے تعبیر کرتے ہیں - اور اسی وجہ سے وہ عقعق سے نام زد ہوا - علامہ
کمال الدین دمیری لکھتے ہیں (فائدہ) اختلفوا فی سبب تسمیتہ عقعقا فقال الجاحظ لانہ یعق فراخہ
فیترکہا بلا طعم وبہذا یظہر انہ من نوع الغربان لان جمیعہا یفعل ذالک وقیل اشتق لہ ہذا الاسم من صوتہ -
حیات الحیوان جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ - شرح نصاب صفحہ ۲۵ پر مرقوم ہے - عقعق مرغیست سیاہ و سفید کہ آواز
بلفظ عق عق می نماید و آنرا عکہ و زاغ دشتی نیز گویند - کذا فی المنتخب - اور منتخب میں ہے - عقعق مرغیست
سیاہ و سفید کہ آوازش بلفظ عق عق ماند - و آنرا عکہ و زاغ دشتی گویند - اور حیات الحیوان میں لکھا
ہے - وصوتہ العقعقۃ - اور صراح میں ہے - عقعق کعقعق بانگ - اور غیاث اللغات میں لکھا ہے
عقعق مرغ سیاہ و سفید کہ از جنس زاغ است و دمش دراز می باشد - آوازش بلفظ عق می بود -
و بجری آنرا عقعق و بفارسی عکہ و بہندی مہوکہ گویند - نزد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مکروہ نیست انتہی
علامت تیسری - عقعق کے رنگ مختلف ہیں - کسی نے اس کو بالکل سیاہ کہا - کسی نے ابلق اور
کسی نے مطلق سپید - غیاث اللغات میں صفحہ ۳۰ پر مرقوم ہے - عقعق بفتح ہر دو عین طائر ایست سیاہ و تیز
پرواز - اور مخزن المفردات صفحہ ۳۰۲ میں مرقوم ہے - ہوکہ فارسی قانچہ عربی عقعق یا عکہ ماہیت ایک
پرند جانور سیاہ رنگ برابر اور مشابہ کوے کے ہے - اور بعضے جنگلی کوا کہتے ہیں - چونکہ ہمارے ملک

لوگ اس کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس لئے فخر رسطور نے دہلی میں ایک شخص کیطرف
مہوکر کی ماہیت دریافت کرنے کیلئے خط روانہ کیا۔ جسکا جواب نامہ یہ ہے۔ مولوی صاحب السلام علیکم
کے بعد واضح ہو کہ آپنے خط تحریر کیا ہے۔ کہ مہوکر کیسا جانور ہے۔ ہم نے اسکی بہت اچھیطرح دریافت کرکے
آپکی خدمت میں اب تحریر کیا ہے۔ کہ اسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ مگر رنگت اسکی سرخی مائل ہوتی ہے اور وہ دیکھنے
اور موٹا کوے جتنا ہوتا ہی۔ مگر کوے اور اس میں یہ فرق ہی کہ اسکا رنگ سرخی نمودار ہوتا ہے۔ اور چونچ اسکی
کی چھوٹی اور موٹی ہوتی ہے۔ اور پاؤں بھی اس کے سرخ ہوتے ہیں۔ انتہی۔ اور فصل الخطاب میں بھی مرقوم
ہے۔ کہ اہل شکار کا یہ بیان ہے۔ کہ مہوکر حلیہ میں متقارب اسی غراب کی ہوتا ہے مگر رنگ سرخی آمیز
ہوتا ہے جثہ اعضاء میں بھی فرق ہوتا ہے۔ اہل شکار اسکو بے تکلف کھاتے ہیں۔ عکہ بالفتح وتشدید کاف
نوعی از کلاغ و آن ابلق بود از برہان و در سوید نوشتہ کہ مرغیست کہ آنرا عقعق نیز گویند۔ غیاث اللغات
طلہ۔ والعقعق ہو طائر طویل الذنب فیہ سواد وبیاض یقال لہ کلاغ پیسہ۔ عکہ جامع الرموز عقعق انہ فیہ قبل المحرم العقعق
ہو طائر معروف ذو سواد وبیاض طویل الذنب یقال لہ العقعق ایضاً وہو لا یحتمل الا فرخ من الغربان مجمع بحار الانوار جلد
سطر ۱۶۔ اور تبیان میں تحریر ہے۔ العقعق طائر فی حد الحمامة علی شکل الغراب لون الرخمة وجناحاه اکبر من جناح الحمامة
وہو کثیر البال [illegible] من [illegible] الاولاد انتہی۔ عکہ بالفتح [illegible] مشددہ
از جنس کلاغ کہ ابلق سیاہ و سفید [illegible] ترجمہ عقعق کی قسم ہے [illegible]
ہوتا یہ ثابت ہے کہ العقعق کے بعض افراد کا رنگ بالکل سیاہ و سرخی نمودار ہوتا ہے اور بعض کا رنگ ابلق بالکل سفید ہوتا ہے۔ اب عقعق
کی وجہ سے شبہہ کوئی ابلق [illegible] اور خوش منظر ہوتا ہے کما فی التحریر۔ عقعق ماہیت آن [illegible]
ابلق و دیگر خوش منظر [illegible] در تحفہ میں لکہا ہے عقعق از طیور [illegible]
مطبوع تر۔ علامت پانچویں۔ عقعق ہمیشہ جنگلوں اور ویرانوں میں رہتا ہے چنانچہ اہل عرب اسکو زاغ صحرائی یا کوا جنگلی
کہتے ہیں۔ کما قرمس المنتخب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ صرف جنگلوں ہی میں ہوکر ہے [illegible] بعض
فقہاء اسکی حنیفہ خاری میں شک نہیں ہے اسکے بعد حنفی [illegible] کما قال العینی فی شرح البدایة وقد قیل ان العقعق
یاکل الجیف ان کرہ اکلہ [illegible] اور ظاہر ہے کہ جو جانور انسان کی قرب جوار و ویرانہ باد میں نہیں رہتا ہے [illegible]
لوگ بھی نظر پڑتی [illegible] اسکے احوال میں کسی طرح کا شک باقی نہیں رہتا۔ فتدبر۔ علامت چھٹی۔ العقعق [illegible]
حقیقی نہیں۔ [illegible] سے مقرب ہے۔ پس جنکی [illegible] کیلئے حل [illegible] حلال
اور اس پر اسکے قتل پر جزا لازم ہے چنانچہ علامہ عینی شرح کنز میں فرماتے ہیں والمراد بالغراب الابقع الذی یاکل الجیف ویخلط
واما العقعق فانہ یاکل الحب [illegible] ولا یسمی غرابا عرفا ولا یبتدئ بالاذی [illegible]

ہی ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ والمراد بالغراب الذی یاکل الجیف ویخلطہ لانہ یبتدی بالاذی واما العقعق فغیر مستثنیٰ لانہ لایسمی
غرابا ولا یبتدی بالاذی ہدایہ عینی وغیرہ۔ **علامت ساتویں** عقعق نہایت درجہ کا خوبصورت خوش
منظر لطیف الشکل ہے۔ چنانچہ محیط اعظم اور مخزن سے علامت ۵ میں نقل کیا گیا ہے۔ دیکھ لینا۔
علامت آٹھویں عقعق کا آواز نہایت خوش اور پرتاثیر اور بافرحت و مفید و سرور ہے۔ چنانچہ عینی
شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ وقال الجوہری العقعق طائر معروف وصوتہ العقعقۃ وقال السکاکی قیل فی صوت العقعق
سرور۔ بنایہ جلد ۱ جزء ۲ صفحہ ۱۹۶ ترجمہ اور کہا ابونصر جوہری نے عقعق ایک مشہور پرندہ ہے جس کی آواز عقعقہ ہے
ہے۔ اور کہا سکاکی نے کہا گیا ہے جیسے تو نے ذکر کیا ہے کہ عقعق کی آواز میں سرور یعنی خوشی اور لذت ہے۔ **علامت نویں**
عقعق کم شعور صاحب نسیان ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ قزوینی اسکے حق میں فرماتے ہیں۔ وکثیرا ما تخفیہا وتنساہا
فقال اما ذکر کما لغیرہا من الطیور عجائب المخلوقات بہامش حیات الحیوان صفحہ ۱۲۲ ترجمہ اکثر اپنی اشیاء کو اور
بچوں کو بھول جاتا ہے۔ بس نہیں ہے اس کے لئے بچہ اور پرندوں کی طرح نیز علامہ دمیری فرماتے ہیں۔ ویقال ان العقعق
تحابی الامر نسیانہا حیات الحیوان ج ۲ صفحہ ۱۲۲ **علامت دسویں** عقعق کبوتر کی بقدر کا ایک پرندہ ہے
جو من حیث العضو والافعال دیسی کوے کا ہمشکل و مشابہ ہے۔ بدیں وجہ انواع غراب میں شمار کیا گیا ہے
کما قال العینی فی شرح البخاری ومن انواع الغربان العقعق وہو قدر الحمامۃ علی شکل الغراب وقیل سمی بذالک
لانہ یعق فراخہ فیترکہا بلا طعم وبہذا یظہر انہ نوع من الغربان والعرب تتشاءم بہ ایضا۔ عمدۃ القاری صفحہ
مطبوعہ مصر ترجمہ اور کووں کے انواع میں سے ایک عقعق ہے۔ اور وہ بقدر کبوتر کے کوے کی شکل پر ہے
اور کہا گیا ہے نام رکھا گیا ساتھ لفظ عقعق کے اس لئے کہ تحقیق وہ کھرلتے میں بچے اپنے سے پس
چھوڑ دیتا ہے ان کو بغیر طعام کے اور اسی سبب سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحقیق وہ غراب کی نوع سے ایک قسم ہے
اور عرب اس کے ساتھ بھی فال بد پکڑتے ہیں۔ ہکذا فی فتح الباری شرح البخاری اور علامہ دمیری فرماتے ہیں
والعقعق کثعلب وہی کندشا بالشین المعجمۃ وصوتہ العقعقۃ وہو طائر علی قدر الحمامۃ وہو علی شکل الغراب
وجناحاہ اکبر من جناحی الحمامۃ وہو ذو لونین ابیض واسود وطویل الذنب ویقال لہ القعقع ایضا حیات
الحیوان جلد ۲ صفحہ ۱۲۲ اور مخزن المفردات میں لکھا ہے۔ کہ عقعق ایک پرندہ سیاہ رنگ برابر اور مشابہ کوے کے
ہے۔ بخلاف دیسی کوے کے کیونکہ خود کوا ہے۔ اہل عرب و فارس و ہند سے مطلق عرف زاغ کو کہیں
تو ان کی مراد میں ہندی دیسی شہری ابقع متنازع فی کوا ہوا کرتا ہے۔ کما لایخفی علی اللبیب۔ کیا کوئی عقلمند
اس آدمی زیر بحث دیسی کوے کی بابت یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کوے کے شکل پرندہ ہے
یہ خوبصورت ہے۔ ہرگز نہیں۔ غراب ابقع کے سوا کوئی کسی نوع کو عندان کسی خوبصورت کہے

غراب الزرع یا زاغ کہتے ہیں۔ مگر مطلق غراب سے یہی کوا ابقع مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی کوا شہر وغیرہ آبادی میں ملا جلا رہتا ہے۔ اسی لئے محدثین نے روایت مطلقہ کو روایت مقیدہ بالابقع پر محمول ٹھہرایا۔ کیا اب کوئی اہل عقل حواس کر سکتا ہے کہ یہ متنازع فیہ کوا کبوتر کے قدر ایک پرندہ کو کہا جس کا خس اور شر ہے یا باقی علامات عقعق کی اس میں پائی جاتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اب علماء کرام اگر عقل و فہم و علم کو عدل و انصاف سے محلّی و مزین فرما کر علامات غراب ابقع اور عقعق کو علیٰ سبیل الترتیب والتقابل بنظر غائر و فکر عمیق ملاحظہ فرماویں تو احقاق ما ہو الحق و ازہاق ما ہو الباطل بوجہ اتم و اکمل معلوم اور ظاہر ہو جائیگا۔ ابقع اور عقعق میں رات دن زمین اور آسمان کا فرق معلوم ہو جائیگا۔ پھر آپ کی ہی زبان سے کلمہ احسنت اور جملہ تلک عشرۃ کاملۃ معرض نطق و بیان میں جلوہ گر ہوگا۔

علامات غراب ابقع — اور بالمقابل — علامات عقعق

علامات غراب ابقع

(۱) نام کی جہت سے غراب ابقع کو عربی میں غراب ابقع، غراب مطلق، غراب البین، سہل اور فارسی میں زاغ، کلاغ، کلاغ پیسہ اور ترکی میں قزعہ، چیرلان، اور سریانی میں جوبانا، اور سلیمانی میں کلارغنو اور ہندی میں کوا، کاگ کہتے ہیں۔

(۲) آواز کی جہت سے غراب ابقع کی آواز کو عربی میں غاق غاق فارسی میں کاغ کاغ اور ہندی میں کاں کاں یا کائیں کائیں سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۳) رنگ کی جہت سے غراب ابقع خاکستری رنگ اور گردن کے نیچے تھیلی علی الظہر والبطن سپیدی خاکستری رنگ مائل ہے اور باقی بالکل سیاہ ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے شہپر و چونچ اور پاؤں بھی سیاہ مطلق ہوتے ہیں۔

(۴) مقدار جسم کی جہت سے غراب ابقع باعتبار حجم کے غداف یعنی غراب اسود کبیر (ڈھوڈ سیاہ) سے چھوٹا ہوتا ہے

(۵) سکونت و رہائش کی جہت سے غراب ابقع انسانی قریہ جات میں شہروں اور بستیوں میں مکانوں کے منڈیروں پر عموماً اور علی العموم بکثرت و ہجوم رہتا ہے۔

علامات عقعق

(۱) عقعق کو عربی میں عقعق، کشک، کندشا، عند البعض صلصل، فارسی میں ککا نجہ، و عوام الناس غیر زاغ نجہ غلاجارہ، و عند البعض سبزک اور ترکی میں قشقطان کا نجہ اور سلیمانی میں کشکرو اور ہندی میں مہوکہ، مہوکا، جبڑی، تتعلی کہتے ہیں۔

(۲) عقعق کی آواز کو عقعق بر وزن جعفر یا قشقشہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس آواز کو تقریباً دن رات زیادہ متواتر کرتا رہتا ہے۔

(۳) ایضاً۔ عقعق ایک پرندہ سیاہ رنگ مگر بعض کے نزدیک رنگ اسکا سرخی مائل ہوتا ہے اور پاؤں بھی اسکے سرخ ہوتے ہیں۔ اور چونچ اس کی کوتاہ یعنی چھوٹی ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک شترمرغ کی مانند ابلق ہوتا ہے اور عند البعض سفید مطلق معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اختلاف بوجہ اختلاف افراد عقعق کے ہے۔ (۴) ایضاً۔ عقعق باعتبار جسم کے اس مشتری کی مساوی متنازع فیہ سے چھوٹا ہوتا ہے۔

(۶) ایذاء کی جہت سے۔ غراب البقع انسان کے حق میں موذی
بالطبع اور مجبول علی الایذاء ہے۔ ایذاء یہ کہ اونٹوں اور
گدھوں کی زخمی پیٹھوں پر چونچیں مارتا ہے۔ اور ان کے بچوں کو
چونچ سے کھود لیتا ہے اور لوگوں سے طعام وغیرہ چھین کر
لے جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا قتل زمانۂ احرام میں بھی واجب ہے۔
(۷) حسن و قبیح کی شکل کی جہت سے۔ غراب البقع نہایت درجے کا
قبیح الشکل۔ شنیع المنظر۔ ممقوت الہیئت بدصورت ہے۔
(۸) حسن و قبیح آواز کی جہت سے۔ غراب البقع نہایت درجے کا
کریہ الصوت اور بری آواز والا ہے۔ سامع بھی اور صاحب
بھی اسے گھر جہاں دیکھتا ہے لوگوں پر لعنتیں کرتا ہے۔
(۹) عقل و بیعقلی کی جہت سے۔ غراب البقع بڑا شوخ چشم
اور صاحب عقل و شعور ہوتا ہے۔
(۱۰) کھانے کی جہت سے۔ غراب البقع بھی عقعق کی طرح دانے اور مردار دونوں
کھاتا ہے۔ اور غداف بھی اسی طرح دانہ اور مردار دونوں
کھاتا ہے۔ اس صفت میں ابقع اور غداف دونوں عقعق
کے مشابہ ہیں مگر دوسری علامات سے عقعق سے جدا اور
متمیز ہو جاتے ہیں۔

(۵) ایضاً۔ عقعق عموماً جنگلوں اور ویرانوں میں رہتا ہے
شہروں اور آبادیوں میں نہیں آتا۔
(۶) ایضاً۔ عقعق انسان کے حق میں موذی نہیں۔
لہٰذا اس کا قتل کرنا حرام ہے مگر مرتکب پر جزا لازم ہے
(۷) ایضاً۔ عقعق نہایت درجہ کا خوبصورت و خوش شکل
ہوتا ہے۔
(۸) ایضاً۔ عقعق کی آواز میں ایک قسم کا سرور رہتا ہے جسکے
سماع سے انسان کے روح و جان میں ایک طرح کی خوشی اور
لذت پیدا ہوتی ہے۔
(۹) ایضاً۔ عقعق ایک پرندہ کم شعور اور صاحب نسیان ہوتا ہے
(۱۰) ایضاً۔ عقعق ایک پرندہ ہے جو بعض احوال
و افعال میں اس دیسی کوے کا ہمشکل ہے اور دیسی
کی طرح دانے اور مردار بھی دونوں کھاتا ہے۔ مگر
وہ خود غراب ہے۔

باب دوسرا غرابوں کی تقاسیم مختلفہ اور ان کے حکم کے بیان میں اور اسمیں دو فصلیں ہیں

فصل اول۔ واضح ہو کہ کووں کی تقسیم فقہا نے دو طرح پر کی ہے۔ اول۔ اجمالی دوسرا تفصیلی لہٰذا
اس میں دو بحثیں ہیں۔ بحث اول فقہاء اہل متون اور شروح وغیرہ نے تو امام ابو حنیفہ اور امام
ابو یوسف کی طرح کووں کو ایسے نہج و طریق پر منقسم فرمایا جس سے حل و حرمت ان کے قتل
و اکل دونوں کی پوری پوری معلوم ہو جاتی ہے۔ اور یہ تقسیم بسبیل تثنیت و مشاہدہ کے
ہے جو کووں کے انواع کے جدا جدا ذاتوں ناموں رنگوں صورتوں وغیرہ اوصاف
پر شامل ہے جسکی وجہ سے ہر ایک نوع کی تعریف اور پہچان واضح طور پر ہو جاتی ہے تم الکلام

اور شرع کے احکام مانند حل و حرمت کے شئے معین کے عین و ذات پر وارد ہوتے ہیں چنانچہ میزان
الشعرانی جز دوم صفحہ ۱۲ میں ہے وهو مبنی علی ان الاحکام تدور علی الاسامی او الذوات اور کوئی
شئے بغیر نام اور رنگ و صورت وغیرہ تعریف کے معلوم اور معین نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک شئے
معین اور معلوم نہ ہو اس پر حکم شرعی نہیں لگ سکتا کیونکہ بغیر علم کسی شئی کے اسکا حکم شرعی جان
لینا ایک امر محال ہے۔ لہذا بحث اول میں کوؤں کی تقسیم رباعی کا بیان ہوگا جس سے انکی ہر ایک نوع
بالتعیین صحیح ہو سکے۔ اور جو سفید نام ہے اور بحث ثانی میں کوؤں کی تقسیم ثلاثی کا بیان ہوگا۔ بعض
فقہا نے فرضی طور پر اس طرح بھی لکھا ہے۔ مگر یہ ایسی تقسیم ہے جس سے کوؤں کی کسی نوع کی تعیین
پہچان نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس پر حکم شرعی کا لگانا ایک امر محال ہے **بحث اول** کوؤں
کی تقسیم رباعی میں۔ اور وہ یہ ہے (۱) غراب الزرع (۲) غراب البقع (۳) غداف (۴) عقعق۔ چنانچہ شرح
مختصر الکرخی للقدوری میں موجود ہے۔ وروی بشر بن الولید عن ابی یوسف قال سألت ابا حنیفة
عن اکل الغراب فرخص فی غراب الزرع وکره الغداف وسألته عن الابقع فكره ذالك لانه یاکل الجیف
اور اسی کتاب میں ہے۔ قال ابو یوسف سألت ابا حنیفة عن العقعق فقال لا بأس فقلت انه
یاکل الجیف فقال انه یخلط بشیء آخر فحصل فی قول ابی حنیفة ان ما یخلط لا یکره اکله۔ یہاں امام ابو
یوسف اور امام ابو حنیفہ کے سوال و جواب سے جیسا کہ غرابوں کا حکم شرعی ثابت ہوتا ہے۔
چنانچہ امام ابو حنیفہ نے غراب الزرع کو حلال اور البقع و غداف کو حرام اور عقعق کو مباح فرمایا ہے
ویسا ہی ان کی تقسیم رباعی اور انکے نام ہونے سے کوؤں کے ہر ایک نوع کی تعیین بھی ثابت ہوتی
ہے۔ لہذا تمام معتبر کتب فقہ و حدیث میں غراب کے ہر نوع کی تعیین باسم الخاص موجود ہے
اب غراب کے ہر ایک نوع کا حکم شرعی حل و حرمت قتل و اکل کا معہ تعیین اور نام اس نوع کے
لکھا جاتا ہے۔ واضح ہے کہ غراب البقع اور عقعق کی تعریف اور تفسیر معہ انکے حکم کے پہلے باب میں
گذر چکی ہے۔ نیز غراب البقع کا حکم اس کے باب کے فصل ثانی میں مستقل طور پر بالتفصیل اور بادلائل
آئیگا۔ مگر یہاں بھی کسی قدر بیان ہو جائیگا۔ باقی ہے غراب الزرع اور غداف ان کا حکم یہ ہے
(۱) غراب الزرع یا زاغ یہ ایک چھوٹا سا سیاہ کوا ہے۔ اور کبھی اسکی چونچ اور پاؤں پر سرخی بھی
نمودار ہوتی ہے جیسا قہستانی اور شامی نے لکھا ہے۔ وحل غراب الزرع وهو غراب اسود
صغیر یقال له الزاغ وقد یكون محمر المنقار والرجلين كذا فی شرح الیاس وغیرہ فارسی میں اسکو
زاغ کشت ہندی میں کھیتی کا کوا کہتے ہیں۔ یہ اکثر سرد ملکوں میں رہتا ہے مگر جاڑے کے بعض

دنوں میں کابل کیطرف سے جماعت کثیر اور جم غفیر بکر ملک پنجاب اور ہندوستان میں آتے ہیں۔ جنکو ہمارے
لوگ کابلی کوے کہتے ہیں۔ غراب الزرع صرف میوہ دانہ پاک چیز ہی کھاتا ہے۔ مردار و نجاست
نہیں کھاتا اور انسان کو بھی نہیں ستاتا (حکم) غراب الزرع چاروں مذہب میں حلال ہے
اور اسکا قتل کرنا ناجائز ہے سالمہ مذاہب اربع اسکے قاتل پر جزا لازم فرماتے ہیں۔ کتب فقہ و شروح
احادیث میں۔ وحل غراب الزرع یا لا باس بغراب الزرع یا و یقال لہ الزاغ وافتوا بجواز اکلہ بعینہ
یا بمضمونہ موجود ہے۔ نیل الاوطار اور فتح الباری میں ہے کہ علماء نے اجماع اور اتفاق کیا ہے
کہ غراب الزرع حکم قتل سے خارج ہے۔ نیز حدیث ابی داؤد کی یرمی الغراب ولا یقتلہ اسی غراب الزرع
پر محمول ہے۔ (۲) دوسرا غداف ہے۔ اسکو عربی میں غراب القیظ اور غراب اسود کبیر بھی کہتے ہیں
ترکی میں قرقون۔ فارسی میں زاغ کرہ یا زاغ و کلاغ سیاہ رنگ اردو میں سیاہ جنگلی بڑا کوا اور پہاڑی
کوا پنجابی میں ڈھوڈر سیاہ کہتے ہیں۔ یہ کوا بالکل سیاہ ہوتا ہے۔ اور بستیوں میں کم آتا ہے
اور سب قسم کے کووں سے بڑا ہوتا ہے۔ اکثر غذا اسکی مردار و نجاست ہے۔ مگر دانے اور روٹی
کے ٹکڑے بھی اگر مل جائیں تو کھا لیتا ہے۔ کسانوں کے دسترخوان سے طعام۔ مکی کے خوشے یعنی
چھلیاں۔ باجرے کے سٹے توڑ کر لے جاتا ہے۔ ان باتوں کا بارہا مشاہدہ ہوا ہے جسکو انکار ہو
دیکھکر اطمینان کرے۔ (حکم) یہ کوا بھی حرمت اکل اور جواز قتل میں ابقع کی مانند ہے۔ کما قرر
من العینی والفتح وسیاق انشاء اللہ تعالیٰ مگر بعض علماء نے چنانچہ ملا مسکین اور صاحب درمختار نے
بدیں وجہ کہ یہ کوا دانے اور مردار دونوں کھا لیتا ہے۔ اسکو عقعق سمجھ لیا۔ چنانچہ شامی کی عبارت
ذیل سے مستفاد ہوتا ہے۔ قولہ (قاموس) نص عبارۃ الغداف کغراب غراب القیظ والنسر
الکثیر الریش جمعہ غدفان وقال مسکین انہ العقعق ولما کان الاصح فی العقعق انہ لا باس باکلہ
اقتصر الشارح علی معنی الثانی فافہم نعم اقتصر الاتقانی علی الاول فقال وکذا الغداف لا یوکل وھو غراب القیظ
الکبیر من الغربان وافی الجناحین آہ ولیفیدان العقعق غیرہ کما یعلم مما سنذکرہ تامل والقیظ الحر
سمی بہ لانہ یجی فی زمن الحر یعنے جب اتقانی نے غداف کو از قبیل ما لا یحل من الحیوان بیان
کیا۔ اور صاحب قاموس نے غداف کے دو معنے بیان کئے۔ (۱) غراب القیظ (۲) نسر۔ پھر یہ جو
کہ غراب القیظ دانے اور مردار دونوں کھا لیتا ہے۔ ملا مسکین نے اسکو عقعق سمجھ لیا۔ کیونکہ وہ بھی
خالط ہے۔ اور چونکہ عقعق کے کھانے میں علی الاصح لا باس ہے۔ اس لئے صاحب درمختار نے قاموس
کے معنے ثانی پر ہی اقتصار کیا۔ ہاں اتقانی نے معنے اول پر اکتفا کرکے اسکو ابقع کی طرح

غداف بھی نکالا جائے اور وہ غراب القیظ ہے۔ جو اور کووں سے بڑا اور تمام شہروں والا ہی ہو
اور اتقانی کی عبارت یہ فائدہ دیتی ہے۔ کہ عقعق غراب القیظ نہیں۔ بلکہ اسکا غیر ہے۔ یہاں
فاضل شامی نے اتقانی کے قول کو مرجح قرار دیکر فرمایا کہ عقعق غراب القیظ کا غیر ہے اور غراب القیظ
کو اگرچہ خالط ہے لیکن بر صحیح قول اتقانی عند الامام اسکو حرام ہی فرمایا۔ اور اسکے خالط ہونیکی وجہ سے
حلال نہ فرمایا اسلئے کہ اسکی حرمت پر نص وارد ہو چکی ہے۔ یہاں خلط کا قیاسی قاعدہ صادق
نہیں آتا۔ فتدبر۔ (۳) غراب البقع ہے۔ مراد ابقع سے یہی دیسی کوا ہے جسکی گردن کے بال نسبت
پروں کے سپید ہوتے ہیں کھانا اسکا حرام ہے۔ کما فی احسن المسائل صفحہ ۳۴۶ سطر ۱۰ اسکی تحقیق
پہلے باب میں گذر چکی ہے۔ باتفاق ائمہ مذاہب اربعہ کھانا اسکا حرام اور قتل اسکا جائز ہے
شرح مختصر الکرخی للقدوری میں البقع کی حرمت پر عند قول الامام دو دفاعے مرقوم ہیں (۱)
نقلی۔ (۲) عقلی کما قال۔ والاصل فی تحریم الغراب الابقع والغداف ما روی ہشام ابن عروۃ
عن ابیہ انہ سئل عن اکل الغراب فقال من اکلہ بعد ما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا
ولان غالب اکلہا الجیف اور حنید ابن حنبل الحنفی توفیق العنایہ شرح مختصر الوقایہ کی کتاب الذبائح
میں تحریر فرماتے ہیں۔ وصورۃ المسئلۃ لا یحل الابقع الذی یاکل الجیف والغداف ترکیۃ قرقون
لانہ من الخبائث ولان علامۃ ماکولۃ جیف وللاکثر حکم الکل اور مظاہر حق میں مرقوم ہے اور
مراد کوے سے کوا سیاہ و سفید ہے۔ جو اکثر مردار و نجاست کھاتا ہے انتہی الفاظہ ولان غالب اکلہا
الجیف اور ولان علامۃ ماکولۃ جیف وللاکثر حکم الکل اور اکثر مردار و نجاست کھاتا ہے۔
البقع اور غداف کا خالط ہونا بھی ثابت ہو گیا ہے۔ اور علامہ دمیری شافعی لکھتے ہیں والحکم
یحرم اکل الغراب الفاسق واما الاسود الکبیر وہو الجبلی فہو حرام ایضا علی الاصح۔ وبہ قطع جماعۃ الخ
حیاۃ الحیوان صفحہ ۱۴۷ سطر ۲۷ مگر علامہ دمیری کا قول۔ وقال ابو حنیفۃ الغربان کلہا حلال۔ بوجہ
مخالفت کتب حنفیہ کے ساقط عن الاعتبار ہے کیونکہ تمام کتب فقہ حنفیہ میں تحریر ہے
کہ البقع اور غداف حرام ہیں۔ اور باقی تین مذاہب شافعی مالکی وحنبلی بھی غراب البقع اور غداف
کی حرمت اکل اور حلت قتل پر مذہب حنفی کے ساتھ متفق ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الالباب
لعلکم تفلحون۔ (۴) عقعق جسکے علامات باب اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ در حکم حنفیوں
کے نزدیک حلت و حرمت میں مختلف فیہ ہے۔ مگر اصح قول پر حلال ہے۔ شرح مختصر الکرخی
میں ہے۔ قال ابو یوسف سئلت ابا حنیفۃ عن العقعق فقال لا باس بہ فقلت انہ یاکل الجیف

فقال انہ یخلط بشی آخر۔ فیصل فی قول ابی حنیفہؒ انما یخلط لا یکرہ اکلہ۔ اور ہدایہ میں ہے قال
ابوحنیفہؒ لا باس باکل العقعق لانہ یخلط فاشبہ الدجاجۃ وعن ابی یوسف انہ یکرہ لان غالب اکلہ
الجیف اسی طرح باقی کتب فقہ میں بھی مرقوم ہے۔ مگر شیخ الاسلام اسبیجابی نے شرح کافی
میں عقعق باکل الجیف کو مکروہ تحریماً فرمایا چنانچہ بدرالدین العینی شرح ہدایہ میں تحریر فرماتے ہیں
وقد قیل ان العقعق یاکل الجیف وان الاصح کرہ اکلہ عینی جز ۴ ص ۱۵۔ عقعق اگرچہ حلال ہے۔ مگر
اسکا کھانا ترک اولیٰ ہے۔ کما نقلہ الشامی عن غرر الافکار اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے
اور شافعیہ اور امام احمدؒ کے نزدیک اصح حرام ہے۔ چنانچہ علامہ دمیریؒ لکھتے ہیں۔ والحکم انہ
حلال وجہان احدہما یوکل کغراب الزرع والثانی یحرم وہو الاصح فی الروضۃ تبعاً للبغوی والبوشنجی
وسئل الامام احمد عنہ فقال ان لم یاکل الجیف فلا باس بہ وقال بعض اصحابہ انہ یاکلہا فیکون علیٰ قولہ
محرماً حیوٰۃ الحیوان ج ۲ ص ۱۲۳ اور علامہ زیلعی لکھتے ہیں۔ واما العقعق فلا یحل قتلہ للمحرم وان قتلہ
فعلیہ الجزاء لانہ لا یسمی غراباً عرفاً ولا یبتدی بالاذی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق یعنی
عقعق کا قتل کرنا جائز نہیں اگر محرم نے اسکو قتل کیا۔ تو اس پر جزا لازم ہوگی۔ اس لئے کہ
وہ عرب میں عرفاً غراب نامزد ہوتا ہے۔ اور نہ وہ بالطبع موذی ہے۔ بقیہ اکثر اماموں
کے نزدیک بھی اسکا قتل کرنا جائز نہیں۔ **بحث دوسری کوؤں کی تقسیم غلاقی میں۔** واضح
ہو کہ ہمارے بعض معاصر علماء نے باتباع منطوق بعض فقہائے سلف کے کوؤں کے تقسیم
کرنے میں ایسا طریق اختیار کیا جسمیں کوؤں کی انواع متعینہ کی کسی نوع کو حل وحرمت
قتل اور اکل کے ساتھ معین اور مختص نہیں کیا بلکہ انکے انواع اربعہ غراب الزرع۔ غداف۔
ابقع۔ عقعق الذین سے ہر ایک نوع کو لحاظ غذا تین طرح پر بطریق فرض تقسیم کیا۔ (۱) صرف دانہ خوار جو
مردار نہیں کھاتا۔ اسکا نام زاغ رکھا۔ خواہ ابقع یا غداف یا عقعق ہی ہو۔ (۲) صرف آکل الجیف جو دانہ
وغیرہ کچھ نہیں کھاتا۔ اسکا نام ابقع فرض کیا خواہ وہ غداف یا زاغ یا عقعق ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) جو دانہ اور
مردار دونوں کھاتا ہے۔ اسکا نام عقعق مقرر کیا خواہ ابقع یا غداف یا زاغ ہی کیوں نہ ہو۔ اس قسم
کی تقسیم کرنے کی وجہ سے بالخصوص کسی نوع کو انواع مذکورہ میں سے نہ صرف حلال کہا جائے نہ حرام نہ مختلف
اور اسی طرح جب محرم اسکو قتل کر ڈالے تو معلوم نہ ہو سکے کہ محرم قاتل پر جزا لازم ہے یا نہیں
پھر یہ تاملات جسکی وجہ سے کوؤں کی کسی نوع کو انواع اربعہ میں سے نہ حلال کہا جا سکے نہ حرام
نہ مختلف فیہ بلکہ انکی ہر ایک نوع حلت وحرمت واختلاف کے درمیان مشکوک مشتبہ ہے

اس قاعدہ کے مجموعہ کا نام فصل الخطاب رکھا ہے۔ بعد ازاں اسی قاعدہ مشککہ احتمالیہ کے لحاظ سے اس دیسی کوے ابقع
کو مطلق حلال قرار دیکر اپنے قاعدہ کو توڑ ڈالا۔ اور اپنے اصل سے مخالفت کی۔ ناظرین۔ انکی عبارات
ذیل فصل الخطاب سے انظر غور فرماویں۔ ۔ قال بالغرض۔ بعض مسائل فقہ تنازعہ کو ذکر دیتا ہوں کہ کوے کی دو قسمیں مشہور ہیں
یعنے اسود۔ و غداف اور ابقع جو عام کتب فقہیہ میں موجود اور مذکور ہیں۔ اور فی الاصل کوئی قسم بھی حلت و حرمت کے ساتھ
مخصوص نہیں بلکہ حسب مفروضہ سابق بلحاظ غذا وہی تین قسمیں حلال اور حرام بالاتفاق یا مختلف فیہ جیسے غراب اسود و غداف میں
جاری رہی ہیں۔ بعینہ غراب ابقع میں بھی مسلم ہیں۔ قال فی العنایۃ واما الغراب الابقع والاسود فہو انواع ثلثۃ نوع یلتقط
الحب ولا یاکل الجیف ولیس بمکروہ ونوع لا یاکل الا الجیف وہو الذی سماہ المصنف الابقع الذی یاکل الجیف وانہ مکروہ ونوع
یخلط فیاکل الحب تارۃ والجیف اخری ولم یذکرہ فی الکتاب وہو غیر مکروہ عند ابی حنیفۃ ومکروہ عند ابی یوسف انتہی شامی
وغیرہ میں مذکور ہے۔ وحل غراب الزرع وہو غراب اسود صغیر یقال لہ الزاغ وقد یکون محمر المنقار والرجلین قال القہستانی
وارید بہ غراب لم یاکل الا الحب سواء کان ابقع او اسود او زاغا وتمامہ فی الذخیرۃ انتہی۔ اس عبارت سے صاف
ظاہر ہے کہ ہر سہ اقسام مذکورہ اسود ابقع سب میں پائے جاتے ہیں۔ اور مدار حلت و حرمت ہر ایک قسم میں غذا ہے
الوان و اشکال کو اس حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں۔ بلکہ ہر لون اور ہر ایک شکل کے کوّے میں بوجہ اختلاف غذا حلال
حرام مختلف فیہ تینوں قسمیں جاری ہیں جب یہ دونوں باتیں ذہن نشین ہو چکیں کہ مدار حلت و حرمت اس مسئلہ
میں صرف غذا ہے کسی خاص شکل یا لون یا صورت کو حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں۔ اور مردار خوار اور دانہ کھانے
والی اور دونوں اختلاط کرنیوالی اسود اور ابقع ہر ایک نوع میں پائے جاتے ہیں۔ کسی کے ساتھ مخصوص نہیں تو اب یہ بات
خوب واضح ہو گئی۔ کہ کوا جو ہماری دیار میں موجود ہے۔ چونکہ دونوں چیزیں کھاتا ہے۔ اس لئے بلا تردد امام ابو حنیفہ کے
کے مذہب میں بلا کراہت حلال ہے۔ اور بعد فصل الخطاب ہمکو اس امر کی بھی حاجت نہ رہی کہ بوجہ اختلاف الوان
و اشکال و اصوات جو کوؤں کی چند نام اور اقسام عرف میں مشہور ہیں۔ ان اقسام میں کسی خاص قسم میں اسکا داخل
ہونا بتلاویں اور اسکا کوئی نام خاص معین کریں۔ بلکہ ہم عام اجازت دیتے ہیں کہ جسکا جی چاہے۔ اس کوے کو موسوم
کر کے ابقع میں داخل کر لیوے جسکا جی چاہے اسود کہدے علی ہذا القیاس جو چاہے عقعق کہے۔ اور جسکا دل چاہے
عقعق ہونیکا انکار کر دے۔ انتہی مختصراً (۲) پس اب ہمیں اقسام غراب کے ناموں اور حلیوں کی تفصیل
اور ان اقسام کی تعیین مصادیق کی بلا طائل تطویل کی کچھ حاجت نہ رہی۔ کیونکہ مدار حلت و حرمت نہ نام پر ہے
نہ صورت پر بلکہ فقط نجاست خوری یا نہ ہونا ہے۔ پس اگر بالفرض والتقدیر کوئی زردست ابقع کو مطلق نجاست
نہ کھانے چنانچہ کوئی شخص پنجرہ میں اوسے پالے اور دانہ اناج ہی کھلائے۔ نجاست نہ کھانے دے تو وہ حلال ہے
اور صنف غراب الزرع یا عقعق کا اور اگر بالکل نجاست ہی کھانے لگ جائے اور دانہ وغیرہ کچھ نہ کھائے۔ تو حرام

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہوگا چنانچہ عینی کی عبارت ذیل سے واضح ہے جو شیخ الطاب نے شرح مختصر وقایہ میں
اس کی قول ولا الابقع الذی یاکل الجیف کی تحت میں نقل کی ہیں (اسکا ترجمہ ہے۔ وفی المبطان الغراب الابقع و
الاسود والزاغ ثلثۃ انواع نوع یاکل الحب لا الجیف وہو غیر مکروہ ونوع لا یاکل الا الجیف وانہ مکروہ ونوع آخر
یخلط الحب بالجیف وہو غیر مکروہ عند ابی حنیفۃ مکروہ عند ابی یوسفؒ ووصف الابقع بما ذکر للتقیید لا للتجرید (۱۱) شافی
الی علۃ الحرمۃ انتہی وقال الشیخ ابو المکارم او صاحب عنایہ اور کفایہ اور قہستانی وغیرہ نے وغیرہ سے اسکے
قریب قریب مضمون نقل کیا ہے۔ انتہی۔ ہم اولاً ان عبارت کے ماحصل اور خلاصہ نقل کرتے ہیں تاکہ
وضاحت ہو بعد ازاں ان مضامین پر تنقید و تردید کیجائیگی اور جمع و ترجیح کے دلائل بیان کئے جائینگے۔
فصل الخطاب کی عبارۃ مرقومہ بالا کے مطالب و مضامین یہ ہیں (۱) کوؤں کے انواع اربعہ۔ ابقع۔ اسود۔
(غدافت) زاغ یعنی غراب الزرع۔ عقعق۔ انہیں سے کوئی بھی دراصل حلال ہے نہ حرام نہ مختلف فیہ بلکہ غذا کی
جہت سے اسود یعنی غدافت کی تین قسمیں ہیں۔ بعض افراد اسکے صرف دانہ خوار ہیں۔ جو جیفہ نہیں کھاتے۔
بعض صرف مردار خوار جو دانہ اور پاک شے نہیں کھاتے۔ بعض دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتے ہیں
ویسے ہی زاغ اور ابقع اور عقعق کی بھی اسی لحاظ سے تین تین قسمیں ہیں۔ اس لحاظ سے سب کوے بارہ قسم
پر منقسم ہوتے ہیں (۲) کوؤں کے انواع اربعہ۔ ابقع۔ اسود (غدافت)۔ زاغ عقعق۔ ہر ایک چونکہ
اپنی اپنی جگہ تین تین قسم پر منقسم ہے۔ پس لامحالہ محض بلحاظ افراد ہر ایک نوع کی یہ تقسیم غلط قرار
ہوگی یعنی غراب الابقع باختلاف جو باعتبار نام۔ وجود۔ رنگ۔ آواز۔ وغیرہم اوصاف کی اگرچہ یہ
ایک ہی نوع ہی مگر اس وجہ سے کہ بعض افراد ان کی صرف دانہ خور ہیں۔ مردار کبھی نہیں کھاتے
وہ باسم زاغ مسمی ہیں۔ اور وہ بالاتفاق حلال ہیں۔ اور جو بعض افراد انکی صرف جیفہ خوار ہیں۔ سوائے
مردار اور کچھ نہیں کھاتے۔ اور ان کا نام ابقع ہے۔ وہ بالاتفاق حرام ہیں۔ اور جو بعض افراد ان کی
خالط الحب والجیف ہیں۔ انکا نام عقعق رکھا جاتا ہے۔ وہ مختلف فیہ ہیں۔ امام صاحبؒ کے نزدیک حلال
.... اور امام ابو یوسف کے نزدیک تحریماً مکروہ ہیں۔ پس مطلقاً کسی غراب کی نوع کو
نہ حلال کہا جائیگا نہ حرام نہ مختلف فیہ (۳) یہ کہ مدار حلت و حرمت کوؤں کی صرف غذا پر ہے
یعنی کلیۃً نجاست خوار ہونے نہ ہونے پر ہی کسی خاص شکل یا لون یا صورت کو حلت و حرمت میں
کوئی دخل نہیں۔ اور نہ نام و صورت حلت و حرمت کا مدار ہے (۴) اگر بالفرض والتقدیر کوئی نوع
صنف الابقع کا (بشرطیکہ وہی غالب ہو) مطلقاً نجاست نہ کھائے چنانچہ کوئی شخص پنجرہ میں
اسی پالے اور دانہ اناج ہی کھلائے۔ تو وہ حلال ہوگا۔ اور صنف غراب الزرع یا عقعق کا کوئی

تو اگر بالکل نجاست ہی کھانے لگ جائے۔ اور دانہ وغیرہ کچھ نہ کھائے۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک حرام ہوگا۔ چنانچہ محیط کی عبارۃ ذیل سے جو شیخ ابو المکارم نے شرح مختصر وقایہ میں ماکول
و ہذا بقیع الذی یاکل الجیف کی تحت میں نقل کی ہی ظاہر ہے۔ (۱۵) تو اب یہ بات خوب واضح ہوگئی۔ کہ
یہ کوا جو ہمارے دیار میں موجود ہے۔ چونکہ دونوں چیزیں کھاتا ہے۔ اسکی خالط ہونے میں کسی کو شک
نہیں۔ اسلئے بلا تردد امام ابو حنیفہ کے مذہب میں بلا کراہت حلال ہے۔ اور یہی مطلوب ہے (۱۶) اور
بروئے انصاف ہمکو اس امر کی بھی حاجت نہیں۔ کہ باوجود اختلاف الوان واشکال واصوات جو
کوؤں کے چند نام اور اقسام جو عرف میں مشہور ہیں۔ ان اقسام میں سے کسی خاص قسم میں اسکا داخل
ہونا بتلائیں اور اسکا کوئی نام خاص معین کریں (۱۷) بلکہ ہم عام اجازت دیتے ہیں۔ کہ جسکا جی چاہے
اس کوے موجودہ کو ابقع میں داخل کرلیوے جسکا جی چاہے۔ مسود کہدے۔ علیٰ ہذا القیاس
جو چاہے۔ عقعق کہے۔ اور جس کا دل چاہے۔ اس کے عقعق ہونیکا انکار کرے۔

تردید تقریر بالا بطریق غیر محقق (۱) یہ تقریر محض غلط ہے۔ کیونکہ کوؤں میں سے ابقع اور غداف کو
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً حرام فرمایا۔ اور زاغ یعنی غراب الزرع کو مطلقاً حلال اور عقعق میں
اگرچہ امام ابو یوسف نے خلاف کیا۔ مگر امام اعظمؒ نے مطلقاً لا باس بہ فرمایا۔ کما مر عن شرح مختصر الوقایہ
مرویاً عن بشر بن الولید عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور غیر ابقع روایت
واسناد ثابت نہیں ہوا۔ کہ امام ممدوح نے ابقع اور غداف۔ زاغ و عقعق غراب اربعہ میں سے ہر
ایک نوع کو من حیث الاکل الغذا تین طرح پر تقسیم فرما کر فرمایا اور تین قسمیں بتائی ہوں۔ (۲)
انواع اربعہ مذکورہ میں سے ہر ایک نوع کی بعض افراد کو صرف دانہ خوار بعض کو صرف مردار خور
کر اول کو بالاتفاق حلال ثانی کو بالاتفاق حرام ثالث کو لا باس بہ کہنا کسی کتاب میں بطریق روایت
امام صاحب سے مروی نہیں۔ بلکہ ان کی روایت کے مخالف ہے۔ اس قاعدہ کو امام ممدوح کی طرف
نسبت کرنا بھی عقل و نقل کے مخالف ہے۔ کیونکہ اول تو کوے کی کوئی قسم بعض بنفسہ خارج میں
موجود نہیں۔ دوم یہ کہ مثلاً ابقع من حیث الاسم والجسم انواع اربعہ میں سے ایک نوع ہوا اور پھر
اپنی جگہ تین قسم پر منقسم ہوا تو خواہ مخواہ بلحاظ افراد تین قسم پر ہوگا۔ یعنی بعض افراد ابقع کے صرف دانہ
خوار اور بعض افراد اس کے محض مردار خوار اور بعض افراد اس کے خالط بینہما ثابت ہونگے۔ اور
کوے بھی چونکہ اور پرندوں کی طرح جنگل میں اڑتے پھرتے ہیں۔ کسی کی قید میں نہیں۔ اور نہ کوئی شخص
ہر وقت انکی خورش کو دیکھتا رہتا ہے۔ کہ معلوم ہو کہ ابقع یا غداف کا فلاں فرد دانہ خور فرد مردار خوار

سے ہے۔ اور فلاں۔۔۔ فرد صرف دانہ کھاتا ہے۔ اور فلاں فرد مخلوط الغذا ہے۔ اس لئے ان کا پہچاننا
محال ہو گیا ہے۔ پھر کس طرح معلوم ہوگا۔ کہ ابقع یا غداف کا یہ فرد حلال ہے۔ اور یہ حرام۔
اور یہ مختلف فیہ۔ اسی طرح انکے قتل سے محرم قاتل پر جزا کا لزوم و عدم لزوم کس طرح معلوم ہو سکے گا۔
اب آپ اپنے اس قاعدے کے مطابق فرض کرلیں۔ کہ یہ دیسی متنازع فیہ کوا ابقع ہے پس
اس تقسیم کے رو سے بالضرورۃ یہ ثابت ہوگا۔ کہ اس کوے کے بعض افراد صرف دانہ خور ہیں
وہ بالاتفاق حلال ہیں۔ اور باجماع ائمہ قتل کرنا انکا حرام ہے۔ کیونکہ اب وہ غراب الزرع مقرر
اور ملقب زاغ سے ہونگے۔ اور بعض افراد اسکے صرف مردار خوار ہیں۔ اور وہ بالاتفاق محرم الاکل
اور مباح القتل ہونگے۔ اور بعض افراد اسکے دانہ اور مردار دونوں کھاتے ہیں۔ وہ قتل اور اکل میں
مختلف فیہ ہیں۔ اسوقت آپ فتویٰ کس طرح دینگے۔ کہ فلانے دیوار پر جو کوا بیٹھا نظر آرہا ہے وہ
حلال ہے۔ اور اسکا قتل کرنا حرام ہے۔ اور فلانے درخت پر جو اڑ رہا ہے۔ وہ حرام ہے اور
قتل اسکا مباح۔ اور فلانے شجر پر جو کائیں کائیں کر رہا ہے۔ وہ اکل اور قتل میں مختلف فیہ۔ کیونکہ
یہ تمام کے تمام اپنے اوصاف میں متحد الکیفیت ہیں۔ یعنے جو اوصاف ایک میں پائے جاتے
ہیں۔ وہ ہی سب میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ کل آپس میں ہم جنس ہیں۔ اور جنس کے تمام افراد
کا ایک ہی حکم ہوا کرتا ہے۔ کما قال العلامۃ العینی فی شرح الہدایۃ۔ فاذا ترتب الحکم علی
جنس سحبت علی جمیع افرادہ۔ بنایہ ج ۴ صفحہ ۱۵۲۔ پس اول تو وہ بلحاظ جنسیت متحد
فی الحکم ہیں۔ اور اگر اختلاف ہی مانا جائے۔ تاہم حکم کے لئے انکا پہچاننا اور ایکدوسرے سے تمیز کرنا بھی ضروری
ہے۔ مثلاً اگر ذابح نے اس کوے کا کوئی فرد ذبح کر ڈالا۔ اسیطرح محرم نے قتل کردیا۔ پھر یہ دونوں
آپکے پاس فتوے لینے آئے۔ اس صورت میں آپ فتویٰ کس طرح دیجئے۔ یہ کوا تو آپ کے قاعدے
کے رو سے اکلاً و قتلاً حلت و حرمت۔ اختلاف ہر سہ امور کا احتمال رکھتا ہے۔ اب اس خطاب
کالخطب الکریہہ میں آپ کس طرح فصل کرینگے۔ اور چونکہ فصل الخطاب میں بھی میری اس تقریر
کی صداقت پر عبارت ذیل ایک شاہد موجود ہے۔ اور غراب بوجہ عدم تمیز قسم حلال از غیر حلال
یا بوجہ ضرورۃ ترک کیا جاوے۔ فصل الخطاب صفحہ ۲۰ پس معلوم ہوا کہ آپ نے اس اشکال کو پہلے ہی
سے تسلیم کیا ہوا ہے۔ ناظرین۔ جب قاعدہ نے پورا پورا تذبذب میں ڈالدیا۔ اور بالکل
گڑبڑ مچا دی اس لئے مستخرجین اپنے قاعدہ اور اصل سے منحرف ہو کر اس موجودہ دیسی کوے
کو صرف مخلوط الغذا ٹھہرا کر عند الامام حلال اور عند ابی یوسف مکروہ قرار دیا ہے۔ اصل

اور فرع میں کتنا بڑا خلاف ہے۔ پس جو شخص اپنے قانون سے عند الحکم خود ہی مخالفت کر رہا ہو
بھلا اس کی بات پر کوئی دوسرا یقین کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مستحلین جب آپ کے قاعدہ مخترعہ
پر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کوؤں کی نوع اربعہ میں سے ہر ایک نوع کے بعض افراد پہلے صرف دانہ خور تھے پھر
کچھ مدت تک دانہ و مردار دونوں کھاتے رہے۔ پھر کچھ دنوں سے صرف مردار کھانے لگ جائیں ایسا ہی خالط
اور صرف مردار خوار کا حال قیاس کریں۔ تو آپ کے نزدیک ان کی تبدیل غذا کی وجہ سے انکے نام
کو بھی بدلنا پڑیگا۔ مثلاً کوّے متنازع فیہ ابقع کی بعض افراد جب کچھ مدت تک دانہ کھاتے رہیں۔ تو
آپ انکا نام زاغ اور غراب الزرع رکھیں گے اور جب وہی افراد خورش میں خلط کرنے لگیں
تو انہیں کے عوض انکا نام آپ عقعق اور عکہ رکھیں گے پھر وہ افراد صرف مردار کھانے لگیں۔ تو آپ انہیں
کو ابقع اور غداف کہینگے۔ پس عند الذبح اور عند القتل کس طرح پہچانینگے۔ کہ موجودہ کوے اس وقت
میں زاغ ہیں یا عقعق یا ابقع یا غداف آپ پر تو فرض تھا۔ کہ پہلے ان کی تمیز کر دیتے پھر
ان کی حلت و حرمت کا حکم دیتے۔ پھر آپ نے اس کوّے کے تمام افراد کو بلا تمیز حلال کیوں
کہا نیز واضح ہو کہ شرع کے حکم مانند حل و حرمت کے اس غرض سے ہیں۔ کہ اہل ایمان حلال سے نفع
اٹھا سکیں۔ اور حرام سے بچیں۔ نہ یہ کہ حلال و حرام کی پہچان سے عاری ہو کر گمراہ ہوں۔ ائمہ دین
کا بھی یہی مقصود تھا۔ کہ جو احکام شرع کے عوام امت پر مجمل ہیں۔ انکی تفصیل کیجائے۔ اسی لئے
ائمہ اربعہ نے اپنے مذاہب کی تدوین کی نہ یہ کہ پہلے سے بھی گڑبڑ مچا دی۔ غرض اس روایت
غیر مروی اور قاعدہ لا اصل لہا کا مجموعہ سراسر تشکک اور تردد محض ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرنا
سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ بجز اسکے کہ غیر مقلدین کو ہمارے امام صاحب کے صاف اور بے عیب مذہب
میں خوردہ بینی اور عیب چینی کا موقع ملے۔ اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ (۳) اولاً کوے کی
کوئی قسم جو صرف مردار خوار ہو جہان میں موجود نہیں۔ اگر آپ کو معلوم ہے۔ تو اسکا پتہ بتا دیں
ابقع اور غداف کی دانہ اور مردار دونوں کھاتے ہیں۔ مگر اکثر خورش انکی مردار ہے۔ دوسرا یہ
کہ جاہل بھی جانتے ہیں کہ کسی شئے کو حلال یا حرام کر نیوالا اسکا نام یا رنگ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ دلیل
شرعی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن و حدیث۔ اجماع۔ قیاس۔ غراب ابقع کو جو رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے مباح القتل فرمایا ہے۔ تو کیا اسکے قتل کے جواز کی دلیل اسکا نام یا رنگ ہے جو
لفظ ابقع سے سمجھا جاتا ہے۔ یا کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان۔ امام اعظم اور اصحاب متون و شروح نے
جو کوّوں کے اقسام کو ابقع یا اسود۔ و غداف کہکر حرام فرمایا۔ اور غراب الزرع یا عقعق کہکر

حلت کا حکم دیا۔ تو کیا۔ انکا یہ مطلب تھا کہ کوؤں کا ابقع یا سیاہ ہونا یا ابقع اور غداف سے مسمی
ہونا انکی حرمت کی دلیل ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کی حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے جسکو شیخ
مختصر الکرخی اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ایسا ہی زاغ اور عقعق کی حلت کی دلیل نام یا رنگ
نہیں۔ بلکہ غراب الزرع میں تو دلیل حلت کی وجدان باحتہ اصلیہ اور عدم ورود نص حرمت ہے اور
عقعق میں باوجود دلیل مذکور کے قیاس مجتہد بھی شامل ہے جو حرمت مظنونہ کا رافع ہے انواع
غربان کو مع الاسماء والالوان۔ عند الحلۃ والحرمۃ بیان کرنے میں امام ممدوح اور فقہا کا صرف یہی مطلب
تھا کہ بعد تفسیر ہر ایک نوع غراب پر حلتہ یا حرمتہ یا اختلاف کا حکم دیا جاوے۔ تاکہ مفتیان شرع
پر عند الافتا بوجہ عدم تمیز انواع غربان کے دقت و اشکال عاید نہ ہو۔ آپ کا یہ فقرہ کہ نام و صورت
حلت و حرمت کا مدار ہے محض دھوکا دہی پر مبنی ہے (۴) اگر غراب ذو مخلب نہ ہوتا تب
بھی اسکا خبیث اور موذی فاسق اور مباح القتل ہونا آپ کے اس قیاسی حکم میں داخل ہونے
سے روکتا۔ چہ جائیکہ وہ ذو مخلب بھی ہے۔ کما سیاتی اور جسنے اسکو غیر ذی مخلب کہا اسکا
قول عدم رویت پر محمول ہوگا۔ پس نہ دیکھنا کسی کا دیکھنے والے کی خبر اور ثبوت کو رد نہیں کر سکتا اور نہ
اسکے ثبوت سے کسیکو انکار ہو سکتا ہے باز جری وغیرہ شکاری پرندوں کا ذو مخلب ہونا بھی بالتخصیص
کوئی قرآن یا حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ بداہت اور مشاہدہ کے لحاظ سے ہی انکا سباع الطیر ہونا ثابت
ہے۔ غراب میں جسنے یہ وصف بچشم خود دیکھا ہو اور پھر وہ بیان کرے کہ یہ کوا ذو مخلب ہے۔ آپ بجز تسلیم
کرنے کے اسکے قول کی تردید نہیں کر سکتے۔ بالفرض اسکو اگر غیر ذی مخلب ہی مانا جاوے۔ تب بھی بجز اس کے
دانہ وغیرہ اشیاء طیبہ کس روایت کی بنا پر عند الامام حلال ثابت ہوگا۔ امام ممدوح نے تو غراب ابقع و عداف
کو مطلقاً حرام فرمایا ہے۔ اگرچہ اول تو امام ابو حنیفہ کا قول ہی حدیث و حجت ہے۔ مگر ساتھ ہی آثار صحابہ
اور روایات تابعین بھی آپکے قول کی تصدیق پر شہادت مؤکدہ ثابت ہے۔ غراب ابقع اگر آپکے نزدیک پنجرہ
میں پلنے سے حلال ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ذو مخلب ہو۔ تو آپ اس خسیس الطیر خبیث الطبع کمتعلق بعض
فقہا نے گدھوں کو بھی غیر ذی مخلب لکھا ہے۔ باوجودیکہ وہ موذی اور فاسق و مباح القتل بھی نہیں
اس لیے آپ گدھوں کو پکڑ کر پنجرہ میں بند کر کے گوشت کھلا کر اور پال کر حلال بنا لیں کیونکہ آپکے قاعدہ قیاسی
کی بنا پر وہ حلال ہو جاویگی۔ مزید برآں کوؤں کی نسبت انکا گوشت بھی کئی حصے زیادہ ہے۔ نعوذ
باللہ من ذالک۔ اور غراب الزرع و عقعق کو چونکہ امام نے مطلقاً حلال فرمایا ہے۔ کما مر عن
شرح مختصر الکرخی اور ان کی حرمت کی کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ صرف مردار خواری کی وجہ سے انکو حکم

حرام کہنا کس روایت پر مبنی ہے۔ نیز واضح ہو کہ آپکی یہ تقسیم ثلاثی فرضی ہے نہ اصلی اور واقعی آپکی سب
تقریر خاص کر لفظ بالفرض والتقدیر محل استشہاد ہے۔ (۵) اسیطرح مطلق کوّے کو حلال کہکر آپ نے اپنے
قاعدہ سے خلاف محض اور انحراف خالص کیا ہے۔ (۶) اسی لئے تو آپ اشتباہ و شکوک میں پڑ گئے
ہیں جب تک اس غراب کو کوؤں کے انواع اربع میں سے کسی خاص نوع میں کوئی خاص نام نہ قرار دینگے
تب تک اس کی حلت و حرمت قتل و اکل کی حکم کے لیے راہ نہیں ملی گی (۷) جب ابقع اور غداف عندالشرع
مباح القتل ثابت ہوئے۔ اور زاغ اور عقعق مباح الاکل اور محرم القتل۔ پس انکے حکم کا اتحاد کسطرح متصور
ہوگا۔ باقی رہا یہ کہ مستدلین غرابیے نے کوؤں کی ہر ایک نوع کو انواع اربعہ میں سے من حیث الاکل
والغذا بطریق مذکور تین طرح پر تقسیم کر کے صاحب عنایہ اور محیط کی کلام کو ماخذ دلیل و حجت ٹھہرایا
سو اس بارہ میں یہ عرض ہے۔ کہ ان کی سمجھ میں خطا ہے عنایہ اور محیط کی عبارت مذکورہ کا
یہ مقتضے نہیں کہ غراب کے انواع ثلاثہ ابقع۔ اسود۔ زاغ ہر ایک نوع اپنی اپنی جگہ تین تین قسم پر
منقسم ہے۔ کیونکہ ان کی عبارت منقولہ میں ثلثۃ ثلثۃ مکرر یا اسکے ہم معنے لفظ وارد نہیں ہوا
کہ جسکا معنے تین تین بالتکرار ہو۔ بلکہ وہاں جنس غراب کو انواع ثلاثہ پر منقسم کیا گیا ہے۔ اور ضمیر
ہو بجز لفظ ابقع و اسود و زاغ کے راجع بسوئے لفظ غراب ہے۔ ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ غراب کی
تین قسمیں ہیں۔ ابقع۔ اسود۔ زاغ ایک نوع انمیں صرف دانہ خور ہے۔ مردار نہیں کھاتا۔ وہ
زاغ یا غراب الزرع ہے۔ اور وہ حلال ہے۔ دوسرا وہ ہے جو عادۃً مردار خوار ہے غلہ وغیرہ نہیں
کھاتا۔ مگر ضرورت کیوجہ سے۔ وہ ابقع اور غداف ہے۔ وہ حرام ہے۔ تیسرا وہ جو دانا اور
مردار دونوں کھاتا ہے۔ وہ عقعق ہے اور وہ مختلف فیہ ہے۔ کما قال الشامی بعد نقل قول صاحب
العنایہ۔ والاخیر ہو العقعق عکذا فی حاشیۃ ابن ماجہ۔ قولہ من یاکل الغراب الذی یاکل الزرع
او یجمع بینہما و ہو الابقع ۔ بالعقعق فالاصح حلہ کذا فی الدر حاشیہ ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی
یہاں بھی غراب کی نوع ثالث کو مخلوط الغذا ہے۔ وہی غراب خاص معین فرمایا جو سے یاد العقعق
ہے۔ اسی طرح ایک بڑی جماعت فقہا نے کہا ہے ہر ایک غراب خالطکا بعدہ المستخلون غراب
عقعق ابلق ہو یا سیاہ اور حقیقت میں مختلف الالوان ہوتا ہے۔ اور بوجہ تشبیہ بالغراب کے وہ
انواع غربان میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور عرب میں حسب عرف اسکا نام غراب ہونا۔ ہمارے
مدعا کے منافی نہیں۔ اور اسی نوع ثالث کے حق میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف سے کراہت تحریم
مروی ہے۔ پس اگرچہ بظاہر جملہ لا یاکل الا الجیف سے غراب کی ایک نوع کا صرف مردار خور

ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مگر درحقیقت ہمارے مدعا کے مخالف نہیں۔ کیونکہ غراب کے انواع جو خارج میں موجود اور متعارف ہیں صرف چار ہی ہیں۔ (۱) زاغ یا غراب الزرع (۲) البقع (۳) غداف (۴) عقعق۔ انہیں سے غراب الزرع تو مردار کھاتا ہی نہیں۔ اور عقعق مخلوط الغذا ہے البقع اور غداف جو فاسق اور موذی اور مباح القتل ہیں۔ تمام کتب فقہ نے کتاب الحج میں انکو مخلوط الغذا لکھا ہے۔ کیا ذبیانہ اور ہر شخص کو رویت و مشاہدہ کیوجہ سے معلوم ہے کہ یہ ویسی کوا (غراب البقع اور غداف) لیتے نہ ہو ڈر۔ مکی کی چھلیں اور باجرے کے سٹے اور روٹی کے ٹکڑے اور انڈے اور صابون وغیرہ بھی کھا لیتے ہیں۔ پھر انکو صرف آکل الجیف کسطرح کہا جا سکتا ہے پھر البقع اور غداف کا جملہ ورع لا یاکل الا الجیف کے حقیقی معنے کا مصداق ہونا متعذر ہے کیونکہ صاحب ہدایہ نے ان غراب البقع اور غداف فاسق و موذی کو کتاب الحج میں مخلوط الغذا قرار دیا ہے اور پھر کتاب الذبائح میں اسی غراب البقع اور غداف کی نسبت لکھا ہے۔ ولا یوکل الابقع الذی یاکل الجیف وکذا الغداف لا یوکل اور لا یاکل الا الجیف کا لفظ البقع و غداف کی نسبت نہیں فرمایا۔ اب اگر جملہ لا یاکل الا الجیف میں نفی عن اکل ما عدا الجیف کی سوائے مجاز کے حقیقت ہی مراد لی جائے تو صاحب ہدایہ و عینی وغیرہ معتبر فقہا کے حق میں نسبت غلطی کی لازم آئیگی۔ جو ان کو ہرگز مناسب نہیں نیز بداہت و مشاہدہ و عقل و نقل کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ جو کوا جیفہ خوری کا عادی ہو اگر اسے ذبیحہ ملجائے۔ تو اسکو بھی کھا لینا اوسکا ایک معقول امر ہے۔ اور مقصود اسکا بھی جیسا جیفہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ویسا ہی ذبیحہ سے بھی متصور ہے پس اس غراب کو عادی باکل الجیف کہینگے۔ لا العادی باکل الجیف خاصۃً۔ اور چونکہ جیفہ خبیث اور نجس ہے۔ اور ذبیحہ طیب و طاہر ہونا بالضرورۃ عند العقل والنقل مسلم ہوگا۔ پس نفی عن اکل ما سوا الجیف کے حقیقت یہاں عادۃً متعذر اور ارادۃً مہجور ہوگی۔ اور ایسی حالت میں متکلم کی کلام ضرورۃً باتفاق مجاز کیطرف گردانی جاتی ہے۔ لہذا اس کلام سے البقع اور غداف کی جیفہ خوری کا غلبہ ثابت ہوگا جو اکل ما عدا الجیف کے منافی نہیں۔ پس اسوقت جملہ لا یاکل الا الجیف للاکثر حکم الکل کے معنے میں ہوگا۔ چنانچہ شرح مختصر الکرخی القدوری میں مذکور ہے۔ والاصل فی تحریم الغراب الابقع والغداف ما روی ہشام بن عروۃ عن ابیہ انہ سئل عن اکل الغراب فقال من اکلہ بعد ما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقاً۔ (یعنی بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم) ولان غالب اکلہا الجیف۔ اور اسی طرح جنید ابن صندل الحنفی نے شرح

مختصر الوقایہ کی کتاب الذبائح میں تحریر فرمایا ہے۔ وصورۃ المسئلۃ لاکل الا البقع الذی یاکل الجیف
والغداف ترکیۃ عن قوم لانہ من الخبائث ولان عامۃ ماکولاتہ جیف وللاکثر حکم الکل۔ اور منحۃ
حق میں مرقوم ہے۔ اور مراد کوّے سے کوا سیاہ و سفید ہے۔ جو اکثر مردار و نجاست کھاتا
ہے۔ اس معنے کے لحاظ سے تمام کتب فقہ و حدیث کا خلاف برطرف ہو کر اتفاق ثابت
ہو جاتا ہے۔ اور جملہ لایاکل الا الجیف کا مفہوم حدیث خمس فواسق الخ اور جوہرہ نیرہ کی عبارۃ
وکذا کل غراب یخلط الحب بالجیف لایوکل کی مخالفت کا بھی مقتضے نہ ہوگا۔ اور کسی کو
غلطی کی طرف منسوب کرنا بھی نہ پڑیگا۔ اس صورت میں صاحب عنایہ اور محیط وغیرہم
کا دربارہ البقع و غداف باوجودیکہ وہ مخلوط الغذا ہیں۔ یعنے مردار اور دانہ دونوں کھا
لیتے ہیں۔ لایاکل الا الجیف اسی بنا پر ہے۔ کہ وہ غالباً و عادۃً و طبعاً و ارادۃً و ذخیرۃً
جیف خور ہیں۔ اور اکثر پر کل کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اسی واسطے انہوں نے لایاکل الا الجیف
فرمایا۔ ورنہ فقہا کی یہ کلام اپنی اس عبارت سے جو خود انہوں نے کتاب الحج میں دربارہ
غراب فاسق تحریر فرمائی ہے یعنے المراد بالغراب الابقع الذی یاکل الجیف او یخلط کے منافی ہوگی
اب مجھے اس بات کا بھی خوف ہے۔ کہ شاید آپ انہیں فقہا کے دونوں مقاموں کے کلام
کو متعارض دیکھ کر کہیں اذا تعارضا تساقطا کا حکم نہ لگا دیں۔ اگر آپ جملہ لایاکل الا الجیف
کے جو معنے کہ پہلے بیان کئے ہیں۔ تسلیم نہ کریں۔ بلکہ نفی عن الکل ما عدا الجیف کے ہی معنے سمجھیں
تو پھر اس معنے کا مصداق وہ البقع و غداف جو مردار کے سوا کچھ نہیں کھاتا اور انسان کے
حق میں موذی بھی ہو۔ اور فاسق و مباح القتل بھی ہو نکلیگا یاد رہے اور ہم دعوے سے کہتے
ہیں۔ کہ اس قسم کا کوا جہان دنیا میں موجود نہیں۔ آپ کے عالم ذہن و خیالات میں موجود
و ممکن ہے۔ پس ضرور ہم آپ کے معنے مزعوم کو خطا پر محمول کریں گے۔ بعض لوگوں
نے پرندہ ہڑگیلا کو جسکو پنجابی میں ہلگنجہ کہتے ہیں۔ البقع خیال کر لیا ہے۔ اور یہ بالکل
غلط ہے۔ کیونکہ ہڑگیلا کے اوصاف اور علامات البقع کے اوصاف و علامات سے
جو پہلے باب میں بیان کئے گئے ہیں۔ بالکل مغایر ہیں۔ ہلگنجہ کے اوصاف یہ ہیں۔
(۱) ہلگنجہ کو اردو میں ہڑگیلا فارسی میں مردار خوار اور کلمرغ اور عربی میں رخم و الوق کہتے
ہیں۔ (۲) وہ عموماً بولا بھی نہیں کرتا۔ تاکہ اسکے آواز کی تعبیر ہو سکے۔ (۳) اسکے شاہپرول
میں سے صرف نیچے کے پر سیاہ ہوتے ہیں۔ جو اڑتے وقت اس سے دکھلائی دیتے ہیں

(۴) وہ غذا وغیرہ سے بڑا اور گدھوں کے ہمشکل ہوتا ہے۔ (۵) اور اکثر اوقات وہ جنگلوں
میں رہتا ہے۔ شہروں کے قریب بہت کم آتا ہے۔ (۶) انسان کو کسی طرح کا ایذا
نہیں پہنچاتا۔ (۷) شکل کی جہت سے ایک بہدا جانور معلوم ہوتا ہے جسکی آنکھوں میں خوبی
اور بدنمیں جیسی نہیں۔ اس کے اکثر اوصاف کو دیکھنے والا خود مشاہدہ کر سکتا ہے
اور اس کے نام معہ اوصاف کتب لغات وغیرہ میں موجود ہیں۔ پھر ہڈگنجہ بھی آپ کے
معنے کے مطابق لا یاکل الا الخبیث کا مصداق نہیں بن سکتا۔ کیونکہ یہ کبھی گھاس اور
ذبیحہ کا گوشت وغیرہ اشیاء طیبہ بھی کھالیتا ہے۔ بارہا واقعہ ہوا ہے۔ کہ جس جانور
کو بوجہ مرض و نحافت اور بوڑھاپے کے ذبح کریں۔ تو اس ملک کے کئی لوگ اس ذبیحہ
کے گوشت کو کھاتے نہیں بلکہ گاؤں یا شہروں سے باہر پھینک دیتے ہیں۔ تو اس پر
مردار کھانے والے کووں۔ گدھوں۔ ہڈگنجوں کا ایک بڑا ہجوم ہو جاتا ہے۔ اور جماعت جماعت اور
جوق جوق وہاں آبیٹھتے ہیں۔ اور اپنے اپنے قدر کے موافق اس ذبیحہ کا گوشت کھاتے
ہیں۔ دیگر یہ کہ جو جانور مردار کھاتے ہیں۔ ان کو ہر روز مردار دستیاب بھی نہیں ہو سکتی
تو ان کو بوجہ بھوک کے مزوۃ دیگر چیزیں بھی کھانی پڑتی ہیں۔ اس لئے ہڈگنجہ کو صرف مردار
خور گمان کرنا۔ بالکل جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ اور جب وصف خلط کے موجود ہوتے
بھی ہڈگنجہ حریم ہی رہا۔ باوجودیکہ یہ فاسق اور مباح القتل بھی نہیں۔ تو ابقع صرف خالط
ہونیکی وجہ سے کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ باوجودیکہ یہ متصف بالفسق واباحت
القتل بھی ہے۔ تو صاف ثابت ہوا۔ کہ لا یاکل الا الخبیث سے صرف مردار خوری ثابت
نہیں ہوتی بلکہ کثرت مردار خوری کی ثابت ہوتی ہے۔ جیسے غراب الزرع کے بارے
میں لا یاکل الا الحب کہا گیا ہے۔ وہاں بھی یہ مراد ہے کہ غراب الزرع اکثر دانے کھاتا
ہے۔ نہ یہ کہ وہ دانے کے بغیر کچھ کھاتا ہی نہیں۔ اب اوقات جب اسکو دانہ نہ
ملے تو وہ گھاس اور کھیتی کے سبز پتیوں کو کھا کر شکم پری کر لیتا ہے۔ اگر آپ صرف
خلط فی الاکل کے وجود سے ابقع کو حلال کہتے ہیں۔ تو نفس خلط تو گدھوں اور
ہڈگیلیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ انکو اس علت سے معلول سمجھکر حلال کیوں نہیں کہتے
انمیں فرق کیا ہے۔ یہ تو سب کے سب خالط بین النجس والطاہر ہیں۔ مزید براں غلطے
اور گدھے ابقع کووں کی نسبت کئی حصے گوشت میں زیادہ بھی ہیں۔ جس سے کھانیوالا

کا پیٹ بھی بھر سکے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ وصف خلط میں حنیفہ کے ساتھ جب کا ہونا
مشروط محل ہے۔ تو یہ ایک اور غلطی ہے۔ کیونکہ اول تو قاضیخان وغیرہ نے قاعدہ خلط
میں مردار کیساتھ شئے مطلق کو بیان فرمایا ہے۔ جب ہو یا دوسری چیز کما قال قاضیخان
والاصل عندہ انہ یخلط والنجاست بشیئ آخر ثم یاکل لاباس بہ۔ دوسرا یہ کہ جیفہ خور کو حرام
کہنا لامحالہ اسی امر پر مبنی ہے۔ کہ اکل الجیف کے جسم اور لحم میں نتن اور فساد پیدا ہو جاتا ہے
جسکی وجہ سے انسانی خورش کے لائق نہیں رہتا۔ کیونکہ اب مصداق آیت شریفہ ویحرم
علیہم الخبائث کا ہو جاتا ہے۔ اور جب گھاس وغیرہ پاک چیزیں بھی کھا لیتا ہے۔ تو وہ
آپ کے قول پر بھی حرام نہ ہوگا۔ اسی لئے خلط میں مردار کیساتھ خاص کر جب کا ہونا شرط
نہیں پھر اس قاعدہ کے وجہ سے ضرور ابقع کی رخم اور خنزیر بھی حلال بن جائینگے۔ اور
یہ خلط اور خلاف واقع ہے۔ اور یہ قاعدہ جو جانور مخلوط الغذا ہو وہ حلال ہے۔ نہ امام ابو
حنیفہ کا مقرر کردہ ہے۔ نہ انکا یہ مذہب ہے۔ بلکہ امام صاحب نے عقعق کی حلت پر
جو دلیل بیان فرمائی ہے کہ لانہ یخلط فاشبہ الدجاجۃ اس سے فقہائے متاخرین نے بدیں وجہ کہ لانہ یخلط فاشبہ
الدجاجۃ کو مقدمہ صغریٰ بنا کر اسطرح سے کبریٰ بنا کر کہ وکل ما یخلط فاشبہ الدجاجۃ فیکون حلالاً
یہ قاعدہ مذکورہ استخراج کر لیا ہے چنانچہ فتاویٰ قاضیخاں میں ہے۔ فکان الاصل عندہ
انما یخلط النجاست بشیئ آخر کالدجاجۃ لاباس بہ قاضیخان ج ۳۔ اور بدائع میں ہے فحصر
من قول ابی حنیفۃ انما یخلط من الطیر لایکرہ کالدجاجۃ اسی طرح عینی شرح ہدایہ میں ہے
اگرچہ اس قاعدہ سے بدیں وجہ کہ ما کلمہ عام ہے۔ مطلقاً یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ جو جانور دانے اور
مردار دونوں کھاتا ہے۔ مرغی گنگی خور کی طرح حلال ہے۔ مگر یاد رہے کہ فقہاء کے
نزدیک یہ عمومیت مراد نہیں۔ کیونکہ اگر یہ قاعدہ بعمومیتہ کلمہ ما ہر ایک جانور کے حق
میں علیٰ سبیل الاطلاق مانا جاوے تو حیوانات منصوصہ فی الحرمۃ کی حلت کا بھی مقتضی ہوگا۔
پس کتا۔ گدھا۔ چوہا۔ بلی۔ ہاتھی وغیرہ ذی ناب اور حشرات الارض اسی طرح چیل باز غراب
ابقع۔ عقاب وغیرہ ذی مخلب سب کے سب اس قاعدہ کے رو سے حلال ہو جائینگے
کیونکہ یہ سب جانور خالطین النجس والطاہر ہیں بلے ہوئے باز وشکرے کو لوگ
ذبیحہ کا گوشت کھلاتے ہیں۔ چیل قصابوں کی دکانوں سے ذبیحہ کا گوشت لیکر کر
کھاتی ہے۔ بلکہ لوگوں کے ہاتھوں سے جھپٹ کر لیجاتی ہے۔ کتا۔ چوہا۔ بلی وغیرہ

کے ٹکڑے وغیرہ پاک چیزیں بھی کھاتے ہیں۔ گدہا۔ ہاتھی۔ گھانس وغیرہ اشیاء پاکیزہ
کھاتے ہیں۔ پھر اس قاعدہ مذکورہ کے رو سے ان کو کیوں نہیں حلال کہدیتے۔
صاحبان۔ یاد رکھو۔ کہ امام صاحب کے مذہب کے اصول فقہ میں لکھا ہے۔ کہ قیاس
کی صحت کیلئے کئی شرطیں ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ قیاس جب صحیح ہوگا کہ
وہ نص یعنی آیت وحدیث وقول صحابی کے مقابل ومعارض نہ ہو ورنہ صحیح نہیں بغیر
قیاس جب کام کریگا۔ کہ مقیس میں نص نہ وارد ہوئی ہو جس مقیس میں نص آچکی ہے
اسکو مقیس علیہ کی کیا احتیاج ہے۔ پھر یہ فقہا کا قیاسی قاعدہ تمام مخلوط الغذا جانوروں
پر کس طرح جاری ہو سکتا ہے۔ زیر بحث دیسی کوے۔ البقع فاسق کی حرمت پر تو نصوص
وارد ہو چکے ہیں۔ حضرت عائشہؓ عبداللہ ابن عمرؓ۔ قاسم بن محمدؒ۔ عروۃ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم نے اسکے محرم الاکل اور غیر ماکول ہونیکا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا من یاکل الغراب وقد سماہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ما ہو من الطیبات اسلئے اس زیر بحث غراب
البقع پر وہ قیاسی قاعدہ جاری نہیں ہو سکتا کہ اسوقت نص کے مقابل ہوگا۔ اور جہاں نص
وارد ہوئی ہو۔ وہاں قیاس ترک کیا جاویگا۔ غرض یہ کہ قاعدہ تخلیط انہیں جانوروں
تک محدود رہیگا جنکے حلال ہونے پر نص وارد ہوئی ہو یا کم از کم ان کی حرمت پر
نص نہ وارد ہوئی ہو۔ اور وہ بالاصالت حلال ہو۔ کالبقرۃ الجلالۃ وغیرہا۔ پس بلحاظ اس
قاعدہ کے وہ حرمت جو بسبب جلالگی۔ اور جیفہ خوری کے ان جانوروں میں مظنون تھی رفع
نہ یہ کہ محرمات منصوصہ مانند غراب البقع اور غداف وغیرہ بذریعہ اس قاعدہ کے حلال
ہو جاویں گے فافہم والضعف۔

فصل دوسرا ان قواعد اور دلائل کے بیان میں۔ جو غراب البقع کی حرمت

میں پائے جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ غراب البقع کی حرمت پر باعتبار استدلال قواعد متعددہ پائے
جاتے ہیں اور اس کی حرمت پر مختلف طرق سے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ہم ان قواعد
اور دلائل کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید کہ عالمان منصفین سادہ دل اور بے لوث
طبع ہو کر پوری طرح سے غور اور توجہ فرماوینگے۔ قواعد مندرجہ ذیل یہ ہیں۔ **قاعدہ پہلا**
غراب البقع خبیث ہے چنانچہ ہمارے عمدہ حافظ بدرالدین العینی حکم سے نقل کرکے تحریر
فرماتے ہیں۔ وہو اخبثہا۔ یہ یقربہ الکل لکل خبیث عمدۃ القاری ج ۵ صفحہ ترجمہ

اور وہ مذکور کوا سب قسم کے کووں سے بڑھ کر خبیث ہے۔ اور وہی ہر ایک خبیث کے لئے ضرب المثل ہے۔ اور اسی کے ہم معنی لسان العرب میں لکھا ہے۔ ویقال للغراب الابقع اذا کان فیہ بیاض وجمعہ بقعان لاختلاف لونہ وہو اخبث ما یکون من الغربان فصار مثلاً لکل خبیث الخ انتہی اور ملا علی قاری حنفی شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وہو جمع فاسقۃ اراد فسقہن خبثہن وکثرۃ الضرر منہن۔ مرقات مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۲۹۱۔ ترجمہ اور وہ (لفظ فواسق) جمع ہے فاسقۃ کی اور ارادہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے فسق سے انکی خباثت اور ضرر رسانی کی کثرت کا۔ یہاں خبث عام ہے۔ ذاتی اور فعلی دونوں کو شامل ہے۔ اور اسی طرح بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے۔ ومعنے الفسق فیہن خبثہن وکثرۃ الضرر فیہن اور شیخ محمد حنفی فرماتے ہیں۔ قولہ الابقع خصہ بخبث والا فالمراد ماعد الغراب الزرع انتہی۔ اور لسان العرب میں ہے۔ وفی الحدیث انہ غیر اسم غراب لما فیہ من البعد ولانہ اخبث الطیور انتہی۔ اور حافظ بدر الدین العینی حنفی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں۔ وسمیت فواسق لطریق الاستعارۃ لخبثہن۔ ترجمہ اور نام رکھا ان پانچ جانوروں کا۔ فواسق از راہ استعارہ کے ان کے خبیث ہونے کی وجہ سے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ جانوروں کو فواسق اس لئے فرمایا۔ کہ یہ خبیث جانور ہیں۔ اور چونکہ غراب ابقع بھی انہی میں سے ہے۔ پس وہ بھی حسب فرمودہ رسول اللہ صلعم کے خبیث ٹھہرا فافہم۔ اور علامہ کمال الدین دمیری شافعی فرماتے ہیں وروی البخاری فی الادب والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی الشعب وابن عبد البر وغیرہم عن عبد اللہ بن الحرث السلامی عن امہ رایطۃ بنت مسلم عن ابیہا انہ قال شہدت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حنیناً فقال لی ما اسمک قلت اسمی غراب فقال صلے اللہ علیہ وسلم بل انت مسلم وانما غیر النبی صلے اللہ علیہ وسلم اسمہ لانہ حیوان خبیث الفعل خبیث المطعم ولذلک امر صلے اللہ علیہ وسلم بقتلہ فی الحل والحرم حیات الحیوان جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ اور صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں۔ وغیر صلے اللہ علیہ وسلم اسم غراب لما فیہ من البعد ولانہ من اخبث الطیور مجمع بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۱۳ اور لسان العرب میں ہے۔ وفی الحدیث انہ غیر اسم غراب لما فیہ من البعد ولانہ اخبث الطیور انتہی۔ ان ہر سہ کتب کی عبارتوں کا ماحصل یہ ہے۔ کہ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک اور طبع سلیم میں کوا ایک خبیث بلکہ اخبث پرندوں میں سے مقرر تھا۔ اور اس خبیث جانور سے نفع کسی طرح متصور نہیں ہو سکتا تھا۔ نہ

اسکے کھانے سے کیونکہ خبیث محرم الاکل ہوا کرتا ہے۔ لقولہ تعالیٰ ویحرم علیہم الخبائث اور
نہ کسی دوسرے وجہ سے بلکہ اس کوے سے انسان کو ایذاء اور ضرر پہنچتا ہے۔ کما تقدم ذکرہ
اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح بالقتل ارشاد فرمایا۔ نیز اس کی خباثت
کی ہی جہت سے آپ صلے اللہ علیہ وسلم لطیفہ کے والد کا نام بجائے غراب کے مسلم رکھدیا
اور صاحب درمختار لکھتے ہیں۔ والغراب الابقع الذی یاکل الجیف لانہ ملحق بالخبائث
قال المصنف ثم قال والخبیث ما تستخبثہ الطباع السلیمۃ۔ ترجمہ اور حلال نہیں ابقع کوا جو
مردار کھاتا ہے ماسوا اسطے کہ وہ حیوانات خبیثہ کی ساتھ ملحق ہے یہ کہا ہے مصنف نے اپنی
شرح میں پھر مصنف نے کہا۔ کہ خبیث وہ چیز ہے جس سے طباع سلیمہ گھن کھائیں۔ اور انکو
مکروہ اور خبیث جانیں۔ م غراب ابقع وہ ہے جسمیں سیاہی اور سفیدی ہو کذا فی الطحطاوی عن
المکی عن الکشف۔ غایۃ الاوطار شرح درمختار جلد ۴ صفحہ ۱۶۷۔ اب چونکہ علمائے نامدار کے قول
سے ثابت ہوا۔ کہ اس کوے موذی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے خبیث ہونیکی وجہ
سے اسکو فاسق فرمایا ہے۔ اب کسکو مجال ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف کر کے اس غراب
ابقع کو طیب کہے ہرگز نہیں۔ (صغریٰ) اور جو خبیث ہے۔ وہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ قرآن شریف پارہ ۹۔ ترجمہ اور حلال کرتا ہے
واسطے انکے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر گندی چیزیں۔ اور شیخ اسمٰعیل حقی اس آیت کی تفسیر
میں لکھتے ہیں۔ ویحرم علیہم الخبائث کالدم ولحم الخنزیر فالمراد بالطیبات ما یستطیبہ
الطبع ویستلذہ وبالخبائث ما یستخبثہ الطبع وتنفر منہ فتکون الآیۃ دلیلا علی ان الاصل فی
کل ما یستطیبہ الطبع الحل وکل ما یستخبثہ الطبع الحرمۃ الا بدلیل منفصل تفسیر روح البیان
مطبوعہ مصر صفحہ ۸۸۔ مطلب یہ کہ جن چیزوں کو انسانی طبائع خوش اور لذت حاصل کریں۔ وہ پاک
ہیں اور جن اشیائے نفرت اور کراہت کریں وہ پلید ہیں۔ تو یہ آیت اس امر کی دلیل
ہے۔ کہ جس چیز کو طبائع سلیمہ پاک جانیں وہ حلال ہیں۔ اور جن کو پلید جانیں وہ حرام
ہیں۔ مگر کسی خاص علیحدہ دلیل کی وجہ سے اس کا خلاف ہو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسی آیت کے مطابق اشیائے پاک کو حلال اور اشیائے پلید کو حرام فرمایا ہے
جس پر قرآن شریف و حدیث شریف ناطق و شاہد ہیں بلکہ توریت و انجیل بھی گواہ ہیں خاص کر
اس کو فاسق و خبیث و موذی قرار دیکر محرم اور غیر محرم کے لئے حل و حرم میں قتل کر دینے کا حکم

فرمایا ہے۔ اور شیخ ابن عابدین شامی حاشیہ درالمختار میں لکھتے ہیں۔ قولہ والخبیث الخ
قال فی معراج الدرایۃ اجمع العلماء علی ان المستخبثات حرام وہو قولہ تعالیٰ ویحرم
علیہم الخبائث وما استطابہ العرب حلال لقولہ تعالیٰ ویحل لہم الطیبات وما استخبثہ
العرب فہو حرام بالنص والذین یعتبر استطابتہم اہل الحجاز من اہل الامصار لان الکتاب
نزل علیہم وخوطبوا بہ ولم یعتبر اہل البوادی لانہم للضرورۃ والمجاعۃ یاکلون ما یجدون۔ ردالمختار
الشامی جلد ۵ صفحہ ۱۹۶ خلاصہ یہ کہ سب علماء نے اجماع کیا ہے۔ کہ جسکو اہل حجاز شہر و نہیں رہنے
والے پاک سمجھیں وہ حلال ہے اور جسکو ناپاک جانیں وہ حرام ہے۔ اس آیت کی وجہ
سے اور ملک حجاز کے اہل امصار اس لئے پاک اور ناپاک جاننے میں معتبر ہوئے کہ کتاب
اللہ انہیں پر نازل ہوئی اور وہ ہی لوگ قرآن کے مخاطب ہیں۔ اور جنگل کے رہنے والوں کا
اس میں کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ ان کو جو کچھ مل جائے۔ اضطرار اور بھوک کی وجہ سے
کھا لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک
کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون ترجمہ کہہ یا رسول
اللہ نہیں برابر ہوتا ناپاک اور پاک اگرچہ خوش لگی بہتایت ناپاک کے پس ڈرو اللہ تعالیٰ
سے اے صاحبو عقل کے تو کہ تم فلاح پاؤ۔ اور شیخ اسمٰعیل حقی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے
ہیں۔ وسبب النزول وان کان خاصا لکن حکمہ عام فی نفی المساوات عند اللہ بین الردی
وبین الجید ففیہ ترغیب فی الجید وتحذیر عن الردی وتتناول الخبیث والطیب امورا کثیرۃ
فمنہا الحلال والحرام فمثقال حبۃ من الحلال ارجح عند اللہ من ملئ الدنیا من الحرام لان الحرام
خبیث مردود والحلال طیب مقبول فہما لا یستویان ابداً کما ان طالبہما کذالک فی طالب الخبیث
خبیث وطالب الطیب طیب واللہ تعالیٰ یسوق الطیب الی الطیب کما انہ یسوق
الخبیث الی الخبیث تفسیر روح البیان سورۃ صفحہ ۵۹۹ مطبوعہ مصر۔ اب خبیث شئے کی حرمت
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع اہل علم سے ثابت ہوگئی۔ اور عقل و قیاس بھی یہی چاہتا
ہے کہ جو چیز پلید ہو وہ حرام ہی ہونی چاہئے۔ مکر رکبرمی پس نتیجہ یہ نکلا کہ اگرچہ خبیث کوے
کثیر التعداد مفت دستیاب ہوسکتے ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر کھیتوالوں کا منہ پانی سے بھر
جاتا ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ قرآن وحدیث واجماع وقیاس دلائل اربعہ کے رو سے یہ دیسی
کوے حرام ہیں۔ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون بس رسید از خدا تعالیٰ

در استدلال محرمات ای خداوندان عقلائے معانی شاید کہ شمار ستگار شوید تفسیر حسینی
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۷ شعبان رضینا کتاب اللہ للفصل بینناو وقول رسول اللہ
ومنح فاصل ۔ **قاعدہ دوسوسترہ** ۔ غراب البقع فاسق اور معدود فی الخمس الفواسق ہے رسول کریم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے فاسق فرمایا ہے ۔ کتب احادیث صحاح اس سے بھرے ہوئے ہیں
از ان جملہ ایک مسلم کی حدیث خمس فواسق والی پہلے گذر چکی ہے ۔ دوسرا محمد بن اسمٰعیل بخاری
اپنی صحیح میں اسطرح پر تحریر فرماتے ہیں ۔ حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وہب قال
اخبرنی یونس عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال خمس من الدواب کلھن فاسق یقتلن فی الحرم الغراب والحداۃ والعقرب والفارۃ والکلب العقور
بخاری شریف ۔ **ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے باسناد مذکور روی ہے یہ کہ بے شک رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پانچ جانور ہیں جو سب وہ فاسق ہیں ۔ قتل کئے جائیں حرم میں
کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کتا کٹ کھنا ۔ اور جس جانور کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے پانچ فاسقوں میں گنا ۔ اور لفظ فاسق سے اسکے فرمایا ۔ وہ حرام ہے ۔ ہمارے بدر حافظ بدرالدین
العینی حنفی شرح ہدایہ میں دربارۂ فواسق تحریر فرماتے ہیں قولہ والفواسق بالنصب جمع فاسقۃ و
سمیت فواسق بطریق الاستعارۃ لخبثھن وقیل لخروجھن عن الحرمۃ والفسق الخروج ومن الاشتقاق
ومنہ قیل للعاصی فاسق لخروجہ عما امر بہ وقیل سمیت فواسق لارادۃ تحریم اکلھا لقولہ تعالیٰ ذالکم
فسق بعد ما ذکر ما حرم من المیتۃ والدم وقیل لخروجھن عن السلامۃ منھن الی الاذی وقیل لخروجھن
عن الانتفاع بھن بنایہ علی الہدایۃ جلد اول حصہ دوم صفحہ سطر ۲ ۔ **ترجمہ** فواسق جمع ہے فاسقہ
کی ان پانچ جانوروں کا نام بطور استعارہ فاسق اسلئے ہوا ۔ کہ یہ خبیث ہیں ۔ اور بعض نے
کہا اسلئے ہوا کہ انکا قتل کردینا محرم وغیرہ پر حرام نہیں بلکہ جائز ہے ۔ اور فسق کا لغوی معنے
خارج ہونا ہے استقامت سے ۔ اسیلئے عاصی و نافرمان کو فاسق کہتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ
کے امروں کی تابعداری سے نکل جاتا ہے ۔ اور بعض نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
انکے کھانیکو حرام کرنیکے ارادے پر انکو فاسق فرمایا یعنے اس ارادہ پر کہ انکا کھانا حرام ہے ۔ انکو
فواسق فرمایا ۔ اس دلیل سے کہ خدا تعالےٰ نے بھی بعد بیان کرنے محرمات مردار وغیرہ کے فرمایا
ذالکم فسق یعنی یہ سب چیزیں حرام اور خارج از نفع ہیں ۔ اور بعض نے کہا اس لئے یہ
فواسق ہیں ۔ کہ ان میں طبعاً ضرر و ایذا ہے ۔ اور سلامتی نہیں ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان

اور بعض نے کہا کہ اس واسطے وہ فواسق ہیں۔ کہ انسان کو ان سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہے
نہ ان کے گوشت سے کیونکہ یہ سب حرام ہیں۔ اور نہ کسی اور وجہ سے لہٰذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم آگاہ ہونا چاہیے کہ یہ اقوال مختلفہ جو معانی فواسق میں بیان کی گئی ہیں۔ سب کے سب
ان جانوروں کی حرمت پر بچند وجوہ دلالت کر رہے ہیں۔ غور کریں کیونکہ اولاً یہ سب
جانور خبیث ہیں۔ اور جو خبیث ہے وہ حرام ہے۔ کما مر ثانیاً ان کا قتل کر دینا بغیر ذبح
کے محرم وغیرہ کے لئے حلال ہو۔ اور جو اس طرح کا مباح القتل ہو۔ وہ بھی حرام ہوتا ہے۔
کما سیاتی ثالثاً رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلفظ فواسق انکی حرمت کا ارادہ فرمایا
یعنی ان کی حرمت بیان کرنیکے لئے انکو فواسق فرمایا ہے اور یہ قول باقی اقوال سے کئی وجوہات
سے مرجح ہے۔ اول یہ کہ کلام اللہ کا محاورہ بھی اس کا موید ہے۔ دوسرا یہ کہ باقی اقوال بھی اسی
اہم معنے ہیں تیسرا یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ و قاسم بن محمد بن ابی بکر بن الصدیق اور عبد اللہ
بن عمر بن الخطاب اور عروۃ بن الزبیر وغیرہم اصحاب کبار و تابعین نے بھی اسی لحاظ سے غراب
فاسق کی حرمت پر فتوٰی فرمایا ہے۔ کما سیاتی چوتھا یہ کہ یہ قول مدلل کیا گیا ہے۔ بخلاف
باقی اقوال کے فافہم۔ پانچواں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ان جانوروں کو موذی
فرمایا۔ اور جو شرع کی جانب سے موذی قرار دیا گیا ہو وہ حرام ہوتا ہے۔ کما سیاتی ذکرہ خامسا
جو جانور خارج ہیں اس سے کہ انسان کو کسی قسم کا کوئی نفع دیں۔ اور جس جانور سے انسان
کوئی نفع نہ حاصل کر سکے۔ وہ حرام ہوتا ہے کیونکہ جو جانور ماکول اللحم ہو۔ اس کی تو ذات ہی سے
انسان نفع حاصل کر سکتا ہے۔ جو اعلےٰ درجہ کا نفع ہے۔ پھر اسکو غیر نافع کیونکر کہا جا سکتا ہے
اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی غیر نافع ہونیکی جہت سے انکو فاسق فرمایا تو نا مناسب
کہا ہی جا سکتا ہے۔ کہ یہ جانور غیر ماکول اللحم ہیں۔ کیونکہ اگر ان سے حصول نفع کا امکان متصور ہوتا
تو غالباً ان کے لحم ہی سے متصور ہوتا۔ فتامل اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی بھی شرح بخاری
میں اسی مضمون پر تحریر فرماتے ہیں۔ واما المعنی فی وصف الدواب المذکورۃ بالفسق فقیل
لخروجہا عن حکم غیرہا من الحیوان فی تحریم قتلہ وقیل فی حل اکلہ لقولہ تعالی او فسقا اہل لغیر اللہ
بہ وقولہ تعالی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق وقیل لخروجہا عن حکم غیرہا بالایذاء والافساد
وعدم الانتفاع بہا ومن ثم اختلف اہل الفتوی فمن قال بالاول الحق بالخمس کل ما جاز قتلہ للحلال والمحرم
وفی الحل ومن قال بالثانی الحق ما لا یوکل لحمہ الا ما نہی عن قتلہ وہذا قد یجامع الاول ومن قال

باقی اشیاء بخصیص الالحاق بما یحصل منہ الافساد و فتح الباری جزو ۴ صفحہ ۳۰ سطر ۹ مطبوعہ مطبع انصاری

دہلوی۔ اور بھی حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں۔ قال ابن دقیق العید والتعدیۃ بمعنی الایذاء الی

کل موذی قوی بالاضافۃ الی تصرف اہل القیاس فانہ ظاہر من جہۃ الایماء بالتعلیل بالفسق

وہو خروج عن الحد وان التعلیل بحرمۃ الاکل فیہ ابطال لما دل علیہ ایماء النص من التعلیل بالفسق

انتہی وقال غیرہ یعود راجعاً الی تفسیر الفسق فمن فسرہ بانہ الخروج عن بقیۃ الحیوان بالاذی علل

بہ ومن قال بجواز القتل وتحریم الاکل علل بہ وقال من علل بالاذی انواع الاذی مختلفۃ فکانہ

نبہ بالعقرب علی ما یشارکہا فی الاذی باللسع ونحوہ من ذوات السموم کالحیۃ والزنبور وبالفارۃ

علی ما یشارکہا فی الاذی بالنقب والقرض کابن عرس وبالغراب والحداۃ علی ما یشارکہا بالاختطاف

کالصقر الخ وقال من علل بتحریم الاکل وجواز القتل انما اقتصر علی الخمس لکثرۃ ملابستہا للناس

بحیث یعم اذاہا والتخصیص بالغلبۃ لا مفہوم لہ فتح الباری صفحہ ۲۷ ج ایضاً اور امام محمد بن

علی الشوکانی شافعی شرح منتقی الاخبار میں بھی اسی مضمون پر تحریر فرماتے ہیں۔ قال النووی

تسمیۃ ہذہ الخمس فواسق تسمیۃ صحیحۃ جاریۃ علی وفق اللغۃ فان اصل الفسق لغۃ الخروج

ومنہ فسقت الرطبۃ اذا خرجت عن قشرہا فوصفت بذلک لخروجہا عن حکم غیرہا من الحیوان

فی تحریم قتلہ او حل اکلہ وخروجہا بالایذاء والافساد نیل الاوطار مطبوعہ مصر جزء ۴ صفحہ ۳۴۳ سطر ۱۲

وکذا فی عون الباری شرح البخاری وکذا فی شرح المسلم للنووی وکذا فی القسطلانی شرح البخاری

اور علامہ زرقانی مالکی شرح موطا میں تحریر فرماتے ہیں۔ قال عیاض سموا فواسق لخروجہم عن السلامۃ

منہم الی الاضرار والاذی خرجت بالاذیۃ من جنسہا من الحیوان وقیل لخروجہا من الحرمۃ

لغیرہا والامر بقتلہا فی الحل والحرم وانہ لا فدیۃ فیہا وقیل لخروجہا عن الانتفاع بہا وقیل لتحریم اکلہا

کما قال وانہ لفسق عند ذکر المحرمات وقالت عائشۃ من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فاسقاً زرقانی جزو ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۲ اور ہمارے بدر عینی حنفی بھی شرح بخاری

میں فرماتے ہیں۔ ومن علل بتحریم الاکل انما اقتصر علی الخمس لکثرت ملابستہا للناس بحیث یعم اذاہا

عمدۃ القاری جزو ۱۰ سطر ۱۰ ترجمہ اور جس نے معلل کیا قتل فواسق کو حرمت اکل کے ساتھ

اس نے کہا ہے کہ انہیں پانچوں پر کفایت کی کیونکہ یہ اکثر آدمیوں میں ملے جلے رہتے ہیں

اس لئے ان کا ضرر عام ہوتا ہے۔ اور جنہوں نے اقتصار کیا پانچوں پر وہ حنفی ہیں چنانچہ

ہدایہ میں لکھا ہے۔ ومن قتل بازیاً معلماً ..... من الصید کالسباع ونحوہا فعلیہ الجزاء الا ما استثناہ

افترج وسواعد ونحوہ۔ ہدایہ مع الکفایہ صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ احمدی دہلوی ترجمہ گرگ اور جب بلے قتل کیا
ان جانوروں کو جنکا گوشت کھایا نہیں جاتا شکار حیوانات وحشی سے جیسا بھیڑیا ونحوہ
اور ان کی مثل ذی مخلب وغیرہ پرندے اس پر جزا ہے مگر وہ جانور کہ مستثنیٰ کیا انکو
شرع نے حیوانات غیر ماکولہ سے جزا میں ان کے قتل کرنے سے ان پر جزا نہیں اور وہ پانچ فاسق
ہیں۔ جنکو ہم شمار کر چکے ہیں۔ وہو ماعدونا کے نیچے علامہ عینی لکھتے ہیں ای من الخمس
الفواسق۔ اب اس کلام سے بلاشک وشبہ ثابت ہوگیا کہ صاحب ہدایہ و عینی بلکہ حنفیہ کے
نزدیک یہ پانچ فاسق حیوانات غیر ماکولہ ہیں۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی حنفی مذہب اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ باب حیوانات غیر ماکولہ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں
وسمی بعضہا فاسقا فلا یجوز تناولہ حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ بریلی صفحہ ۱۲۲ سطر ۳ ترجمہ اور بعض
جانوروں کو حضور علیہ السلام نے لفظ فاسق سے نامزد فرمایا۔ پس نہیں حلال کھانا ان کا اور
ایسا ہی روایات گذشتہ سے ثابت ہے کہ پانچ فواسق سب حرام ہیں۔ پس نتیجہ یہ
نکلا کہ یہ غراب البقع فاسق مباح القتل اور محرم الاکل ہے اور خاص کر بھی کوے فاسق پر حدیثیں
وارد ہوئی ہیں۔ جو ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔ اور اطمینان
قلب پوری طرح حاصل ہو جائے۔ (۱) علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں۔ وقالت عائشۃ
من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا ترجمہ اور فرمایا حضرت
عائشہؓ نے کون کھا سکتا ہے۔ کوے کو بحالیکہ نام رکھا اسکا رسول اللہ نے فاسق۔ اور حضرت
جلال الدین السیوطی شافعی آیۃ شریفہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الخ کی تفسیر میں بعد نقل
احادیث در حرمت ذی مخلب وغیرہ کی فرماتے ہیں۔ (۲) واخرج ابن ماجہ عن ابن عمر قال
من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ما ہو من الطیبات
تفسیر در المنثور للسیوطی مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۴۷ ترجمہ اور ابن ماجہ عبد اللہ ابن عمر سے
روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا کون کھا سکتا ہے کوے کو اور بحالیکہ بے شک نامزد کیا اسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق۔ مجھے اللہ عزوجل کی قسم ہے۔ کہ نہیں وہ کوا حلال نہیں
ہے اور جو ابن ماجہ شریف میں حیوانات غیر ماکولہ کے بیان میں غراب کا باب جدا مقرر
کر کے حدیثیں بیان کی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ باب الغراب (۳) حدثنا احمد بن الازہر النیشاپوری
ثنا الہیثم بن جمیل ثنا شریک عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن ابن عمر قال من یاکل

وقد سماه رسول الله صلے الله علیہ وسلم فاسقاً والله ما ہو من الطیبات (۴۴) حدثنا محمد بن بشار
ثنا الانصاری ثنا المسعودی ثنا عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق عن ابیہ
عن عائشة ان رسول الله صلے الله علیہ وسلم قال الحیة فاسقة والعقرب فاسق فقیل للقاسم
ایوکل الغراب قال من یاکلہ بعد قول رسول الله صلے الله علیہ وسلم فاسقاً۔ سنن ابن ماجہ مطبوعہ
فاروقی دہلوی صفحہ ۲۴۲ میں ۲۴۲ ماہ ہے۔ اور شرح مختصر الکرخی للقدوری حنفی کے کتاب الذبائح
میں لکھا ہے۔ وروی بشر بن الولید عن ابی یوسف قال سالت ابا حنیفة عن اکل الغراب
فرخص فی غراب الزرع وکرہ الغداف وسالتہ عن الابقع فکرہ وذالک لانہ یاکل المیتة والاصل
فی تحریم الغراب الابقع والغداف ما روی ہشام بن عروة عن ابیہ انہ سئل عن اکل الغراب فقال
من یاکلہ بعد ما سماہ فاسقا یعنے القولہ علیہ الصلوٰة والسلام خمس فواسق یقتلہا المحرم فی الحل والحرم
الحدیث ولان غالب اکلہا الجیف اور بشر بن ولید ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا ابو یوسف
نے کہ پوچھا میں نے ابا حنیفہ سے کوے کے کھانے کی بابت پس رخصت دی انہوں نے غراب الزرع
میں اور حرام فرمایا غداف کو پھر پوچھا ابقع کی نسبت پوچھا تو آپ نے اسکو بھی حرام فرمایا۔ اس لئے
کہ وہ مردار کھاتا ہے۔ اور اصل قاعدہ غراب ابقع و غداف کی حرمت میں۔ وہ نص اور حدیث ہے
جسکو ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ کہ عروہ سے کسی نے کوے کی کھانے
کی نسبت فتوی پوچھا۔ تو فرمایا۔ کہ کون کھا سکتا ہے کوے کو بعد اس کے کہ رسول الله
صلے الله علیہ وسلم نے بلفظ فاسق اسے فرمایا یعنے فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ پانچ جانور فاسق ہیں
قتل کرے انکو محرم حل اور حرم میں الحدیث۔ اور اس لئے کہ اکثر غداف اور ابقع کی خورش مردار
ہے۔ اور اسی طرح حاشیة الشلبی علی الزیلعی میں مرقوم ہے۔ اب چونکہ صحابہ و تابعین اور
ائمہ مجتہدین اور فقہاء و محدثین نے بالاتفاق اس کوے فاسق کو اسی لئے بلفظ الفاسق
حرام فرمایا۔ اب کون ہے جو اس کو حلال کہ سکے۔ پس جن صاحبان نے کہا کہ فسق سے
کسی طرح حرمت ثابت نہیں ہو سکتی وہ انکا قول بالکل غلط ہے۔ فصل الخطاب کی یہ عبارت
کہ لفظ فاسق کے معنے اصلی اور حقیقی تو حرام کے ہیں۔ الله تعالے فرماتا ہے۔ علم و فہم والا کبھی تسلیم نہیں
کر سکتا۔ اب اگر فسق سے حرمت نکالی جاویگی تو نا حلال اور الفراء ہی نکالی جاویگی۔ جیسا مطلب
صاف ہوگا کہ ان صاحبوں کی عقل در حقیقت کو ستلزم ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمة الله کی نزدیک یہ
استلزام صحیح نہیں۔ اور یہ مدعیان استلزام جب اس استلزام کو کسی دلیل قابل قبول

ثابت فرمادینگے۔ اسوقت انشاء اللہ اہل فہم کو اسکی حقیقت خود معلوم ہوجائیگی۔ انتہی
یہ عبارت بوجہ مخالفت تقریر متعددہ بالا واحادیث ونصوص کے بالکل غلط اور ساقط عن الاعتبار
ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار لعلکم ترحمون۔ **قاعدہ تیسرا** ۳ غراب القعقع کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں مباح القتل بتلایا ہے کما مر غیر مرۃ اور غراب
اور جس حیوان متوحش یعنی صید کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں حرام القتل
فرمایا ہے وہ حرام ہے دلیل یہ کہ اسجگہ قتل سے وہ معنے مراد ہے۔ جو سوائے ذبح کے ہے خواہ
وہ قتل بہیئت ذبح ہی کیوں نہو۔ اس لئے کہ حق سبحانہ وتعالے اسمہ اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے
یاایھا الذین آمنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم۔ ترجمہ اے لوگو ایمان والو مت قتل کرو
تم شکار (حیوان وحشی) کو بحالیکہ تم محرم ہو۔ اس جگہ باریتعالی نے محرم کو صید کے قتل سے
منع فرمایا۔ اور اسکے فعل کو خواہ ذبح ہی ہو۔ قتل سے کہے فرمایا ہے تاکہ عام ہو حرمت اسکی یعنے
صید کی ذبح کو بھی شامل ہو حضرت علامہ احمد اپنی تفسیر میں اس بحث کے متعلق لکھتے ہیں۔
فی الزاہدی وانما ذکر القتل دون الذبح والزکاۃ لیعم الحرمۃ واختلفوا فی ہذا التی فقیل یلحق ذبح
المحرم بالمیتۃ وذبوح الوثنی وقیل کالشاۃ المغصوبۃ اذا ذبحہا الغاصب کذا ذکر فی البیضاوی
تفسیر احمدی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۹۷ سطر ۱۔ ترجمہ اللہ تعالے نے بجز لفظ ذبح اور زکوۃ کے بیان حرمت
لفظ قتل کا اس غرض اور فائدے کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ کہ وہ عام طور پر حرمتہ کو شامل ہو۔ اور اکثر
دین نے لفظ قتل سے حرمت کے بارہ میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ذبیحہ محرم کا مردار اور بت
پرست کیطرح حرام ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اس ذبح کی ہوئی بکری کی طرح ہے۔ جسکو غاصب نے
ذبح کیا ہو۔ ایسا ہی تفسیر بیضاوی میں بھی مذکور ہے۔ اور شیخ اسمٰعیل حقی اپنی تفسیر میں تحریر
فرماتے ہیں۔ وانما ذکر القتل دون الذبح للایذان بکونہ فی حکم المیتۃ فکل ما یقتلہ المحرم من الصید
لا یکون مذکی وغیر المذکی لا یجوز اکلہ والمعنی لا تقتلوہ والحال انتم محرمون۔ تفسیر روح البیان
مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۵ ترجمہ اللہ تعالے نے صرف اس لئے لفظ قتل کو بجز لفظ ذبح کے بیان
فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ جس صید کو محرم قتل کرے خواہ بشکل ذبح ہی کیوں نہ ہو
وہ مردار کی طرح حرام ہوجاتا ہے۔ اور مذبح اور ذبیحہ نہیں ہوتا۔ اور جو ذبیحہ نہ ہو وہ حرام
ہوتا ہے۔ معنے آیت کے یہ ہیں۔ کہ تم بحالت احرام صید یعنے شکار کو قتل نہ کرو۔ اور حرمت
کی علی العموم تب ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ جب لفظ قتل سے قتل بغیر ذبح کے مراد ہو

کیونکہ اس وقت محرم ذبح للصید کی اہلیت اور صید ذبح المحرم کی محلیت سے
خارج ہو جائیگا۔ اور منہی عنہ میں قبح لذاتہ ہوگا۔ یا یہ ملحق بقبیح لعینہ ہوگا۔ پس محرم
کا صید کو قتل کرنا۔ علی صورت الذبح بھی غیر مشروع بالاصالۃ ہوا اور اسکی ذبح للصید۔
ذکوٰۃ نہ ہوگی۔ لانہ فعل حرام فلا یقوم مقام الممیز بین الدم واللحم پس ذبیحہ محرم میتہ اور ذبیحہ
مجوسی اور بت پرست کے ساتھ ملیگا یعنے حرام ہوگا۔ مفسرین کی کلام سے یہی ثابت
ہوتا ہے۔ اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور انکے صاحبین اور امام مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم کا
ہے اور امام شافعی ایک روایت میں تو انکے موافق ہیں۔ اور دوسری روایت میں مخالف
مگر اس روایت میں بھی محرم قاتل کے حق میں صید مذبوح کو حرام ہی فرماتے ہیں۔ کما صرح
بہ الفقہا اور اگر قتل سے ذبح اور ذکوٰۃ مراد لی جاوے۔ تو پھر لا محالہ لا تقتلوا الصید بمعنے لا تذبحوا
الصید اور لا تذکوا الصید ہوگا۔ تو اس وقت نہی از قبیل افعال شرعیہ ہوگی۔ نہ از قسم افعال حسیہ
اور چونکہ نہی میں منہی عنہ کا حساً یا شرعاً متصور ہونا منجملہ شرطیات میں سے ہے۔ اور اس صورت
میں نہی فعل شرعی سے ہوگی۔ اس لئے وہ منہی عنہ (ذبح و ذکوٰۃ) بالاصالۃ مشروع ہوگا ورنہ
نہی العاجز لازم آئیگی جو صاحب شرع سے محال ہے۔ اس وقت بالضرورت محرم کی ذبح داخل
ذکوٰۃ ہوگی۔ اور محرم صید کے حق میں اہل ذبح ہوگا۔ اور صید بھی محرم کی ذبح کا محل۔ تو ذبیحہ اسکا
اس صورت میں چاہئے کہ حرام نہ ہو بلکہ حلال طیب ہو۔ اگرچہ اس پر جزاء لازم ہو۔ اس حکم میں
بغیر خلاف قرآن و سنت و اجماع صحابہ اور ائمہ کے اور کچھ حاصل نہوگا۔ سید جلال الدین الکرلانی
الخوارزمی بعد نقل دلیل شافعی کے شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ وحجتنا فی ذالک قولہ تعالیٰ ولا تقتلوا
الصید وانتم حرم سماہ قتلاً فعرفنا ان ہذا الفعل غیر موجب للحل اصلاً کفایہ شرح الہدایہ مطبوعہ احمدی
ج ا صفحہ ۱۸۲ ترجمہ۔ اور محرم کے ذبیحہ کو مردار کا سا حکم لگانے میں ہماری دلیل اللہ تعالےٰ کا
قول ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے محرم کے فعل کا نام قتل رکھا
ہے پس پہچان لیا ہم نے کہ بیشک محرم کا یہ فعل حلت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اور اسی مقام
مقام پر عینی شرح کنز میں لکھتے ہیں۔ وَلَنَا اَنَّ اللّٰہَ تَعَالےٰ سَمَّاہُ قَتْلًا فَدَلَّ عَلٰی اَنَّہُ لَیْسَ بِذَکوٰۃٍ ترجمہ
اور ہماری یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محرم کے فعل یعنے ذبح للصید کو قتل کے لفظ سے ارشاد فرمایا
پس لفظ قتل اس بات کی دلیل ہے کہ محرم کی ذبح للصید ذکوٰۃ نہیں۔ اور کنز الدقایق میں مرقوم ہے
وَلَوْ ذَبَحَ الْمُحْرِمُ صَیْدًا حَرُمَ اور اس کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ ای اذا ذبح المحرم صیداً

فذبیحہ میتۃ سواء ذبح لنفسہ او لغیرہ بل ہو حرام علی القاتل المحرم وغیرہ وقال الشافعی لا یحل ما ذبح
المحرم لہ وفی حلہ لغیرہ عنہ روایتان ولنا قولہ علیہ السلام فی حدیث ابی قتادۃ ہل اعنتم ہل اشرتم فقالوا
لا فقال علیہ السلام اذا فکلوا فاذا کانت الاعانۃ والاشارۃ موجبتان فی حرمۃ الاکل فذبحہ اولی
شخاص علی الکنز ص۹۶ اب اس عبارت میں اپنے دعوے کے ثبوت پر حدیث شریف
بھی ہدیہ ناظرین کی گئی۔ اور صحیح مسلم میں بھی حدیث ذیل مرقوم ہے۔ وحدثنی القسم بن زکریا
حدثنا عبید اللہ عن شیبان جمیعا عن عثمان بن عبد اللہ بن موہب بہذا الاسناد فی روایۃ
شیبان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امنکم احد امرہ ان یحمل علیہا او اشار الیہا
وفی روایۃ شعبۃ قال اشرتم او اعنتم او اصدتم قال شعبۃ لا ادری قال اعنتم او اصدتم۔
اور مشکوۃ شریف میں بھی یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لحم الصید لکم فی الاحرام حلال ما لم تصیدوہ او یصاد لکم رواہ ابو داود والترمذی والنسائی
اور شرح موطا امام مالک میں مسطور ہے۔ وسئل مالک عن الرجل یضطر الی اکل المیتۃ وہو محرم
ایصید الصید فیاکلہ ام یاکل المیتۃ فقال بل یاکل المیتۃ) ودلیل (ذلک ان اللہ تبارک وتعالی لم یرخص للمحرم
فی اکل الصید ولا فی اخذہ علی حال من الاحوال بل اطلق النہی فقال لا تقتلوا الصید وانتم
حرم وقال وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما وقد رخص فی المیتۃ علی حال الضرورۃ) بنحو قولہ تعالی
فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ (قال مالک واما ما قتل المحرم) بنفسہ او ذبح من
الصید فلا یحل اکلہ لحلال ولا لمحرم لانہ لیس بذکی (اے مذکی بل میتۃ سواء کان خطاء او عمدا
فاکلہ لا یحل لاحد وقد سمعت ذلک من واحد) زرقانی محمد عبد الباقی ج ۲ مطبوعہ مصر ص۱۹۲
باب ما یحل للمحرم اکلہ من الصید اور صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں۔ واذا ذبح المحرم صیدا
فذبیحتہ میتۃ لا یحل اکلہا وقال الشافعی ما ذبحہ المحرم لغیرہ لانہ عامل لہ فانتقل فعلہ الیہ ولنا
ان الذکاۃ فعل مشروع وہذا فعل حرام فلا یکون ذکاۃ کذبیحۃ المجوسی وہذا لان المشروع ہو
الذی قام مقام المیز بین الدم واللحم تیسیرا فینعدم بانعدامہ ہدایہ مطبوعہ احمدی دہلی
ص۲۴۷ پس اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ حنفیہ رض کے نزدیک محرم کا ذبح کیا ہوا صید
مردار اور ذبیحہ وثنی اور مجوسی کی طرح حرام ہے۔ اور صاحب کفایہ لکھتے ہیں۔ قولہ وہذا لان
المشروع ہو الذی قام مقام المیز بدلیل انہ لو ذبح المسلم الحلال ولم یخرج من المذبوح دم ا
یحل اکلہ وان ذبح المجوسی لا یحل اکلہ وان خرج منہ الدم فعلم ان المعتبر ہو الفعل

المشروع القائم مقام المیز فینعدم بانعدامہ۔ فان قیل یشکل علی ہذا ذبح شاۃ الغیر بغیر اذنہ فانہ حرام محض حتی انہ لو اضطر المسلم بین اکل المیتۃ و اکل مال الغیر کان علیہ ان یاکل المیتۃ لا مال الغیر کذا فی المحیط قلت النہی عن الذبح اذا کان المعنی فی الذابح او المذبوح کان ذلک نہیاً فی عین الفعل فکان ما فیہ من ان یکون المنہی عنہ مشروعاً و اذا کان المنع بالنہی لمعنی فی الثالث وہو المالک کان النہی لمعنی فی غیرہ فلم یصر عین الذبح حراماً بل الحرمۃ ہناک لصیانۃ حق المالک حتی زالت تلک الحرمۃ باذنہ فکان مشروعاً فی نفسہ۔ کفایہ شرح ہدایہ مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹۸ اس عبارت سے بھی بدرجہ غایت واضح ظاہر ہوا کہ ذبح میں فعل مشروع کا ہونا معتبر ہے۔ جو قائم ہو مقام خارج ہو جانے دم مسفوح کے پس محرم کی ذبح میں چونکہ لمعنی فی عین الفعل نہی وارد ہوئی ہے۔ اور وہ فعل مجوسی کی ذبح کی طرح بالاصالہ غیر مشروع ہوا۔ تو اس کے ذبیحہ سے دم مسفوح جو نجس ہے اگر خارج بھی ہو گیا تب بھی حرام ہی رہیگا۔ اور مسلم غیر محرم کے ذبیحہ سے اگر دم مسفوح نہ بھی نکلا تب بھی حلال ہو جائیگا۔ اور اسی طرح حلال ہے وہ کہ کوئی شخص مملوکہ غیر کو بغیر اذن مالک کے ذبح کر ڈالے۔ خواہ یہ فعل حرام ہی ہو۔ کیونکہ یہاں نہی لمعنی فی غیرہ ہے۔ لا لمعنی فی نفسہ۔ فائدہ اس سے یہ ہے۔ کہ اگر مالک شئے نے اذن دیدیا تو وہ حرمت جاتی زائل ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ فعل اصل میں مشروع تھا۔ ان سب روایات کا ماحصل یہ ہے کہ صید ماکول اللحم جیسے چڑیا یا فاختہ یا ہرن یا گور خر بارہ سنگھا وغیرہ جو قطعی حلال ہیں اگر محرم نے ان کو ذبح کیا۔ تو وہ سب مردار کی طرح حرام قطعی ہو جائینگے۔ بلکہ محرم کی اعانت یا اشارت و دلالت سے بھی وہ سب غیر ماکول اور حرام ہو جائینگے۔ جب یہ ثابت ہوا۔ کہ محرم کا ذبیحہ صید۔۔۔ مردار کیطرح حرام ہو جاتا ہے تو نہایت تعجب آتا ہے اس شخص کے قول سے جو کہتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں جو غراب ابقع کو مباح القتل فرمایا۔ اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ محرم اسکو ذبح کرکے کھالے۔ وہ صاحب یہ کیوں نہیں کہدیتے۔ کہ کتے اور اس کے ساتھیوں یعنے چیل۔ بچھو۔ چوہیا۔ باولے کتے وغیرہ سب کو محرم ذبح کرکے کھالے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اول ہی کوے کے موذی بالطبع اور محرم الاکل بیان کرنے کی غرض سے اسکو فاسق فرمایا۔ پھر اس کے دفع کرنے کے لئے اسکے قتل کا امر فرمایا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

یہاں قتل سے مراد قتل بغیر ذبح ہے۔ ورنہ غراب الزرع اور عقعق جو حلال اور ماکول اللحم ہیں
قتل کے حکم سے کیوں خارج کئے جاتے۔ اور ان کے قتل سے محرم پر جزا کیوں لازم ہوتی
صاف ظاہر ہے۔ کہ غراب البقع کے ضائع کرنے اور اس موذی کی بیخ کنی کے لئے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے قتل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ فافہم۔ اور جس صید کو حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے محرم سے قتل کروا کر ضائع کر دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وہ حلال نہیں۔
بلکہ موذی اور حرام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر جانور حلال و حرام
غیر موذی کے قتل کرنے سے بغیر ضرورت منع فرمایا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے۔ وعن عبداللہ
ابن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من قتل عصفورا
فما فوقہا بغیر حقہا سئلہ اللہ تعالے عن قتلہا قیل یارسول اللہ وما حقہا قال ان
یذبحہا فیاکلہا ولا یقطع راسہا فیرمی بہا رواہ احمد والنسائی والدارمی اور روایت
ہے۔ عبد اللہ ابن عمر بن العاص سے یہ کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص قتل کرے چڑیا کو پس اسکو جو زیادہ ہو بڑے ہونے میں یا چھوٹے ہونے
میں بغیر حق اسکے کہ وہ منتفع ہوتا ہے۔ ساتھ کھانے اس کے سوال کریگا اس سے
اللہ جل شانہ قتل اس کے سے یعنی عتاب و عذاب کریگا۔ اس پر دن قیامت کے
کہا گیا۔ یارسول اللہ اور کیا ہے حق اسکا فرمایا ذبح کرے اسکو یعنے نہ مارے اسکو
اور طرح اور کھاوے اسکو اور نہ کاٹے سر اسکا اور پھینکدے اسکو۔ نقل کی یہ احمد اور
نسائی اور دارمی نے ف کھاوے یعنی منتفع ہو ساتھ اس کے اور نہ پھینکدے
اسکو پس ضائع کرے اسکو کہا ابن ملک نے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مکروہ ہے
ذبح کرنا حیوان کا واسطے غیر کھانے کے انتہی اور اشبہ یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے۔
اس لئے کہ منع فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قتل کرنے ان کے سے جو نہیں کھائے جاتے
جیسے آگے آتا ہے۔ کہا طیبی نے کہ حق اسکا عبارت ہے منتفع ہونے سے ساتھ اسکے
جیسے کہ کاٹنا سر کا اور پھینکدینا اسکا عبارت ہے ضائع کرنے حق اوسکے سے پس ہوگا
قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ولا یقطع راسہا فیرمی بہا تاکید کی واسطے سابق کے مظاہر
حق جلد سوم اور اسی کتاب مظاہر حق میں دوسری جگہ مرقوم ہے۔ اور جانئیے کہ قتل جس
موذی کا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے کہ منع فرمایا قتل ہر جاندار سے

مگر یہ کہ ایذا دی۔ کذا علی۔ مظاہر حق ج ۳ صفحہ ۱۴۹ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تقتلوا
النفس التی حرم اللہ الا بالحق اور قاضی ثناء اللہ صاحب مصنف تفسیر مظہری اپنی کتاب مالابد منہ
میں تحریر فرماتے ہیں مسئلہ قتل کردن جانور ماکول اللحم نہ برائے خوردن حرام است و قتل
کردن جانور موذی جائز است۔ مالابد منہ کتاب الصید صفحہ ۱۳۳ اب اس حدیث اور
اثر ابن عباس اور مالابد منہ کے مسئلہ مذکورہ سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ حلال جانور
کو بغیر ذبح کے قتل کرنا یقیناً حرام ہے۔ اور ایسا ہی حرام جانور غیر موذی کے قتل سے بھی شرع نے
منع فرمایا ہے۔ اور کوے کو چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم سے ذبح کے بغیر قتل کرا کر
ضائع کر دینے کا حکم فرمایا ہے اس سے صاف ثابت ہو گیا ہے۔ کہ کوا فاسق موذی غیر ماکول اللحم حرام
قطعی ہے۔ اب فصل الخطاب میں جن صاحبان نے یہ تحریر فرما کر عبارت ذیل تحریر کی ہے۔ وہ بالکل غلط
اور خلاف شرع ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ دوسرے لفظ یقتلن فی الحل والحرم یا جو اس جیسے الفاظ وارد ہوئے
ہیں۔ اس سے کوئی بہ حیثیت فہم و تدبر خیال ہو سکتا ہے کہ جب شارع نے ان کے قتل کا حکم حل اور حرم میں فرمایا
اور نیز بموجب بعض روایات کی حرم میں بھی تو وہ کیونکر حلال ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ حلال ہوتے تو
شارع ان کے قتل کا حکم کیوں فرماتا۔ اور ان کو قتل کرا کر کیوں ضائع کراتا جواب اس مغلطہ کا یہ ہے کہ یہ
غلطی اس وجہ سے پیش آئی۔ کہ یقتلن کے معنے تو عام ہیں۔ ذبح کو بھی شامل ہیں۔ جس کے یہ معنے ہونگے
کہ قتل مباح ہے۔ اگر وہ ماکول ہے تو قتل کھانے کے لئے بھی مباح ہے۔ اور اگر غیر ماکول ہے۔ تو قتل
بدون حلت اکل مباح ہے اور لفظ یقتلن کے معنے یہ اختیار کئے ہیں۔ کہ صرف ضائع کرنے کے
لئے قتل کئے جاویں نہ کھانے کیلئے گویا قتل کو ایک اپنی خود ساختہ معنی میں منحصر کر لیا ہے جس کی وجہ یہ
غلطی واقع ہو گئی اور قتل کا اطلاق کھانے کے لئے ذبح کرنے پر قرآن پاک میں موجود ہے ولا تقتلوا
الصید وانتم حرم الخ اس جگہ قتل عام ہے۔ ذبح کو بھی شامل ہے۔ جو کھانے کے لئے
ہے۔ جب یہ ہوا تو حرمت اکل کسی طرح ثابت نہ ہوئی۔ یہ کلام من حیثیہ ناظرین جانیے
خلاف شرع ایک عالم کے شان کو ہرگز شایاں نہیں۔ محرم شکار کو کھانے کے واسطے کس طرح
ذبح کر سکتا ہے حالانکہ باجماع ائمہ ثابت ہے کہ محرم کا ذبح کیا ہوا شکار مردار کی طرح حرام
اور انہوں نے کون سی شق سے استدلال کیا ہے۔ اب اگر امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب دکھا دیں۔ کہ محرم
کا ذبح کیا ہوا شکار کھانے کے واسطے شرعاً جائز اور حلال ہے تو ہم تسلیم کر لیں گے ورنہ آپ اپنے
جواب کو خلاف مذہب سمجھ کر رجوع کریں اور غراب فاسق کو حرام بھی یقین کریں۔ پس نتیجہ نکلا

قاعدہ چہارم من یرد اللہ خیرا یفقہہ فی الدین

غراب ابقع کہ غراب ابقع فاسق حرام ہے۔ غراب ابقع کو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے موذی بالطبع قرار دیا ہے۔ کما مر۔ اور جس جانور کو پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے موذی بالطبع اور مجبول علی الایذا قرار دیا ہے وہ حرام ہے۔ اسلئے کہ ایذا علت موثرہ فی
الحرمت ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ باب ما لا یوکل لحمہ من الحیوان میں
بطریق قاعدہ بیان فرماتے ہیں۔ ومنہا الحیوانات المجبولۃ علی الایذاء الناس والاختطاف منہم وانتہاز
الفرص للاغارۃ علیہم وتمثل الہام الشیاطین فی ذلک کالغراب والحیات والوزغ والذباب والعقرب
ونحو ذلک حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ بریلی صفحہ ۲۲۴ سطر ۲۶ اور بعض انہیں سے وہ جانور ہیں جو ایسی طبیعت پر پیدا کئے
گئے ہیں کہ لوگوں کو ایذا دیں اور ان سے اشیاء چھین کر لے جائیں۔ اور ان پر غارت کرنے کے لئے فرصتوں
کو غنیمت جانیں۔ اور اس میں شیطانوں کے الہام اور وسوسے مجسم بن گئے ہیں جیسے کوے چیلیں۔ گرگٹ۔ اور مکھی اور
بچھو۔ اور مانند انہیں کی ہیں بھڑ وغیرہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے۔ والزنبور من الموذیات ترجمہ اور بھڑ موذیوں
میں سے ہے یعنی بھڑ چونکہ نہ ذی ناب ہے۔ اور نہ ذی مخلب یعنی نہ حشرات الارض میں سے ہے پس اسکی حرمت کی علت
صرف ایذا ہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ذی ناب ذی مخلب کے بغیر بھی ایذاء موجب حرمت کا ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ غراب ابقع
ذی مخلب بھی ہے۔ علاوہ بریں حدیث شریف گذشتہ یعنی من قتل عصفورا فما فوقہا الخ اور اثر ابن عباس
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول خدا صلعم نے ہر جاندار حلال اور حرام غیر موذی کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے
اور ایسا ہی مالا بد منہ میں صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے۔ مسئلہ قتل کردن جانور ماکول اللحم نہ برائے خوردن حرام است
وقتل کردن جانور غیر ماکول جائز است پس ثابت ہوا کہ جس جانور کو شارع علیہ السلام نے موذی فرمایا ہو۔ وہ حرام ہے
کیونکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غراب ابقع کو بسبب تلبس الصفت الشنیعہ فاسق موذی و مباح القتل فرمایا ہے
اور نقصان یعنی چڑیوں کو جیسا کہ مشاہدہ ہے کوے کھاتے ہیں کیونکہ زراعت و ثمر دار کو باوجود سخت حفاظت کے بھی چڑیاں
کے کھیت ویران کر دیتی ہیں اور ایذا کی صورت مذکورہ میں غراب کئی درجہ بڑھ کر ہیں تاہم انکے بارہ میں حضور
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کی کھیتی سے چڑیاں دانہ وغیرہ کھائیں تو یہ مالک زراعت کا صدقہ
ہوتا ہے۔ کما ہو المروی فی کتب الصحاح تو فرمایئے کہ یہاں بوجہ قتل کا منع کیا اور ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ایک
ہی طرح کا فعل کووں اور چڑیوں سے صادر ہوتا ہے۔ ان میں سے کوے کو موذی اور مباح القتل کہا
گیا ہے اور یہی فعل جو چڑیوں سے [illegible]
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے نزدیک غراب ابقع فاسق حرام ہے۔ اور اہل ایمان اس سے کسی طرح نفع نہیں
اٹھا سکتے۔ نیز غراب کا فعل مذکور بالضرورۃ مستلزم نقصان انسان ہے جو موجب علت ایذا ہے

پس حضور علیہ السلام نے لدفع الاذیہ غراب فاسق کو مباح القتل فرمایا۔ اور چونکہ وہ اسوجہ سے
کہ وہ حلال نہیں اور انسان انکے گوشت کے کھانے سے نفع حاصل کر سکتا ہے۔ اسلئے اسکا
قتل کرنا محرم کیلئے اور داخل حرم ناجائز فرمایا۔ پس نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ غراب البقع حرام ہے۔ **قاعدہ پنجم**
غراب البقع اکثر مردار کھاتا ہے۔ اس لئے اسکا گوشت نہایت درجہ کا خبیث اور بدبودار ہوتا ہے
اور جو جانور اسطرح کا متعفن اللحم ہو وہ حرام ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں ومنها حیوانات
تتعیش بالنجاسات والجیفة وتمخر ریحها دسناؤها حتى استلئت ابدانها بالنتن حجۃ اللہ البالغہ
باب الحیوانات التی لا تؤکل ص ۱۴۳ ترجمہ۔ اور بعض حیوانات غیر ماکول ہیں کیونکہ وہ جانور ہیں جو مردار اور نجاست
کے علاوہ اور کھانے کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں یہاں تک کہ بھر جاتے ہیں بو سے جسم انکے۔ پھر فرماتے ہیں
یکرہ ما یاکل الجیف والنجاسة لکل ما یستخبثه العرب لقوله تعالى ویحرم علیهم الخبائث حجۃ اللہ البالغہ
باب ایضاً ص ۱۴۳ اور حرام ہے وہ جانور جو مردار و نجاست کھاتا ہے۔ اور ہر وہ جانور کہ خبیث جانیں
اسکو اہل عرب خدائے تعالیٰ کے فرمانے کیلئے کہ حرام کرتا ہے ان پر خبیث چیزوں کو۔ اور عبدالوہاب
شعرانی میزان الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ جو جانور مردار خور ہیں۔ جیسے نسر رخم غراب البقع اسود
وغیرہ امام مالک کے سوا باقی مذہب ائمہ کے نزدیک حرام ہیں۔ نتیجہ یہ کہ غراب البقع فاسق حرام ہے۔
قاعدہ ششم۔ غراب البقع ذو مخلب ہے۔ بعض متعصب لوگوں کی زبانی ذو مخلب ہونا اسکا مشتبہ
ہوا۔ پھر راقم عفی اللہ عنہ نے بھی بمع چند دیگر اشخاص کے بچشم خود دیکھا ہے۔ کہ یہ ہی زیر بحث کوا
کسی چیز کو پنجوں میں دبا کر ہوا میں اڑا جاتا تھا۔ اور اسکے ذو مخلب ہونیکی صداقت پر علماء کی تحریر
بھی شاہد و گواہ ہیں۔ علاوہ یہ کہ زینت الحنفیہ تقویة مذہب امام شمس العلماء راس الحنفا فخرنا و فخر الاسلام
وعضدنا و شیخ الاسلام حضرت حافظ بدر الدین العینی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں
قلت الحاصل ما قالوا ان التنصیص علی الاشیاء المذکورة بالعدد ینافی ان یلحق بها غیرها والظاهر کہذہ الخمس
فی الحکم الا تری انه ذکر الحداة والغراب بهما من ذوی المخلب من الطیور وعلیهما الا تلحق بهما سائر ذوی المخلب
من الطیور کالصقر والبازی والشاهین والعقاب ونحوها۔ عمدة القاری جلد ۱۰ سطر ۲۹ میں کہتا ہوں
کہ امام عینی کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ اشیائے مذکورہ پر عدد کیساتھ نص کرنا اس بات
کا منافی ہے کہ اشکال و نظائر ان کے اباحت قتل و عدم جزاء میں ان پانچوں کی طرح ہوں
کیا تو نہیں دیکھتا کہ بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چیل اور کوے کا ذکر کیا ہے حالانکہ وہ
دونوں چنگل دار پرندوں سے ہیں۔ اور معین کیا ان دونوں کو بیشک انکے ساتھ ہے باقی چنگل دار

پرندے جیسا کہ گدھ۔ باز۔ بحری۔ عقاب وغیرہ مانند اس کے الحمد للہ کہ ہمارے بدر منیر نے چیل وغیرہ کی مثل
کوے فاسق کا ذی مخلب ہونا بلا شک وشبہ ثابت کر دیا ہے۔ اب اس امر کے منکروں کو
بجز تسلیم چارہ نہیں۔ ہاں بلا دلیل تعصب کا کوئی علاج نہیں علامہ عینی شرح ہدایہ میں بھی تحریر فرماتے ہیں
وذی مخلب من الطیر الصقر والبازی والشاہین والنسر والغراب الابقع صفحہ ۵ سود منتہی بنایہ علی الہدایہ
کتاب الذبائح جلد ۴ صفحہ ۸۷۷ ترجمہ اور چنگلدار پرندے گدھ۔ باز۔ بحری۔ گدھ۔ کوا ابلق وسیاہ ہیں
اور ملا چلپی شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ واعلم ان الغراب اربعۃ انواع نوع یاکل الحبوب فقط
یقال لہ غراب الزرع کما سیاتی فہو حلال اتفاقاً ونوع یاکل الجیفۃ فحسب فہو حرام اتفاقاً ونوع
سعد ود من سباع الطیر فہو حرام اتفاقاً انتہی۔ اور صاحب کفایہ ہدایہ کی اس عبارت دون قتل
مالا یوکل لحمہ من الصید کالسباع ونحوہا لتعلیہ الجزاء الا ما استثناہ الشرع وہو ما عددناہ پر
لکھتے ہیں قولہ کالسباع ای کسباع البہائم کالاسد والفہد والنمر وقولہ ونحوہا ای کسباع الطیر
کالبازی والصقر فان مطلق السباع یقع علی سباع البہائم انتہی کفایہ۔ پس ہدایہ اور کفایہ
کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مستثنیٰ عن الجزاء سباع الطیر میں سے کوا اور چیل ہیں اور انہیں
دونوں کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ذوی المخلب پرندوں میں سے بلفظ فاسق موسوم فرمایا ہے
کما قال المحدث الدہلوی۔ ونہی عن کل ذی مخلب وسمی بعضہا فاسقاً فلا یجوز تناولہ۔ حجۃ اللہ البالغہ
باب الطعام صفحہ ۲۸۵ ترجمہ اور منع فرمایا حضور علیہ السلام نے ہر جانور ذی مخلب کے کھانے سے اور
بعض کو بلفظ فاسق موسوم فرمایا ہے۔ پس ان روایات سے مثل شمس کے کوا بلا شک وشبہ ذی مخلب
ثابت ہو گیا ہے اور جو ذی مخلب ہے وہ حرام ہے اس پر قرآن وحدیث ناطق وشاہد ہیں اور
اسی پر ائمہ فقہا ومحدثین کا اجماع واتفاق ہے۔ اب اہل ایمان کو طاقت ومجال نہیں۔ کہ ذی مخلب کے
حرام ہونے سے انکار کریں۔ پس ان وجوہ سے نتیجہ ثابت ہوا کہ غراب ابقع ذو مخلب حرام ہے۔ اہل
ایمان سے امید کامل ہے کہ اس عاجز کی محنت کی قدر دانی فرما کر دعائے خیر واستغفار سے
نیک یاد وشاد فرماویں۔ شعر ان کنت تطلب رتبۃ الاشراف فعلیک بالاحسان والانصاف
اب واضح ہو کہ یہ چند قاعدے جو غراب ابقع کی حرمت میں بیان کئے گئے ہیں۔ صرف اسی
زیر بحث کوے تک محدود نہیں بلکہ غراب الزرع وعقعق کے ما سوا سب اصناف غربان پر
شامل وحاوی ہیں۔ اور ان دونوں کے سوا سب کوے باباحت قتل اور حرمت اکل اسی لفظ فاسق
میں داخل وابقع میں جیسا کہ ابن حجر لکھتے ہیں قال ابن قدامہ یلتحق بالابقع ما شارکہ فی الایذاء وتحریم

الاکل وقد اتفق العلماء علی اخراج الغراب الصغیر الذی یاکل الحب من ذالک ویقال لہ غراب الزرع
ویقال لہ الزاغ وافتوا بجواز اکلہ فبقی ما عداہ من الغربان ملتحقا بالابقع ومنہا الغداف
علی الصحیح فی الروضۃ بخلاف تصحیح الرافعی۔ فتح الباری مطبوعہ دہلی ج ۹ صفحہ ۲۰۶ یعنی
غراب الزرع کے سوا سب کوے اباحۃ قتل وحرمۃ اکل اور سے الفاسق ہونے میں غراب ابقع کے
ساتھ لاحق ہیں نیز ابن حجر اعصم کو اتفاقاً اور عقعق کو صحیح تر قول میں بالابقع لاحق فرماتے ہیں۔
کما قال ومن انواع الغربان الاعصم وہو الذی فی رجلیہ او جناحیہ او بطنہ بیاض او حمرۃ وحکمہ
حکم الابقع ومنہا العقعق وہو قدر الحمامۃ علی شکل الغراب وحکمہ حکم الابقع علی الصحیح وقیل حکم غراب
الزرع وقال احمد ان اکل الجیف والا فلا باس بہ۔ فتح الباری صفحہ ۳۰ سطر ۳ نیز امام محمد بن علی
الشوکانی شرح منتقی الاخبار میں لکھتے ہیں۔ قال فی الفتح وقد اتفق العلماء علی اخراج الغراب
الصغیر الذی یاکل الحب من ذلک ویقال لہ غراب الزرع ویقال لہ الزاغ وافتوا بجواز اکلہ فبقی
ما عداہ من الغربان ملتحقاً بالابقع۔ نیل الاوطار ج ۸ صفحہ ۳۰۲ اور محلی شرح موطا میں مرقوم ہے۔
الغراب ای الابقع زاد مسلم عن عائشۃ وہو الذی فی ظہرہ وبطنہ بیاض وہی زیادۃ ثقۃ لفظ
فہی مقبولۃ واخذ بعض اہل الحدیث وہو قضیۃ حمل المطلق علی المقید لکن الجمہور ما شارکہ فی الایذاء
تحریم الاکل کالغراب الاعصم الخ۔ اھ اور بدر الدین العینی لکھتے ہیں۔ واما الغراب غیر الابقع فلا
یبتدی بالاذی فلا یباح قتلہ کالعقعق وغراب الزرع ویقال لہ الزاغ وافتوا بجواز اکلہ فبقی ما عداہ
من الغربان ملتحق بالابقع۔ عمدۃ القاری یعنی بجز غراب الزرع اور عقعق کے سب کوے ابقع کے حکم
میں ہیں ان روایات سے بلا شبہ ثابت ہوا کہ غراب الزرع اور عقعق کے بغیر سب قسم کے کوے
فاسق ہیں اور غراب ابقع سے لاحق ہو کر حرام بالنص ثابت ہوئے ہیں۔ اول تو یہ زیر بحث کوا
یقیناً ابقع کا تربیانہ اور بالفرض اگر مخالفین ازرہ تعصب کے بلا دلیل ابقع ہونے سے انکار
ہی کریں تب بھی ہمارے مقصود کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ بھی تو ہرگز غراب الزرع کہہ سکتے ہیں نہ
عقعق کیونکہ اسکے علامات ان دونوں کے مغایر ہیں۔ بہر صورت یہ کوا غراب ابقع سے لاحق ہو کر حرام ہی ٹھیریگا علاوہ بریں اب
غراب ابقع کی حرمت پر عبارات فقہ ملاحظہ ہوں جوہرہ نیرہ میں ہے قولہ ولا باس بغراب الزرع لانہ یاکل الحب ولیس
ہو من سباع الطیر ولا یاکل الجیف وکذا لا باس باکل العقعق۔ قولہ ولا یوکل الابقع الذی یاکل الجیف وکذا
کل غراب یخلط الجیف والحب لا یوکل۔ جوہرہ نیرہ مجتبائی ج ۲ صفحہ ۲۴۹ س ۱۵ اس عبارت سے
ثابت ہوا۔ جو غراب خالط ہے اور عقعق کے منافی ہے۔ وہ حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے۔

قال ولا بأس بغراب الزرع لانہ یاکل الحب ولیس من سباع الطیر۔ قال ولا یوکل الابقع الذی
یاکل الجیف وکذا الغداف انتہی۔ ہدایہ۔ ویحرم الغراب الابقع والغداف متفق الاعجز والا الابقع
الذی یاکل الجیف مختصر الوقایہ۔ مسئلہ حرام است خوردن کفتار وزنبور وسنگ پشت
وزاغ پلید کہ مردار خوار بود۔ وزاغ سیاہ کہ برنگ باشد شرح وقایہ فارسی وحل غراب الزرع
لا الابقع الذی یاکل الجیف کنز الدقایق۔ آخر میں قول فیصل یہ ہے۔ جو شاہ اہل اللہ صاحب برادر
شاہ ولی اللہ صاحب کنز کے ترجمہ فارسی میں تحریر فرماتے ہیں وحلال باشد زاغ کہ زراعت
بخورد و سو پلیدی نے خورد نہ زاغ ابلق کہ میخورد مردار را ومراد از ابقع زاغ متعارف است
کہ رنگ گردن آن بنسبت پروبال وی سفید مے باشد۔ اور شاہ صاحب کے ترجمہ فارسی کے
اردو ترجمہ میں مولوی محمد احسن صاحب مستجمع المختار تحریر فرماتے ہیں جو کوا کھیتی کھاتا ہے اور
ناپاکی نہیں کھاتا حلال ہے۔ مگر جو کوا ابلق کہ مردار کھاتا ہے وہ حرام ہے۔ اور مراد ابقع سے
یہی دیسی کوا ہے جسکی گردن کے بال بہ نسبت پروں کے سفید ہوتے ہیں کھانا اسکا حرام
ہے۔ احسن المسائل مطبوعہ نولکشوری صفحہ ۲۲۳ سو الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی
لولا ان ہدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تم ہذا الجواب بعون اللہ الملک الوہاب۔

خاتمۃ الجواب اس خاتمہ میں امور مندرجہ ذیل کا بیان ہے اولاً ۱۳۲۱ھ میں جو یہ کتاب
لکھی گئی ہے بعض اہل علم سے اسی دیسی کوے کی حلت وحرمت کی نسبت بحث واقع ہوئی پہلے ایک دوسرے کو
اشعار عربیہ میں خطوط ومکاتیب لکھے گئے ہیں۔ جو کتاب الجہر العلی میں مندرج ہو کر چھپ چکے ہیں انکے بعد دو
بدو بھی گفتگو وتقریر ہوئی ہے۔ اثنائے بحث میں دیسی کوے کی حلت پر قیاس علی الدجاجۃ المخلاۃ ماخذ دلیل
احقر نے جواب میں نقض قیاس مذکور اور حرمت غراب شہیر پر فرع مفصل یعنی مقیس میں وجود مانع
کا جو حاشیہ میں مرقوم ہیں۔ استدلال پیش کیا۔ پس سنتے ہی مولوی صاحب نے باواز بلند فرمایا کہ ہم اپنے
استدلال کو تسلیم کر لیا ہے۔ [illegible] حیث کے سنتے ہی بہ تنبیہ بحث کی حرمت ظاہر ہو گئی ہے [illegible] اس کتاب کے
مختصر مضمون عربی [illegible] ساتھ درج ہوئے مگر کتاب الجہر العلی میں چھپ چکی ہیں
[illegible]
[illegible]

مستدلین غراب کے مضامین واردات

(۱) متنازع فیہ کوا غراب ابقع نہیں بلکہ وہ اور قسم کا
کوا ہوتا ہے جو گدھ کی طرح نجاست خور ہے پنجابی اسکو
ل گنج کہتے ہیں وہ بھی فاسق اور مباح القتل ہی ہے۔
(۲) یہ دیسی کوا ابقع نہیں نہ فسق فواسق کا مصداق ہے
بلکہ چونکہ یہ خالط ہے اسلئے یہ عقعق ہے جو حلال ہے
(۳) حنفیہ کے نزدیک جو غراب خالط ہو وہ مرغی کی طرح
ہو کر حلال ہوتا ہے خواہ وہ ابقع و غداف ہی ہو۔
(۴) مذکور کوا خبیث نہیں کیونکہ یہ نا شرعت سے بھی
و ہوام سے مستقذر نہ چلتا ہے۔ بلکہ یہ غراب خالط ہے جو حلال ہے
(۵) لفظ فاسق سے حرمت نکالنا مسلک حنفیہ سے کل
برخلاف ہے اور انکے اصول و فروع میں مذکور نہیں۔
(۶) اسکے مباح القتل ہونے سے بھی اسکی حرمت پر استدلال
صحیح نہیں کیونکہ یہاں قتل بمعنے ذبح ہے جو کھانے کیلئے ہے
(۷) اس غراب کی ایذا رسانی مؤثر فی الحرمۃ نہیں کیونکہ
یہ نزد ہے [illegible] مخلب ہے۔
(۸) یہ حرمت اکل الجیف بھی نہیں جو حرام ہو بلکہ خالط ہے
(۹) غراب ابقع ذو مخلب نہیں بلکہ اسکو ذو مخلب کہنا غلط ہے
(۱۰) اگرچہ کتاب البحر میں بحوالہ ہدایہ کے قول و من قتل ما لا یؤکل
من الصید کالسباع ونحوہا فعلیہ الجزاء الا ما استثناہ الشرع
وہو ما عددناہ وهي من الخمس الفواسق ہے اس غراب
خالط کی جو عقعق سے مغایر ہے حرمت ثابت ہوتی ہے
مگر ہدایہ کے ذبائح سے اسکی حلت ظاہر ہوتی ہے۔

اور بالمقابل وبالمواجہ انکے جوابات

متنازع فیہ کوا ہی ابقع اور فاسق ہے۔ نیز اسکا
باب الاطعمہ کے فصل ثانی میں [illegible] موجود میں [illegible]
غراب ابقع ہے اور [illegible] کو کوئی ایذا دیتا ہے اسلئے اسکا
قتل حلال ہے [illegible] (۲) قتل المحرم [illegible]
و نسر اور عقعق [illegible] ہے حیاۃ الحیوان میں ہے [illegible]
البقع یشبہ النسر فی الخلقۃ وحکمہ تحریم الاکل۔
(۲) عقعق کوئی خاص نام نہیں کیونکہ غراب خالط کو عقعق کہا
جاتا ہے بلکہ وہ کسی خاص [illegible] جو [illegible]
دونوں فصلوں کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ کوا عقعق نہیں بلکہ [illegible]
(۳) [illegible] فصل اول میں [illegible] دوسری میں [illegible]
(۴) مذکور کوا خبیث ہے [illegible] علیہ السلام کی [illegible]
ہی اسکو فاسق فرمایا [illegible]
(۵) لفظ فاسق کو کوئی اہل [illegible] کی [illegible]
[illegible] میں بھی [illegible]
[illegible]
[illegible] میں بھی [illegible] اور [illegible]
(۶) [illegible] حرمت غراب [illegible]
(۷) ایذا رسانی [illegible]
(۸) غراب ابقع کا [illegible] نہیں اور [illegible]
کا جواب [illegible] فصل [illegible] دیکھیں۔
(۹) غراب ابقع کے ذو مخلب [illegible]
(۱۰) جب ہدایہ کے کتاب الحج سے [illegible] کی حرمت ظاہر [illegible]
ویسا ہی ہدایہ کے ذبائح [illegible] ابقع و غداف [illegible]

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تم المقصد الاول

القصف الثانی - الجواهر المعقودة فی بیان مسئلة - ما اهل به لغیر الله ومسئلة الذبح ما فوق العقدة -

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی -

الاستفتاء - علمائے اسلام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید نے کسی جانور حلال مثلاً بکری یا بھینس گائے وغیرہ کو اس ارادہ سے پالا اور پرورش کیا کہ کسی وقت اس کو ذبح کر کے فقراء اور مساکین کو کھلا کر اسکا ثواب کسی ولی اللہ کی روح کو بخشیگا پھر بنام خدا تعالے نے ذبح کیا۔ کیا حنفی مذہب میں وہ ذبیحہ حلال ہے یا حرام۔ بینوا توجروا۔

الافتاء - حلال ہے - کیونکہ جو جانور شرع شریف میں حلال منصوص ہے مثلاً بکری گائے بھینس وغیرہ وہ بشرطیکہ بنام وتقرب خدا تعالے ذبح کیا جائے تو حلال ہے اسمیں حرمت کسیطرح سے نہیں آتی - کتب فقہ حنفیہ سے نقول عبارات درج ذیل ہیں - (۱) ویکره ان یذکر مع اسم الله غیره وان یقول عند الذبح اللهم تقبل من فلان بن فلان - وان قال ذلک قبل التسمیة وقبل ان یضجع للذبح فلا باس والله اعلم بالصواب - جامع صغیر للامام محمد بن الحسن صاحب الامام الاعظم ابی حنیفة رضی الله عنهما مطبوعہ مصر صفحہ (۲) وکره ان یذکر مع اسم الله غیره وان یقول عند الذبح اللهم تقبل من فلان وان قال قبل التسمیة والاضجاع جاز - کنز الدقائق ص ۲۳ ولو قال ہذا القول قبل التسمیة والاضجاع او بعد الذبح المذبوح او بعد الذبح جاز ولا یکره - شرح کنز الدقائق ص ۳۱۳ - وحرم ان عطف علی اسم الله تعالی غیره نحو بسم الله واسم فلان وکره ان وصل ولم یعطف نحو بسم الله اللهم تقبل من فلان وحل ان فصل صورة ومعنی کالدعاء قبل الاضجاع والتسمیة - مختصر وقایہ ص ۲۰۹ - وکره ان یذکر مع اسم الله تعالی غیره وصلاً لا عطفاً کقوله بسم الله اللهم تقبل من فلان وحرم الذبیحة ان عطف نحو بسم الله واسم فلان او وفلان او باسم الله وفلان - وان فصل صورة ومعنی کالدعاء قبل الاضجاع وقبل التسمیة لا باس به - شرح الوقایة ج ۴ ص ۸۹ (۴) ویکره ان یذکر الذبح علی ثلثة اوجه الاول مکروه والثانی حرام والثالث (۳) ان فصل صورة ومعنی لا باس به - حسن الدرایة لآخر شرح الوقایة ص ۸۹ (۵) ثم التسمیة فی ذکوة الاختیار تشترط عند الذبح وهو علی المذبوح ... قال ویکره ان یذکر مع اسم الله تعالی غیره وان یقول عند الذبح اللهم تقبل من فلان وهذه ثلث مسائل احدها ان یذکر موصولاً لا معطوفاً فیکره ولا تحرم الذبیحة - والثانیة ان یذکر موصولاً علی وجه العطف والشرکة بان یقول بسم الله واسم فلان او یقول بسم الله وفلان او بسم الله ومحمد رسول الله بکسر الدال فتحرم الذبیحة لانه اهل به لغیر الله - والثالثة ان یقول مفصولاً عنه صورة ومعنی بان یقول قبل التسمیة وقبل ان یضجع الذبیحة او بعده وہذا لا باس به لما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال بعد الذبح اللهم تقبل من امة محمد ممن شهد لک بالوحدانیة ولی بالبلاغ - ہدایہ شریف ج ۴ ص ۴۳۵ (۶) وان ذکر مع اسمه تعالی غیره فان وصل بلا عطف کره وان عطف حرمت فان فصل صورة ومعنی کالدعاء قبل الاضجاع والدعاء قبل التسمیة او بعد الذبح فلا باس به لعدم القران اصلاً - تنویر الابصار ودر المختار ملتقطاً ج ۵ ص ۲۳۵ (۷) ومنها الشرط ذکر اسم الله تعالی علی الذبح ولو قال بسم الله ولم یحضره النیة اراد به التسمیة علی الذبح اکل - فتاوی قاضیخان ج ۲ ص ۳۴۴ - وتشترط التسمیة من الذابح حالة الذبح والمعتبر الذبح عقب التسمیة قبل تبدل المجلس - در المختار ج ۵ ص ۵۲۵

(۸) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ اور کچھ بھی ذکر کیا جیسے کہے بسم اللہ اللہم تقبل من فلان تو مکروہ ہے اور اگر قبل
تسمیہ یا بعد ذبح کے کوئی دعا پڑھے تو مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منایا دنبے کو پھر اسکو ذبح کیا اور کہا بسم اللہ اللہم تقبل من محمد وآل محمد
ومن امۃ محمد ثم ضحی اور جو بسم اللہ پر عطف کرکے کہا جیسے باسم اللہ واسم فلان یا بسم اللہ وفلان تو وہ ذبیحہ
مردار حرام ہوجائیگا اور جو قبل لٹانے جانور کے یا بعد ذبح کے کوئی دعا پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔ نور الہدایہ
اردو ترجمہ شرح الوقایہ ج ۴ صفحہ ۵۵۲ (۹) از انجملہ ہمارے نزدیک شرط ہے کہ زکاۃ کی حالت میں اللہ تعالیٰ
کا نام ہے۔ اور تسمیہ کے شرائط میں سے یہ ہے کہ ذبح کرنیوالا کہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ تسمیہ سے یہ قصد کرے کہ ذبیحہ پر
اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ذبح کرنیوالے کا حال دیکھیں اسکا ذبح کرنے کیوقت کا دیکھا جائیگا اسکے ماسوا
کا کچھ اعتبار نہیں۔ وقت بیان تسمیہ کا پس ذکوۃ اختیاری میں وقت ذبح کے بیان کرے۔ از انجملہ یہ ہے
کہ ذکوۃ اختیاری کیوقت تسمیہ کا محل معین کرے۔ فتاوی عالمگیری اردو ج ۴ صفحہ ۲۱۶ (۱۰) ان ذبح وسمّی ولم یحضر
النیۃ جاز۔ فتاوی سراجیہ علی ہامش قاضیخان ج ۳ صفحہ ۴۰۹ (۱۱) واعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح
شامی صفحہ ۲۱۴
اور وما اہل لغیر اللہ کا معنے تفاسیر میں اسطرح بیان کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے۔

(۱) وما اہل بہ لغیر اللہ ای ما ذبح بہ باسم غیر اللہ مثل لات وعزی واسماء الانبیاء وغیر ذلک فان افرد
باسم غیر اللہ او ذکر مع اسم اللہ عطفا بان یقول باسم اللہ ومحمد رسول اللہ بالجر حرم الذبیحۃ وان ذکر
موصولا بان یقول باسم اللہ محمد رسول اللہ کرہ ولا یحرم وان ذکر مفصولا بان یقول قبل التسمیۃ
وقبل ان یضجع الذبیحۃ او بعدہ لا باس بہ کذا فی الہدایۃ۔ ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ
للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان
کانوا ینذرونہا لہ۔ تفسیر احمدی صفحہ ۳۶ مطبوعہ لاہور۔ (۲) وما اہل بہ لغیر اللہ اور جس پر پکارا
گیا اللہ کے غیر کا نام ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ مراد اس سے وہ جانور ہے کہ جس کے ذبح کے وقت غیر
اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ تفسیر مظہری اردو ج ۱ صفحہ ۲۵۱ - منقول از تفسیر نبی

وما اہل لغیر اللہ دے معنے کہیں جو سارے ؛ جت تسلی ناظر قاری میں ہن لکھاں پیارے
دیکھو مدارک مظہری نالے منح جلیل حقانی ؛ احمدی قادری جامع اتے حسینی خازن دانی
اکثر معتبر تفسیراں اندر ایہ فرمایا ؛ وما اہل اندر انہاں ایہو حکم لگایا
وقت ذبح غیر اللہ والے نام بلند کرائیے ؛ اوہ مردار ہو یا بچے اسنوں ہرگز ناہیں کھائیے
قبل ذبح مذبوح اگر کوئی کرے حوالے پیراں ؛ بھی کیہا یا نام دیوی یا بکرا حضرت میراں
غرض نہ نام لغیر اللہ والا جس شہرت پائی ؛ وقت بسم اللہ پڑھکے ہوئے چھری چلائی
پاک حلال تے طیب گوشت اسدا ؛ حرمت والی گل ذرا نہ ہرگز کوئی ناہیں

اج تک مُدّہ قدیموں لیکے ایہ طریقہ آیا — بکریاں گائیاں اونٹ وغیرہ قسماں کئی بنایا
کسی نہ کسی بندے دی ایہ ملکیت ہووے بھائی — کہن ایہ شخص فلاں دی اونٹ اتے وہ گائی
جائز طور ہمیشہ کرکے جے کسی ذبح کرائی — حرمت والا حکم اُہدے تے دیوے نا سمجھائی
پھر جے کوئی اونٹھ بکری یا بیرتا ہیں بخشاوے — پڑھ بسم اللہ واللہ اکبر آکھ کے ذبح کرادے
اس دے اندر حرمت کتھوں کہڑے پاسوں آ گئی — پہلی صورت جیہی کوئی وکھری شئ آن ملائی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ اور فرماتا ہے وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ۔ قرآن مجید
وما اہل بہ لغیر اللہ۔ وآنچہ بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا۔ وما اہل لغیر اللہ بہ۔ وآنچہ نام غیر خدا بوقت
ذبح او یاد کردہ شود۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ ما اہل بہ لغیر اللہ ای ما ذبح علی اسم غیر اللہ
ای ما ذبح للاصنام والطواغیت جلالین۔ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم۔ ابو السعود۔ ای وحرم ما رفع بہ الصوت
عند ذبحہ للصنم۔ روح البیان۔ قال الربیع بن انس یعنی ما ذکر عند ذبحہ اسم غیر اللہ۔ مظہری عربی۔ یعنی ما ذبح للاصنام
والطواغیت وصیح فی ذبحہ۔ فتح البیان۔ عبارۃ عما ذبح لغیر اللہ۔ بیضاوی ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ
والذابح لان العرب کانوا یسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتہم بذکرہا۔ کبیر۔ ای ما ذبح للاصنام
فذکر علیہ غیر اسم اللہ۔ مدارک۔ حق اس مسئلہ میں حال وقول ونیت ذابح کا اعتبار ہے نہ مالک کا۔
مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلمان تھا اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح
کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا۔ زید کا جانور عمر ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگرچہ مالک برابر
کھڑا ہوا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے۔ اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے
ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت وتعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک کی نیت خاص
اللہ عزوجل کے لئے ذبح کی تھی یونہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا تو حلال ہے اگرچہ مالک کی نیت کسی غیر کے
واسطے تھی۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارہم او الکافر لآلہتہم توکل لانہ سمی
اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم (فتاوی عالمگیری وتاتارخانیہ وجامع الفتاوی) پھر مسلمان ذابح کی نیت بھی وقت ذبح کے
معتبر ہے اس سے قبل وبعد کا اعتبار نہیں۔ ردالمحتار میں ہے اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح۔ انتہی
سبیل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء۔ مصنفہ حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
لان الاہلال للہ تعالیٰ لا یکون الا بذکر اسمہ مجردا لا شریک لہ۔ رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۸ سوال اکثر ہنود خفیہ را بنام
ہیولی یا بت دیگر گوش تراشیدہ بجا وران معبودات باطلہ ہدیہ میسازند کسی اگر او را بنام اللہ تبارک وتعالیٰ
ذبح نماید حلال است یا حرام۔ **جواب** این طور در ایام جاہلیت ہم مروج بود حق تعالیٰ جل شانہ
در شان بحیرہ وسائبہ آیہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ الخ نازل فرمودہ آگاہ کرد کہ این اختراع جہلا
وحکم این قسم آنست کہ اعلان این حق رہا کردن منظور میدارند با جانش

سرو کار سے نہ دارند بسی از ین نام خللی دراں نشد اگر مسلم باجازت مالک آں بنام الٰہی تبارک و تعالیٰ
ذبح نماید حلال است و اگر بے اذن مالک کسے ذبح نماید حرام است نہ بجہت نام بھوانی وغیرہ بلکہ بجہت
تعلق حق غیر۔ سوال گاؤ سپید احمد کبیر یا شیخ سدو و امثال آں حلال است یا حرام۔ جواب اگر تقرب
خداوند تعالیٰ و جان کشی برائے او و ایصال ثواب بمیتی منظور حلال است و در صورتیکہ تقرب غیر
بطور کھونگ و محض جانکشی باشد نہ تناول گوشت یا ایصال ثواب وقت ذبح نام غیر خدا
گرفتہ شود درین صورت علما اختلاف دارند و منشاء اختلاف تفسیر وما اہل بہ لغیر اللہ است بعضی
بحلتش دادہ اند۔ در تفسیر احمدی مے آرد ومن ہہنا علم ان البقرة المنذورة للاولیاء کما ہو الرسم
فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان کانوا ینذرونہا لہ۔ انتہی و برحرمت
بجانب حرمتش رفتہ اند نیشاپوری در تفسیر خود مے آرد وقال العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد
بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتداً و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد۔ انتہی امام رازی در تفاسیر خود القدح
آن فرمودہ اند و فقہا حرمت لیکن را مصرح بیان میسازند در در مختار مے آرد ذبح لقدوم
الامیر و نحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ ولو ذبح للضیف لا یحرم الخ و کذا
فی الاشباہ والنظائر والعالمگیریۃ وغیرہا سوال سانڈ کہ ہنود بنام بتان میگذارند حلال است
یا حرام۔ جواب از رہا کردن جانوران ملکیت مالک باطل نمیشود پس اگر مسلم باجازت مالک
بطور شرعی ذبح نماید حلال است و اگر بے اذن مالک ذبح نماید حرام است نہ بجہت نام
بت بلکہ بجہت آنکہ حکم غصب دارد بسبب تعلق حق غیر۔ مجموعۃ الفتاوی مولانا عبد الحی
رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ ص ۱۰۵ اور مجموعہ فتاوی مولانا عبد الحی ج ۲ ص ۹۰ میں بھی مرقوم ہے
پس ثابت ہوا کہ جس جانور حلال مخصوص کو اللہ تعالیٰ کے نام اور تقرب کیواسطے ذبح کیا جائے
وہ حلال طیب ہے۔ ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ محمد گوہر علی علوی بحکم حضرت
قبلہ وکعبہ والد صاحب جناب قاضی فضل الدین صاحب حاجی پودوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ورب ارض عنہ وارضہ عنا۔ الاستفتاء زید نے عمرو کی بکری کو سرقہ کرکے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر
ذبح کیا کیا وہ حلال ہے یا بحکم مردار یعنے میتہ کیطرح حرام ہے اگر عمرو جو اس بکری کا مالک ہے وہ بھی کھائے
یا کسی کو کھانے کی اجازت کرے تو اسکو اسے کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ الافتاء۔ عمرو یا مجاز عمرو کو
اس کا کھانا جائز ہے صاحب در مختار نے تو اسکو میتہ کیطرح حرام کہا ہے مگر صاحب رد المحتار اور طحطاوی اور علامہ
الاوطار نے در مختار کے قول کی تردید کی ہے اور اس بکری کو ذبیحہ حلال کا حکم دیا ہے یعنے مالک اور مجاز کو اس ذبیحہ
بکری کا کھانا جائز اور حلال ہے۔ قال صاحب رد المحتار فی کتاب الصید۔ ورأیت بخط الشیخ من سرق شاۃ فذبحہا
بتسمیۃ فوجد صاحبہا ہل توکل۔ الاصح لا لکفرہ بتسمیتہ علی الحرام القطعی بلا تملک ولا اذن شرعی انتہی قلت در مختار

قال صاحب رد المحتار (قوله ورمات الاجر) ای التفرقة وفیه نظر لان المعتمد حل ذبیحة المسروق قوله لصحة التضحیة بشاة الغصب واختلافهم فی صحتہا بشاة الودیعة ولهذا قال الساکانی اقول هذا ینافی ما تقدم فی الغصب وفی الاضحیة فلا یعول علیه شامی ج ۵ ص ۲۰۳ وقال صاحب الطحطاوی (قوله من سرق شاة الخ) هذه عجز ما تقدم من مسئلة الشاة فان الذابح بہا معلوم ہو تسمیة والحرمة جاءت من الوجه الذی ذکره (قوله لا الکفر) بتسمیة علی الحرام القطعی المعتمد انہ لا یکفر بذلک الا اذا استحل ولا یلزم من تسمیة علی الحرام اعتقاد الحل ویؤیده قولہم تصح التضحیة بشاة الغصب۔ طحطاوی مصری ج ۴ ص ۲۳۳ وقال صاحب غایة الاوطار

اور یہ جو کہا کہ حرام قطعی پر تسمیہ کہنے سے کافر ہوگیا سو قول معتمد یہ ہے کہ اسقدر سے کافر نہیں ہوتا بلکہ جب اسکو حلال جانے گا تب کافر ہوگا اور تسمیہ علی الحرام سے اعتقاد حلت کا لازم نہیں آتا اسکا مؤید ہے فقہا کا یہ قول کہ شاة مغصب کی قربانی صحیح ہے۔ غایة الاوطار ج ۴ ص ۲۷۵ اور صاحب کفایہ بطور اصل وضابطہ کے لکھتے ہیں فان قیل یشکل علی هذا ذبح شاة الغیر بغیر اذنہ فانہ حرام محض حتی انہ لو اضطر المسلم بین اکل المیتة واکل مال الغیر کان علیه ان یاکل المیتة لا مال الغیر کذا فی المحیط۔ قلنا النہی عن الذبح اذا کان لمعنی فی الذابح او المذبوح کان ذلک ینافی عین الفعل فکان مانعا من ان یکون المنہی عنہ مشروعا واذا کان المنع بالنہی لمعنی فی الثالث وہو المالک کان النہی لمعنی فی غیره فلم یؤثر فی عین الذبح حراما بل الحرمة ہناک لصیانة حق المالک حتی زالت ملک الحرمة باذنہ فکان مشروعا فی نفسہ۔ کفایہ شرح ہدایہ ص ۱۸۶ پس ثابت ہوا کہ بکری مسئولہ مالک اور اسکے مجاز پر حلال ہے۔ ہذا ما ظہر لی والعلم عند اللہ علمہ اتم واحکم۔ حرره محمد گوہر علی علوی ازلودھی خان گوہر نما سنہ

الاستفتاء۔ ذبیحہ ما فوق العقدہ کا کیا حکم ہے حلال ہے یا حرام۔ الاستفتاء۔ اس میں فقہا کا اختلاف ہے۔ امام رستغفنی اور انکے متبعین حلال کا حکم دیتے ہیں اور اصحاب متون ثلثہ (قدوری وکنز الدقائق ووقایة الروایة) وغیرہ کی کلام سے اسکی حرمت ثابت ہوتی ہے فریقین کے دلائل مرقومة الذیل ہیں۔

جو حلال کہتے ہیں انکے دلائل
(۱) حدیث میں ہے الزکاة ما بین اللبة واللحیین اور مبسوط کی عبارت ہے الذبح ما بین اللبة واللحیین اور ذبح ما فوق العقدہ بھی سینے کی ہڈی اور دو جبڑوں کے درمیان بیچ ہی واقع ہے اور اپنے محل ذبح میں ہے لہذا حلال ہے۔ (۲) جامع صغیر میں ہے الذبح فی الحلق کلہ وسطہ واعلاه واسفلہ تو اعلاه کا شمول ما فوق العقدہ ہے اسلئے مجاز ہے تو حلق سے بلا قید حرج یعنی نام عقدہ کے اور عقدہ سے خارج نہیں تو جائز ہوگا۔

جو حرام کہتے ہیں انکے دلائل
(۱) دار قطنی میں حدیث مرفوع آئی ہے الا ان الذبح فی الحلق واللبة۔ اور اسیکے ہم مضمون حدیث ابو ہریرہ سے ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی میں بھی آئی ہے اور مصنف عبد الرزاق میں بھی حدیث ابن عباس وعلی وعمر رضی اللہ عنہم سے بھی موقوفا مروی ہے اور جامع صغیر میں الذبح فی الحلق اور قدوری وکنز ووقایہ ومتن تنویر میں ہے الذبح فی الحلق واللبة اور حلق وحلقوم کی انتہا عقدہ تک ہے یعنی ذبح ما فوق العقدہ حلق اور ذبح سے خارج واقع ہوتا ہے اسلئے وہ ذبیحہ حرام ہے۔

(۴) چونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین رگیں کٹ جائیں اگرچہ حلقوم کے سوا ہوں تو وہ ذبیحہ حلال ہے پس اگر حلقوم بھی مافوق العقدہ کٹ جائے تو کیا حرج ہے بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

(۵) کلام اللہ و حدیث رسول اللہ صلعم میں ذبح مافوق العقدہ و ماتحت العقدہ کا کوئی ذکر نہیں جس کیوجہ سے اس ذبیحہ کی حلت و حرمت پر استدلال کیجائے پس ہم اپنے خیال سے کسطرح ذبیحہ مافوق العقدہ کو حرام کہہ سکتے ہیں۔ (۶) مقدسی نے لکھا کہ قطع العروق کا یہ مطلب ہے کہ رگوں کو سر یا سینہ سے جدا کیا جائے سو ذبح مافوق العقدہ میں یہ امر حاصل ہے پھر حرمت کی کیا وجہ ہے شرعاً وہ حلال ہے۔

(۷) دو وجان سر کیطرف اور مری منہ کیطرف عقدہ سے آگے بڑھکر چلی جاتی ہیں پس ذبح مافوق العقدہ میں تینوں رگوں کا قطع پایا جاتا ہے پھر اسکے حلال ہونے میں کیا شک ہے۔ (۸) اگر مان لیا جائے کہ مری عقدہ کیساتھ ختم ہو جاتی ہے تو بھی ممکن ہے کہ چھری عقدہ کے اوپر سے گذر کر مری کے قطع کرنے سے پہلے ہی ورتچھی ہو کر نیچے چلی جائے اور مری اور ودجان کو حلقوم کے محاذات سے جاکر قطع کرے پس ذبح فی الحلق ہی واقع ہوگی اور تینوں رگیں ہی قطع ہونگی اس صورت میں تو یقیناً ذبیحہ مافوق العقدہ جائز و حلال ہونا چاہیے۔

(مصنف ہذا الکتاب محمد گوہر علی علوی لودوی عفا اللہ عنہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدیہ وابناءہ الکرام ہدایاتہ العظام)

(۱) اور حدیث ما بین اللبۃ واللحیین اس عبارت سے ثابت نہیں اور بعد تسلیم واضح ہے یہی الزکاۃ فی الحلق ہی مراد ہے نہ مافوق الحلقوم اور مبسوط کی عبارت کا مطلب بھی یہی ہے جو جامع صغیر کا ہے اور روایۃ مطلقہ روایت مقیدہ پر محمول ہوگی لانہ فی حادثۃ واحدۃ فیہما۔

(۲) جامع صغیر کی عبارت و اعلاہ سے مافوق العقدہ سمجھنا غلط ہے وہاں تو فی الحلق مراد ہے خواہ حلق کے وسط میں ہو خواہ وسط سے اعلیٰ ہو خواہ اسفل مگر ہو فی الحلق نہ ہو مافوق الحلق اور حلقوم عقدہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ (۳) حلق سے مراد نفس الحلق ہے جو عنق کی جانب پیشی ہے وہ عقدہ کے نیچے ہے نہ اوپر۔

(۴) ذبح مافوق العقدہ میں ودجان قطع ہو تی ہیں اور مری و حلقوم دونوں رہ جاتی ہیں پس وہ ذبیحہ ایسا ہے کہ حرام ہے۔ (۵) کلام اللہ و کلام الرسول صلعم میں عقدہ کا ذکر باقتضاء النص ہے کلام اللہ میں ہے الا ما ذکیتم۔ اور احادیث مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے کہ زکاۃ کا محل حلق ہے جسکی حد عقدہ کے نیچے ہے پس ذبح مافوق العقدہ کلام اللہ اور اسکی تفسیر کلام الرسول صلعم کے برخلاف ہے لہذا وہ ذبیحہ حرام ہے۔

(۶) مقدسی کا قول مذکور علی الاطلاق صحیح نہیں قطع العروق مقید بقید حلق ہے یعنی مقدار حلقوم سے خارج نہ ہو اور حلقوم کا انتہا عقدہ کے نیچے ہے پس ذبح مافوق العقدہ خلاف قرآن و حدیث صلعم ہے لہذا ذبیحہ مافوق العقدہ حرام ہے۔

(۷) چونکہ مری عقدہ سے اوپر نہیں جاتی لہذا حلقوم و مری دونوں ذبح مافوق العقدہ میں قطع نہیں ہوتیں پس وہ ذبیحہ حرام ہے۔

ووو مقدور علی اگرچہ ممکن ہے مگر عادۃ محال ہے کیونکہ ذبح نہیں ہو سکتا اس لئے مقدور علی کا فوق جیدان معتبر نہیں۔ ان کان بالذبح
وفی المجہ لا یحصل قطع الثلاثۃ من الودجین ما فی شرح الہدایۃ ... الاعلی [illegible]
ایں المذبح ... صحیحا [illegible]
جواز میں جن عبارات سے استدلال کرتے ہیں وہ مرقومہ الذیل ہیں۔ (۱) حدیث الزکاۃ ما بین اللبۃ واللحیین بحوالہ شرح
ج ۲ ص ۳ وہذا تصحیح ... لہ۔ اما ما ذکر ان الذبح اذا وقع اعلی من الحلق لا یحل فہو مخالف لظاہر الحدیث۔ عنایہ شرح ہدایہ۔
وقال الاتقانی عن الرستغفنی ویجوز اکلہا سواء بقیت العقدۃ مما یلی الراس او مما یلی الصدر وانما المعتبر عندنا
قطع الاکثر الاوداج قال وہذا صحیح لانہ لا اعتبار لکون العقدۃ من فوق او من تحت الا تری الی قول
محمد بن الحسن فی الجامع الصغیر لا باس بالذبح فی الحلق کلہ اسفل الحلق او وسطہ او اعلاہ فاذا ذبح فی الاعلی لا بد ان
تبقی العقدۃ من تحت ولم یلتفت الی العقدۃ فی کلام اللہ تعالی ولا فی کلام رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل الزکاۃ بین
اللبۃ واللحیین بالحدیث وقد حصلت طحطاوی شرح الدر المختار مصری ج ۴ ص ۱۵۰ وبنحوہ قال الشامی فی
رد المحتار شرح الدر المختار ج ۵ ص ۱۸۶ والعینی فی البنایہ شرح الہدایہ ج ۴ ص ۱۳۶ وصاحب الجامع الرموز فیہ ج ۲ ص ۳۴۳
سواء بقیت العقدۃ مما یلی الراس او الصدر بزازیہ۔ و سعدیہ ص ۳۸ وفاکہۃ البستان ... اوپر سے ذبح کرنے کی اجازت
انواع باریہ۔ ذبیحہ ما فوق العقدہ کو جو لوگ حرام کا حکم دیتے ہیں وہ لوگ جن عبارات سے استدلال کرتے ہیں مرقومہ
الذیل ہیں۔ (۱) الا ما ذکیتم۔ قرآن مجید (۲) حدیث۔ عن ابی العشراء عن ابیہ انہ قال یا رسول اللہ اما تکون
الزکاۃ الا فی الحلق واللبۃ فقال لو طعنت فی فخذہا لاجزأ عنک رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی
وابن ماجہ والدارمی وقال ابو داؤد ہذا زکاۃ المتردی وقال الترمذی ہذا فی الضرورۃ۔ مشکوۃ ص ۳۵۷
باب ما جاء فی الزکاۃ فی الحلق واللبۃ۔ عن ابی العشراء عن ابیہ۔ ترمذی ص ۲۵۶ ومعنی ... حدیث
اما تکون الزکاۃ الا فی الحلق واللبۃ الہمزۃ للاستفہام وما نافیۃ سائل ان الزکاۃ منحصرۃ فیہما ام لا فاجاب
بانہ فی الضرورۃ کذا فی المجمع یعنی وقت الضرورۃ جائز فی غیر ہذا الموضع (وفی حالت الاختیار لا یجوز) حاشیہ ترمذی
باب ما جاء فی ذبیحۃ المتردی۔ عن ابی العشراء عن ابیہ۔ ابو داؤد مطبوعہ مجتبائی ج ۲ ص ۳۴۔ عن ابی ہریرۃ قال بعث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدیل بن ورقاء الخزاعی علی جمل اورق یصیح فی فجاج منی الا ان الزکاۃ فی الحلق واللبۃ
دارقطنی ص ۵۴۵ وشوافی عینی ہدایہ ج ۴ ص ۱۳۶ - واخرج عبد الرزاق فی مصنفہ موقوفا علی ابن عباس وعلی
وعمر رضی اللہ عنہم الزکاۃ فی الحلق واللبۃ وقد فسرنا اللبۃ واللحیین وہذا من باب تسمیۃ الحال باسم المحل
کقولہم جری النہر وسال المیزاب۔ عینی ہدایہ ج ۴ ص ۱۳۶

(حررہ محمد گوہر علی علوی لودودی عفا اللہ عنہ)

حدیث الزکاۃ ما بین اللبۃ واللحیین لم اجدہ واغفل الدارقطنی الی نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ لابن حجر ج ۲ ص ۱۸۵
ولم یثبت ہذا الحدیث۔ عینی ہدایہ ج ۴ ص ۱۳۶ محمد بن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہم لا باس بالذبح فی الحلق کلہ وسطہ واعلاہ
واسفلہ۔ جامع صغیر ص ۱۶۹ - والذبح فی الحلق ما بین اللبۃ واللحیین۔ قدوری ص ۲۱۸ - والذبح بین الحلق واللبۃ
والمذبح المری والحلقوم والودجان۔ کنز الدقائق ص ۳۴۶ - والزکاۃ الاختیار ذبح بین الحلق واللبۃ وعروقہ

والحلقوم والمرى والودجان وحل بقطع اى ثلث منها ولم يجز فوق العقدة وقيل يجوز ـ مختصر وقایہ ص۲۰۸ ـ مسئولہ

کریمہ ذبح کے حلق بت ـ مسئلہ ذبح میان حلق و سینہ است و جائے ذبح البتہ حلق است ـ کنز فارسی ص۲۴۹

موضع ذبح میان حلق و لبہ است ـ علم الفقہ ص۱۵۱ ـ اور ایک زکاۃ اختیاری ہے وہ ذبح کرنا ہے درمیان حلق اور لبہ کے

حلق و جائز نہیں ہے ذبح فوق العقدہ یعنی اوپر گرہ کے ـ نور الہدایہ ج۴ ص۹۵ ـ وزکاۃ الاختیار ذبح ما بین الحلق واللبۃ

وعروقہ الحلقوم والمرئ والودجان فلم يجز فوق العقدة والبعض افتوا بالجواز الخ شرح الوقایہ ج۴ ص۳۲ ـ مختصر القدوری المختصر ص۲۴۱

الاصل فی اعتبار الزکاۃ قوله تعالى الا ما ذكيتم ومحل الزكاة فى المقدور ذبح اهليا كان او وحشيا الحلق كله ـ قاضیخان ج۳

والتقييد فی الحلق واللبۃ ليفيد انه لو ذبح اعلى من الحلقوم او اسفل منه يحرم لانه ذبح فی غير محل الذكاة ذكره فی الوجيزات

وفی فتاوی السمرقندی ونقل فی النهاية عن الامام الرستغفنی ولا ان قال وهذا اشكل فانه لم يوجد فيه قطع الحلقوم ولا المرئ

والجواب ان شرطوا قطع الاكثر فلا بد من قطع احدهما فانه يحل واذا لم يبق شیء من عقدة الحلقوم مما يلی الراس لم يحل

قطع واحد منها فلا يحل بالاجماع وفی الواقعات لو قطع الاعلى او الاسفل ثم علم بها فقطع مرة اخرى الحلقوم

من قبل ان يموت ينظر فان قطع تمامه لا يحل لان موته بالاول اسرع منه بالقطع الثانی وان لا حل وذكر فی

فتوى اهل سمرقند قصاب ذبح شاة فی ليلة مظلمة فقطع اعلى من الحلقوم او اسفل منه يحرم اكلها ـ بحر الرائق

سوئم ج۸ ص۱۶۶ ـ فی الحلق او بين الحلق واللبۃ کا مطلب صاحب بحر نے صاف بیان فرما دیا ہے کہ والتقیید بالحلق

واللبۃ ليفيد الخ والتقييد بالحلق واللبۃ ليفيد انه لو ذبح اعلى من الحلقوم او اسفل منه يحرم لانه ذبح فی غير المذبح وذكر فی الجواهر

فی فتاوى السمرقندی الخ حاشیہ کنز الدقائق ج۲ ص۳۱۳ ـ قال الذبح بين الحلق واللبۃ وفی الجامع الصغير الخ ہدایہ ج۴

لا يمكن قطع هذه الثلثة الا بقطع الحلقوم ـ ہدایہ ج۴ ص۴۳۸ ـ فظهران رواية الجامع الصغير مقيدة لرواية المبسوط ـ کفایہ

شرح الہدایہ ج۴ ص۴۳۸ ـ ونقل صاحب الذخيرة والتجنيس لمزيد ما قاله الزيلعی عن الواقعات ولم يذكر خلافه ذكره الشرنبلالی

وهذا الرد تنقيص على الزيلعی فانه قال وهذا الى الحل اذا بقيت العقدة مما يلى الصدر مشكل فانه لم يوجد

فيه قطع الحلقوم ولا المرئ الذی فانت ترى انه بعد الفعل لم يحصل قطع شیء من الا وجه والقطع الحلقوم

وحده وما علمه محمد فی الجامع الصغير لا باس بالذبح فی الحلق كله اسفل الحلق او وسطه او اعلى

اه فتقص يتجه على ماقاله الشمنی وملا علی لانه عبر بقوله لا باس فی الحلق كله ولا يكون فيه الا اذا كان

[illegible] مما يلى الراس والا كان خارجه الذی يظهر لی ان الحق تحليل الزيلعی ومن حوله اما قوله لم

يلتفت الى العقدة فی كلام الله تعالى ولا فی كلام رسوله [illegible] لان الله تعالى قال الا ما ذكيتم وبين رسوله

صلعم محل الزكاة بقوله صلى الله عليه وسلم منادیا ينادی فی فجاج منى الا ان الذكاة فی الحلق الحديث رواه الدار قطنی الخ ادرج الخ

قول ذكره فی فتاوی ان الذبح لا يكون الا فی وسط الحلق على كل فالاحتياط فی المتفق عليه

وہر جا کے اعلم بالصواب ـ طحطاوی شرح در مختار مصری ج۴ ص۱۵۱ ـ العبد [illegible] تلمیذ [illegible] عفا اللہ عنہ

[illegible] مصنف [illegible] ـ جواب از [illegible] حسبنا [illegible] ـ [illegible] تصنیفات [illegible]

[illegible] ابن رمضان [illegible] از [illegible] وقت [illegible]

[illegible]

[illegible] الجواب [illegible] فقط [illegible] صاحب [illegible] ۱۵ [illegible]

الشرافۃ واللطافۃ فی عدم وقوع الطلاق بغیر الاضافۃ

من مصنفات **محمد گوہر علی** علوی حنفی کاکوروی منشی فاضل حال راولپنڈی مدرس فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ **الاستفتاء**۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام
اس مسئلہ میں۔ کہ زید نے قاضی کے پاس آکر بیان کیا کہ میں نے کہا ایک طلاق دوسری طلاق تیسری
طلاق یہاں سے چلی جا اُس وقت میری جورو اس مکان میں موجود نہیں تھی اور ان الفاظ سے میرا
اپنی جورو کو طلاق دینے کا ارادہ ہرگز نہیں تھا۔ یونہی میری زبان سے یہ لفظ نکل گئے۔ اور اسکی زوجہ ہندہ
نے اپنے شوہر کی تصدیق کی کیا اس صورت میں ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو جائیگی یا نہیں بینوا توجروا
الافتاء۔ جواب سے پہلے چند ایک مقدمات اور تمہیدات کا بیان کرنا ضروری اور واجب سمجھا گیا
اور وہ یہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے جورو کو شوہر کے لئے راحت قرار دیا ہے۔ (۲) جورو شوہر کے
لئے کبیرہ گناہوں سے بچاؤ کا سبب اور وسیلہ ہے (۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح کی ترغیب دی
اور فرمایا النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ اور فرمایا تناکحوا وتوالدوا وتکاثروا فانی
مکاثر بکم الامم۔ کیونکہ عورت اور مرد کے اجتماع سے ہی اللہ تعالیٰ اولاد آدم کو بڑھاتا ہے۔
(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تنسوا الفضل بینکم۔ (۵) جس مرد اور اسکی جورو کی اولاد ہو اور
انہیں بوجہ طلاق مغلظہ کے تفریق پڑ جائے تو انکی اولاد اور خود انہیں جو تکلیف اور تشویش واقع
ہوتی ہے وہ کسی عقلمند اور اہل بصیرۃ پر پوشیدہ نہیں۔ (۶) ایسی صورت میں اگر وہ پھر باہم
نکاح کرنا چاہیں تو بجز حلالہ نکاح انکا جائز نہیں کما قال اللہ تعالیٰ فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح
زوجاً غیرہ اور حلالہ کرانا انہیں زیادہ شاق ہوتا ہے کہ انکو وہ ہمالیہ کے گرنے سے بھی کہیں بڑھکر گراں
سنگ ہے۔ اور شریعت غرّا نے بھی ایسے حلالہ کو مکروہ و قابل نفرت قرار دیا ہے۔ (۷) ابوداؤد و حاکم
نے عبداللہ ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابغض الحلال الی اللہ
الطلاق۔ ترجمہ حلال چیزوں میں سے زیادہ بُری چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے۔ یہ اسلئے کہ
وصال زوجین کی مانع اور قلت تناسل کی باعث ہے کما فی الدر المختار۔ (۸) اگرچہ طلاق فی حد ذاتہ
مکروہ و ابغض الحلال عند اللہ ہے۔ مگر کوئی شخص کسی خاص اور نہایت ضرورت کیوجہ سے (اسکو
مد نظر رکھ کر شرع اسلام نے بھی طلاق جیسی مکروہ و مبغوض چیز کو جائز قرار دیا ہے) اگر طلاق دینا
چاہے تو احسن اور بہتر طریقہ نسبتہ دوسرے طریقوں سے یہ ہے کہ عورت کو طہر خالی عن الوطی میں
ایک طلاق دیکر اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اسکی عدت گذر جائے۔ اس سے کم درجہ پر حسن طریقہ یہ ہے

کہ طہر خالی عن الوطی میں تین طلاقیں متفرق دے یعنی ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے اور درمیان میں
رجوع نہ کرے یہاں تک کہ اسکی عدت گذر جاوے ۔ طلاق کا یہ طریقہ بھی نسبتہً بدعی طریقہ
کے اچھا اور حسن ہے اور اسمیں بہتری کی وجہ یہ ہے کہ قاعدہ ہے کہ انسان کوئی غلطی کر بیٹھتا ہے
تو پھر اس سے پچھتاتا ہے اور نادم و پشیمان ہوتا ہے ۔ لہذا ممکن ہے کہ طلاق دہندہ اگر اپنے فعل
طلاق سے نادم ہو تو اسکے لئے ان طریقوں میں حق رجوع باقی ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔
الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان ۔ اور اسقدر لمبی مہلت میں انسان ہر ایک
طرح سے فکر و تدبیر کر سکتا ہے اور ہر ایک قسم سے اپنے منافع و مضار سوچ سکتا ہے اس
اثناء میں نقصان سے احتراز اور نفع کو حاصل کر سکتا ہے ۔ اور طلاق کا بدعی اور حرام طریقہ
یہ ہے کہ مرد اپنی جورو کو ایک ہی طہر میں متفرق طور پر یا ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں دے ۔ کیونکہ اس
صورت میں مرد کو فکر و تامل کی گنجایش نہیں ملتی ۔ اس لئے اس طرح پر طلاق دینا حرام اور گناہ ہے
اور طلاق دہندہ گناہگار ہے ۔ اور اس بدعی طلاق کے حکم میں اختلاف ہے ۔ اہل حدیث اور
اہل تشیع تو اسکو ایک طلاق رجعی قرار دیتے ہیں ۔ مگر ہمارے مذہب حنفی میں طلاق مثلثہ واقع
ہوتی ہے

(۹) قال اللہ تعالےٰ و بعولتھن احق بردھن ترجمہ اور انکے خاوند انکے رجوع کے زیادہ حق دار ہیں ۔

(۱۰) و منہا ان الاصل فی الطلاق ہو الحظر لانہ من قطع النکاح الذی تعلقت بہ المصالح الدینیۃ والدنیویۃ

(۱۱) و در وقوع طلاق فوق واحد و بدون تخلل رجعت خلاف است ربیع المقبول من شرائع الرسول لصدیق حسن
خان بھوپالی ۔ اور بعضوں کے نزدیک اگر تین طلاق ایک بار دیگا تو ایک طلاق ہی واقع ہوگا ۔ [illegible]

(۱۲) و فی وقوعہ و وقوع ما فوق الواحدۃ من دون تخلل رجعۃ خلاف الراجح عدم الوقوع
درر البہیہ ۔ قال الاتی اختلف اہل العلم فیہا علی اربعۃ اقوال ۔ الاول وقوع جمیعہا و ہو مذہب
الائمۃ و جمہور العلماء کثیر من الصحابۃ و فریق من اہل البیت ۔ الثانی عدم الوقوع مطلقاً
لا واحدۃ ولا ما فوقہا لانہ بدعۃ محرمۃ و ہو مذہب جماعۃ من التابعین و جمیع الامامیۃ (و غیرہم) ۔
والثالث ۔ وقوع الثلاث ان کان المطلقۃ مدخولۃ ۔ و واحدۃ ان لم یکن کذلک و ہو مذہب جماعۃ
من اصحاب ابن عباس و اسحاق ابن راہویہ ۔ والرابع انہ یقع واحدۃ رجعیۃ من غیر فرق
المدخول بہا و غیرہا و ہذا مذہب ابن عباس علی الاصح و ابن اسحاق و عطاء و عکرمہ و اکثر اہل البیت
و ہذا اصح الاقوال انتہی ۔ روضۃ الندیہ شرح الصدیق حسن خان بھوپالی ۔ مگر ہمارے مذہب
حنفیہ میں طلاق مثلثہ کا واقع ہونا بیشک صحیح ہے اگرچہ وہ طلاق بدعی اور حرام ہی ہے ۔

(۱۳) اب اوقات زوجین میں معاملات خانگی کیوجہ سے تنازعات واقع ہو جاتے ہیں ۔
اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ الرجال قوامون علی النساء اس لئے خاوند زوجہ کو تنبیہ
و تادیب کرتا ہے اور کبھی نوبت زدو کوب تک بھی پہنچ جاتی ہے اور جب اس سے بھی کام

نہیں چلتا تو طلاق کی دہمکی کی نوبت آتی ہے کیونکہ عورت کو زیر اور مغلوب کرنیکے لئے
سب سے بڑا اصلاح یہی ہے اور اس سے اسکی مراد صرف تخویف اور دہمکی ہوتی ہے
نہ ایقاع طلاق اسی لیئے وہ لفظ طلاق کو مہمل اور بلا اضافت اور بلا ارادہ کہتا ہے
تاکہ طلاق واقع نہو لیکن یہ کام بھی عوام کالانعام کا ہے اور الفاظ طلاق کو مافوق
الواحد کہنا بھی انکی کم فہمی اور جہالت طبعی کا نتیجہ ہے ۔ تاہم ان الفاظ سے انکا
مقصود زجر و توبیخ ہے نہ ایقاع طلاق ۔ فافہم ۔ شوہر ایقاع الطلاق تو اسوقت کرتا ہے
کہ کام نہایت کو پہنچ جائے اور اس طرح وہ ابغض الحلال کے ماسوا اسکے لیئے کوئی چارہ
اور مفر نہ رہے اس صورت میں ہی شوہر ایسے تدابیر اختیار کرتا ہے کہ جس سے وہ سینکڑوں
روپے لیکر طلاق دے طلاق کا دینا شوہر کیلئے آسان کام نہیں اور نہ ہی جورو پر طلاق
کا لینا آسان کام ہے ۔ سو شامی رح نے بھی اسے مان لیا ہے کما قال فی شرح تنویر المختار ۔ ثم قال
الجاري على السنة العوام بقوله علي الطلاق من ذراعي لا يريد به الزوجة قطعا اذ عادة
العوام الاعراض به عنها خشية الوقوع فيقولون تارة من ذراعي وتارة من كشتواني وتارة
من مروتي اهـ قلت ان كان كذلك فينبغي ان لا يتردد في عدم الوقوع لاضافة
الطلاق على ذراعه ونحوه لا على المرأة ۔ رد المحتار للشامي ج ۲ ص ۴۴۳

اى قال تعمدته تخويفا لم يصدق قضاء الا اذا اشهد عليه قبله به يفتى ۔ درمختار ۔
یہ اس صورت میں کہ طلاق مع الاضافت ہو ورنہ نہیں ۔ فافہم وتدبر ۔

(۳) لفظ علی الطلاق او علی الحرام اگرچہ یہ الفاظ ہمارے ملک میں مروج اور
مستعمل نہیں نہ بطریق عرف نہ سوائے عرف کے اور نہ ہی یہ الفاظ مسئلہ زیر بحث
کے ساتھ کوئی تعلق رکھتے ہیں کیونکہ یہ الفاظ ہمارے ملک ہندوستان و پنجاب میں مروج نہیں
اور نہ ہی عوام انکو جانتے ہیں مگر چونکہ فقہاء متاخرین نے اسمیں بہت اختلاف کیا ہے
لہذا ان الفاظ کے حکم کی نسبت بھی کچھ لکھا جاتا ہے ۔ اسکی نسبت عصر کا فتوی تو یہ ہے
ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس فتوی پر سب کتب فقہ کی عبارات ہی نقل کیجا سکینگی انشاء
اللہ العزیز ۔ لیکن قبل ازاں ردالمحتار کی عبارت لکھی جاتی ہے جس میں مختلف اقوال مندرج ہیں وہی ہذہ ۔
(قوله ويقع بلا نية للعرف) اى فيكون صريحا لا كناية بدليل عدم اشتراط النية وان كان الواقع في لفظ الحرام البائن
لان الصريح قد يقع به البائن كما مر لكن في وقوع البائن به بحث سنذكره في باب الكنايات وانما كان ما ذكره صريحا
لانه صار فاشيا في العرف في استعماله في الطلاق لا يعرفون من صيغ الطلاق غيره ولا يحلف به الا الرجال وقد
مر ان الصريح ما غلب في العرف استعماله في الطلاق بحيث لا يستعمل عرفا الا فيه من اى لغة كانت وهذا في عرف
زماننا كذلك فوجب اعتباره صريحا كما افتى المتأخرون في انت علي حرام بانه طلاق بائن للعرف بلا نية مع ان المنصوص
عليه عند المتقدمين توقفه على النية ولا ينافي ذلك ما يأتي من انه لو قال طلاقك علي لم يقع لان

ذلك عند عدم غلبة العرف وعلى هذا يحمل ما افتى به العلامة ابو السعود آفندى مفتى الروم من ان علىّ الطلاق او يلزمنى
الطلاق ليس بصريح ولا كناية اى لانه لم يتعارف فى زمنه ولذا قال المصنف فى منحه انه فى ديارنا
صار العرف فاشيا فى استعماله فى الطلاق لا يعرفون من صيغ الطلاق غيره فيجب الافتاء به من غير نية
كما هو الحكم فى الحرام يلزمنى وعلىّ الحرام وممن صرح بوقوع الطلاق به للتعارف الشيخ قاسم فى تصحيحه
وافتاء ابى السعود مبنى على عدم استعماله فى ديارهم فى الطلاق اصلا كما لا يخفى اه وما ذكره
الشيخ قاسم ذكره قبله شيخه المحقق ابن الهمام فى فتح القدير وتبعه فى البحر والنهر وللسيدى
عبد الغنى النابلسى رسالة فى ذلك سماها رفع الانغلاق فى علىّ الطلاق ونقل فيها الوقوع عن بقية
المذاهب الثلاثة اقول وقد رأيت المسألة منقولة عندنا عن المتقدمين ففى الذخيرة وعن ابن
سلام فى من قال ان فعلت كذا فثلاث تطليقات علىّ وقال علىّ واجبات يعتبر عادة اهل البلد
هل غلب ذلك فى ايمانهم اه وكذا ذكره السروجى فى الغاية ومثله ما افتى به فى الخيرية من عدم الوقوع تبعا
لابى السعود آفندى فقد رجع عنه وافتى عقبه بخلافه وقال القول الحق الوقوع فى هذا الزمان لاشتهاره فى
معنى التطليق فيجب الرجوع اليه والتعويل عليه عملا بالاحتياط فى امر الفروج اه (تنبيه) عبارة المحقق ابن
الهمام فى الفتح هكذا وقد تعورف فى عرفنا فى الحلف الطلاق يلزمنى لا افعل كذا يريد ان فعلته لزم
الطلاق ووقع فيجب ان يجرى عليهم لانه صار بمنزلة قوله ان فعلت فانت طالق وكذا تعارف
اهل الارياف الحلف بقوله علىّ الطلاق لا افعل اه وهذا صريح فى انه تعليق فى المعنى على فعل المحلوف عليه بغلبة العرف وان لم يكن
فيه اداة تعليق صريحا ورأيت التصريح بان ذلك معتبر فى الفصل التاسع عشر من التتارخانية حيث قال وفى الحاوى عن ابى الحسن
الكرخى فى من اتهم انه لم يصل الغداة فقال عبده حر ان لم اكن صليت الغداة وصلاها
لم يعتق كذا هنا -

وفى البزازية وان قال انت طالق لو دخلت الدار لتطلقن تطلق فهذا رجل حلف بطلاق
امرأته ليطلقنها ان دخلت الدار بمنزلة قوله عبده حر ان دخلت الدار لعل صواب العبارة فهذا
رجل حلف بعتق عبده ليطلقنها ان دخلت الدار فان دخلت الدار لزمه ان يطلقها فان
لم يطلقها حتى مات او ماتت حنث فات الشرط فى آخر الحياة اه اى فيقع الطلاق كما فى منية المفتى
قلت فهذا بمنزلة قوله ان دخلت الدار ولم اطلقك فانت طالق وان دخلت الدار و
لم اطلقك فعبدى حر وذكر الخ فى كتبهم انه جرى مجرى القسم بمنزلة قوله والله لا فعلت كذا فلو قال
فى النهر قال علىّ الطلاق او الطلاق يلزمنى او الحرام ولم يقل لا افعل كذا لم اجده فى كلامهم
وقد ظفر فيه شيخنا معرفا به فى كلام الغاية للسروجى معزيا الى المغنى بصحيحه
الطلاق يلزمنى او لازم لى صريح لانه يقال لمن وقع طلاقه لزمه الطلاق وكذا قوله علىّ الطلاق
الطلاق لى لازم يقع بغير نية اه قلت لكن
يحتمل ان يكون مراد الغاية بالاذا ذكر المحلوف عليه لما علمت من انه يراد به العرف التعليق
ودون قوله علىّ الطلاق والمتعارف استعماله فى موضع التعليق ودون الانشاء
فاذا لم يتعارف ... لم يكن صريحا فينبغى ان يكون على الخلاف الآتى فيما لو قال

قوله ان فعلت كذا فانت طالق فان لم يذكر ... قوله علىّ الطلاق بدون تعليق والمتعارف ...

طلاقك علي ثم رأيت سيدي عبد الغني ذكر نحوه في رسالة سماها) ينبغي ان يقع به الثلاث ان نواها لان الطلاق مذكور بلفظ المصدر وقد علمت صحة نيته فيه وكذا في قوله علي الحرام فقد صرحوا بانه تصح نية الثلاث في انت علي حرام - قوله يكون يمينا اي يعني في صورة الحلف بالحرام فانه المذكور في الذخيرة وغيرها ثم رأيت في البزازية قال في المواضع التي يقع الطلاق بلفظ الحرام ان لم تكن له امرأة ان حنث لزمته الكفارة والفتوى على انه لا يلزم اهـ قوله وكذا علي الطلاق من ذراعي هذا بحث لصاحب البحر اخذه مما في ... من انه لو قال انت طالق من هذا العمل وهو لم يعرفه بالعمل وقع قضاء لا ديانة قال فانه يدل على الوقوع قضاء هنا بالاولى ورده العلامة المقدسي بانها في المقيس عليه خاطب المرأة التي هي محل الطلاق ثم ذكر العمل التي لم تكن مقيدة به حسا ولا شرعا فلم يصح صرفه عن المعنى الشرعي المتعارف الى غيره بلا دليل بخلاف المقيس لانه اضاف الطلاق الى غير محله مع انه اذا قال انا منك طالق يلغو اهـ ملخصا وذكر نحوه الخير الرملي - قلت وقد يقال ليس فيه اضافة الطلاق الى غير محله لما مر من ان قوله علي الطلاق لا افعل كذا بمنزلة قوله ان فعلت فانت طالق فهو في العرف مضاف الى المرأة معنى ولولا اعتبار الاضافة المذكورة لم يقع فكذلك هنا بمنزلة قوله ان فعلت كذا فانت طالق من ذراعي فيساوي المقيس عليه في الاضافة الى المرأة و ايضا في قوله انا منك طالق فيه وصف الرجل بالطلاق صريحا فلا يقع لان الطلاق صفة للمرأة واما قوله علي الطلاق فان معناه وقوع طلاق المرأة على الزوج فليس فيه اضافة الطلاق الى غير محله بل الى محله مع اضافة الوقوع الى محله ايضا فانه شائع في كلامهم قولهم اذا قال كذا وقع عليه الطلاق نعم قال الخير الرملي ان الحالف بقوله علي الطلاق ... من ذراعي لا يريد به الزوجة قطعا اذ عادة العوام الاعراض به عنها خشية الوقوع فيقولون تارة من ذراعي وتارة من كشتواني وتارة من مروتي وبعضهم يريد بعد ذكره ... والغالب ... قلت ان كان العرف كذلك فينبغي ان لا يتردد في عدم الوقوع لانه اوقع الطلاق على ذراعه ونحوه لا على المرأة ثم قال الخير الرملي اللهم الا ان يقول علي الطلاق ثلاثا من ذراعي فالقول به توجيه وجيه لان ذكر الثلاث يعينه فتأمل اهـ - رد المحتار للعلامة الشامي ج ٢ ص ٤٣٣ ولقد ابعد الشارح الزيلعي حيث قال في بحث قوله انا منك طالق فلو كان يغير ... لا يخرجه من ان يكون صريحا - بحر الرائق مطبوعة مصر ص ٢٩٨ -

(قوله ولقد ابعد الخ) قد يقال لا ابعاد في كلامه اذ الصريح ما فيه مادة ط ل ق كطالق وطلاق وتطليق ونحوه فقوله انت طالق صريح ولا مدخل لقوله انت في صراحته وكذا لا مدخل لغلبة الاستعمال في صراحته وانما هي شرط الوقوع بلا نية ... فعدم ... لا يخرجه عن صراحته كما قال المحقق الزيلعي هذا ما ظهر لي - منحة الخالق للشامي ص ٣٠١

(قوله وكذا تعارف اهل الارياف الخ) وفي حواشي الشيخ خير الدين الرملي سئل شيخ الاسلام ابو السعود مفتي الروم عما صورته ما قول شيخ الاسلام في رجل قال علي بالطلاق او بغيره من الالفاظ هل هو صريح او كناية فاجاب بقوله ليس بشيء منهما وسئل بعض المتأخرين ايضا عما صورته ما قولكم رضي الله عنكم في زيد قال علي الطلاق ثلاثا لا يدخل عمرو بكر داره هل ... فاذا دخلها بعد ذلك عمرو هل يقع عليه الطلاق او لا فاجاب بما صورته في البزازية طلاقك علي واجب ولازم او فرض او ثابت قيل يقع واحدة رجعية نوى او لا وقيل بعدم الوقوع ولو قال طلاقك علي ... - منحة الخالق على البحر الرائق للشامي ص ٢٧٦

وهو يدل على انه لو قال علي الطلاق من ذراعي لا افعل كذا كما يحلف به بعض العوام انه يقع قضاء بالاولى وفي لفظ او ثابت لا يقع اصلا - بحر الرائق ص ٢٧٦ - (قوله وهو يدل الخ) قال الرملي في حواشي المنح وعندي انه لا يدل لا بالاولى

ولا بالمساواة لان فرع البزازي لقوله انت طالق وهو معيّن لها بخلاف علي الطلاق ولذا لو اقتصر عليه لا يقع عليه الطلاق كما في الفتح به ابو السعود الحمادي معللاً بانه ليس بصريح ولا كناية كما يأتي والقائل بوقوعه اعتمد على تعارف اهل ديارهم على ان فيه نظراً ظاهراً بخلاف الاول والحالف به انما يقوله علي الطلاق من ذراعي لا يريد الزوجة قطعاً اذ عادة العوام الاعراض به عنها خشية الوقوع فيقولون تارة علي الطلاق من ذراعي وتارة من كشتواني وتارة من مرقتي بعضهم يريد بعد ذكره لان لا خيرفي حق والوقوع به في غاية البعد الاترى انه لو قال لهم لو قال انا حليب طالق لوقوع وان نوى ذلك معللين بان الطلاق لازالة الملك بالنكاح والقيد محل بمجلبها دون الرجل فالاضافة فيه اضافة الطلاق الى غير محله وانما نصوا عليه من انه لو اضافه الى مفعولها فانه لا يعبر به عنها انه غير ذلك من الفروع فكيف يقع بالاضافة الى ذراعه او خاتمه او مرواته وهذا ظاهر فتامل ثم استند الى ما كتبناه عنه في مسئلة الطلاق يلزمني وعلي الطلاق بلا رجل كذا ثم قال لان من يريد ويقول علي الطلاق ثلاثاً من ذراعي فلمقول بوقوعه وجه لان ذكر الثلاث لعينه فتامل والجمع الى ما علمه به فيتركه ذلك والحاصل التي في علي الطلاق تقتضي عدم الوقوع تامل ونقل بعض المحشين نحو هذا عن العلامة المقدسي وحاصل ذكره ان اضافة في هذه الصورة الى غير محله وما نظيره الا اذا قال لاجنبية او بهيمة انت كذا قال وهو وجيه قلت ان كان العرف كما قال الرجل من عدم قصد الزوجة فيحمل ما قاله لان لفظ الطلاق من الالفاظ الصريح ومعنى علي الطلاق ان الطلاق علي واقع او لازم او ثابت او نحو ذلك مما يناسب وليس فيه خطاب امرأته ولا اضافة اليها فهو مثل ما مر عن البزازية من قوله لا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لا يقع لعدم ذكر حلفه بطلاقها وان لم يكن العرف ذلك فالظاهر الوقوع لانه يكون بمنزلة ان حلفت فانت طالق كما مر عن الفتح فقوله من ذراعي مثل قوله من هذا الحمل تامل منحة الخالق على بحر الرائق صفحة ٢ ج ٣ وصفحة ٢٧ ويذكر قريباً ان من الالفاظ المستعملة الطلاق يلزمني والحرام يلزمني وعلي الطلاق وعلي الحرام فيقع بلا نية للعرف الخ فاوقعوا به الطلاق مع انه ليس فيه اضافة الطلاق اليها صريحاً فهذا مؤيد لما في القنية وظاهره انه لا يصدق في انه لم يرد امرأته للعرف والله اعلم. رد المحتار شامي جلد ٢ ص

(قوله لم يكن حجة الخ) اي ما في القنية وفيه انه بعد الحمل المذكور بما زالت المخالفة فان ما في البزازية موجودة واقع مقتضى ما فيها عدم وقوع الطلاق على الزوجة المقصودة له الا باذنها منه وانه لو لم يقل اني حلفت بالطلاق يقع على الموجب بل الامر موقوف فيه الا ان اراده ووقع عليها صونه على الفتوى في الخانية هو مسئلة الحالف الخ اي المعلق به في المعرفة من اشتراط النية ولا يكتفي بالقرينة المذكورة اتباعاً للسندي (قوله وغيرهم عن الوقوع الخ) نسخة الولد وغيرهم على الوقوع الخ وقوله لوجود القرينة الدالة على عدم ارادة الايقاع وهي الاكراه) قال السندي ويظهر من كلامهم رحمهم الله ان ذلك اذا لم يقربه بالمدد والظاهر ان قرينة الاكراه قوية بانواده وفوق العدد حقيقة اذ كان الكلام لا يرفع به عنه الا اذا قال فلانة فلانة تبقى له رجعة والله اعلم لو راجع الطلاق واما انه لم يتعارف في زمنه الخ عدم التعارف في زمنه انما يفيد كونه صريحاً ولا يفيد كونه كناية فما يظهر لغو كونه كناية في زمنه (قوله قلت لكن يحتمل ان يكون مراد القنية الخ) لكن يبطل هذا الاحتمال تعليل القنية بقوله لانه يقال لمن وقع طلاقه لزمه الطلاق فان مقتضاه ان قوله علي الطلاق ونحوه متقض للاخبار بوقوع الطلاق عنه فيحكم عليه به (قوله يقال ليس فيه اضافة الطلاق الى غير محله الخ) وقال المحشي في البحر قلت ان كان العرف كما قال الرجل من عدم قصد الزوجة فيحمل ما قاله لان لفظ الطلاق من الالفاظ الصريح ومعنى علي الطلاق ان الطلاق علي واقع او لازم ثابت او نحو ذلك مما يناسب وليس فيه خطاب امرأته ولا اضافة اليها فهو مثل ما مر عن البزازية

من قوله لا تخرجي بلا اذني فقال حلفت بالطلاق فخرجت لا يقع لعدم ذكر حلفه بطلاقها ان لم يكن العرف ذلك فالظاهر الوقوع لانه يكون
بمنزلة ان خرجت فانت طالق كما مر عن الفتح فقوله بعده من ذراعي متعلق بمحذوف من هذا العمل - التحرير المختار لرد المحتار صفحه ۲۱۴
للعلامة الشيخ عبد القادر الرافعي الفاروقي الحنفي مفتي الديار المصرية رحمة الله عليه وافاده - (قوله وكذا على الطلاق من ذراعي)
قال في البحر واذا لم يقرن بالعدد وقع في ذكر العمل قضاء لا ديانة نحو انت طالق من هذا العمل كما في البزازية وغيرها وهو يدل على انه
لو قال علي الطلاق من ذراعي لا افعل كذا كما يحلف به العوام انه يقع قضاء بالاولى اهـ قال المقدسي واخذ بعضهم من هذا
انه يقع على من يقول علي الطلاق من ذراعي وجلد او انت خبير بانه في المقيس عليه قد خاطب المرأة التي هي محل الطلاق
ثم ذكر العمل الذي لم يكن مقيدة به حسا ولا شرعا فلا يصح صرف اللفظ عن المعنى الشرعي المتعارف الغالب لغيره
بلا دليل بخلاف علي الطلاق من ذراعي لانه لم يضفه الى محله بل اضافه الى ما ليس بمحل وهو اذا صح انه محل والى ما ليس
بمحل كما لو قال لامرأته ولرجل او لامرأة اجنبية احداكما طالق لا يقع فكيف اذا اضافه الى غير محل وما نظيره الا لو قال
لاجنبية او بهيمة انت كذا بل لو وضع يده على رأس امرأته وقال هذا احدكما طالق لا تطلق فكيف لو اضافه لذراعي
نفسه الذي ليس بمحل لها اصلا وهو لو قال يا رأسك طالق في اهـ وهو كلام وجيه اهـ حلبي طحطاوي -
(قوله ومن الالفاظ المستعملة) اي في زمنه الطلاق يلزمني اي لا افعل كذا او لا افعلن كذا وكذا لا يقال فيما يجوز
قال الحلبي في ديارنا صار العرف فاشيا في استعماله في الطلاق لا يعرفون من صيغ الطلاق غيره فيجب الافتاء بوقوع الطلاق
به من غير نية كما هو الحكم في الحرام يلزمني وعلي الحرام وممن صرح بوقوع الطلاق به للتعارف في ديارهم الشيخ قاسم في تصحيح مختصر
القدوري هذا وقد افتى شيخ الاسلام ابو السعود مفتي الديار الرومية بانه ليس بصريح ولا كناية وقد قرأته بخطه المعهود
في حال حياته وهو مبني على عدم استعماله في ديارهم في الطلاق اصلا كما لا يخفى قال في النهر ولو قال علي الطلاق
او الطلاق يلزمني او الحرام ولم يقل لا افعل كذا لم اجده في كلامهم قال ابو السعود وقد ظفرت بشيخنا مصرحا به في غاية [illegible]
معزيا الى المضمرات ولفظه الطلاق يلزمني او لازم صريح لانه يقال لمن وقع طلاقه لزمه الطلاق وكذا قوله علي
الطلاق اهـ ولو قال الطلاق لي لازم يقع بغير نية بخلاف قوله لامرأته لك الطلاق حيث يتوقف على
النية الا ان يكون لها عليك الطلاق فتطلق بالنية وان قال طلاق عليك واجب يقع اهـ (قوله للعرف) في البحر
عن الفتح قد تعورف في عرفنا الحلف بالطلاق يلزمني لا افعل كذا يريد ان فعلته لزم الطلاق ووقع فيجب ان
يجري عليهم لانه صار بمنزلة قوله ان فعلت فانت كذا وكذا تعارف اهل الارياف الحلف بعلي الطلاق لا افعل
كذا اهـ ويؤيده ما سيأتي في كل حل علي حرام او انت علي حرام او حلال الله علي حرام حيث قال المتأخرون
انه بائن بلا نية لغلبة الاستعمال بالعرف اهـ طحطاوي ج ۲ صفحه ۱۰۵ - ومن الالفاظ المستعملة الطلاق
يلزمني والحرام يلزمني وعلي الطلاق وعلي الحرام فيقع بلا نية للعرف ولو لم يكن له امرأة يكون يمينا فيكفر تصحيح
القدوري - وكذا علي الطلاق من ذراعي - بحر - تم صاحب بحر نے کہا کہ بزازیہ میں مصرح ہے کہ انت طالق
من هذا العمل سے قضاءً طلاق واقع ہوتی ہے نہ دیانۃً تو یہ دلالت کرتا ہے کہ علی الطلاق من ذراعی سے بطریق
اولیٰ طلاق واقع ہو قضاءً - مقدسی نے کہا کہ یہ قیاس صحیح نہیں ہو سکتا کہ مقیس علیہ میں عورت مخاطب
ہے اور محل ہے طلاق کی بخلاف مقیس کے حلبی نے کہا کہ کلام مقدسی کا مدلل ہے اور سندی نے کہا یہ تحقیق لائق ہے قبول
کرنے کے غایۃ الاوطار صفحہ ۹۸

(١٤) وسئل) في رجل قال لزوجته علي الطلاق الثلاث انت خالص

فيما يلزمه (اجاب) يقع واحدة رجعية كما افاده العلامة الطوري في فتاواه حيث سئل عن رجل قال لزوجته علي الطلاق الثلاث انت طالق واحدة ماذا يقع عليه فاجاب بانه يقع واحدة فقط لانه حلف بطلاق امرأته انه طلقها واحدة" - فتاوی مہدی مطبوعہ مصر ص١٠٨

وفي تصحيح القدوري من الالفاظ المستعملة - الطلاق يلزمني والحرام يلزمني وعلي الطلاق وعلي الحرام قال في البحر وان لم يكن له امرأة يكون يميناً فتجب الكفارة بالحنث وقيل لا وفي ايمان البزازية قال ابو الليث الجرجاني (الى ان قال) طلقت امراته وقد حنث انه لو نواه الاخبار كذبا لم يصدق قضاءً - در المنتقى شرح الملتقى بهامش مجمع الانهر ص٣٨٤ - مطلب قال علي الطلاق الثلاث ان حصل كذا

يحصل يقع واحدة رجعية - فتاوی مہدی کتاب الطلاق ص١٠٨ - ويقع الطلاق (باضافته) اي الطلاق الاضافة بطريق الوضع في انت طالق ونحوه وبالتجوز فيما يعبر به عن الجملة - مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر جلد ١ ص٣٨٦

(١٥) اگر عورت نے شوہر جاہل سے عربی میں طلاق صریح کے الفاظ کہلوائے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوگی شامی میں لکھا ہے

وقعت هذه المسئلة بلوز ثقة ودرت اصحابي في ذلك

واتفقت آرائهم انه لا يفتي بوقوع الطلاق تحميا لنية املاك الناس من الابطال بنوع تلبيس صفحة الى ان ص٢٣٧ - ويقع الطلاق باضافة اي جملها الات والاضافة الى ما يعبر بها اي عن جملتها ابو الحسن شرح الزيلعي

(١٦) بلا لفظ طلاق دستخط رسم خالی لکیریں زمین پر کھینچنے سے طلاق ہرگز واقع نہیں ہوتی یہ لکیریں لغو ہوتی ہیں - کیونکہ اس صورت میں نہ لفظ طلاق پایا گیا ہے اور نہ اضافت الی المحل پائی گئی - ہے

(١٧) جب تک طلاق کی اضافت زوجہ کیطرف نہ ہو طلاق واقع نہیں ہوتی چنانچہ تمام فقہائے اضافت الی الزوجہ کو طلاق کے واقع ہونے کے لئے شرط قرار دیا ہے - باب الطلاق الصريح الصريح مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق ومطلقة بالتشديد قيد بخطابها لانه لو قال ان خرجت يقع الطلاق اولا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها - در المختار شرح تنوير الابصار (قوله لتركه الاضافة) اي المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هذه طالق وكذا نحو امرأتي طالق وزينب طالق اهـ اقول وما ذكره الشارح من التعليل اصله لصاحب البحر اخذاً من قول البزازية في الايمان قال لها لا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لا يقع لعدم ذكر حلفه بطلاقها ويحتمل الحلف بطلاق غيرها فالقول له ومثله في الخانية وفي هذا الاخذ نظر فان مفهوم كلام البزازية انه لو اراد الحلف بطلاقها يقع لانه جعل القول له في صرفه الى طلاق غيرها والمفهوم من تعليل الشارح تبعاً للبحر عدم الوقوع اصلاً لفقد شرط الاضافة مع انه لو اراد طلاقها تكون الاضافة موجودة ويكون المعنى فاني حلفت بالطلاق منك ولا يلزم كون الاضافة

صریحة فی کلامہ لما فی البحر لو قال طالق فقیل لہ من عنیت فقال امراتہ اھ وعلی ہذا ما فی القنیة
قال عازیا الی البرہان صاحب المحیط رجل دعتہ جماعة الی شرب الخمر فقال انی حلفت بالطلاق
انی لا اشرب وکان کاذبا فیہ ثم شرب طلقت وقال صاحب التحفة لا تطلق دیانة اھ وما فی
التحفة لا یخالف ما قبلہ لان المراد طلقت قضاء فقط لما مر من انہ لو اخبر بالطلاق کاذبا
لا یقع دیانة بخلاف الہازل فہذا یدل علی وقوعہ وان لم یضفہ الی المرأة صریحا نعم یمکن حملہ علی
ما اذا لم یقل انی اردت الحلف بطلاق غیرہا فلا یخالف ما فی البزازیة ویؤیدہ ما فی البحر لو قال
امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ ویفہم منہ انہ لو لم یقل ذلک
تطلق امرأتہ لان العادة ان من لہ امرأة انما یحلف بطلاقہا لا بطلاق غیرہا فقولہ انی حلفت
بالطلاق ینصرف الیہا ما لم یرد غیرہا لانہ یحتملہ کلامہ بخلاف ما لو ذکر اسمہا او اسم ابیہا او امہا او
ولدہا فقال عمرة طالق او بنت فلان او بنت فلانة او ام فلان فقد صرحوا بانہا تطلق وانہ لو قال
لم اعن امرأتی لا یصدق قضاء اذا کانت امرأتہ کما وصف کما سیأتی قبیل الکنایات شامی ص ٤٤٣
ہکذا فی الطحطاوی ج ٢ ص ١١٢ قولہ واذا اضاف الطلاق الیہا المراد الاضافة المعنویة - قولہ کانت طالق او
ہلک او بیتک او جلتک مما من انت ضمیر ذاتہا فیکون الطلاق مسندا الی جملتہا وذکر ہذا مع علمہ مما
سبق لتمہید ما بعدہ طحطاوی ج ٢ ص ١١٥ باب طلاق الصریح یہ باب ہے طلاق صریح کا الصریح ما لم یستعمل الا فیہ
ولو بالفارسیة کطلقتک وانت طالق ومطلقة بالتشدید قید بخطابہا لانہ لو قال ان خرجت یقع
الطلاق او لا یقع لترکہ الاضافة الیہا - طلاق وہ ہے جو مستعمل ہو مگر اسمیں اگرچہ فارسی زبان
میں ہو جیسا کہ عربی میں طلقتک طلاق صریح ہے اور انت طالق اور انت مطلقة بتشدید لام صریح ہے
(شارح کہتا ہے) مصنف نے طلاق صریح کی مثالوں کو عورت کے خطاب سے مقید کیا پہلی مثال میں کاف
ضمیر ہے اور دوسری اور تیسری مثال میں انت ہے اسواسطے کہ اگر یہ خطاب نہ ہوگا کہ اگر تو نکلی
تو طلاق واقع ہوگی یا یوں کہا کہ نہ نکلنا بدون میرے حکم کے سو میں نے قسم کہائی ہے طلاق کی پھر بعد کلام
کے عورت نکلے تو طلاق نہ واقع ہوگی بسبب ترک کرنے اضافت کے عورت کیطرف یعنے دونو صورتوں
میں طلاق کو عورت کی طرف مضاف نہیں کیا تو اول صورت میں احتمال ہے کہ اسی عورت کی
طلاق واقع ہو یا اسکے غیر کی اور دوسری صورت میں احتمال ہے کہ اس عورت کی طلاق کی قسم کہائی
یا اسکے غیر کی غایة الاوطار ج ٢ ص ١٢ واذا اضاف الطلاق الیہا کانت طالق لا وقع اور جب طلاق منسوب
کی عورت کیطرف چنانچہ یوں کہا کہ تو طالق ہے تو طلاق واقع ہوگی غایة الاوطار ج ٢ ص ٩٩ قولہ کانت طالق
واعلم ان التقیید بالخطاب فی کلام المصنف اتفاقی بل مثل انت طالق زوجتی طالق او ہی طالق
وما فی النہر تقیید بخطابہا لما فی البزازیة قال لہا لا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت
لا یقع لعدم ذکر حلفہ بطلاقہا ویحتمل الحلف بطلاق غیرہا والقول لہ اھ وفیہ نظر اذا لا

ودلالة في كلام البزازية على ان عدم الوقوع في هذه الصورة لعدم الخطاب حتى يؤخذ منه فائدة
التقييد بالخطاب في كلام المصنف وقوله في البحر ووقوعه في القضاء بلا نية بشرط ان يقصدها
بالخطاب معناه اذا كانت الصيغة فيها خطاب لان الخطاب شرط حموي على ان قول البزازي
والقول له يفيد ان عدم وقوع الطلاق في المسئلة التي ذكرناها لكونه لم ينو عاما ثم ظهر سقوط اعتراض
الحموي على النهر لان صاحب النهر لم ينفرد بهذه العبارة بل هو تابع لما صرح به في البحر حيث
قال قيد بخطابها لانه لو قال حلفت ولم يضف اليها لا يقع كما في البزازية الخ والحاصل ان خصوص
الخطاب ليس مرادا بل ما هو الاعم منه او ما يقوم مقامه كالاضافة صرح بذلك في البحر حيث قال
وان سماها او اضافها اليه كخطابها اھ فالتقييد بالخطاب ونحوه كالاضافة والاشارة لان الصيغة
لا تكون من الصريح الا اذا اشتملت على شيء من ذلك كذكر اسمها فاذا تجردت عن ذلك لم
تكن من الصريح فيتوقف الوقوع حينئذ على النية يدل على ذلك صريح عبارة البزازي السابقة
ويدل عليه ايضا ما صرح به في البحر حيث قال اذا قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت
ولو قال امرأة طالق او طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن به امرأتي يصدق ولو قال عمرة طالق واسم
امرأته عمرة وقال لم اعن به امرأتي طلقت امرأته ولا يصدق قضاء وفي النهر لو سماها بغير اسمها
لا تطلق الا بالنية ولو قال عليه الطلاق من ذراعي كما يفعله العوام يقع عليه الطلاق قنية
وفيه عن الفتح وقد تعورف الحلف بالطلاق يلزمني لا افعل كذا يريد ان فعلته فعليه الطلاق
تجري عليهم لانه صار بمنزلة قوله ان فعلت فانت كذا ولو قال علي الطلاق او الطلاق
يلزمني او الحرام ولم يقل لا افعل كذا لم اجده في كلامهم الخ وقد ظفر به شيخنا مصرحا به في كلام الغاية
السروجي معزيا الى المغني ولفظه الطلاق يلزمني او لازم لي صريح لانه يقال لمن وقع طلاقه لزمه
الطلاق وكذا قوله علي الطلاق اھ ونقل السيد الحموي عن الغاية معزيا الى الجواهر الطلاق لي
لازم يقع بغير نية اھ بخلاف قوله لامرأته تركت الطلاق حيث يتوقف على النية عند الامام
ان نواه يقع والا فلا وقال ابو يوسف ان نواه يقع وان لم ينو فالامر بيدها وعنه يقع في
القضاء ويدين ان نوى غير ذلك ولو قال عليك الطلاق تطلق بالنية وان قال الطلاق
عليك واجب وقع حموي عن المبتغى فتح المعين ج٢ ص١١٣ شرح كنز الدقائق لملا مسكين (هروي)
وقيد بخطابها لانه لو قال حلفت بالطلاق ولم يضفها اليها لا يقع كما في البزازية من الايمان و
عبارتها قال لها لا تخرجي من الدار الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لا يقع لعدم ذكر
حلفه بطلاقها ويحتمل الحلف بطلاق غيرها فالقول له اھ وذكر اسمها او اضافتها اليه كخطابها
فلو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته ولو قال امرأة طالق او قال
طلقت امرأة وقال لم اعن به امرأتي يصدق - بحر الرائق شرح كنز الدقائق ج٣ ص[illegible]

ولو قال بهاراسك طالق كانت طالقا لاضافة الطلاق الى الرأس بعينه ولكن باعتبار ان
الرأس يعبر به عن جميع البدن ووقع الاضافة الى الشخص ايضا يعبر به عن جميع البدن - مبسوط السرخسي
ص۹۹ ج۲ والسراية انما يتحقق بعد صحة الاضافة الى المحل - وقد ذكرنا ان الوجه والرأس ان الوقوع
ليس بطريق السراية بل باعتبار ان ماذكر عبارة عن جميع البدن - فاذا صحت الاضافة الى محلها ثبت
الحكم - مبسوط السرخسي ص۹۹ ج۲ ولا بد في الطلاق لا بد من التسمية او الاضافة وان لم يسم المرأة ولم يضف الطلاق اليها
لا يقع الطلاق لانه لا بد من التسمية او الاضافة الى المرأة - جامع الرموز ص۱۹ وان لم يسم المرأة ولم يضف
الطلاق اليها لا يقع شيء لا بد من التسمية او الاضافة اليها - جامع الرموز [illegible] الطلاق على ضربين صريح
وكناية فالصريح قوله انت طالق ومطلقة وطلقتك - هداية ص۲ ج۲ ولو قال انت مطلقة بتسكين الطاء
لا يكون طلاقا الا بالنية - هداية [illegible] واذا اضاف الطلاق الى جملتها او الى ما يعبر به عن الجملة وقع الطلاق
لانه اضيف الى محله - هداية [illegible] وكذا في القدوري - كتاب الطلاق - هو رفع القيد الثابت شرعا بالنكاح
كنز - هو الطلاق رفع القيد الثابت الذي ثبت شرعا اي بحكم الشرع بالنكاح اي بسبب النكاح - تحفة [illegible]
باب الطلاق الصريح هو كانت طالق ومطلقة وطلقتك - كنز [illegible] وان اضاف الطلاق الى جملتها او الى ما
يعبر به عنها تطلق - كنز [illegible] قوله اذا اضاف الطلاق فالاضافة بها لا بد التخصيص اي لو قصر الطلاق
مستخلص [illegible] طلاق صريح آنست كه گويد تو مطلقه يا ترا طلاق دادم يا تو طلاقی دری الفاظ يك طلاق رجعی
واقع شود - كنز فارسی [illegible] باب الطلاق يقع من ملكت فقط - مختصر الوقاية [illegible] وصريحه ما استعمل فيه دون غيره
مثل انت طالق ومطلقة وطلقتك - مختصر الوقاية [illegible] اي الصريح الطلاق انت طالق ومطلقة وطلقتك - شرح
الكلام يعني ويرد عليه ان الصريح سوى ذلك وليس بمراده الا ان يقول كونت طالق كما في الكنز
واشعار الكاف بعدم الحصر - مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر [illegible] وقوله انت الطلاق او انت
طالق الطلاق وكذا انت مطلقة او طليقة او طلقتك طلاقا او بالفارسية تو طلاقی او ترا
طلاق طلاق او تو طلاق او دادمت طلاق كما في القهستاني - الفتح [illegible] ويقع الطلاق باضافته
الى الطلاق او اضافته بطريق الوضع في انت طالق ونحوه وبالتجوز فيما يعبر به عن الجملة ايضا
وكذا في در المنتقى شرح الملتقى - بهامش المجمع الانهر [illegible] مصريا - صريحه ما استعمل فيه دون غيره مثل انت
طالق ومطلقة - طلقتك شرح الوقاية - وباضافة الطلاق الى كلها او الى ما يعبر به عن الكل كانت
طالق او اذا قال يقع الطلاق وان لم يرد او [illegible] شرح الوقاية - فروع ذكر مسائل الطلاق بغير
زوجته وقال انت طالق بغير اضافة لا تطلق - مواهب الرحمن شرح البرهان [illegible] ويقع الطلاق بالاضافة
الى جملتها كانت او باضافة الى ما يعبر به عنها اي من جملتها مواهب الرحمن شرح البرهان قلمی ورق
وقال هذا المعتبر فانه لا يقع الطلاق لانه لا يضيفه اليها - جوهره نيره شرح قدوري - ان المعتبر
هو الاضافة الى جملتها او الى ما يبقى الانسان حياته بعد قطعه والاول ارجح اه شيخ الاسلام بهامش تبيين

الطلاق شرعیًا - شرح کنز الدقائق مصری ص۲ وان اضاف الطلاق الی لا اضافه الی محله زیلعی شرح
کنز الدقائق ص۲ واذا اضاف الطلاق الی جملتها او الی ما یعبر به عن الجملة وقع الطلاق لانه اضیف
الی محله وذلک مثل ان یقول انت طالق لان التاء ضمیر المراۃ ای ان قال تو کا یہ یک طالق او رجلک طالق
لم یقع الطلاق ہدایہ شریف - لنا انه اضاف الطلاق الی غیر محله فیلغو وہذا لان الطلاق وضع لرفع القید
فیکون محله ما یکون فیه القید - کفایہ شرح ہدایہ - من المنتہی خلافت طالق ولم یسم امرأته ان نواه یقع
والا فلا - فتاوی خیاری قلمی - رجل اکل جزرا وشرب خمرا ثم قال خان خوردیم و نبیذ خوردیم زنان مابسه
ثم قال الرجل بعدما سکت بسه طلاق فقال الرجل بسه طلاق لا تطلق امرأته لانه خرج عن الکلام
وسکت ساعة کان ہذا ابتداء کلام لیس فیه اضافة الی شیء - فتاوی قاضی خان - رجل قال لامرأته
اتریدین الطلاق فقالت نعم فقال لها اگر تو زن منی یک طلاق وسه طلاق وہزار طلاق قومی واخرجی من
عندی وہو یزعم انه لم یرد به الطلاق کان القول قوله لانه لم یضف الطلاق الیها - قاضیخان ص۲۲۳
امرأة قالت لزوجها طلقنی ثلثا فقال الزوج رایک ہزار طلاق لا تطلق امرأته لانه کلام محتمل - رجل قال لا
مرأته لا تخرجی من الدار بغیر اذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت بغیر اذنه لا تطلق لانه لم یذکر انه حلف
بطلاقها وحلفه حلف بطلاق غیرها فکان القول قوله - قاضیخان ص۲۱۶ رجل قال طالق فقیل له من عنیت فقال
امرأتی طلقت امرأته - رجل قال یا مراۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلثا وقال لم اعن به امرأتی یصدق -
قاضیخان ص۲۱۵ ج ص اگر طلاق کی نسبت کی طرف تمام عورت کے مثلا کہا کہ تو طلاق ہے یا ایسے جزو کی طرف کہ اس
جزو سے کل کی تعبیر کرتے ہیں تو ایک طلاق واقع ہوگا - نور الہدایہ ترجمہ شرح الوقایہ - ولو قال طلاقک علی لم یقع - در مختار
رجل قال لامرأته انا منک طالق ونوی به الطلاق لا یقع - قاضیخان ص۲۱۴ وقوع طلاق میں عورت کا خطاب شرط
ہے تو اگر عورت نے مرد سے طلاق چاہی ہو اور اسے کہا کہ طالق طالق اور یا یوں کہا کہ طلاق طلاق طلاق تو طلاق
نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ خطاب عورت کیطرف نہیں پایا گیا چنانچہ حموی نے شرح کنز میں اسکی تصریح کردی ہے
غایة الاوطار - رجل قال لامرأته فی الغضب اگر تو زنی منی سه طلاق وحذف الیاء لا تطلق امرأته
لانه ما اضاف الطلاق الیها قاضیخان ج۲ ص۲۲۳ سئل ابو النصر عن سکران قال لامرأته اتریدین ان اطلقک
قالت نعم فقال بالفارسیة اگر تو زن منی یک طلاق دو طلاق سه طلاق قومی واخرجی من عندی وہو
یزعم انه لم یرد به الطلاق فالقول له فتاوی عالمگیری - وفی الفتاوی الخلاصة رجل قال لامرأته اگر تو زن منی
سه طلاق وحذف الیاء ولم ینو لا تطلق امرأته لانه ما اضاف الطلاق الیها - فتاوی عالمگیریہ فصل اول
شیخ الاسلام فقیہ ابو النصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ میں ہے اپنی جورو سے کہا کہ تو چاہتی
ہے کہ میں تجھے طلاق دیدوں پس اسنے کہا کہ ہاں پس فارسی میں کہا کہ اگر تو زن منی یک طلاق دو
طلاق سه طلاق برخیز و از نزد من بیرون شو پھر اسنے دعوی کیا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی
تھی تو قول اسیکا معتبر ہوگا یہ محیط میں ہے فتاوی عالمگیریہ اردو ج۲ ص۱۴۲ اسواسطے کہ صریح الفاظ

سے طلاق ہو گی اور کنایات سے نیت کا اقرار نہیں پس کسی طور سے طلاق واقع ہو گی بلا
ترجمہ - اور جب طلاق کی نسبت پوری عورت کیطرف کی یا کسی ایسے عضو کیطرف کی جس سے پوری کی تعبیر کی جاتی ہے تو
طلاق واقع ہو گی اور اگر ایسے جزو کیطرف اضافت کی جس سے تمام بدن سے تعبیر نہیں کی جاتی تو طلاق واقع نہ
ہو گی یہ شرح سرخسی میں ہے - عالمگیری ۲ اردو ج ۲ اور مختصر فتویٰ جس پر دستخط کرائے گئے یہ ہے - الاستفتاء
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے قاضی کے پاس آکر بیان کیا کہ میں نے کہا ایک طلاق دو طلاق تین
طلاق یہاں سے چلی جا اس وقت میری زوجہ وہاں موجود نہ تھی بلکہ ایک اجنبی عورت وہاں تھی اور وہاں الفاظ کہنے سے
میرا اپنی جورو کو طلاق دینے کا ارادہ ہرگز نہ تھا یونہی میرے منہ سے یہ لفظ نکل گئے اور اسکی زوجہ ہندہ نے
اپنے شوہر کی تصدیق کی - کیا اس صورت میں ہندہ پر طلاق ثلثہ واقع ہو جاتی ہیں یا نہیں - بینوا توجروا
الجواب - الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - اما بعد چونکہ طلاق شرعاً رافع قید نکاح ہے لہذا طلاق کے لئے
اضافۃ الی الزوجہ یعنی نسبت و تخصیص طلاق بمحل نکاح ناگزیر ہے - صراحۃً ہو یا اشارۃً شرط وقوع طلاق ہے
کیونکہ جب تک طلاق اپنے محل نکاح میں تعیین کے ساتھ بالیقین وارد نہ ہو اس وقت تک نکاح اپنے محل
میں پورے تسلط کے ساتھ قائم و دائم رہتا ہے اور ارتفاع نکاح اور وقوع طلاق نہیں ہو سکتا - قرآن مجید اور
فرقان حمید میں فان طلقہا بالاضافۃ ارشاد ہوا ہے نہ مجرد عن الاضافۃ و لہذا اضاف الطلاق
الی جملتہا او الی ما یعبر بہ عن الجملۃ وقع الطلاق لانہ اضیف الی محلہ وذلک مثل ان یقول انت طالق
لان التاء ضمیر المرأۃ ... وقال یدک طالق اور رجلک طالق لم یقع الطلاق - ہدایہ - اما انہ اضاف الطلاق
الی غیر محلہ فیلغو وہذا لان الطلاق وضع لرفع القید فیکون محلہ ما یکون فیہ القید - کفایہ - رجل قال لامرأۃ
فی الغضب ... من سہ طلاق و حذف الیاء لا تطلق امرأتہ لانہ ما اضاف الطلاق الیہا - فتاویٰ قاضی خان
چونکہ حسب بالا بیانات و شہادات سے اظہر من الشمس ہے کہ الفاظ طلاق بوجہ فقدان اضافت ایقاع سے
خالی و عاری لاشیء و ملغی ہیں لہذا طلاق واقع نہیں ہوگی ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم -
حررہ محمد ابو علی نحوی لودوی - جواب المجیب صحیح - قاضی فضل الدین حاجی
از موضع لودے - الجواب صحیح مفتی عبداللہ ٹونکی - طلاق بغیر اضافت واقع نہیں ہو سکتی محمد عبدالعزیز
نوری لاہوری - المسئلۃ صحیحۃ محمد ذاکر بگوی عفی عنہ مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور - من اجاب فقد اجاد محمد الدین مدرس
اورینٹل کالج لاہور و مدرس فارسی - المجیب مصیب ... عفی عنہ مدرس مدرسہ ... لاہور - المجیب مصیب فیما اجاب
... کتبہ العبد المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا اللہ عنہ خطیب و امام مسجد وزیر خان لاہور
الجواب حق والحق احق بالقبول ... ناشب البخاری العبد المدنی سید محمد حسن - من اجاب فقد اصاب
... عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور - جواب بالکل صحیح ... العبد المذنب نور محمد خان مدرس مدرسہ و مفتی انجمن نعمانیہ
... - ہکذا ... المعتبرات محمد امین عفی عنہ - محمد عالم مدرس اول مدرسہ رشیدیہ لاہور الجواب
صحیح ... عفا اللہ عنہ لاہور - جواب المجیب صحیح والمجیب نجیح محمد یار عفی عنہ امام مسجد طلائی لاہور -

الجواب صحیح نور الحسن عفا اللہ عنہ حنفی متوطن دوالہ ضلع جہلم۔ الجواب صحیح والمجیب مصیب حررہ شیخ محمد حبیب الرحمن
عفا اللہ عنہ دہلوی حنفی۔ الجواب صواب محمد میاں مدرس دوم مدرسہ حسینیہ دہلی۔ الجواب صحیح عبد اللہ مدرس اول مدرسہ حسینیہ دہلی
الجواب صحیح محمد تسلیم الرحمن عفا عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ الجواب صواب سیف الرحمن عفا اللہ عنہ صدر مدرس مدرسہ [illegible] دہلی فتحپوری
الجواب صحیح [illegible] مدرس مدرسہ فتحپوری المجیب مصیب نیاز احمد مدرس فتحپوری۔ الجواب صواب جلال الدین [illegible] فتحپوری الجواب حق
عبد الملک مدرس مدرسہ فتحپوری۔ المجیب مصیب عبد المنان مدرس مدرسہ فتحپوری۔ الجواب صواب محمد عالم مدرس فتحپوری۔ الجواب صحیح محمد کامل
[illegible] مدرسہ فتحپوری دہلی۔ صورت مذکورہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی جواب درست ہے احمد علی مدرس اول مدرسہ [illegible] میرٹھ۔ الجواب
صحیح [illegible] یوسف علی عفا عنہ مدرس [illegible] مدرسہ میرٹھ الجواب صحیح کفایت اللہ مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح
[illegible] حنفی ماتریدی نقشبندی بخاری عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح المجیب مصیب و نجیح مولانا [illegible] مدرس خانقاہ
شریف خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ہذا الحکم صحیح امیر عالم پیش امام مسجد حضرت امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف۔ الجواب
عنہ الفقیر عبد اللہ ابو یوسف [illegible]۔ الجواب حق والحق احق ان یتبع خاکسار مخدوم قادر امام مسجد [illegible] کوتوالی۔ الجواب
صحیح والمجیب نجیح محمد فاضل عفا عنہ [illegible]۔ الاستفتا کیا نابالغ کی طلاق اپنی زوجہ پر اسکے ولی جائز کی طلاق نابالغ
کی زوجہ پر واقع ہوتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ الجواب صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کما ہو مصرح فی کتب
الفقہ ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ کنز لا طلاق الصبی والمجنون والنائم کنز الدقائق ص۱۱۱ اما طلاق الصبی والمجنون
فلقولہ علیہ السلام کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمجنون ولان الاہلیۃ بالعقل الممیز وہما عدیما العقل مستخلص
عن علی رض قال قال رسول اللہ صلعم کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ والمکرہ وقال الم تعلموا ان القلم رفع عن ثلثۃ عن المجنون
حتی یفیق وعن الصبی حتی یدرک وعن النائم حتی یستیقظ اخرجہ البخاری فی ترجمتہ تیسیر الوصول ص۲۹۸ اور فرمایا
رسول اللہ صلعم نے اٹھایا گیا قلم تین سے سونے والے سے جب تک جاگے اور لڑکے سے جب تک سیانا ہو اور مجنوں سے
جب تک ہوش میں آوے یا افاقہ پاوے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رض
سے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے۔ نور الہدایہ ترجمہ شرح الوقایہ ج۲ ص۲۴۶ وقال علی الم تعلم ان القلم رفع عن ثلثۃ عن المجنون
بخاری مصری جز ۷ ص۱۹۶ درہدایہ میگوید طلاق شوہر اگر عاقل وبالغ باشد واقع شود وطلاق کودک ودیوانہ
وخفتہ واقع نشود۔ مجموعہ خانی جلد ۲ ص۵ ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ۔ درمختار اور واقع ہوتی ہے طلاق ہر
زوج عاقل بالغ کی۔ غایۃ الاوطار ج۲ ص۲۳ ملخصا۔ لا یقع الطلاق المولی علی امرأۃ عبدہ والمجنون والصبی ولو
مراہقا۔ نہ واقع ہوگی طلاق مولی کی اپنے غلام کی جورو پر بدلیل حدیث ابن ماجہ کے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ طلاق
کا اختیار اسکو ہے کہ جس نے عورت کی پنڈلی کو پکڑا یعنی زوج کے سوا دوسرے کو طلاق کا اختیار نہیں۔ و
المجنون اور نہیں واقع ہوتی طلاق مجنون کی والصبی ولو مراہقا اور نہیں واقع ہوتی طلاق صبی کی اگر
چہ لڑکا قریب البلوغ ہو۔ غایۃ الاوطار ج۲ ص۲۴ ملخصا۔ ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع الطلاق
الصبی والمجنون ولان الاہلیۃ بالعقل الممیز وہما عدیما العقل والنائم عدیم الاختیار۔ ہدایہ ج۲ ص۳۵۹ وکل من طلاق
الصبی والنائم مرفوع باطلا مرفوعا۔ شامی جلد ۲ ص۴۲۴ مجتبائی دہلی۔ ویقع طلاق من کل مکلف الا فلا یقع طلاق الصبی
ولو مراہقا او اجازہ بعد البلوغ [illegible] ص۲۳ الصبی لا یقع طلاقہ۔ الاشباہ والنظائر ص۲۳۳۔

وتقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا۔ ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل۔ عالمگیریہ ج ۲ ص
بلا استفتا نکاح جواب دیجئے اگر زوجہ بالغہ ہوگئی اور اپنے نکاح فسخ کر دیا تو اسمیں ایک فتوی یا امام
اعظم کی طرف سے [illegible] ہو [illegible] اسمیں [illegible] بشرط [illegible] الا قاضی [illegible] نکاح [illegible] قاضی کی
حضوری [illegible] لہما خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بشرط القضاء فیتوارثان فیہ۔ تنویر الابصار
درمختار صفحہ [illegible] ولو بلغت وھو صغیر فرق بینھما بحضرت ابیہ او وصیہ بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان
فیہ ویلزم کل المہر اھ اگر بالغ ہوئی زوجہ اور زوج صغیر ہے اور زوجہ نے نکاح توڑ دیا تو تفریق
کروائی جائیگی دونوں میں صغیر کے باپ کے روبرو یا اسکے وصی کے روبرو بشرط حکم قاضی کے واسطے
فسخ کے تو دونوں باہم وارث ہونگے ایک دوسرے کے نکاح میں اور لازم ہوگا تمام مہر بیچ وقت بلوغ
صغیرہ کے قاضی نے نکاح فسخ نہ کیا یہانتک کہ دونوں میں سے کوئی مرگیا تو بسبب نکاح باقی رہنے
کے ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور تمام مہر لازم آئیگا۔ غایۃ الاوطار ج ۲ ص … وثبت لہما ای الصغیر
والصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء۔ کنز الدقائق ص … مسئلہ صغیر و صغیرہ
را در تزویج غیر پدر و جد بعد بلوغ خیار فسخ است بشرط قضاء قاضی در قول ابی یوسف [illegible] خیار فسخ
نیست چنانچہ در تزویج پدر و جد۔ کنز فارسی ص … وشرط القضاء للفسخ من بلغ۔ مختصر وقایہ [illegible]
قولہ وشرط [illegible] اشترط للفسخ نکاح من بلغ ذکرا کان او انثی ان اختار الفسخ قضاء
القاضی فلا ینفسخ بمجرد التراضی بل لابد فیہ من حکم القاضی۔ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ ص … وان
زوجہا غیر الاب والجد فلکل واحد منہما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ الا ویشترط فیہ
القضاء۔ ہدایہ ج ۱ ص … ولہما خیار البلوغ فی نکاح غیر الاب والجد عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابو یوسف
لا خیار لہما۔ وفی خیار البلوغ لا یقع الفرقۃ ولا یبطل النکاح مالم یفسخ القاضی العقد بینہما۔
قاضیخان ص … استفتاء چہ میفرمایند علماء دین اندریں صورت کہ زنے نابالغہ را ولی غیر جد و پدر نکاح
دادہ بود بعد بلوغ با شرائط شرعی نکاح خود فسخ کردہ بلا تفرقہ قاضی با مرد دیگر نکاح کردہ است
اکنون این نکاح آن صحیح گردد یا نہ اگر صحیح نشود حکم انفساخ نکاح آن باطل شود یا باقی ماند
وقضاء قاضی در ملک بنگالہ کہ زیر حکم سلطان بیرون است در ینجا حوالہ ست قاضی ہم میسر نمیشود
دریں صورت بلا تفرقہ قاضی جائز گردد یا نہ بینوا توجروا۔ ہو المصوب در فسخ نکاح بخیار بلوغ
قضاء قاضی مشروط است چنانکہ در رد المحتار می آرد حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ
غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء
انتہی بنا علیہ در صورت مسئولہ نکاح دوم صحیح نخواہد شد و در [illegible] مع الفصولین مینویسد [illegible]
بلا تفرقۃ ورد النکاح بخیار البلوغ لم یکن ردا ولا یبطل العقد مالم یحکم بہ القاضی فیتوارثان
قبل الحکم انتہی و در بلاد کہ زیر حکومت کفار اند و قضاء قاضی در انجا مفقود است اگر [illegible] واقع

[illegible]

اختیار ضرور است که صاحب معامله ببلاد اسلام که دران قضاء قاضی موجود است منتقل شود یا بجاز و بلاد
روم وغیره واز بلاد هند مثل بهوپال وغیره رفته انفصال سازد یا بذریعه تحریر از قضات
بلاد اسلام حکم فسخ نکاح حاصل نماید والله اعلم حرره ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی
سید محمد گوهر علی عفی عنه ــ هو المصوب محمود ــ قاضی فضل الرحمن عفی عنه ــ عافاه الله عنه
الاستفتاء در مفقود آنکه وجه چیست که مدت تک انتظار کرده در حق [illegible] حنفیه مذهب مالک [illegible]
الاستفتاء کما في المفقود هو غائب لم يدر موضعه وحياته وموته ولا يفرق بينه وبينها وحكم بموته
بعد تسعين سنة ويعتد امرأته ــ كنز الدقائق ص۱۹۵ ولا يفرق بينه وبينها لانه لا يفرق القاضي بين المفقود
وامرأته وقال مالك رح اذا مضى اربع سنين يفرق القاضي بينهما وتعتد عدة الوفات ثم تتزوج الثالثة
ان عمر هكذا قضى ولنا قوله عليه السلام في امرأة المفقود هي امرأته حتى يأتيها البيان وقول علي رض
هي امرأة ابتليت فلتصبر حتى يستبين موت او طلاق والمراد بالبيان المذكور في الحديث الرجعي
لان النكاح عرف ثبوته والغيبة لا توجب الفرقة والموت في حيز الاحتمال فلا يزال النكاح بالشك
وقد صح رجوع عمر الى قول علي رض ــ مستخلص ــ المفقود وهو غائب لم يدر اثره حي في حق نفسه فلا
ينكح عرسه ــ مختصر وقايه ص۲۲۷ وكذا في زيلعي ــ المفقود غائب لم يدر احي هو ام ميت وهو حي في حق نفسه
حي فلا تنكح عرسه غيره ولا يقسم ماله ــ ولا يفرق بينه وبينها ولو بعد مضي اربع سنين ــ تنوير الابصار
اور غاية الاوطار میں یه مضمون مستخلص سے نقل و ترجمه کیا ہے یہاں تک کہ کہا اور عمر نے علی کے قول
کی طرف آخر کو رجوع کیا ہے فقط ــ الحاصل ان المسئلة مختلفة في ما بين الصحابة فذهب عمر الى ما
تقدم وذهب علي رض الى انها امرأته حتى يأتيها البيان وروى عبد الرزاق عن ابن جريج قال بلغنا
ان ابن مسعود وافق عليا على ان امرأة المفقود تنتظر ابدا واخرج ابن ابي شيبة عن ابي قلابة
وجابر بن سعيد والشعبي والنخعي كلهم قالوا ليس لها ان تتزوج حتى يستبين موته ــ فتح القدير ــ
وذكر ابن وهبان في منظومته انه لو افتى بقول مالك في موضع الضرورة يجوز واعترضه شارحها
ابن الشحنة بانه لا ضرورة للحنفي الى ذلك ــ شامی ــ پس ابن وهبان اور قهستانی صاحب جامع الرموز
کا قول اس بارے میں ضعیف ہے قابل عمل نہیں ــ قال المولى عصام الدين في حق القهستاني [illegible]
من تلامذة شيخ الاسلام الهروي من اعاليهم ولا ادانيهم وانما كان دلال الكتب في زمانه ولا كان يعرف الفقه ولا غيره بين اقرانه
ويؤيده انه يجمع في شرحه هذا بين الغث والسمين والصحيح والضعيف من غير تصحيح و تدقيق فهو كحاطب الليل جامع بين الرطب واليابس في ليل [illegible]
اشعار تقريظيه از بعض مخلصان مصنف اين كتاب عفى الله عنه ــ يارب از فضل وكرم اين مقتدا را مقتدا
اهل تصنيفات هر فن پيشوا را زنده دار ❊ مرشد كامل مجدد شرع نبوی كا اين زمان
محمد گوهر علی شمس الهدی را زنده دار ❊ فخر رازی وقت غزالی دوران اين زمان ❊ مولوی حنفی ابو محمد را زنده دار
اين تالیف مسائل بجواب حاصل مستفیض نور باجی تاج و کلاه را زنده دار ❊ هب له من الاولاد ذرية واولاد ليرث والدعاء
محمد گوهر علی صاحب هادی را زنده دار ❊ رحمت

تمام کتاب مسئلہ [illegible] مفقود الخبر ــ

نحمدہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علی رسولہ الکریم

الاستفتاء۔ کیا امامنا الاعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مقلد کے لئے رجوع عن التقلید جائز ہے یا نہیں۔ **الافتاء**۔ رجوع عن التقلید اجماعاً باطل اور ناجائز ہے۔ قال فی الدر المختار۔ وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقاً وہو المختار فی المذہب۔ اور یہ کہ پھرنا تقلید سے عمل کر چکنے کے بعد بالاتفاق باطل ہے اور یہی قول مختار ہے مذہب میں۔ غایۃ الاوطار ج اول صفحہ ۳۱ ولو انا المقلد فلا ینفذ قضاءہ بخلاف مذہبہ اصلاً کما فی القنیۃ۔ اور مقلد قاضی کا حکم تو برخلاف اپنے مذہب کے اصلاً نافذ نہیں ہوتا چنانچہ قنیہ میں ہے۔ غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۳۲

الاستفتاء۔ کیا مرجوح قول پر فتوی دینا اور حکم ملفق جائز ہے یا ناجائز۔ **الافتاء**۔ فتوی بر قول مرجوح وحکم ملفق ناجائز و باطل ہے۔ ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع۔ اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتوی دینا مرجوح قول پر جہالت ہے اور اجماع کا پھاڑنا ہے یعنے حرام اور باطل ہے۔ وان الحکم الملفق باطل بالاجماع اور یہ کہ حکم ملفق یعنی چند مذاہب سے ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہے۔ غایۃ الاوطار ص ۳۱

الاستفتاء۔ کیا مجتہد مطلق اب بھی موجود ہیں یا نہیں اور فقہاء کے کتنے طبقے مشہور ہیں۔ **الافتاء**۔ مجتہد مطلق ائمہ اربعہ کی مثل گو اسکا امکان ہو مگر فی الواقع اب دنیا میں کوئی موجود نہیں۔ وقد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد۔ اور البتہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ مجتہد مطلق یعنے جو اصول اور قواعد میں دوسرے مجتہد کا پیرو نہ ہو وہ مفقود ہو گیا ہے یعنے اب ایسا کوئی مجتہد موجود نہیں واما المقید فعلی سبع مراتب مشہورۃ۔ اور مجتہد مقید کے تو سات مرتبے مشہور ہیں۔ غایۃ الاوطار۔ یعنے طبقات یہ ہیں (۱) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ تعالے۔ (۲) امام ابوحنیفہ کے صاحبین امام ابو یوسف وامام محمد رحمہم اللہ اور دوسرے شاگرد امام صاحب کے۔ (۳) مجتہدین فی المسائل جیسے امام سرخسی۔ کرخی۔ قاضیخان۔ بزدوی وغیرہ۔ (۴) اصحاب تخریج کا مقلدین سے جیسے رازی وغیرہ (۵) اصحاب ترجیح کا مقلدین سے چنانچہ ابوالحسن قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہما۔ (۶) طبقہ ان ممیزین کا ہے جو مابین اقوی اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر الروایات اور روایات نادرہ کے امتیاز کرنے پر قادر ہیں جیسا کہ متون اربعہ کنز الدقائق مختار ووقایہ ومجمع کے مصنف انکا رتبہ یہ ہے کہ کتابوں میں اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو نقل نہیں کرتے۔ (۷) طبقہ ان مقلدوں کا ہے جو تمیز روایات پر قادر نہیں اور فرق نہیں کرتے شمال کو یمین سے بلکہ جمع کرتے ہیں روایات کو جیسا کہ حاطب اللیل کرتا ہے افسوس ہے ان پر اور انکے مقلدوں پر اور ان کے معتقدوں پر۔ خلاصہ اردو در مختار ج ۱ ص ۳۳

اور طبقات فقہاء کو مولانا عبد الحی صاحب نے نافع کبیر لمن یطالع الجامع الصغیر میں لکھا ہے اور کبیر درجہ
کم درجے کے فقہاء کی نسبت لکھتے ہیں فانہم کانوا ناقصین عامیین لا یحل لہم ان یفتوا الا بطریق
الحکایۃ۔ نافع کبیر ۳ والسابعۃ طبقۃ المقلدین الذین لا یقدرون علی ما ذکر ولا یفرقون
بین الغث والسمین ولا یمیزون الشمال عن الیمین بل یجمعون ما یجدون کحاطب اللیل نافع کبیر
فالویل لہم ولمن قلدہم کل الویل مقدمہ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ میں [illegible]
اما القسم الاول المجتہد المطلق المستقل فما اتصف بہ الائمۃ الاربعۃ ومن بعدہم وقال ابن حجر
قال ابن الصلاح ان ہذہ المرتبۃ قد انقطعت من نحو ثلث مائۃ سنۃ بل نقل ابن الصلاح
عن بعض الاصولیین انہ لم یوجد بعد عصر الشافعی مجتہد مستقل۔ نافع کبیر فان ذلک لم یدعہ احد
للائمۃ الاربعۃ الا ابن جریر ولم یسلموا لہ۔ نافع کبیر

الاستفتاء۔ فقہ حنفی کی متداول و مشہور کتابوں میں سے کون سی معتبر اور کون سی غیر معتبر
ہیں اور انکے مؤلفین و مصنفین کے مختصر تراجم کیا ہیں۔ الافتاء۔ فقہ [illegible] کتب
حنفی زیادہ تر معتبر اور لائق اعتماد ہیں۔ فقہ اکبر و کتاب الوصیۃ وغیرہ مصنفہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
ومناقبہ کثیرۃ من ابی نعیم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء
فارس حلیہ لو کان العلم عند الثریا لنالہ رجال من فارس بخاری و مسلم۔ لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ
رجل (ابو حنیفۃ وتلامیذہ) من فارس۔ قد صلی الفجر بوضوء العشاء اربعین سنۃ وحج خمسا وخمسین حجۃ
ورأی ربہ فی المنام مائۃ مرۃ۔ وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام ان آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی اسمہ نعمان
وکنیتہ ابو حنیفۃ ہو سراج امتی۔ من اراد فقہ الحنفی ومن الخمسۃ فقہ النخعی۔ لو کان فی امۃ موسی وعیسی
مثل ابی حنیفۃ لما تہودوا وما تنصروا۔ الحاصل ان ابا حنیفۃ النعمان من اعظم معجزات النبی
المصطفی بعد القرآن۔ قد حصل لاصحابہ واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام الی ان یحکم بمذہبہ عیسی علیہ
الصلوۃ والسلام۔ وقد اتبع علی مذہبہ کثیر من الاولیاء الکرام۔ در المختار وشرح [illegible] ختم القرآن فی
الموضع الذی توفی فیہ سبعۃ آلاف مرۃ۔ وعن ابراہیم بن عکرمۃ قال ما رأیت فی عصری عالما اورع
ولا ازہد ولا اعبد ولا اعلم من ابی حنیفۃ رح۔ وعن الشافعی رح من اراد ان یتبحر فی الفقہ فہو عیال ابی حنیفۃ
وعن علی ابن عاصم لو وزن عقل ابی حنیفۃ بعقل اہل الارض لرجح بہم۔ ومن شاء زیادۃ الاطلاع فعلیہ
بکتب مناقبہ کعقود الیواقیت وتبییض الصحیفۃ والخیرات الحسان وعقود الجمان وشقائق النعمان وتنسیق النظام
العقود العقیان والروضۃ العالیۃ المنیفۃ والقلائد الشریفۃ وتحفۃ السلطان والانتصار [illegible]

والبستان وغیر ذلک من الزبر والدفاتر التی الفہا اجلۃ المحدثین والاکابر۔ مقدمہ عمدۃ الرعایہ صفحہ ۳۲
اور نووی (شارح مسلم) نے تہذیب الاسماء میں بتحقیق دیکھا امام نے انس یا مالک رضی اللہ عنہ کو اور بعض
کی صحابہ کو کما فی الدر المختار) اور کہا علی بن عاصم نے اگر وزن کیا جاوے عقل ابو حنیفہ رح کا عقل اہل ارض کے ساتھ
البتہ غالب آوے اہنر۔ اہل اسلام میں سے دو ثلث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو اور مقلد ہیں اور چونکہ آپ
نوشیروان بادشاہ کی اولاد میں سے تھے تمام شاہان اسلام (الا ماشاء اللہ) آپکے ہی مذہب کے مقلد رہے۔ آپ نے ۴۰
برس فجر کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی اور ۳۰ برس تک متواتر روزہ رکھا۔ اور جس مقام میں فوت ہوئے
سات ہزار بار قرآن مجید ختم کیا۔ اکثر اولیاء اللہ اہل کشف وکرامت ومجتہدین دین آپکے مقلد رہے۔ حضرت امام
مہدی اور حضرت عیسی علیہما السلام کا اجتہاد بھی آپکے اجتہاد کے موافق واقع ہوگا۔ فالحاصل مناقبہ لا تعد ولا تحصی
اور دوسری کتاب جامع الصغیر مصنفہ امام محمد رحمہ اللہ جسمیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے ذریعے سے امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مسائل روایت کئے گئے ہیں۔ یہ دونو امام ابو حنیفہ رح کے صاحبین ہیں۔ امام ابو یوسف رح
علم حدیث وفقہ میں بڑے شان والے اور امام ومجتہد ہیں اہل اسلام کے مقتدا اور قاضی القضاۃ اور صدیق وعلیم
وحلیم وسید العلماء ہیں کتاب الخراج وغیرہ انکے تصنیفات ہیں۔ [illegible]
اور امام محمد رح امام ابو حنیفہ رح کے شاگرد اور امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد تھے آپکی تصانیف کے ذریعے سے امام اعظم رح
کا علم جہان میں مشہور ہوا ہے ایک کم ہزار کتاب آپنے تصنیف فرمائی ہے۔ جن میں سے چھ فقہ انمیں سے زیادہ مشہور
ہیں روایت ظاہرہ و روایت الاصول ہیں۔ محمد الفقیہ احد تلامذۃ الامام ابی حنیفۃ رح تفقہ علی ابی حنیفۃ وصحبہ واخذ عنہ
الامام الشافعی وابو حفص الکبیر وغیرہم کان اعلم بکتاب اللہ ماہرا فی العربیۃ والنحو والحساب والفقہ بہ ظہر علم ابی حنیفۃ رح بتصانیفہ
الکثیرۃ حتی قیل انہ صنف والف تسعمائۃ وتسعین کتابا کانت وفاتہ بالری فی سنہ ۱۸۹ھ مقدمہ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ
تیسری کتاب قدوری ہے یہ متن تینوں متون فقہ میں سے بڑی معتبر کتاب ہے ریاست مذہب حنفی کی اس پر ختم ہے۔
القدوری وہو ابو الحسین احمد بن محمد بن جعفر بن حمدان القدوری کان صدوقا ثقۃ انتہت
الیہ ریاسۃ اصحاب مذہب ابی حنیفۃ رح وارتفع جاہہ مات ببغداد فی رجب سنہ [illegible] یوم الاحد
ومقدمہ عمدۃ الرعایہ۔ اور صاحب ہدایہ نے بدایہ متن ہدایہ میں جامع صغیر اور قدوری کو جمع کیا ہے
گویا ہدایہ ان دونو کتابوں کی شرح ہے۔ صاحب الہدایۃ ہو الامام الاجل العلامۃ علی بن ابی بکر
بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی کان اماما فقیہا محدثا مفسرا متقنا محققا نظارا مدققا زاہدا ورعا
اصولیا ادیبا شاعرا اقر لہ اہل عصرہ بالفضل والتقدم والف متنا متینا فی الفقہ سماہ بدایۃ المبتدی
جمع فیہ بین مسائل مختصر القدوری والجامع الصغیر وشرحہ شرحا کبیرا سماہ کفایۃ المنتہی ثم اختصرہ
[illegible] ان القدوری اجل من قاضیخان وصاحب الہدایۃ ان اجل من [illegible] مقدمہ عمدۃ الرعایہ

یعنی ابوالحسن قدوری جو تیے طبقہ کے فقہاء کبار اور فضلاء میں سے فقیہ فاضل محدث صدوق اور عالیقدر
و منزلت تھے عراق میں ریاست مذہب حنیفہ کی آپ کی طرف منتہی ہوئی سمعانی نے کہا کہ آپ فقیہ صدوق تھے
تصانیف بھی آپ نے مفیدہ کیں جو مقبول و مروج بین الانام ہوئیں چنانچہ مختصر قدوری نہایت ہی متداول ہے
وفات آپ کی رجب ۴۲۸ھ میں ہوئی ہے۔ اور صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر مرغینانی ابوالحسن کنیت اور برہان الدین لقب
آپ کا تھا حضرت ابوبکر صدیق رض کی اولاد میں سے تھے علم اور ادب میں مثل آپ کی آنکھوں نے نہیں دیکھا معرفت مذہب
میں درجہ کمال حاصل تھی آپکی بزرگی اور تقدم کا آپکے معاصرین مثل قاضیخان اور مولف محیط و ذخیرہ و مولف فتاویٰ
ظہیریہ و غیرہم نے اقرار کیا ہے صاحب ہدایہ کی شان قاضیخان سے کچھ کم نہیں بلکہ صاحب ہدایہ اس بات کے لائق ہیں کہ انکو
مجتہدین فی المذہب سے شمار کیا جاوے تصانیف بہت کیں کتاب ہدایہ اشہر اور ایسی معتمد علیہ ہے کہ علماء حنفیہ کے
فتویٰ کا مدار اسی پر ہے ۱۳ سال کے عرصہ میں اسکو ختم کیا اس مدت میں آپ ہمیشہ پوشیدہ طور پر روزہ دار رہے
آپ نے کفایۃ المنتہی ۸۰ جلدوں میں تصنیف کی پھر اسکو مختصر کر کے بدایہ نام سے لکھی جسمیں عیون روایت اور متون درایت
جمع کئے آپ کے بعد ابن ہمام حافظ علامہ فاضل نے آپکی ہدایہ کی شرحیں لکھیں اور احادیث ہدایہ کی تخریج کی آپ نے
تفقہ کیا آپکی ولادت ۵۱۱ھ اور وفات ۵۹۳ھ میں ہوئی تاریخ وفات آپکی مجتہد مسائل سے نکلتی
ہے۔ کتاب کنز الدقائق و وقایہ معتبر کتابیں ہیں۔ صاحب کنز الدقائق و تفسیر مدارک
عبداللہ بن محمود نسفی ابوالبرکات کنیت اور حافظ الدین لقب تھا آپ امام کامل عالم محقق فقیہ مدقق فاضل
عدیم النظیر فقہ و اصول میں راس اور حدیث و تفسیر میں ماہر۔ زاہد و بے نظیر تھے آپکی تصانیف کثیر اور مقبول ہیں
آپ شب جمعہ ربیع الاول ۷۱۰ھ میں فوت ہوئے فقیہ متبحر تاریخ وفات آپکی ہے۔ صاحب وقایہ محمود بن احمد بن عبید اللہ
بن ابراہیم محبوبی تاج الشریعہ لقب تھا عالم فاضل بحر کامل بحر زاخر حبر فاخر صاحب تصانیف جلیلہ تھے۔
شارح الوقایہ صدر الشریعہ آپکے پوتے تھے۔ قال الشیخ ثم المراد بالمتون التی هو علیهم بالمتون مقدم علیٰ جمیع
المتون بل المختصرات التی الفها حذاق الائمة وکبار الفقهاء المعروفین بالعلم والزهد والفقه والتنقیح فی الروایة
کمختصر الطحاوی والکرخی والحاکم الشهید صاحب الکافی والمنتقی والقدوری ومن فی هذه الطبقة
وقد کثر اعتماد المتاخرین علی الوقایة وکنز الدقائق والمختار ومجمع البحرین ومختصر القدوری وذلک
لعلو شان مولفیها والتزامهم ایراد مسائل متفق علیها واشتهر فیما ذکروا اعتماد الوقایة والکنز
ومختصر القدوری وهی المراد بقولهم المتون الثلاثة کما حققه فی عمدة الرعایة فمن وضعها لضبط اقوال اصحاب
المذهب وجمع اقوالهم المرویة عنهم فی مسائل الاصول وظواهر الروایات فی صحیحها والفقه فی ذلک
ان المتون المنصوص فیها مقدمة علی ما فی الشروح وما فیها علی الفتاویٰ۔ نافع کبیر ۔ شروح میں سے
شروح قدوری و کنز و وقایہ و ملتقی و بنایہ شرح ہدایہ و شروح ہدایہ مثل کفایہ و بنایہ و غیرہ مشہور ہیں اور

اور بعض صحاف بھی ہیں جیسے جامع الرموز قہستانی وغیرہ - والقہستانی کجارف سیل وحاطب لیل کما قال علی القاری
المکی لقد صدق عصام الدین فی حق القہستانی انہ لم یکن من تلامذۃ شیخ الاسلام الہروی لا من اعالیہم ولا من
ادانیہم وانما کان دلال الکتب فی زمانہ ولا کان یعرف بالفقہ وغیرہ بین اقرانہ ویؤیدہ انہ یجمع فی شرحہ ہذا
بین الغث والسمین والصحیح والضعیف من غیر تحقیق وتدقیق فہو کحاطب اللیل الجامع بین الرطب والیابس فی اللیل
مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ص ۱۲ وکذا فی النافع الکبیر - اور کتاب ملتقی الابحر جامع متون اربعہ ہے مصنف اسکے
ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی ہیں اپنے وقت کے امام عالم محدث فاضل فقیہ محقق علم میں مدقق قسطنطنیہ میں سکونت
اختیار کی اور جامع سلطان محمد خان کے خطیب مقرر ہوئے فقہ میں ایک متن وجیز مسمیٰ بہ ملتقی الابحر تصنیف کیا
اور منیۃ المصلی پر دو شرحیں لکھیں وفات آپکی سنہ ۹۵۶ھ ہوئی خواجہ عالم تاریخ وفات ہے

اور فتاوی میں سے فتاوی قاضیخان پھر فتاوی سراجیہ بہت معتبر ہیں - قاضیخان ہو الامام الکبیر مؤلف
الفتاوی المشہورۃ حسن بن منصور الاوزجندی ابو المفاخر و ابو المحاسن فخر الدین کانت وفاتہ سنۃ ۵۹۲ھ
قاضیخان اجل من یعتمد علیہ وتصحیحہ مقدم علی تصحیح غیرہ - مقدمہ عمدۃ الرعایۃ - قاضیخان من اصحاب الطبقۃ الثالثۃ
ما یصححہ قاضیخان مقدم علی ما یصححہ غیرہ لانہ فقیہ النفس - نافع کبیر - یعنی جس مسئلہ کی قاضیخان تصحیح کرے وہ
غیر کی تصحیح پر مقدم ہے فتاوی قاضیخان ایک ایسی معتبر کتاب ہے چار جلدوں میں تصنیف کی جو متداول بین الفقہا
ہے اور سراج الدین حانوتی صاحب فتاوے مشہورہ خیر الدین بن احمد رملی کے استاذ ہوئے ہیں
اور پھر در المختار اور رد المحتار اور طحطاوی شروح در المختار ہیں صاحب در المختار محمد بن علی حصکفی ہیں
فقیہ محدث عالم فاضل نحوی حافظ احادیث و مرویات طلیق اللسان فصیح البیان جید التقریر والتحریر جامع
معقول و منقول فقہ میں در مختار اور حدیث میں تعلیقات بخاری میں وغیرہ بہت سی کتابیں تصنیف کیں آپنے
سنہ ۱۰۸۸ھ وفات پائی شیخ مقبول تاریخ وفات ہے - صاحب شامی السید محمد امین بن عمر الشہیر بابن عابدین اپنے
زمانہ کے علامہ فہامہ فقیہ محدث محقق مدقق جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے علوم سید شیخ سعید حلبی اور شیخ ابراہیم
حلبی سے پڑھے اور حدیث و فقہ کی سندیں حاصل کیں اور سنہ ۱۲۳۰ھ میں کتاب رد المحتار شرح در المختار المعروف
بشامی تصنیف کی جو ایسی مقبول ہوئی کہ باوجود ۵ مجلد ضخیم ہونے کے دو دفعہ طبع ہوکر ختم ہوگئی علاوہ اسکے رسل
الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی وغیرہ تصنیف فرمائیں وفات آپکی سنہ ۱۲۵۲ھ سے پہلے کی ثابت ہوتی ہے
اور علامہ سید احمد طحطاوی فقیہ عصر وحید دہر محدث جید علامہ محقق فاضل مدقق مدت تک مصر کے مفتی رہے
در المختار کا حاشیہ ایسی تحقیق و تدقیق سے تصنیف کیا کہ مقبول انام ہوا اور مصر میں باوجود بڑے حجم و ضخامت کے چھپکر
مشتہر ہوا آپنے امام ابو حنیفہ کے مناقب کو اقوال صحیحہ اور روایات ثقہ سے ثابت کیا وفات آپکی سنہ ۱۲۳۱ھ میں بعد وقوع
ہوئی - حدائق الحنفیہ

الاستفتاء - موجودہ زمانے میں مفتی کو کن کن اصول پر عمل کرنا ضروری اور فرض ہے
الافتاء - اسوقت جو شخص کہ فتوی دے اسکو اصول ذیل پر عمل کرنا فرض ہے اول یہ کہ مفتی خود مجتہد ہو یا نہ ہو
ہے اور جو مجتہد نہیں وہ ناقل قول مجتہد ہوتا ہے تو اسپر فرض یہ ہے کہ وہ مجتہد کا قول کتب معتبرہ و مشہورہ و
متداولہ سے لے اور روایت ظاہرہ اور ظاہر مذہب کو نہ چھوڑے - قال ابن الہمام فی فتح القدیر فی کتاب القضاء
استقر رای الاصولیین علی ان المفتی ہو المجتہد واما غیر المجتہد ممن یحفظ اقوال المجتہد فلیس بمفت والواجب علیہ اذا سئل
ان یذکر قول المجتہد کابی حنیفۃ رح علی جہۃ الحکایۃ فعرف ان ما یکون فی زماننا من فتوی الموجودین لیس بفتوی بل
ہو نقل کلام المفتی لیاخذ بہ المستفتی وطریق نقلہ کذلک عن المجتہد احد الامرین اما ان یکون لہ سند فیہ الیہ
او یاخذ من کتاب معروف تداولتہ الایدی نحو کتب محمد بن الحسن ونحوہا من التصانیف المشہورۃ لانہ بمنزلۃ الخبر
المتواتر عنہم او المشہور ہکذا ذکر الرازی فعلی ہذا لو وجد بعض نسخ النوادر فی زماننا لا یحل عزو ما فیہا الی محمد و
لا الی ابی یوسف رح لانہا لم تشتہر فی زماننا فی دیارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلاً فی کتاب مشہور
کالہدایۃ والمبسوط کان ذلک تعویلا علی ذلک الکتاب - مقدمہ عمدۃ الرعایۃ - لا یحل الافتاء من القواعد و
الضوابط وانما علی المفتی حکایۃ النقل الصریح کما صرحوا بہ انتہی - ایضاً - لا یجوز الفتوی من التصانیف الغیر المشہورۃ
انتہی - والحکم فی ہذہ الکتب الغیر المعتبرۃ ان یوخذ ما وافقہا ویترک ما خالفہا ولا یوخذ بما فیہا الا بعد التامل
والتفکر الغائر ولحاظ عدم مخالفتہ للاصول والکتب المعتبرۃ - مقدمہ عمدۃ الرعایۃ - اذا اتفق اصحابنا علی
امر یفتی بہ المفتی واذا اختلفوا فیحمل الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفۃ رح ثم قول ابی یوسف رح
ثم قول محمد رح ثم قول زفر والحسن بن زیاد وقیل اذا کان ابو حنیفۃ فی جانب وصاحباہ فی جانب فالمفتی
بالخیار والاول اصح اذا لم یکن المفتی مجتہداً کذا فی الفتاوی السراجیۃ واختار فی الحاوی القدسی الاعتبار
لقوۃ الدلیل - الفتوی اذا اختلف کان الترجیح لظاہر الروایۃ بحر - اذا اختلف التصحیح وجب الفحص
عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا بحر - اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی بحر -
مقدمہ عمدۃ الرعایۃ - جعل العلماء الفتوی علی قول الامام الاعظم فی العبادات مطلقا وہو الواقع ما لم یکن عنہ روایۃ
کقول المخالف بحکم المستملی - ایضاً - المسئلۃ اذا لم تذکر فی ظاہر الروایۃ وثبتت فی روایۃ اخری تعین المصیر الیہا
بحر - المقرر عندنا انہ لا یفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ الی قولہما او قول احدہما او غیرہما
الا لضرورۃ - فتاوی خیریہ - لا یحل للمفتی ان یفتی ببعض الاقاویل المہجورۃ - جامع المضمرات - مقدمہ عمدۃ الرعایۃ
ملخصاً - رسم المفتی ان ما اتفق علیہ اصحابنا فی الروایات الظاہرۃ عنہم یفتی بہ قطعاً - وفی اول المضمرات
اما العلامات للافتاء فقولہ وعلیہ الفتوی وبہ یفتی وبہ ناخذ وعلیہ الاعتماد وعلیہ عمل الیوم وعلیہ عمل الامۃ وہو الصحیح
او الاصح والاظہر او الاشبہ او الاوجہ او المختار ونحوہا مما ذکر فی حاشیۃ البزدوی اہ قال شیخنا الرملی فی فتاواہ

وبعض الالفاظ آكد من بعض فلفظ الفتوى آكد من لفظ الصحيح والاصح والاشبه وغيرها ولفظ وبه يفتى آكد من الفتوى عليه والاصح آكد من الصحيح والاحوط آكد من الاحتياط - لا فرق بين المفتي والقاضي الا ان المفتي مخبر عن الحكم والقاضي ملزم به وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع وان الحكم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل اتفاقا وهو المختار في المذهب - وان الخلاف خاص بالقاضي المجتهد واما المقلد فلا ينفذ قضاؤه بخلاف مذهبه اصلا كما في القنية - در المختار ملخصا - واما الذين هم دون ذلك اي من اصحاب المتون كاصحاب الكنز والوقاية وغيرهما فانهم كانوا اقسام ... يجب عليهم تقليد علماء عصرهم وفقهاء دهرهم لا يحل لهم ان يفتوا الا بطريق الحكاية (وهي الطبقة السابعة) هي طبقة المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يفرقون بين الغث والسمين ولا يميزون بين الشمال واليمين بل يجمعون ما يجدون كحاطب ليل فالويل لهم ولمن قلدهم كل الويل - عقود رسم المفتي ملخصا -

فصل في رسم المفتي - المفتي في زماننا من اصحابنا اذا استفتي عن مسئلة وسئل عن واقعة ان كانت المسئلة مروية عن اصحابنا في الروايات الظاهرة بلا خلاف بينهم فانه يميل اليهم ويفتي بقولهم ولا يخالفهم برأيه وان كان مجتهدا متقنا لان الظاهر ان يكون الحق مع اصحابنا ولا يعدوهم واجتهاده لا يبلغ اجتهادهم ولا ينظر الى قول من خالفهم ولا تقبل حجته لانهم عرفوا الادلة وميزوا بين ما صح وثبت وبين ضده - وان كانت المسئلة مختلفا فيها بين اصحابنا فان كان مع ابي حنيفة رحمه الله احد صاحبيه يأخذ بقولهما لوفور الشرائط واستجماع ادلة الصواب فيهما وان خالف ابا حنيفة صاحباه في ذلك فان كان اختلافهم اختلاف عصر وزمان كالقضاء بظاهر العدالة يأخذ بقول صاحبيه لتغير احوال الناس وفي المزارعة والمعاملة ونحوهما يختار قولهما لاجماع المتأخرين على ذلك وفيما سوى ذلك قال بعضهم يتخير المجتهد ويعمل بما افضى اليه رأيه وقال عبد الله بن المبارك يأخذ بقول ابي حنيفة رحمه الله ويعطلون في المجتهد قال بعضهم من سئل عن عشر مسائل فيصيب في الثمانية ويخطئ في البقية فهو مجتهد وقال بعضهم لا بل الاجتهاد ان يحفظ المبسوط ويعرف الناسخ والمنسوخ والمحكم والمأول والعلم بعادات الناس وعرفهم فان كانت المسئلة في غير ظاهر الرواية ان كانت توافق اصول اصحابنا يعمل بها وان لم يجد لها رواية عن اصحابنا واتفق فيها المتأخرون على شيء يعمل به وان اختلفوا يجتهد ويفتي بما هو صواب عنده وان كان المفتي مقلدا غير مجتهد يأخذ بقول من هو افقه الناس عنده ويضيف الجواب اليه فان كان افقه الناس عنده في مصر آخر يرجع بالكتاب ويتثبت في الجواب ولا يجازف خوفا من الافتراء على الله تعالى بتحريم الحلال وضده والله الموفق للصواب -

فتاوى قاضيخان ج ١ ص ٢-٣ رسم المفتي - واما ما اتفق عليه اصحابنا في الرواية الظاهرة عنهم يفتى به قطعا

درمختار ۔ الاستفتاء ۔ کسوف اور خسوف اہل ہیئة یا اہل نجوم کا قول وعقیدہ یقینا صحیح ہے یا نہیں ۔ الاقرب ... اہل نجوم کا ... اور اہل ہیئت کا حق کسوف وخسوف کے بارے میں صحیح نہیں بلکہ ان کا علم حقیقی اور کامل خاص اللہ تعالی کو ہے اور ... حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جزوی علم ہے اور حضور علیہ السلام کا فرمانا ہے حدیث ۔ ان الشمس والقمر لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاته ولکنهما آیتان من آیات الله فاذا رأیتموهما فصلوا ۔ الا اسئلة ... والجواب ما قاله ابو الفرج فيه سبع فوائد الاولى الظهور التصرف في الشمس والقمر الثاني ... الثالث ازعاج القلوب الساكنة بالغفلة ... الرابع ليرى الناس نموذج ما يجري في القيامة ... الشمس ... [illegible] ... الخامس ... السادس ان يفعل بهما صورة عقاب لمن لا ذنب له ... السابع ان الصلوات عند الآيات ... عند كثير من الخلق ... [illegible] ... عمدة القاري شرح البخاري للعلامة بدر الدين العيني ج ٣ ص ٤٤٢ ... واجيب بانه بتقدير ... [illegible]

فيها لا يدرك ذره ولا يدرى ما هو ... فكيف تعالى الاعتبار بها حتى عظم خلقها وكونها عرضة للحوادث فكيف بابن آدم
الضعيف في خلقه. وقيل يحتمل ان يكون الخسوف فيهما عند تجلى الله سبحانه لهما ... في حديث قبيصة الهلالي عند ابي داود
والنسائي الاشارة الى ذلك فقال فيه ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولكنهما خلقان من خلقه قال الله عز وجل
يحدث في خلقه ما شاء سبحان الله عز وجل اذا تجلى لشيء من خلقه خشع له الحديث ... قتادة فلما تجلى ربه للجبل
جعله دكا. ولبعض اهل الحساب فيه كلام كثير اكثره خبط ... ان الكسوف الشمس ... ان القمر يحول بينها وبين الناظر
واما كسوف القمر فقالوا الشمس تطلع نورا عليه فاذا وقع في ظل الارض لم يكن له نور ...
ويكون الدخول في ظل الارض يكون الكسوف من الكل او البعض ... رد عليهم الحساب ... بالصدق فيه البرهان
ورد عليهم بانهم قالوا بالبرهان ان الشمس اضعاف القمر ... فكيف يحجب الصغير الكبير اذا قابله ...
خمس عشرة ... ان الشمس اذا كانت تعطيه نورا فكيف يحجب نورها ... احاطه ...
اكبر من الارض بتسعين ضعفا او نحوها وقلتم ان القمر اكبر منها باقل من ذلك فكيف يقع الاعظم في ظل الاصغر
وكيف تحجب الارض نور الشمس وهي في زاوية منها ... فالشمس لها فلك يجري والقمر كذلك له فلك يجري
ولا خلاف ان كل واحد منهما ... فلو كان الكسوف بوقوعه في
وقت ... ذلك الوقت ... فلما كان تاتي الاوقات مختلفة وذكر
واحد والحساب واحد علم قطعا فساد قولهم - عینی شرح بخاری ج ۳ ص ۲۷۲ تا ص ۲۷۳ - پس ان عبارات سے ثابت
ہوا کہ اہل ہیئت وغیرہ کا قول و عقیدہ اس بارہ میں قطعی و یقینی غلط اور فاسد ہے - وقوله يخوف - فيه رد على اهل الهيئة
حيث يزعمون ان الكسوف امر عادي لا يتأخر ولا يتقدم ... فيه تخويف ...
في الحديث لو كان الكسوف بالحساب لم يقع الفزع ولم يكن الامر بالعتق والصدقة والصلاة والذكر معنى ... ج ۳ ص ۲۸۵
... الفلاسفة ... الشريعة ... العالم ...
خلاف ذلك - عینی شرح بخاری ج ۳ ص ... - اہل ہیئت وسائنس کا یہ عقیدہ ہے کہ ...
رسالہ ... کیا عقیدہ شرع اسلامی کے موافق ہے یا نہیں اور جس مسلمان کا یہ عقیدہ ہے ...
... الافتاء - عقیدہ مذکورۃ الصدر شریعت اسلامی کے برخلاف ہے -
مسلمان ایسا عقیدہ رکھنے کا مجاز نہیں - کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے اور احادیث صحیحہ میں تفصیل ہے اور سات زمینوں
کا ذکر آیا ہے - الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن - قرآن حکیم ... اور حدیث شریف میں
(باب ما جاء في سبع ارضين) هذا باب ما جاء في سبع ارضين - وقول الله تعالى الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن
في العدد وقيل ما في القرآن آية تدل على ان الارضين سبع الا هذه الآية وقال الداودي فيه دلالة على ان الارضين
بعضها فوق بعض مثل السموات - عینی شرح بخاری ج ... ص ۲۱۹ - وقد روى احمد والترمذي ... حديث ابي هريرة
... ان بين كل سماء وسماء خمسمائة عام وان سمك كل سماء كذلك وان بين كل ارض وارض ...
واخرج اسحاق بن راهويه والبزار من حديث ابي ذر نحوه - عینی بخاری ج ۷ ص ۲۱۶ - حدیث - عن عائشة ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال من ظلم قيد شبر طوقه من سبع ارضين - عینی بخاری ج ... ص ۲۱۷ عن سالم عن ابيه قال قال النبي
صلى الله عليه وسلم من اخذ شبرا من الارض بغير حقه خسف به يوم القيامة الى سبع ارضين - عینی بخاری ج ۷ ص ۲۱۸
اور اس مسئلہ کی تفصیل ... تصنیف ... اپنی کتاب ... میں بالتفصیل تحریر و مسطور ہے ...
... محمد گوہر علی ...
ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما ...
... مصنف اس کتاب ... فتاوی و رسائل ...

یارب از فضل و کرم ... را زنده دار ؛ اهل السنت ... را زنده دار
هر فن کامل ... شرع نبوی ... ؛ محمد گوهر علی ... زنده دار
فخر رازی وقت ... ؛ مولوی ... هدی را زنده دار
این فتاوی ... ساخته ؛ ... تاج ... را زنده دار
... از ... اولاد ... ؛ محمد گوهر علی صاحب هدی را زنده دار

الیواقیت والجواہر فی مسئلۃ الجہر بالذکر

مصنفہ محمد گوہر علی عفی عنہ علوی لودوی حنفی مشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد آل استجاء۔ علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی ہر دم کرنا ضروری اور اعلیٰ و افضل ہے یا ایہا الذین آمنوا ... ہر وقت اور ہر حال میں ذکر الٰہی ہر دم کرنا نہایت ضروری اور اعلیٰ و افضل ہے۔ دلائل ... فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم قرآن مجید۔ فاذکروا اللہ بالتہلیل والتسبیح قیاما وقعودا وعلی جنوبکم مضطجعین ای فی کل حال تفسیر جلالین۔ فی جمیع احوالکم خازن۔ المراد الذکر علی کل حال مدارک۔ داوموا علی الذکر فی جمیع الاحوال بیضاوی

یعنی ہمیشہ اللہ کا ذکر کرو ہر حال میں۔ (۲) الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم قرآن مجید یذکرونہ دائما علی الحالات کلہا بیضاوی۔ المراد بہ المداومۃ علی الذکر۔ لباب التاویل۔ ویذکرونہ دائما علی الحالات کلہا۔ روح البیان المراد تعمیم الذکر للاوقات۔ ابو السعود۔ المراد منہ کون الانسان دائم الذکر لربہ۔ تفسیر کبیر ذکر اللہ فی جمیع الاحوال۔ مدارک۔ (۳) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قرآن مجید یعنی بذکرہ تسکن قلوب المؤمنین ویستقر الیقین فیہا۔ لباب التاویل ومثلہ فی المدارک وروح البیان (۴) یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا قرآن مجید۔ قال ابن عباس لم یفرض اللہ عز وجل علی عبادہ فریضۃ الا جعل لہا حدا معلوما ثم عذر اہلہا فی حال العذر غیر الذکر فانہ لم یجعل لہ حدا ینتہی الیہ ولم یعذر احدا فی ترکہ الا مغلوبا علی عقلہ وامرہم بہ فی الاحوال کلہا ... فی السر والعلانیۃ خازن۔ ذکرا کثیرا فی جمیع الاوقات (۵) ان قال بعضہم ... روح البیان (۶) واذکروا اللہ کثیرا قرآن مجید ... لا تکونوا من الذاکرین کثیرا حتی تذکروہ قیاما وقعودا ومضطجعا۔ خازن۔ واذکروہ فی مجامع احوالکم ... (۷) واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا قرآن کریم۔ داوم علی ذکرہ بیضاوی (۸) فاسعوا الی ذکر اللہ ای خطبۃ الامام۔ عباسی (۹) انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنی القرآن المجید (۱۰) فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا قرآن مجید۔ ولذکر اللہ اکبر قرآن مجید

الاحادیث (۱) خیر العمل ان تفارق الدنیا ولسانک رطب من ذکر اللہ (۲) احب الاعمال الی اللہ ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللہ (۳) علیکم بلا الہ الا اللہ والاستغفار فاکثروا منہما (۴) اکثروا ذکر اللہ تعالیٰ حتی یقولوا مجنون (۵) اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤون (۶) ... خیر عباد اللہ ... الذین اذا رؤوا ذکر اللہ (۷) فاذکر ... الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلہا قول لا الہ الا اللہ ... (۸) ... لا الہ الا اللہ ... (۹) مشکوۃ (۱۰) لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ ...

اور آیات واحادیث کثیرہ سے فضیلت ذکر ثابت ہے ... محمد گوہر علی علوی

الاستفتاء وکیا ذکر بالجہر جائز ہے یا نہیں – الافتاء – اگرچہ بعض فقہا رحمہ اللہ نے اختلاف کیا ہے مگر صحیح یہی ہے
کہ ذکر بالجہر شرع میں جائز ہے دلیل مرقومہ ذیل ہیں – الآیات – (۱) وکلمۃ اللہ ہی العلیا – وکلمۃ اللہ
اے کلمۃ الشہادۃ ہی العلیا الظاہرۃ الغالبۃ تفسیر جلالین فی باب الدعوۃ الی اللہ [illegible]
فی باب الدعوی [illegible] فتح البیان تفسیر محمدی (۲) وان تجہر بالقول فی ذکر او دعاء فاللہ غنی عن
الجہر بہ فانہ یعلم السر واخفی منہ اے ما حدثت بہ النفس وما خطر ولم تحدث فلا تجہد نفسک
بالجہر بہ جلالین – وکان صلعم یجہر بالقراءۃ مع قراءۃ جبرائیل ؑ خوف النسیان فکانہ قیل لا
تفعل بہا انک لا تنسی فلا تتعب نفسک بالجہر بما انہ تعالیٰ یعلم الجہر من القول والفعل وما
یخفی منہما جلالین – ذکر اپنے وجد شوق سے جوش محبت ذاکر یاد ؛ حرص وہوا دنیا دی [illegible]
مستعد یا تکبیر جہری لازم تا دل [illegible] منتہاں اخفی ضروری ہے ذکر جہر کا ہی تفسیر عزیزی –
وروی ان ابا بکرؓ کان یخفض ویقول اناجی ربی وقد علم حاجتی وعمرؓ کان یجہر ویقول اطرد
الشیطان واوقظ الوسنان – تفسیر احمدی – اور احادیث کی وجہ سے صوفیائے کرام نے بھی
سے ذکر لا الہ الا اللہ کو خواہ قلب سے ہو یا زبان خواہ جہر ہو یا خفی اختیار فرمایا ہے – تفسیر مظہری
اور بخاری ومسلم میں ہے ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب
بندہ مجھے اپنے جی میں (خفی) یاد کرتا ہے تو میں اسکو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجلس
میں (بلند آواز سے) یاد کرتا ہے تو میں اسے اسکی مجلس سے اچھی مجلس میں یاد کرتا ہوں الخ ترجمہ
تفسیر مظہری (۳) ورفعنا لک ذکرک اے رفع حیث قرن اسمہ صلعم باسم اللہ تعالیٰ فی کلمۃ
الشہادۃ والاذان والاقامۃ – ابو السعود (۴) ثم انی دعوتہم جہارا اے باعلا صوتی
ثم انی اعلنت لہم صوتی واسررت لہم الکلام اسرارا جلالین – فان الجہار اشد من الاسرار (تاثیرا)
والجمع بینہما اغلظ (تاثیرا) من الافراد ابو السعود – لان الجہار اغلظ من الاسرار والجمع بین
الاسرار والجہار اغلظ من الجہار وحدہ – کبیر (۵) اما قولہ تعالیٰ اللہ یعلم الجہر وما یخفی
ففیہ وجہان احدہما ان المعنی انہ سبحانہ عالم بجہرک فی القراءۃ مع قراءۃ جبریل ؑ وما
بالسر الذی فی قلبک تفسیر کبیر – اللہ یعلم الجہر وما یخفی التعلیل لما قبلہ ای یعلم ما جہر
الاحادیث
وما یخفی من الامور التی من جملتہا ما اوحی الیک ابو السعود –
باب رفع الصوت بالنداء – فاذنت (یا ابا سعید) للصلوٰۃ فارفع صوتک بالنداء فانہ لا
یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء الا شہد لہ یوم القیمۃ قال ابو سعید سمعتہ
من رسول اللہ صلعم بخاری [illegible] باب الذکر بعد الصلوٰۃ ان ابن عباسؓ اخبرہ ان رفع الصوت
بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عہد النبی صلعم وقال ابن عباسؓ کنت اعلم اذا انصرفوا
بذلک اذا سمعتہ بخاری [illegible] ای کنت اعلم انصرافہم بسماع الذکر [illegible] عن ابن عباسؓ
قال کنت اعرف انقضاء صلوٰۃ النبی صلعم بالتکبیر بخاری [illegible] قولہ باب الذکر بعد الصلوٰۃ
قد ثبتت مشروعیۃ الجہر بالذکر علی الاطلاق وردت فیہ احادیث کما تبین لمعات حاشیہ مشکوٰۃ شریف
قال کان رسول اللہ صلعم اذا سلم [illegible] یقول بصوتہ الاعلیٰ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ [illegible] مشکوٰۃ

ان رسول الله ... اذ ... من الصبیعتی ادنیہ ... ورفع الصوت ... قال رسول اللہ صلعم
المؤذن یغفر له مدى صوته ويشهد له كل رطب ويابس ... مشكوة ...
وما الصبران المغفرة مقدار ... الصوت ... المغفرة ...
او شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو ۳۶ میل تک ... مسلم مشکوۃ ... اذان ...
... ذکر ... باب رفع الصوت بالاذان ... وسمعتهم يصرخون بها جميعا بخاري
قوله وسمعتهم يصرخون بها اى بالحج والعمرة و القيرن سمعتهم راجع الى النبي صلعم ومن معه
من الصحابة وفي الحديث حجة للجمهور في استحباب رفع الصوت بالتلبية قاله العيني والقسطلاني

حاشيه بخاري صـ باب من رفع صوته بالعلم فنادى رسول الله صلعم باعلى صوته ويل للاعقاب
من النار مرتين او ثلثا بخاري صـ باب الجهر في المغرب وفي العشاء بخاري باب الجهر بقراءة صلوة
الفجر بخاري صـ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له ... تلك الملائكة دنت لصوتك ... متفق عليه
مشكوة صـ وبخاري قال عليه السلام ما اذن الله لشيء ما اذن لنبي حسن الصوت بالقرآن يجهر به مشكوة
قال صلعم زينوا القرآن باصواتكم قال صلعم الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر بالقرآن كالمسر
بالصدقة مشكوة صـ قال صلعم اقرأوا القرآن بلحون العرب واصواتها مشكوة صـ يقول صلعم
حسنوا القرآن باصواتكم فان الصوت الحسن يزيد القرآن حسنا - فخرج صلعم بالحج فراخا
رواه مسلم - وانهم ليصرخون بها جميعا مشكوة قال صلعم اتاني جبريل فامرني ان امر اصحابي
ان يرفعوا اصواتهم بالاهلال و التلبية مشكوة صـ قال صلعم ان جبريل اتاني الخ تيسير الوصول
جاءني جبريل فقال يا محمد مر اصحابك فليرفعوا اصواتهم بالتلبية - ابن ماجه صـ - باب الجهر بالتكبير
ليسمع من خلفه وتبليغ الغير له عند الحاجة المنتقى صـ - قال صلعم خيركم او افضلكم
من تعلم القرآن وعلمه - بخاري صـ - كان صلعم يقول والله لولا الله ما اهتدينا الى ان قال
ورفع بها صوته - بخاري صـ اور حديث دوم میں ہے قال ثم يمد صوته بآخرها - بخاري صـ قال صلعم
لاعرف منازلهم (الاشعريين) من اصواتهم بالقرآن بالليل وان كنت لم ار منازلهم - بخاري صـ
فاذا قرأناه فاتبع قرآنه فاذا قرأناه فاستمع - بخاري صـ قال صلعم يا ابا موسى لقد اوتيت مزمارا
من مزامير آل داود - بخاري صـ - عن عبد الله قال انا رأيت رسول الله صلعم يكبر في كل رفع ووضع
وقيام وقعود ويسلم عن يمينه وعن يساره السلام عليكم ورحمة الله حتى يرى بياض خده ورأيت ابا بكر وعمر
يفعلان ذلك - دارقطني صـ - باب في الخطبة عن ابي هريرة عن النبي صلعم قال كل خطبة ليس فيها تشهد فهي
كاليد الجذماء - ابو داود ... - قال صلعم كل كلام لا يبدأ فيه بحمد الله فهو اجذم - ابو داود
قوله التكبير ... المراد به الذكر بعد الصلوة الخ - ... نسائي صـ قوله ان ابن عباس ... بالتكبير
قال النووي هذا دليل لما قاله بعض السلف انه يستحب رفع الصوت بالتكبير والذكر عقب المكتوبة وممن
يستحبه من المتأخرين ابن حزم الظاهري - ... عن النبي صلعم انه كان يوتر ... ويقول بعد ما يسلم سبحان
الملك القدوس ثلث مرات يرفع بها صوته - نسائي باب الوتر صـ فرمایا صلعم نے آئے میرے پاس جبرئیل
تو کہا مجھکو یہ کہ امر کروں میں یاروں اپنے کو یہ کہ بلند کریں آوازیں اپنی ساتھ اہلال کے یا تلبیہ کے ...
فرمایا صلعم نے آئے میرے پاس جبرئیل اور کہا حکم کروں میں اپنے اصحاب کو بلند آواز سے لبیک پکارنے کا ...

اور مستحب ہے حسب علماء نزدیک بلند آواز سے لبیک کہنی - [illegible] الحقیقہ - [illegible] ہیں با[illegible]

[illegible] والسبیل وان رفع صوتہ ہو شافعی [illegible] ولا باس الا [illegible] [illegible]

[illegible] الله [illegible] الصلاة [illegible] شافعی - اور [illegible] احادیث [illegible]

قرأۃ [illegible] رفع الصوت بالقرأۃ - [illegible] قال [illegible]

[illegible] بالقرآن [illegible] قرأۃ ابی موسیٰ فقال لقد اوتی [illegible]

[illegible] آل داؤد - [illegible] حرام [illegible] جائز

[illegible]

الانفاق [illegible] جائز [illegible]

[illegible] رسول الله [illegible]

[illegible]

قال الله تعالیٰ وتعزروہ وتوقروہ

تنویر العینین فی تقبیل الابہامین

بسماع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول الله من الشہادتین

از تصنیفات رذالیفات

قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی عفی عنہ ساکن لودے تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی رسول کریم

ملحق بعد رسالتی المسماۃ باحسن البیان فی احکام الاذان

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علے سید المرسلین وشفیع المذنبین محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ الطیبین اما بعد فقیر حقیر ملتجی الی رب الغنی محمد ارشاد الٰہی فیضی عفی عنہ ساکن لودے اہل اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اس زمانہ میں بعض لوگ عجیب خیال کے پائے گئے ہیں۔ باوجود مدعی محبت ہونے کے اپنے محبوب کا پاس و لحاظ نہیں عزت و توقیر نہیں۔ بلکہ کسی دوسرے عاشق کے دلدادہ عشق و محبت اپنے محبوب کا نام لینے یا اس کی جائز طور پر ادب و توقیر کرنے سے فوراً فتویٰ شرک کا ثبت کر دیتے ہیں۔ خصوصاً اگر نام پاک اس ذات اقدس کا کہ جسکو باری تعالےٰ نے ہمارے لئے ہادی و رہنما بنا کر بھیجا جسکو علم ما کان و ما یکون عطا فرمایا جسکو بشر ہو کر نور من الله کا لقب دیا جس کا دوسرے انسانوں پر فوقیت ظاہر کرنے کیلئے سایہ بھی نہ بنایا اور جو مستلزم الشئی ہے) عالمین کیلئے رحمت بنایا بلکہ لولاک لما خلقت الافلاک اور لولاک یا محمد ما خلقت الجنہ اور لولاک ما خلقت الدنیا اور لولاہ ما خلقت سماء ولا ارض اور لولاک ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار اور لولا محمد ما خلقتک یا آدم کا تاج پہنایا۔ جس کا پیشاب پینا حلال ہوا بلکہ تمام فضلات پاک و طاہر ہوئے ما لا تعد ولا تحصی من الفضائل والصفات۔ سننے پر صلے الله علیک یا رسول الله وغیرہ کہتے ہوئے بطور تعظیم دلولۂ عشق و محبت میں ظفری الابہامین یا باطن الحسنی السبابتین کو چوم کر آنکھوں پر رکھنے سے فوراً فتویٰ مبتدع مشرک کافر وغیرہ ہونے کا صادر فرما دیتے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ عشاق سے ولولۂ عشق و محبت میں اکثر اوقات ایسے افعال صادر ہوتے رہتے ہیں۔ ذرا مجنوں کو دیکھئے سے

سے پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود ؛ گفت مجنوں گاہ گاہ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

ذرا صحابۂ کرام پر ہی غور فرمائیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کیا کچھ نہ کیا کرتے تھے
کیا کئی صحابۂ کرام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں اور ہاتھوں وغیرہ کا چومنا احادیث صحیحہ سے ثابت
نہیں ہوا ؟ - آیئے ذرا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش نظر کیجئے - کیا بعد وفات حضور اکرم
علیہ الصلوٰۃ والسلام ملک شام یا یمن کو جانا اور بعد رؤیت صالحہ مدینہ طیبہ واپس آنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر مبارک پر رخساروں کا ملنا کتب معتبرہ سے آپ نے نہ دیکھا - اسی طرح حضرت فاطمۃ
الزہراء رضی اللہ عنہا کا آپ کی قبر مبارک پر جانا اور مٹی ہاتھ میں لے کر اس کی خوشبو لیتے ہوئے
اور آنکھوں سے لگاتے ہوئے ماذا علی من شم تربۃ احمد ؛ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا ؛ صبت علی الایام صرن لیالیا
پڑھنا ابھی تک نظر سے نہ گزرا ؟ اعرابی کا قبر پر آکر رمانی بنفسہ علی قبرہ وحثا من ترابہ الخ
کی حالت تفسیر مدارک سے ہی تا حال نہ معلوم ہوئی - تو جب یہ تمام امور ثابت و متحقق ہیں تو
پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کوئی عاشق اس عالم الغیب باعطائے الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے پر
ظفری الابہامین (دونوں انگوٹھے کے ناخنوں) یا باطن انملتی السبابتین یا الشہادت کی انگلی کے اندر کا حصہ)
چوم کر آنکھوں پر لگائے تو مشرک مبتدع اور کافر ٹھہرے - حالانکہ یہ تقبیل و تمسیح دلائل شرعیہ
سے ثابت و متحقق ہے کما سیاتی انشاء اللہ العزیز

جاننا چاہیے کہ مانعین تقبیل و تمسیح دو قسم کے حضرات ہیں - ایک وہ کہ بظاہر علم حدیث
پر عمل پیرا ہونے کے مدعی ہیں - لیکن حقیقۃً علم حدیث سے بالکل بے بہرہ و بے خبر ہیں نام اپنا
آج کل اہل حدیث رکھے بیٹھے ہیں - حالانکہ متبعین محمد بن عبد الوہاب نجدی ابن تیمیۃ الحرانی اور
شوکانی وغیرہ سے ہیں (اور مدعی عدم تقلید کے) - اور دوسرے لوگ ان کے ہی دوسرے
بھائی ہیں - جو بظاہر حنفی کہلاتے ہیں اور حقیقۃً ان کے معاون ہیں (دیوبندی)

بناءً علیہ اس مسئلہ کو دونوں فرقوں کی تسلی کیلئے اولاً کتب فقہ سے اثبات تقبیل و
تمسیح بیان کیا جاتا ہے - بعدہ حدیث مسح العینین وغیرہ پر بحث کی جائیگی - انشاء اللہ تعالیٰ
ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی فقہاء کرام کے نزدیک تقبیل ظفری الابہامین و مسحہما علی العینین
(یعنی دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا) بوقت سماع قول مؤذن اشہد

ان محمدا رسول اللہ مستحب ہے چنانچہ کتب معتبرہ میں مصرح ہے کشف الرموز شرح

الکنز للسید الحموی جلد اول قلمی ورق ۵۷ اور جامع الرموز القہستانی صفحہ ۵۶ میں ہے۔ واعلم

انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیک یا رسول

اللہ وعند الثانیۃ منہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللہم متعنی بالسمع

والبصر بعد وضع الابہامین علی العینین فانہ علیہ الصلوۃ والسلام یکون

قائدا لہ الی الجنۃ (ہکذا فی کنز العباد) انتہی اور حاشیہ عبد الحلیم علی الدرر شرح الغرر مطبوعہ مصر

جلد اول صفحہ ۳۸ میں ہے وحکی ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ استمع الاذان فقبل ظفری

ابہامیہ ومسح بہما عینیہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لای شیء فعلت ہذا فقال

تیمنا باسمک الکریم فقال علیہ الصلوۃ والسلام احسنت من عمل بہا فقد

امن الرمد صرح بہ فی شرح الوقایۃ للقہستانی بعض تفصیل انتہی اور

اور خزانۃ الروایات قلمی نسخہ ۱ ورق ۵۵ و نسخہ ۲ ورق ۳۰ ۳۱ میں ہے فی المناجیۃ

وکنز العباد من صلاۃ الحبشی فی الحدیث من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابہامیہ علی

عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامۃ وقائدہ الی الجنۃ فی مقدمۃ الصلوۃ چون نام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم از موذن بشنود دو ابہام بوسد و بر دو دیدہ نہد انتہی فی

قصص الانبیاء ومونس الاسرار ان آدم علیہ الصلوۃ والسلام اشتاق الی لقاء

محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی ہو من صلبک ویظہر

فی آخر الزمان فسال اللہ تعالی لقاءہ فاظہر اللہ تعالی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی صفاء

ظفری آدم علیہ السلام مثل المرآۃ فاذا نظر فی صفاء ظفرای ابہامیہ ورای کذا

محمد علیہ السلام فقبل ظفرای ابہامیہ وراٰی ومسح علی عینیہ فصار

اصلا لذریتہ فاذا اخبر جبرائیل علیہ السلام ہذہ القصۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم

ابدا انتہی اور رد المحتار للشامی جلد اول صفحہ ۲۶۷ میں ہے یستحب ان یقال عند سماع

الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ قرۃ

عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری

الابہامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد

[illegible]

وصرح بہ فی شرح النقایۃ للمحشی زادہ نقلا عن المضمرات الوفا والنور ان قبلہ ان یقول اللہم احفظ عینی ونورہما والسمع عن

القہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابہامیہ
عند سماع اشہد ان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ
وتمامہ فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنۃ للسخاوی انتہی ملخصا اور طحطاوی حاشیہ
مراقی الفلاح مطبوعہ مصر ص ۱۱۲ میں ہے وذکر القہستانی عن کنز العباد انہ یستحب ان
یقول عند سماع الاولی من الشہادتین للنبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وعند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع
ابہامیہ علی عینیہ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ وذکر الدیلمی فی الفردوس
من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ مرفوعا من مسح العینین بباطن انملتی السبابتین
بعد تقبیلہما عند قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا حلت لہ شفاعتی اھ وکذا روی عن الخضر علیہ السلام
وبمثلہ یعمل فی الفضائل انتہی اور خزینۃ الاسرار الکبری للسید محمد حقی النازلی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ
مصر ص [illegible] میں ہے وجاء عن الشیخ فرید الدین الولی الشہیر فی بلاد الہند قدس
سرہ ان من قرأ عند ظفری ابہامیہ قولہ تعالی فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید
سبع مرات وہو یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کل مرۃ ثم یقبل ابہامیہ ویمسح بہما علی
عینیہ بنیتہ لتنویر البصر زال الضرر عن العین ان شاء اللہ تعالی وکذا ذکرہ
بعض الصالحین انہ لقی الخضر علیہ السلام فقال لہ من قبل ظفری ابہامیہ ومسح بہما علی
عینیہ امن من وجع العین حین یقول المؤذن فی الاذان والاقامۃ اشہد ان محمدا
رسول اللہ ویقول المستمع من ذلک مرحبا بک یا حبیبی وقرۃ عینی یا رسول اللہ کذا
فی مواہب الفتی ان قال القہستانی فی شرحہ الکبیر نقلا عن کنز العباد اعلم انہ یستحب ان
یقال عند استماع الاولی من الشہادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند استماع
الثانیۃ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع
ظفری الابہامین علی العین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ وفی قصص الانبیاء علیہم السلام
وغیرہا ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد علیہ الصلوۃ والسلام حین کان فی الجنۃ
فاوحی اللہ تعالی الیہ ہو من صلبک ویظہر فی آخر الزمان فسأل لقاء محمد علیہ الصلوۃ
والسلام حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ فجعل النور المحمدی فی اصبعہ المسبحۃ

من یده الیمنی فسیح ذلک المؤمن فلذلک سمیت تلک الاصبع مسبحة کذا فی الرموز
الفائق او المحی الله تعالی جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامیه مثل المرآة فقبل آدم ظفر
ابهامیه ومسح علی عینیه فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبرئیل النبی علیه الصلوة والسلام
بهذه القصة قال علیه الصلوة والسلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه و
مسح علی عینیه لم یعم ابدا اه وقال الامام السخاوی فی شرح الیمانی کان تقبیل
الظفرین ووضعهما علی العینین لانه لم یرد فیه حدیث والذی فیه لیس بصحیح
وقد صح عن العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فکون الحدیث
المذکور غیر مرفوع لا یستلزم ترک العمل بمضمونه وقد اصاب القهستانی فی القول
المذکور باستحبابه (الی قوله) وروی ابن عامر رضی الله عنه انه علیه الصلوة
والسلام قال من قال حین یقول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله مرحبا
بحبیبی وقرة عینی محمد وقبل ابهامیه ومسح بهما عینیه امن من العمی و
الرمد ابدا کذا فی [illegible] الصوفی انتهی اور [illegible] میں ہے
وضع الابهامین علی العینین فی الاذان عند قوله اشهد ان محمدا رسول الله
سنة کذا فی المضمرات الخ فتاوی ناصری کذا فی البیاض الهاشمی اما حدیث مسح
العینین بباطن انملتی السبابتین او بالابهامین وتقبیلهما عند سماع اسمه صلی الله علیه وسلم
من المؤذن فقد قالوا انه لا یصح ولم یحکموا بوضعه ایضا بل قیل قد جرب فوجد
المسح بعد التقبیل سببا لعدم رمد العین بل عن بعضهم ان بعضا من کف
بصرهم قد عملوا بذلک فکان سببا لانجلاء بصرهم الخ مثانه - باید که درین وقت سر دو
انگشت شهادت بر چشم نهد که از علی کرم الله وجهه مروی است در وقت شهادت ثانیه بر دو
چشم می نهاد و میگفت رضیت بالله ربا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا وبالاسلام دینا رواه
سهوریانی درین باب احادیث بسیار وارد اند لیکن خالی از ضعف نیستند چنانچه در
تذکرة الموضوعات اکثر احادیث آورده و بیان ضعف نموده اما حدیث سابق از علی کرم الله وجهه
بلا بیان ضعف نقل کرده الخ فتوح الاوراد - اجمعوا علی جواز العمل بالحدیث الضعیف
الضعیف فی فضائل الاعمال الخ مرقاة شرح مشکوة والله اعلم انتهی اور فتاوی
جامع الهدایات قلمی میں ہے ذکر فی جامع الرموز واعلم انه یستحب ان یقال

هذا سماع الاولى من الشهادة صلى الله عليه وسلم صلى الله عليك يا رسول الله وعند
سماع الثانيه منها قرة عيني بك يا رسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر
بعد وضع ظفري الابهامين على العينين فانه عليه الصلوة والسلام يكون قائدا له الى الجنة
انتهى وذكر في شرح الهداية لمولانا الشيخ عبد الله سيالكوتي في الجنة الاعلى من سمع الاذان
الخ الى قوله وايضا فيه في الحديث من سمع اسمي في الاذان ووضع ابهاميه على عينيه
فانا طالبه في صفوف القيامة وقائده الى الجنة انتهى وذكر في خزانة الروايات في
باب الاذان ناقلا عن قصص الانبياء وهو النص الاصلي ان آدم عليه السلام اشتاق
لقاء محمد صلى الله عليه وسلم حين كان في الجنة فاوحى الله تعالى هو من صلبك ويظهر في آخر
الزمان فسأل الله تعالى لقاء محمد صلى الله عليه وسلم فظهر الله تعالى وجه محمد صلى الله عليه وسلم
في صفاء ظفري ابهاميه ورأى وجه محمد عليه الصلوة والسلام فقبل ظفريه ومسح
على عينيه فصار سنة لذريته فاذا اخبر جبرئيل هذه القصة فقال النبي صلى الله عليه وسلم
من سمع اسمي في الاذان فقبل ظفري ابهاميه ومسح على عينيه لم يعم ابدا انتهى
ذكر في مفتاح الجنان بر دو ناخن انگشت بر هر دو چشم نهد وذكر في شرح الهداية
لمولانا الشيخ المذكور في الجنان النبي صلى الله عليه وسلم دخل في المسجد فجلس عند اسطوانة
ابي بكر رضي الله عنه فقام البلال واذن فاذا بلغ اشهد ان محمدا رسول الله قبل ابو بكر
وابي بكر بن الصديق رضي الله عنه ظفري ابهاميه ووضع على عينيه فقال قرة عيني
بك يا رسول الله فلما فرغ بلال فوجه النبي صلى الله عليه وسلم الى ابي بكر بن الصديق رضي الله عنه
فقال من فعل مثل ما فعلته يا ابا بكر غفر الله ذنوبه جديدة وقديمة عمدا او خطاء
في الكتمان ولا يتكلم فيهما انتهى ارشادي جامع الروايات) ایک اور کتاب قلمی جو بہت قدیم زمانہ کی لکھی ہوئی
فقیر مولوی فضل الٰہی راجڑی مقیم راولپنڈی کا اہل حدیث کے پاس بوجہ اختلاف درمسئلہ تقبیل کے
دیکھی تھی اس کا نام وہ الفتح العمیق بتلاتے ہیں انہوں نے اپنے قول پر استدلال پیش کی تھی اس
میں مسئلہ تقبیل ابہامین ملاحظہ کیا گیا تو چار ورق اس تقبیل کا استحباب محقق پایا مگر افسوس
کہ انہوں نے باوجود کئی بار مکرر آرزو پیش کرنے کے بوجہ تعصب عبارت نقل نہ کرنے دی اسی طرح
عبارات روح البیان از تفسیر سورۃ احزاب اور ارشاد الطالبین لاخوند درویزہ صاحب ۳۴۹
اور شرح تحفہ نصائح محمد غیرہ ۲۳ جز تسوید و تحریر رسالہ استخراج کر کے شامل بیاض کیں مگر دو
بر دارد وبر آن ناخن نظر کند حق تعالی چهار هزار گناه کبیره او را عفو کند ودر قرآن ذوالی سطور ... آن
آرای حضرت درآن دید ناخن را بر چشم نهاد وگفت صدق رسول الله قرة عيني بك يا سيدي ومولاي انتهى

وہ کاغذ بیاض سے کہیں نکل گیا اور اب کتابت کے وقت باوجود گھر کتابیں موجود ہونے کے نقل کرنے سے قاصر
ہا کیونکہ کتابیں لاہور میں موجود ہیں۔ بس ناظرین نشانات کے مطابق اصل کتابوں کی طرف رجوع کرے
اور وسیلۃ الاحمدیہ والذریعۃ السرمدیہ فی شرح طریقۃ المحمدیہ جلد ۲ ص ۱۱۱ مطبوعہ مطبع استانبول میں ہے
واعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیک یا رسول
اللہ وعند سماع الثانیۃ منہا قرت عینی بک یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع والبصر
بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ
کذا فی کنز العباد من القہستانی وذکر علی القاری فی موضوعاتہ حدیث مسح العینین
باطن انملتی السبابتین بعد تقبیلہما عند قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ الحدیث
ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من فعل ذلک فقد حلت علیہ شفاعتی (الی قولہ) البتۃ یصح رفعہ علی الصدیق یکفی
العمل بہ لقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین وقیل
لا یفعل والدیلمی وغیرہ انہ لا یخفی علی ذوی النہی انتہی کلامہ وذکر فی جامع الحدیث
انہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد فی عشر محرم وجلس عند الاسطوانۃ حذاء ابی بکر
فقال بلال فاذن فلما بلغ اشہد ان محمدا رسول اللہ قبل ابو بکر ظفری ابہامیہ
ووضع علی عینیہ فقال قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ولما فرغ بلال من الاذان توجہ علیہ السلام
الی ابی بکر فقال من فعل مثل ما فعلت یا ابا بکر غفر اللہ لہ ذنوبہ کما فی فردوس الاخبار وذکر فی
قصص الانبیاء ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسأل ربہ فاظہر
اللہ تعالی وجہ محمد علیہ السلام فی ابہامی آدم مثل المرآۃ فقبل آدم ظفری ابہامیہ ومسح علی
عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا انتہی کلامہ انتہی عبارۃ الوسیلۃ اور حدیقۃ الندیۃ شرح طریقۃ محمدیۃ
میں تحقیق بالغ اور تشریح بلیغ کی گئی ہے اسکی عبارت ایک مولوی صاحب کے پاس لکھی ہوئی دیکھی۔ مگر نقل نہ کر سکا
اور قطب الارشاد ص ۷۲ اور موضوعات کبیر ملا علی قاری کی عبارتیں آگے آوینگی انشاء اللہ العزیز
اور اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین مطبوعہ مصر ص ۲۴۷ فقہ شافعی میں لکھا ہے وفی الشنوانی
ما نصہ من قال حین یسمع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی و
قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ
لم یعم ولم یرمد ابدا انتہی اور حاشیہ علامۃ الشیخ علی الصعیدی العدوی ص ۱۰۱

قولہ خبر جبرئیل النبی صلعم ہذہ القصۃ فقال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ

[illegible]

میں ہے (قولہ ثم یقبل الخ) لم یبین موضع التقبیل من الجانبین - الا انہ نقل عن الشیخ العالم المفسر الخ کما الدین الخراسانی قال بعضہم لقیتہ وقت الاذان فلما سمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ قبل ابھامی نفسہ ومسح بالظفرین اجفان عینیہ من الماق الی ناحیۃ الصدغ ثم فعل ذلک عند کل تشہد مرۃ مرۃ فسألتہ عن ذلک فقال کنت افعلہ ثم ترکتہ فمرضت عینای فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم مناما فقال لم ترکت مسح عینیک عند الاذان ان اردت ان تبرأ عیناک فعد الی المسح فاستیقظت و مسحت فبرئت ولم یعاودنی مرضہما الی الآن انتہی فھذا یدل علی ان الاولی التکریر والظاھر انہ حیث کان المسح بالظفرین ان التقبیل لھما واللہ تعالی اعلم انتہی اور صلوۃ مسعودی جلد دوم صفحہ ۱۰۶ میں ہے اور فتاوی بر ہنہ کے حاشیہ صفحہ ۲۲۱ جلد اول میں صلوۃ الخنفی نقلا میں ہے کما روی عن النبی صلعم صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابھامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیمۃ وقائدہ الی الجنۃ انتہی

عبارات مرقومہ بالا سے کالشمس فی نصف النہار یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ ظفری الابہامین یا انگلی السبابتین کا چوم کر آنکھوں پر رکھنا جائز بلا ریب ومشروع بلا عیب ہے بلکہ فقہاء کرام کے نزدیک مستحب ہے اور احادیث واردہ درباب ہذا سے ثبوت لینا ثابت و متحقق ہے واللہ اعلم

اور ہماری کتاب قرآن مجید کتب سالفہ توراۃ و انجیل کے جن احکام کی تنسیخ نہیں کرتا ہے وہاں ان احکام پر عمل کرنا ممنوع نہیں بلکہ مصدقا لما معکم اور مصدقا لما بین الیہ کا فرمان تعمیل کی تائید کر رہا ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل میں آیات ہیں ان پر ایمان لانا تو عین ایمان ہے جسکی طرف قرآن پکار پکار کر حکم دے رہا ہے سو منکرو آؤ ہم تمہیں اللہ تعالی کی کتابوں سے انجیل سے یہ مسئلہ دکھاتے ہیں - الحق یعلو ولا یعلی آؤ اور جواب لاؤ کہ آدم علیہ السلام سے چومنا احادیث میں بیان ہوا تھا۔ انجیل کا فرمان تو قطعی ہے اس سے پھرنا خالص کفر نہیں تو کیا ہے فاتوا شہداءکم ان کنتم صادقین

انجیل برناباس فصل ۳۹ مطبوعہ حمیدیہ پریس لاہور ترجمہ اردو کے صفحہ ۶۰ و ۶۱ میں ہے پس جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کیطرح چمکتی دیکھی جسکی عبارت تھی لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پ تب آدم نے اپنا منہ کھولا اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں - اے میرے پروردگار اللہ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنے ہیں محمد رسول اللہ (؟) تب اللہ نے جواب دیا

کی تفسیر میں حرف نہیں کیونکہ تحریف سے مقصود ان کا شان آنحضرت کا نام محمد رسول اللہ کا کم کرنا تھا۔ اور اس میں

[illegible]

مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں
نے پیدا کیا اور یہ شخص جسکو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد
دنیا میں آئیگا۔ اور وہ میرا رسول ہوگا کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے وہ رسول
کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخشیگا یہ وہ نبی ہے کہ اسکی روح ایک آسمانی روشنی میں
ساٹھ ہزار سال قبل اسکے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ پس آدم نے منت کی
کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما تب اللہ نے پہلے انسان
کو یہ تحریر اسکے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت لا الہ الا اللہ
اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تب پہلے انسان نے ان
کلمات کو پدری محبت کیساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا اور کہا
مبارک ہے وہ دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئیگا انتہی اس کی تائید میں احادیث
شریفہ بھی عنقریب ذکر ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ اور اسکی ممانعت (یعنی نہی تقبیل و مسح) کسی حدیث سے
ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان بوضوح الاحادیث من السید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم
اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ الاصل فی کل شیئ اباحۃ ما لم یمنع یعنی اصل ہر چیز میں
اباحت ہے پس اس کے عدم جواز پر جب نص قرآن یا احادیث شریفہ صحیحہ سے نہ پائی جائے
حکم قبول عدم جواز نہیں دیا جا سکتا چنانچہ اس کو فقیر نے رسالہ التقریر الاجابۃ فی الجمعۃ اللہ کی
عند عمل الجماعۃ میں بسط تام بیان کیا ہے چہ جائیکہ جس امر کا ثبوت احادیث میں موجود
ہو اور فقہاء کرام بھی اسکا استحباب پکار پکار کر بیان فرما رہے ہوں اسکے عدم جواز کا حکم دیا جائے
تکلیف یقبل قولہ

احادیث شریفہ سے تقبیل ابہامین

ومسح العینین بلا ریب ثابت و محقق ہے چنانچہ احادیث شریفہ کتب فقہ کی عبارات
میں گذر چکی ہیں لیکن اہل حدیث (وہابی) حضرات کی کتب فقہ سے تسلی ہو جانا ناممکنات
سے ہے لہذا ہم یہاں پر یہ بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ شوکانی جو غیر مقلدین کا بڑا سردار ہے
نے خود حدیث مسح العینین بباطن انملتی السبابتین عند قول المؤذن اشھد ان محمدا رسول
اللہ الخ کو دیلمی سے نقل کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
ملاحظہ ہو فوائد المجموعہ صفحہ ۹ حدیث تذکرۃ الموضوعات مصنفہ فاضل محمد طاہر فتنی شوکانی ۱۳۴۲
مطبوعہ منیریہ مصر ۳ خلاصہ تذکرۃ الموضوعات ص موضوعات کبیر ملا علی قاری ص اللؤلؤ المرصوع
فیما لا اصل لہ مطبوعہ مصر اور المصنوع فی احادیث الموضوع وغیرہ میں مذکور و منقول ہے اور سب

نے بیک زبان اس حدیث کا مسند فردوس دیلمی میں موجود ہونا بیان فرمایا جسکے وجود سے انکار
ایسا ہی ہے جیسا کہ دن کو رات کہہ دیا جائے حسد لا تعین لحسود کا علاج کیا ہے
تجاہلا وہو عین الحاذق الفطن قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد وینکر الفم طعم الماء من سقم
اب حدیث کے الفاظ تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۳۴ سے تمام کتب کا ماخذ ہونے کی وجہ سے نقل کرنے پر
کفایت کرتا ہوں فقال مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلہما عند سماع
قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ من المؤذن مع قوله اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت
باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث
ابی بکر الصدیق انہ لما سمع قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ قال مثلہ وقبل باطن
الانملتین السبابة ومسح عینیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت
علیہ شفاعتی انتہی اسی طرح ایک اور حدیث جو خضر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اور کتب
فقہ میں بھی مذکور ہے اسکو بھی شوکانی نے فوائد المجموعہ صفحہ میں بیان فرماتے ہیں اور خلاصہ
تذکرۃ الموضوعات اور تذکرۃ الموضوعات اور قطب الارشاد صفحہ ۲۰ وسیلۃ الاحمدیہ شرح
طریقہ محمدیہ جلد ۲ صفحہ مطبوعہ مطبع اقدام صفحہ موضوعات کبیر ملا علی قاری نسخہ دیگر $\frac{96}{98}$ میں بھی مذکور ہے
اسکے الفاظ خلاصہ تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۹ سے نقل کر دیئے جاتے ہیں . وکذا ما اورد عن الخضر
علیہ السلام من قال مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقبل ابہامیہ
ویجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا انتہی اس حدیث کو ابو العباس الرداد نے کتاب
نے بیان فرمایا ہے یہ دونوں حدیثیں ہماری (حنفیہ) کی دلیل وحجت ہیں مگر منکرین ان کو موضوع
کہکر عوام کو دھوکہ میں ڈال دیتے ہیں کیونکہ ان احادیث کو جامعین موضوعات نے اپنی کتب
میں درج فرمایا ہے سو جاننا چاہیئے کہ جامعین موضوعات نے جو احادیث کتب موضوعات
میں درج کیں کل موضوع نہیں بلکہ بعض ان سے صحیح بھی ہیں اور بعض حسن اور بعض ضعیف
چنانچہ اس فن میں تو غل رکھنے والے پر مخفی ومپوشیدہ نہیں اور فقیر غفرلہ القدیر نے اس کا ذکر تفصیلاً
اپنی کتاب تعقبات علی بعض کتب الموضوعات اور فیض الشامل فی علم الاصول میں کر
دیا ہے یہاں بطور مشتے نمونہ از خروارے بعض اصولیین معتمدین کے اقوال ملخصاً ذکر کر دیئے پر کفایت
کرتا ہوں مقدمہ ابن الصلاح صفحہ ۱۲ میں ہے ولقد اکثر الذی جمع فی ہذا العصر الموضوعات
فی نحو مجلدین (اعنی ابا الفرج ابن الجوزی) فاودع فیہا کثیراً مما لا دلیل علی وضعہ وانما
حقہ ان یذکر فی مطلق الاحادیث الضعیفۃ انتہی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تدریب

تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ص۱۰۰ میں تقریب کی عبارت وقد اکثر الجامع الموضوعات

فی نحو مجلدین اعنی ابا الفرج بن الجوزی فذکر کثیرا مما لا دلیل علی وضعہ بل ہو ضعیف پر فرماتے ہیں بل وفیہ الحسن بل والصحیح واغرب من ذلک ان فیہا احادیث حسانا قویۃ قال ونقلت من خط السید احمد بن ابی المجد قال صنف ابن الجوزی کتاب الموضوعات فاصاب فی ذکرہ احادیث شنیعۃ مخالفۃ للنقل والعقل ومالم یصب فیہ اطلاق الوضع علی احادیث بکلام بعض الناس فی احد رواتہا کقولہ فلان ضعیف اولیس بالقوی اولین ولیس ذلک الحدیث مما یشہد القلب ببطلانہ ولا فیہ مخالفۃ ولا معارضۃ لکتاب ولا سنۃ ولا اجماع ولا حجۃ بانہ موضوع سوی کلام ذلک الرجل فی راویہ وہذا عدوان ومجازفۃ انتہی اور ظفر الامانی بشرح مختصر الجرجانی ص۲۷ میں ابن جوزی اور شیخ محمد بن حسن الصنعانی - شوکانی - جوزقانی - عمر بن بدر الموصلی وغیرہ جامعین موضوعات کے متعلق مفصل بیان کرتے ہیں بوجہ خوف طوالت صرف شوکانی کے متعلق قول نقل کیا جاتا ہے قلت ومن ہذا القبیل رسالۃ الشوکانی المسماۃ بالفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ فان فیہا احادیث صحاح وحسانا قد ادرجہا لسوء فہمہ وتقلیدہ بالمتشددین المتساہلین فی الموضوعات فعلی العالم الماہر التوقف فی قبول کلامہ وتنقیح مرامہ فی ہذا الباب بل فی جمیع المسائل الدینیۃ فان لہ فی تالیفاتہ الحدیثیہ والفقہیۃ اختیارات شنیعۃ مخالفۃ لاجماع الامۃ وعلماء الملۃ وتحقیقات مخالفۃ للمعقول والمنقول کما لا یخفی علی ماہر الفروع والاصول انتہی علاوہ ازیں جامعین موضوعات نے خود بھی بعض احادیث پر ضعیف کا اطلاق فرمایا ہے چنانچہ تذکرۃ الموضوعات میں اس باب کی حدیثوں کے ساتھ کی حدیث کو ضعیف ہی لکھا ہے اسی طرح اور کئی احادیث بھی اور تمام جامعین موضوعات سے ایسا ہی ثابت ہے اور یہ صریح ہے کہ کتب موضوعات کی تمام حدیثوں کا موضوع ہونا مسلم اور ضروری نہیں بلکہ ان میں دوسری حدیثیں بھی موجود ہیں -

ان دونو حدیثوں پر جامعین موضوعات نے موضوع کا لفظ نہیں لکھا ومن ادعیٰ فعلیہ البیان اور جو علامہ سیوطی سے کسی متعصب نے نقل کیا ہے غلط ہے اور محض مغالطہ ہے نام

البتہ پہلی حدیث پر فوائد المجموعہ للشوکانی میں مرفوعاً قال ابن طاہر فی التذکرۃ لا یصح اور تذکرۃ الموضوعات اور اسکے خلاصہ میں لا یصح اسی طرح دوسری کتابوں میں بھی لا یصح ہی لکھا گیا ہے اور المصنوع میں لا یصح کا معنی علی ما قالہ السخاوی کے الفاظ ہیں

اور دوسری حدیث کے بعد قطب الارشاد - وسیلۃ الاحمدیہ - موضوعات کبیر ملا علی قاری میں ہے

وکل ما یروی فی ہذا فلا یصح سماعہ اور شامی و لکھنوی نے مقاصد حسنہ سے ولم یصح

فی المرفوع من کل ہذا شیئ - اور سعایہ میں ہے ولا یصح فی ہذا الباب حدیث مرفوع کے

الفاظ بیان ہوئے ہیں (فرماتے ہیں) اور یہ کلمات بھی اصل میں پہلی ہی حدیث کے متعلق ہیں

ورنہ تو دوسری حدیث میں ماخذ شوکانی و خلاصہ تذکرۃ الموضوعات میں لا یصح متعلق حدیث

اول کے بعد وکذا کے لفظ کے سوا کچھ نہیں اور اگر اس سے لا یصح بنایا جاتا ہے تو اس کی وجہ سابقہ

ہی ذکر فرما دی تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۳۴ (خلاصہ صفحہ ۹) میں ہے وکذا ما اورد ابو العباس

الرداد المتصوف بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعہ الخ اور وسیلۃ الاحمدیہ قطب الارشاد

موضوعات کبیر میں ہے ولو رواہ الشیخ احمد الرداد فی کتابہ موجبات الرحمۃ

بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعہ الخ اور یہ الفاظ صریح ہیں کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ

لا یصح اپنے صحیح معنے پر مستعمل ہے کہ واقعی اسی وجہ سے حدیث درجہ صحت سے گر جاتی ہے

غایت درجہ ضعیف ہی ہو رہیں اور وکذا کے لفظ نے حدیث اول کو بھی یہی حکم دے دیا

کہ لا یصح اپنے اصلی معنے پر ہی مستعمل ہے وہذا ہو الحق اور دوسری حدیث پر علامہ تذکرۃ

الموضوعات میں و سخاوی تجربۃ ذلک من کثیرین کے الفاظ تحریر فرما کر اور بھی عدم وضع

کی تائید کر دی کہ موضوع پر عمل حرام ہے اور تجربہ تو حرام نہ جانتے ہوئے ہی کیا جاتا ہے

اور لا یصح کے لفظ سے صرف صحت کی نفی ہوا اور حسن یا ضعیف ہونے کی نفی نہ ہونا جیسے

کتب موضوعات سے ثابت ہے موضوعات کبیر صفحہ ۱۱۶ میں ہے ولا یلزم من عدم الصحۃ وجود

الوضع کما لا یخفی انتہی اور اسی کے صفحہ ۲۴ میں حدیث اکل الطین حرام علی کل مسلم کے ماتحت

لکھا ہے (قوال بلفظ لا یصح کے بعد) قلت لا یلزم من عدم صحتہ نفی وجود حسنہ و ضعفہ

اور تدریب الراوی صفحہ ۶۵ میں ہے واذا قیل ہذا حدیث غیر صحیح فمعناہ لم یصح اسنادہ علی الشرط المذکور لا انہ کذب

وان علم من دخول الحسن فیہ ضعیف لکان احصی

فی نفس الامر لجواز صدق الکاذب واصابۃ من ہو کثیر الخطاء انتہی

اور پھر صاحبان موضوعات نے صاف تصریح کر دی ہے کہ صاحبان موضوعات کے لفظ لا یصح

کہنے اور موضوع کہنے میں فرق ظاہر ہے چنانچہ مصنوع صفحہ ۲ میں ہے قال الزرکشی بین قولنا

لم یصح وقولنا موضوع بون واضح فان الوضع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ

اثبات العلامۃ وانما هو اخبار عن عدم الثبوت انتہی ہٰذا فی موضوعات الکبیر ص۱۸

الغرض یہ دونو حدیثیں موضوع نہیں البتہ صحت کو نہیں پہنچ سکیں پس غایت ما فی الباب
ضعیف ہی ہونگی قطب الارشاد ص۲۰ میں ہے فی المقاصد قالوا انہ لا یصح ولم یحکموا بوضعہ
ایضاً بل قیل قد جرب فرجاء المسح بعد التقبیل سببا للعلاج بعمایۃ والعمی بل عن بعضہم
ان بعضا من کف بصرہ قد عملوا بذلک وکان سببا لانجلاء بصرہم انتہی اور مولانا
محمد طاہر بن علی الہندی الفتنی خود تذکرۃ الموضوعات ص۳۴ میں ان دونو حدیثوں کے بعد بلا تعقید
ذیل کی عبارت تحریر فرماتے ہیں ثم روی بسند فیہ من لم اعرفہ عن محمد بن
البابا انہ ھبت ریح فوقعت منہ حصاۃ فی عینہ واعیاہ خروجہا وآلمتہ اشد
الالم فقال ذلک عند سماع المؤذن فخرجت الحصاۃ من فورہ قال الراد و
ھذا ایسیر فی جنب فضائلہ (۲) وحکی عن البعض من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا
سمع ذکرہ فی الاذان وجمع اصبعیہ المسبحۃ والابہام وقبلہما ومسح بہما عینیہ
لم یرمدا ابدا قال ابن صالح وسمع عن بعض الشیوخ انہ یقول عندما یمسح عینیہ
صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی
قال ومن فعلہ لم ترمدا عینی وقد جرب کل منہم ذلک (۳) وکذا روی الحسن
مثل ما روی عن الخضر علیہ السلام بعینہ انتہی اور یہ احادیث مذکورہ پر عمل کرنے کے
اثبات کیلئے صاحب تذکرہ سے ہی قول واضح موجود ہے جو حدیثوں مذکورہ کے بنا فت در جہ جائز صفحہ
ہو جائیگا نہ وضع اور وہ بھی بحیثیت مرفوع کما فی الاقوال عن الموضوعات اور حدیث ضعیف
فضائل اعمال اور مناقب میں صحیح کیطرح حجت ہے اگرچہ قوت میں بہت کمزور ہی ہے چنانچہ فقیر نے رسالہ
القول الصحیح فی الرسول فی علم الاصول - اور الدلیل المبین لتردید اغلوطات عبد المتین ص۲۳-۲۴ میں گزر چکا
اس لئے یہاں مختصر کر دیا ہوں اور صرف کتاب الاذکار للنووی کی عبارت پر اکتفا کرتا ہوں فقال
قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرہم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترہیب
بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعا واما الاحکام کالحلال والحرام او البیع والنکاح والطلاق
وغیر ذلک فلا یعمل فیہا الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یکون فیہ احتیاط فی شیء من
ذلک انتہی اور پھر یہاں تو ضعف بحیثیت رفع ہے کما مر اور بحیثیت وقف علی ابی بکر الصدیق
تو صحیح ہے قطب الارشاد اور وسیلۃ الاحرام اور موضوعات کبیر لملا علی قاری میں ہے

فلا يصح رفعه البتة قلت واذا ثبت رفعه على الصديق فيكفي العمل به لقوله

عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين انتهى بالجملہ معلوم

بالجملہ معلوم ہوا کہ احادیث مذکورہ موضوع نہیں بلکہ تقبیل ابہامین یا سبابتین و تمسیح علی

العینین کا استحباب ثابت کرنے میں بلا ریب حجت ہیں اور دلیل بیّن کہ بحیثیت رفع اس لئے

کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں کافی ہے کما مر اور عبد الحی لکھنوی سعایہ فی کشف ما فی شرح

الوقایہ صفحہ ۲۶ میں اس مسئلہ کے ماتحت فرماتے ہیں ثم صرح بعض الفقهاء باستحبابه في الاذان

عند الشهادتين لان الحديث الضعيف يكفي في فضائل الاعمال كما صرح به جماعة من

المحدثين لانه ان كان صحيحا في نفسه فقد اعطي حقه من العمل والا لم يترتب على فعله

مفسدة تحليل ولا تحريم ولا ضياع حق الغير انتهى ملخصا اور بحیثیت وقف اس لئے کہ وقف اسکا

صحیح ہے اور اسکے مخالف و معارض کوئی حدیث مرفوع یا موقوف نہیں اور ایسی حدیث تو احکام تحلیل

و تحریم میں بھی بالاتفاق حجت ہے اور حدیث اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم اور

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين میں اسکی تائید مزید ولهذا سادتنا علي القاري

في موضوعاته الكبير وفقيه الله القوهستاني في قطب الارشاد وابن حجر في وسيلة الاحمدية على

من قال في هذه المسئلة يفعل ولا ينهى فعالوا وعنا ابه لا تخفى على ذوي النهى انتهى اور فقہاء

کرام سے اسکا استحباب گزر چکا اور جنہوں نے سکوت فرمایا وہ سکوت بھی جواز کا مثبت ہے بعدم

جواز کما لا یخفی ولان الاصل في الاشياء الاباحة کما مر اور مولوی عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب

سعایہ صفحہ ۲۶ میں تحقیق جواز اس طرح فرماتے ہیں المقام الثالث فيما يتعلق بسماع الاذان والاقا

ومنها ان يقول عند سماع الاولى من شهادة الرسالة صلى الله عليك يا رسول الله وعند

الثانية منها قرة عيني بك يا رسول الله ويقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع

ظفري الابهامين على العينين فمن فعله كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قائده الى الجنة كذا ذكره

في جامع الرموز وكنز العباد وقال ابن عابدين ونحوه في الفتاوى الصوفية وفي كتاب الفردوس

من قبل ظفري ابهاميه عند سماع اشهد ان محمدا رسول الله في الاذان انا قائده و

مدخله في الجنة وتمامه في حواشي البحر للخير الرملي (الى قوله) واما في الاذان فقد

ورد ذلك في احاديث مرفوعة وموقوفة كلها ضعيفة والاصح في هذا الباب حديث مرفوع

فمن ثم صرح بعض الفقهاء باستحبابه في الاذان عند الشهادتين لان الحديث الضعيف يكفي في

فضائل الاعمال كما صرح به جماعة من المحدثين (الى قوله) فعلى هذا لو قبل الظفر احتياطا فلا باس به

انتهی ملخصا پس روز روشن کی طرح تقبیل و مسح بوقت سماع نام گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کا استحباب و اباحت ثابت ہوا

ہذا ما عندی واللہ اعلم قاضی محمد ارشاد الحق [illegible] عفی عنہ [illegible] تحصیل گوجرخان [illegible] ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ [illegible]

احسن البیان فی احکام الاذان

از تصنیف محمد ارشاد الحق بیتی عفی عنہ از توپ کھیل گوجرخان ضلع راولپنڈی (من مجموعۃ الفتاوی کاظمی ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ العلی الاعلی والصلوۃ والسلام علی النبی الادنی والہ واصحابہ اجمعین

سوال ۔ مؤذن یا اذان غیر عالم جاہل کو مقرر کرلینا جائز ہے یا نہیں یا عالم بالسنۃ ہونا مؤذن کا ضروری ہے

جواب ۔ مؤذن کا عالم بالسنۃ ہونا ضروری ہے کہ جاہل کی اذان ہرگز قابل ثواب نہیں ہے در المختار میں ہے وانما یستحق ثواب المؤذنین اذا کان عالما بالسنۃ والاوقات ولو غیر محتسب بحر انتھی یعنی مؤذن اس وقت ثواب مؤذنین کا مستحق ہوگا جبکہ وہ عالم بالسنۃ اور ابتداء وانتہاء اوقات سے بخوبی واقف ہو ایسا ہی بحر الرائق میں بھی ہے بلکہ فقہاء کرام نے فرمایا ہے جاہل پرہیزگار کی اذان سے یعنی عالم کی اذان اگرچہ عالم فاسق ہی ہو افضل و اولی ہے چنانچہ در المختار ہی میں لکھا ہے وفاسق ولو عالما لکنہ اولی بامامۃ واذان من جاھل تقی انتھی یعنی مکروہ ہے اذان فاسق کی اگرچہ عالم ہی ہو لیکن وہ عالم فاسق اولی و بہتر ہے امامت اور اذان میں جاہل پرہیزگار سے پس جاہل کو مؤذن مقرر کرنا جائز نہیں ہے لہذا منصب اذان کسی عالم کے سپرد ہی کرنا ضروری ہے ہذا ما عندی واللہ اعلم

سوال ۔ اذان و اقامت کہنا کس کیلئے بہتر ہے امام خود کہے تو بہتر ہے یا کوئی اور؟ جواب بہتر یہی ہے کہ امام خود اذان و اقامت کہے در المختار میں ہے الافضل کون الامام ھو المؤذن وفی الضیاء انہ علیہ الصلوۃ والسلام اذن فی سفر بنفسہ فاقام وصلی حققناہ فی الخزائن انتھی اور غایۃ الاوطار میں ہے امام ہی کا مؤذن ہونا بہتر ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہی کیا کرتے تھے کذا فی الطحطاوی انتھی بناء علیہ بلا اجازت امام مسجد کسی کو اذان و اقامت کہنا بہتر نہ ہوگا ۔ اور اگر اذان کا منصب ہی امام ہی کے سپرد ہو تو پھر بلا اجازت امام اذان کہنا ہی صحیح نہ ہوگا بلکہ اذان کہنا موجب اثم ہوگا صلوۃ المسعودی میں ہے اذان گفتن بلا اجازت امام حی یا مؤذن مقرر غیر او را ناجائز است استدلالا بحدیث اذا امھدی انتھی اور اسکی تائید وہ احادیث بھی کرتی ہیں کہ جو فقیر نے رسالہ معدن الاکرام فی حق الامام میں ذکر کیں ھذا واللہ اعلم

سوال ۔ اذان فجر میں الصلوۃ خیر من النوم سہواً رہ جائے تو اعادہ اذان لازم ہے یا نہیں؟

ھو المصوب ۔ اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں فتاوی الواحدی ص ۲۰ میں ہے سوال مؤذن در اذان فجر الصلوۃ خیر من النوم اگر گذشت اعادہ اذان باید یا نہ بینوا توجروا جواب انما ان ذکر الصلوۃ خیر من النوم مرتین انتھی فلا یعاد الاذان لترک المندوب علی ان الحاق ہذہ الکلمۃ بالاذان کان من علماء الکوفۃ کما اشار الیہ فی البحر حیث قال وھو ای التثویب نوعان قدیم وحادث فالاول الصلوۃ خیر من النوم کان بعد الاذان الا ان علماء الکوفۃ الحقوہ بالاذان والثانی احدثہ علماء الکوفۃ بین الاذان

وفی اذان الفجر منصب علی الامر الاول ... الصلوۃ خیر من النوم

والاقامة انتہی فعلی ہذا لو نسیہ عن محلہ وقال بعد الفراغ کان آتیا بالامر القدیم وبہذا اخذ بذلک
المفتی رح کما یستفاد من البحر حیث قال عقب قولہ بعد فلاح اذان الفجر رد علی من یقول ان محلہا بعد
الاذان بتمامہ وہو اختیار الفضلی کذا فی المستصفی انتہی والسلام۔ اس عبارت سے روز روشن کی
طرح ظاہر ہے کہ صاحب در المختار وغیرہ فقہاء کرام کے تصریحات سے بعد از فلاح صبح کی اذان میں الصلوۃ
خیر من النوم کہنا لازم وضروری نہیں بلکہ امر مندوب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ امر مندوب کے رہ جانے سے
کچھ حرج واقع نہیں ہوتا کہ اعادۂ اذان کا حکم دیا جائے۔ اور جبکہ سہواً رہ جائے تو بطریق اولیٰ
کوئی حرج نہیں ہاں اگر اختتام اذان پر یاد آجائے اور صرف الصلوۃ خیر من النوم کے الفاظ
کہہ لیے جائیں تو بہتر ہے کہ یہ بھی قول قدیم سے ثابت ہے پس اگر اذان کے اختتام تک یاد آنے پر
بلا محل حسنا دیں کہہ لیا گیا تو حکم مندوب کا اتمام پایا گیا بناءً علی قول القدیم اور اگر بالکل ہی نہ کہا گیا
تب بھی کوئی حرج نہیں کہ اعادۂ اذان کا حکم دینا ضروری ٹھہرے پس ثابت ہوا کہ اعادہ کی کوئی ضرورت
نہیں ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم قاضی محمد ارشاد الحق نفی عفی عنہ از لودے

سوال۔ اذان نماز کے علاوہ دوسری کوئی اذان مثلاً اذان مولود یا کوئی اور ہو وہ بھی ہو تو اس
کا جواب دینا سامعین پر لازم ہے یا نہیں؟ **ہو المصوب** جواب دینا ہوگا چنانچہ سعایہ فی کشف
ما فی شرح الوقایہ میں ہے وقال ابن عابدین فی رد المحتار ہل یجیب اذان غیر الصلوۃ کالاذان للمولود
لم اره لائمتنا والظاہر نعم انتہی ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم نفی عفی عنہ از لودے **سوال**۔ اقامت کا
جواب سامعین پر ہے یا نہیں؟ **الجواب** قد صرح اصحابنا رحمہم اللہ باستحباب اجابتہا وعدم
وجوبہا کما فی فتح القدیر والسعایۃ واللہ اعلم محمد ارشاد الحق نفی عفی عنہ از لودے
سوال صلوات مفروضہ کی اذان کے علاوہ اذان کہنا بھی جائز ہے یا نہیں؟ **الجواب** ان اوقات
کے علاوہ ہر وقت اور ہر حال میں اذان جائز ومشروع ہے الا ما استثنی فی الشرع بلکہ بعض مقامات میں
فقہاء کرام نے سنت زائدہ یا مندوب ہونا بھی بیان فرمایا ہے قال الشامی فی منحۃ الخالق ص ۲۶۹
رأیت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغیر الصلوۃ کما فی اذان المولود والمہموم والمصروع
والغضبان ومن ساء خلقہ من انسان او بہیمۃ وعند مزدحم الجیش وعند الحریق قیل وعند انزال
المیت القبر قیاسا علی اول خروجہ من الدنیا لکن ردہ ابن حجر فی العباب) وعند تغول الغیلان ای
عند تمرد الجن لخبر صحیح فیہ اقول ولا بعد فیہ انتہی ہکذا فی رد المحتار ص ۲۵۸ بتفصیل زائد۔ حقیر عفی لہ القدیر کہتا ہے
کہ اذان گم شدہ کی دستیابی کیلئے اکثر بزرگوں کا اور میرا اپنا بھی مجرب و آزمودہ نسخہ ہے اسی طرح ہر مرض سے
شفا حاصل ہونے مرض انسان ہو یا حیوان اور دفعیہ جن یا اسکی شرارت کیلئے اکسیر اعظم ہے والشفاء من اللہ عز وجل
واللہ تعالیٰ اعلم۔ قاضی محمد ارشاد الحق نفی عفی عنہ از لودے

الارشاد بالحق

من تصنیف و تالیف

قاضی محمد ارشاد الحق نوری نقشبندی ساکن لودے

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وحدہ والصلوۃ علی من لا نبی بعدہ ۔

الاستفتاء ۔ علمائے کرام و فقہائے عظام کا اس مسئلہ میں کیا فتویٰ ہے کہ کسی قدیمی امام کے برخلاف اسکی جائے امامت میں کوئی اور شخص امامت کرے تو جائز ہے یا نہیں

الافتاء ۔ صورت مسئولہ میں امام قدیمی کے برخلاف دوسرے شخص کی امامت جائز نہیں جیسا کہ کتب معتبرہ کی عبارات مرقومۃ الذیل سے صاف ظاہر ہے عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ صلعم ولا یؤمّن الرجل الرجل فی سلطانہ ولا یقعد فی بیتہ علی تکرمتہ الا باذنہ ۱۲ مشکوۃ ۔ صحیح المسلم ۔ نسائی ۔ ترمذی ۔ عن ابی عطیۃ العقیلی قال کان مالک ابن الحویرث یأتینا الی مصلانا یتحدث فحضرت الصلوۃ یوما قال ابو عطیۃ فقلنا لہ تقدم فصلہ قال لنا قدموا بعضکم یصلی بکم وسأحدثکم لم لا اصلی بکم سمعت رسول اللہ صلعم یقول من زار قوما فلا یؤمہم ولیؤمہم رجل منہم ۱۲ مشکوۃ ۔ ترمذی ۔ ابو داؤد ۔ نسائی وکانہ امتنع من الامامۃ مع وجود الاذن منہم عملا بظاہر الحدیث مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ ۔ بموجب حکم ان احادیث شریفہ کے امام قدیمی کے برخلاف دوسرے غیر شخص کی امامت جائز نہیں اور اگر کوئی غیر شخص امامت کرے تو وہ امام اور ماموم دونوں کی نماز خالی از کراہت تحریمہ نہیں لہذا انکی نماز جائز نہیں نیز وہ دوسرا شخص امام قدیمی کے حق میں ایذا رساں ہے اور مسلمان بھائی کو ایذا پہنچانا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور جو شخص اس کا باعث ہو وہ بھی بطابق الدال علی الشر کفاعلہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے ۔ حررہ قاضی محمد ارشاد الحق نوری عفی عنہ

ولا یؤمن الرجل الخ اور نہ امامت کرے الخ یعنی جو مسجد کا قدیمی امام ہو وہ غیر سے زیادہ حقدار ہے بدون انکی اجازت کے امام بننا جائز نہیں ملتقطا شرح حاشیہ مشکوۃ محمد گوہر علی النوی عفی عنہ

ہذا الجواب صحیح لا ریب فیہ
قاضی غلام دین بقلم خود از لودے

ہذا المسئلۃ صحیح والمجیب مصیب
محمد عصام الحق لودے کا عفی عنہ

جار رحمۃ المصنف الغیاحۃ والمجیب العلامہ صحیح بالتبجیل ولا ینکر علیہ الا الغافل عن المعقول والمنقول ۔ احمد وجیہ اللہ ربانی

ہذا الجواب صحیح
احمد ہادی اللہ عفی عنہ

مولوی محمد فاضل از کسر عفی عنہ

اس مسئلہ پر بہت سے علمائے اکابرین کے مواہیر و دستخط ہیں جو کہ میں بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کی گئیں دوسری بار طبع کرائی جائیں گی قاضی محمد ارشاد الحق مصنف کتاب ہذا

الاستفتاء عند المیت قبل الغسل قرآن مجید پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور غسل کے بعد نماز جنازہ میں جلدی کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ بینوا بالدلیل و توجروا بالاجر الجزیل

الافتاء۔ قبل الغسل میت کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا باتفاق علمائے حنفیہ مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتح میں الظہیریۃ الشمسی ہے اور ہو ہذا وکرہ قراءۃ القرآن عندہ (ای عند المیت) الی تمام غسلہ۔ اور تنویر الابصار عبارت الزیلعی سے یغسل وعبارۃ النہر قبل غسلہ در مختار۔ اور مکروہ تحریمی ہے قرآن کا پڑھنا میت کے پاس اس کے غسل کے پورا ہونے تک۔ زیلعی کی عبارت یوں ہے کہ جب تک میت کو غسل دیا جائے اور نہر الفائق میں یہ ہے کہ اس کے غسل سے پیشتر مکروہ ہے۔ م

اختلاف الفاظ کسی فائدہ کے لئے نہیں مراد سب کی یہی ہے کہ غسل ہو چکنے تک قراءت مکروہ ہے کذا فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح وطحطاوی۔ پس ان اقوال مذکورہ سے قبل الغسل میت کے پاس قرآن مجید کا پڑھنا مکروہ تحریمی ثابت ہوا۔ لہٰذا ہر ایک شخص کو ضروری و لازمی ہے کہ ایسے فعل شنیع کو جو بجائے نفع کے نقصان کا ہے ترک کر دیں۔ من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ اور غسل کے بعد نماز جنازہ ادا کرنا ضروری ہے جیسا کہ کتب فقہیہ میں منقول ہے کہ اگر میت اوقات مکروہہ میں بھی حاضر ہو جائے تو نماز جنازہ کے ادا کرنے میں دیر نہ کرنی چاہیے بلکہ اسی وقت نماز جنازہ ادا کی جائے۔ چنانچہ در المختار میں اوقات مکروہہ بیان کرنے کے بعد کہا ولو حضرت الجنازۃ قبل لوجوبہ کاملا فلا یتادی ناقصا۔ اور نماز اس جنازہ کی جو حاضر ہوا ان وقتوں سے پہلے بسبب اس کے واجب ہونے کا مل ہو کر تو ادا نہ ہوگا ناقص ہو کر۔ فلو وجبتا فیہا لم یکرہ فعلہما۔ اور اگر سجدہ تلاوت اور نماز انہی اوقات میں واجب ہوئی تو ان کا فعل مکروہ نہیں۔ وفی التحفۃ الافضل ان لا تؤخر الجنازۃ۔ اور تحفہ میں ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اوقات ثلثہ (مکروہہ) میں نماز جنازہ کی تاخیر نہ کرے۔ م صاحب بحر اور نہر نے بھی اسی قول کو ثابت رکھا ہے کذا فی الطحطاوی علی الدر۔ فلو وجبتا فیہا ای بان تلیت الآیۃ فی تلک الاوقات او حضرت فیہا الجنازۃ قولہ وفی التحفۃ الخ ہو کالاستدراک علی مفہوم قولہ لم یکرہ فانہ اذا کان الافضل عدم التاخیر فی الجنازۃ فلا اقل من کونہ ایجابا صلاۃ وما فی التحفۃ اقرہ فی البحر والنہر والفتح والمعراج لحدیث ثلاث لا یؤخرن منہا الجنازۃ اذا حضرت وقال فی شرح المنیۃ والفرق بینہا وبین سجدۃ التلاوۃ ظاہر لان التعجیل فیہا مطلوب مطلقا الا لمانع وحضورہا فی وقت مباح مانع من الصلاۃ علیہا فی وقت مکروہ بخلاف حضورہا فی وقت مکروہ وبخلاف سجدۃ التلاوۃ الخ رد المحتار۔ اور میت کے حاضر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب میت کو غسل دیئے سے فراغت ہو جائے تو نماز جنازہ جلدی ادا کی جائے۔ فقط حررہ قاضی محمد ارشاد الحق الانبالوی

پس ثابت ہوا کہ میت کے پاس قبل الغسل قرآن شریف کا پڑھنا ناجائز ہے اور بعد غسل دیگر کاموں

يوم الولد بتطييب قلب المعلم وارضائه وقال الشيخ الامام شمس الائمة السرخسي ان مشائخ
بلخ جوزوا الاجارة على تعليم القرآن واخذوا في ذلك بقول اهل المدينة وانا افتي بجواز
الاستيجار ووجوب المسمى ١٢ قاضي خان - ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة
والاذان ويجبر المستاجر على دفع ما قبل ويجب المسمى بعقد واجر المثل اذا لم يذكر مدة شرح
وهبانية من الشركة ويحبس به يفتى ويجبر على دفع الحلوة المرسومة هي ما يهدى المعلم على
رؤس بعض سور القرآن سميت بها لان العادة اهداء الحلاوي ١٢ درر المختار - قال في الهداية
وبعض مشائخنا استحسنوا الاستيجار على تعليم القرآن اليوم لانه ظهر التواني في الامور الدينية
ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن قال وعليه الفتوى ١٢ جوهرة نيره - قال في الهداية استحسنوا
وعليه الفتوى الخ وقد اقتصر على استثناء تعليم القرآن في متن الكنز ومتن مواهب الرحمن
وكثير من الكتب وزاد في مختصر الوقاية ومتن الاصلاح تعليم الفقه وزاد في متن المجمع الامامة
ومثله في متن الملتقى ودرر البحار وزاد بعضهم الاذان والاقامة والوعظ وذكر المصنف
معظمها ولكن الذي في اكثر الكتب الاقتصار على ما في الهداية فهذا مجموع ما افتى به المتاخرون
من مشائخنا ١٢ شامي - وان اخذ الاجرة على تعليم القرآن قالوا لا باس به في زماننا ١٢ قاضي خان
لا باس للمعلم ان ياخذ الاجرة في هذا الزمان على تعليم القرآن ١٢ فتاوى سراجيه - والفتوى اليوم على جواز
الاستيجار لتعليم القرآن ١٢ كنز الدقائق - وفتوى درين زمانه بر صحت بودن اجاره است برائے درس قرآن
وبقول امام جواز فتوى بر نيست كه روا است گرفتن اجاره بر سائر عبادات ودرين زمانه از عدم احتياج
ودر شمول تعليم بسيار است كه درين زمانه اجرت گرفتن بر سائر عبادات روا است ١٢ معيار الحقائق
اور آجکے زمانے میں فتویٰ اسی پر ہے کہ تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت اور اذان - ان چیزوں کے لیے اجرت
لینا درست ہے خلاف امام کے اس میں اتنا ہو کہ موافق قول مفتی بہ کے ایک حدیث بھی موجود ہے جسکو روایت
کیا بخاری نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ لائق اُن چیزوں میں کہ اجر پاؤ تم انکے اجرت کتاب اللہ
کی ہے والاسلام کی توجب نظر زمانہ کے حال ان چیزوں کی اجرت لینا درست ٹھہرا تو مستاجر پر جبر ہوگا اسی
اجرت کے دینے پر جو اسنے قبول کی ہے اور در صورت نہ دینے کے اُسکے عوض میں محبوس ہوگا اور بھی
جبر ہوگا اسی حلاوت کے دینے پر جو استادوں کو دیا کرتے ہیں ١٢ نور الہدایہ - پس ثابت ہوا کہ امام
اور معلم اپنا وظیفہ مقررہ یا عرفیہ لینے کے مالک ہیں اور اگر عادت ہو تو جبر آئے سکتے ہیں حق کو نہ
دینے والے کو عند الشرع قید کرا سکتے ہیں پھر اگر ایک شخص پر واجب ہے کہ بلا تعلیل وقال اپنے امام
اور معلم کا وظیفہ مقررہ یا عرفیہ ادا کر دیں وما علینا الا البلاغ - سوال آپ نے تحریر فرمایا کہ اجرت بانوی کم
تو خواہ از حکم بعد گیر خواہ ملا ہر نسخہ موتمرہ اخو الفضل والرشید قاضی محمد ارشاد الہی لوی عفی عنہ
وظیفہ امام جز ائے احتباس ہے اسی لئے ادا فرض ہے - المعروف کالمشروط خواہ بوقت تقرری کیا ہے خواہ
بعد یا نہ ہو وظیفہ ہر صورت واجب الادا ہوگا چنانچہ فقہا نے لکھا ہے وبداء من غلبة لعمارته ثم ما ہو اقرب لعمارة كامام
مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم ثم السراج والبساط كذلك الى آخر المصالح وتمامه في البحر - پس جب وظیفہ وقف
ہو یا غیر وقف صدقات ہو یا نذر عتاقی ودیہات مسجد پر واجب الادا ہے ١٢ مفتوح علی محمد علی جیلی ذہوی ... فقیر محمد علی جہان

دیگر امام را است ... سے خواہ از ... بعد رسوم چوں شیرینی وجز آں کہ متعلمان بر معلماں بر سر بعضے آیات بیفرستند ... ١٥

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان

کتاب جواہر آبدار معانی و زرو اہر قہار مقتبس از آیات قرآنی

المسمّٰی بہ

معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام

المعروف بہ

قصہ مہر مشرقی و ماہ مغربی

از تصانیف حضرت جناب عالم باعمل و فاضل اجل و عارف اکمل حضرت جناب قبلہ و کعبہ حاجی الحرمین الشریفین
جناب قاضی فضل الدین صاحب چیچی لودوی از موضع لودے تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

(دکٹی ارشد سٹیم پریس راولپنڈی میں باہتمام لالہ فتح چند جی بی۔ اے چھپا)
اور محمد گوہر علی علوی چشتی لودوی ساکن موضع لودے تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی نے شائع کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دربیان حمد باری تعالے عزاسمہٗ

بسم اللہ خالق الحق ازلی الرحمن الرحیم رحیم سائیں

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سائیں

بسم اللہ خالق سماز سبحان رحمن الرحیم رحیم سائیں
ملک رازق رفیق شفیق باری غافر ذوالجلال کریم سائیں
لامکان تاتحت الثریٰ خلقت کیتی ماویوں غیر حکیم سائیں
ذرہ کوں کتھاں تا خبر تہیں اذا ارادہ اللہ العلیم سائیں
لاشریک صمدہٗ مثل تیری ذکو ظاہر انہ کریم سائیں
لامکان توں ہر جا مکان اندر یا و عین طریق سلیم سائیں
عاصا کیوں ثعبان مبین ہویا تے ید بیضا کلیم سائیں
واشرقت الارض بنور ربہا گیا شک تے ظلم ظلیم سائیں
جس تھیں نبی عزیز توں نہیں علم یانوں کیا عجب فہیم سائیں

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سائیں
توبہ عذر بزیر بشیر ہوئے صاحب فضل عظیم حلیم سائیں
طرفہ عین دیوچہ کوں نیں تائیں چاہویں عدم تاں کریں عدیم سائیں
عزا سمہٗ جل شناؤں نت المالک الملک القدیم سائیں
ہوئے غرق خدا کہاں دے کار بحر ان رحیم سائیں
اللہ نور السمٰوٰت والارض کارن مومناں نور نعیم سائیں
تیری قدرت نال گلزار ہوئی کارن یار حضرت ابراہیم سائیں
واقف ہے توں قدرتاں حکمتاں اندر جاعقل تے عقل فہیم سائیں
فضل رحمٰن لا احصی ثنا کیا محرم خاص حبیب حریم سائیں

دربیان نعت خواجہ مخلوقات سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

لکھیا لوح محفوظ تے اسم احمد خط نور دا خوب نما آیا
ملک ملکوت تے نام فلک ابد بحر بر صل علیٰ ندا آیا
آدم ابوالبشر دی ذات اندر خاصہ احمدی نور سما آیا
حضرت نوح دا راہ فتوح کرکے بحر زاخر عمیق چلا آیا
ابراہیم تے آتش نمرود والی نور احمدی باغ بنا آیا
آیا پشت بہ پشت بے نور حضرت تیجے وچہ ابا شیا آیا
حضرت والدی اس جناب تیجوں وڈا شان حضور فیض آیا
جدوں آن ظہور پر نور ہویا اسود تے سما آیا
ہر جو سنہ عدد و دیوار ہوئے قد جاء کم جا بجا آیا
دہر فرش نشیں زمین اتے چودا طبق ذرہ سلا آیا
رکھ تاج لولاک بنا سر تے دیکھو صاحب حمد لوا آیا
تے علی دوں عہد میثاق تائیں روز ازل وقالوا آیا
رافان ... جنت عجوظا ... آیا
... آیا

والف الف صلوٰۃ علیٰ احمد وذاتہ صلے علےٰ آیا
ہر جو موسوب ہو و احسن تے تائے سلمو بھی تسلیما آیا
سجدہ نور یا اندر اسے کان آبا نال علم آدم الاسما آیا
کشتی نوح طوفان تھیں کڈھ کے سر جودی والتراہ نبیا آیا
اسماعیل دی پشت بنا ہو کے ذبح اتے فدا کرا آیا
قریشی ہاشمی ذات صفات والا غلبے شوکتوں باعطا آیا
والی ملک بقا دا خاص ہو کے زندہ کرن جہان فنا آیا
لقد جاء الٰہی آواز غیبوں فلک فلک تھیں ورد اعوغا آیا
جن و انس بہا باغ نیاں تھیں دل جان دا ابھو چا آیا
کسریٰ کافر نوں کسر کنگرہ ہوئی جا جا تھیں بلام گرا آیا
محرم خاص مقام محمود والا صاحب امتاں باصفا آیا
دستار دیر قرآن فرم اندر کر بیچ مقبول خدا آیا
گورا گورا رنگ سعید چہرہ مہتاب خورشید شعاع آیا
مست ناز انداز نگین شیریں غمزہ جور نوں سبق سکھا آیا

نیں بہت سعید نے بہت کا محفوظ اس رقیبوں صدر گشت آیا
لباں مُہر آب حیات کوثر کائنات نوں فیض رسا آیا
حب نسب خصال مقال وہ وہ فقر والفخر ہیر لقا آیا
خیر الخلق تے افضل بشر صادق ختم المرسلاں تے انبیا آیا
قرحیدر آثار یاناں بجز ہووے شیر تہیں خلق رجا آیا
خالق نال مخلوق نوں کرے واصل راہ حق دے آپ پیشوا آیا
جہڑا گیا ہے قدم بر قدم اسدے سرمنزلیں جنت پوہنچا آیا
لکھ صلوٰۃ خدا ولوں تے تے ذات احمد مصطفےٰ آیا

انکھیں کجلیاں بھیاں بہت دشمن تیغ تیز نوں سان چڑھا آیا
باغ قدس دا سرو آزاد خوشتر نوں جگ دے رہیچ آیا
آفتاب زمین دا نور کولوں سایہ عرش عظیم تے جا آیا
خاص الٰہی دی رحمت عالمیں تائیں سارا بیدا افضل محمد مجتبےٰ آیا
ہڈیاں رکھتم بہت پرانیاں نوں تازہ زندگی آب بقا آیا
فرویا حرہ جبین دیناتائیں قسم ربدی نور ہدیٰ آیا
جہڑا گیا خلاف بدبخت ابدی دشمن برلب لڑا آیا
نالے آل اصحاب احباب تے تے فضلدین قربان فدا آیا

در بیان معراج خواجۂ مخلوقات سرور کائنات صلے اللہ علیہ والہ وسلم

اُئی رات وڈی کرامات والی برکات جہان جہان بیلی
مشک ناف جہی خاک ساری ہوئی رحمتوں باد وزان بیلی
سنبل گل قریں یاسمین نرگس ضمیران تے ارغوان بیلی
باغ دلاں دے بسط بسیط پایا غنچہ غوری بنی ریحان بیلی
باس وصل آکاس بھیں درس تی ستی پاس افشان خیزان بیلی
بلبل بہور گنبد زور آیا ہوئی گل دینال خواہان بیلی
طائر جسم دے بند خاموش کیتی ہنگی جاندے بالحان بیلی
بھور چکور دا شور ناہیں ستے جگ دے کل حیوان بیلی
اکھیں میٹیاں مٹھڑی کولوں مٹھا پیار ڈرا دو لشان بیلی
آیا وحی دے حکم وقتوں کھلوان اُتے آستان بیلی
دنا دی سلام پیغام ربی مجھے تہر دے خوب خندان بیلی
گھوڑا باس ہے اس تساوڑی دے آندا جستوں تیز جولان بیلی
الحمد للہ تخت جاگ بیٹھے نوری لبس فردوس دا الان بیلی
رکھو پیر رکاب جناب جبریل لگا زین فاریب سوہان بیلی
حضرت ہو اسوار روان ہوئے جبریل کی ہمیش دو ادوان بیلی
چھند گوڑا پاک رسول ہیچے ذرہ باگ نوں جچا ن بیلی
اُتے پاک رسول امام ہوئے پڑھے نفل نماز دوگان بیلی
بیچے کہن مبارکاں کیجے نبیوں صحنے پاک ہویا مہران بیلی
ایسا تیز براق چلایا ہی شاہ دو جہان سلطان بیلی

کھوہے عرش بریں زمین تو تئیں جبرائیل جیسی خبر دیبی
گھا پیاں بوٹیاں برگ دے پھول شاخاں تمہ مثنوی ویساں بیلی
بیلو خنک نسیم شمیم کولوں آ ہے شادیوں اشک ریز دیبی
واہ و جاندی جان نوں خبر دیندی دل دستان فتح کی ریزیبی
بہورت خیرات فشان اُئی ساری خلق دا خلق جہان بیلی
قمری سرو بیاس فریاد کردی سوتی پھکے وصل جانان بیلی
علم عین ہیں حق یقین پایا شمع پاس پتنگ جہان بیلی
ستا ہا حبیب بجیب ربی گھر اُمہانی خاندان بیلی
اوپر جا گدا وا نوران آیا ہیر باشوق دا وصل خزان بیلی
جبرئیل ہے بیرون جھاڑ جاپ بھچا ادبے شاہ وشان بیلی
مان نشا اُٹھیا جاگ جلدی تینوں سب پائی جہان بیلی
گوش گوش تان زین رکاب سجے جبرئیل ہت سوتیا لال لعلمان بیلی
سرے گول دستار رخسار روشن چہرہ چمکدا نور تابان بیلی
اُٹھے حمد تسبیح صبح ہونی ہی یاکدا ورد زبان بیلی
فلک زمین پکار اُٹھے سبحان سبحان بیلی
برق گھوڑا براق ہے جست کیتی جو تابتا قصیان بیلی
پچھے صف چانیاں توں جاندی آدم تیک نسے [illegible]
حضرت نبی مبارکاں مجھے جبریل ہوا سوار [illegible]
نظر ہوا [illegible]

[illegible] گذرے [illegible] اقبال [illegible] بیلی
جبرئیل رہیا [illegible] اسرا [illegible] بیلی
[illegible] عرش [illegible] لگے ہے [illegible]
قرب دو کل پایا انتہا تھی ہو یا دو سرا [illegible] شان بیلی
التحیات صلوات طیبات آکھے ہوئی نظر حضور [illegible]
پایا دیدار مجید مطلق [illegible] بے صورت [illegible] بیلی
تحفے از رحیم علام ونڈے نبی پاک نوں سب آسان بیلی
تحفے فضل تے رحم رحیم کولوں کارن امت سب پایا [illegible]
[illegible] فضل عظیم رحیم رحمت برکت خیر دا ابر باران بیلی

[illegible] قدم [illegible] سعد اعاجز [illegible] احسان پیشان بیلی
[illegible] قربان تسلیم [illegible] رضوان غفران بیلی
ہو یا نور [illegible] وجود [illegible] حق عیان بیلی
[illegible] عشق [illegible] رہیا ایک بے کیف بیان بیلی
رحمت برکت سلام انعام ہو یا نبی پاک تے بہت احسان بیلی
حاصل [illegible] دید اگفتار ہوئی جسم جانہ گوش عیان بیلی
جانے نبی خاص حضرت [illegible] غیر دا نہیں امکان بیلی
رخصت ہو کے شمس ہدیٰ آیا [illegible] پر نور فشان بیلی
فضل ربّ [illegible] زمین تے خیر [illegible] وقت تے نور فشان بیلی

در مدح صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین

افضل خلق ہے بعد الرسل جسنوں ابو الفضل [illegible]
بعد جا حضرت عمر [illegible] سند [illegible]
[illegible] جا دا یار تیجا حضرت ابن عفان عثمان ہے جی
چوتھا [illegible] مشکلات حضرت علی [illegible] ہے جی
حضرت فاطمہ خیر النساء زہرا [illegible] رسول ریحان ہے جی
[illegible] آل اصحاب رسول سندی [illegible] تابعان ہے جی

یار غار صدیق [illegible] ابو بکر شاہ صدیقان ہے جی
فاروق حق الباطل [illegible] عادل [illegible]
ذوالنورین باخلوص [illegible] جمع قرآن ہے جی
حیدر صفدر کفر طغیان آیا غالب شاہ مردان میدان ہے جی
دونوں قرۃ العینین حسنین حضرت [illegible] نورانی ہے جی
فضل ربّ [illegible] فضل غفران ہے جی

در مدح جناب قطب الاقطاب غوثیت مآب حضرت جناب خواجہ فقیر محمد صاحب حاجی گل المعروف بحضرت جناب باجی صاحب [illegible] ثم چوروی رضی اللہ عنہ وقدس سرہ بعہ شجرہ طیبہ نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

لکھ لکھ مبارکاں [illegible] لکھاں حمد ستار غفار میاں
شجرہ طیبہ عالیہ نقشبندی [illegible] اظہار میاں
[illegible] آئی ابو بکر تے فخر [illegible] میاں
[illegible] شاد [illegible]
[illegible] اللہ [illegible] خوب [illegible] میاں
[illegible]
[illegible] فیض [illegible] میاں
[illegible] عالم منبع گل [illegible] میاں

طوبی [illegible] اسرار میاں
جو کہ [illegible] تاج بابا [illegible] میاں
[illegible] سلمان [illegible] مشہور میاں
[illegible] فیض ہزار میاں
[illegible] خوبیاں [illegible] مشہور میاں
[illegible] تار میاں
پیا ودے [illegible] نقشبند خواجہ [illegible] محیط اسرار میاں
[illegible] دریا [illegible] بے شمار میاں

غیں بہت سعید نے بہت کا لے دا سر قیوں صدرکشا آیا
لباں مہر آب حیات کوثر کائنات نوں فیض رسا آیا
حب نسب خصال معال فہ وہ وقر والقرا مہر لقا آیا
خیر الخلق نے افضل بشر صادق ختم الرسلاں تے انبیا آیا
قہر حیر اتاریا نال عجز ہو بڑے شہر تہیں خلق رجا آیا
خالق نال مخلوق نوں کرے واصل راہ حق وچ پیشوا آیا
جہڑا اگیا ہے قدم بر قدم اسدے سر منزلیں جنت پوہنچا آیا
لکھ صلوۃ خدا لوکوں مجے ذات احمد مصطفےٰ آیا

انکھیں کھلیاں تھیاں بہت روشن تیغ تیز نوں جان جڑا آیا
باغ قدس دا سرو آزاد جو شہر دو جگ دا رسیچا آیا
آفتاب زمین دا نور کولوں سایہ عرش عظیم تے چھا آیا
خاص الخاص رحمت عالمین تائیں دیہ افضل جو مجتبےٰ آیا
ہڈیاں رحمتہ بہت پرانیاں نیں تازہ زندگی آب بقا آیا
فرہ یا مرہ چین دینا تائیں قسیم رہبری نور ہدیٰ آیا
جہڑا اگیا خلاف بدبخت ابدی دشمن پر اسب لگا آیا
نالے آل اصحاب احباب اتے فضل دین قربان فدا آیا

دربیان معراج خواجۂ مخلوقات سرور کائنات صلے اللہ علیہ والہ وسلم

آئی رات وڈی کرامات والی برکات جہان جہان بیلی
مشک ناک ہوئی خاک ساری ہوئی رحمتوں باد وزان بیلی
سنبل گل نسرین یاسمین نرگس ضیمران ہتے ارغوان بیلی
باغ دلا اند بسط پایا غنچہ غنچہ نبی ریحان بیلی
باس وگل انکاس تھیں رس نی ٹہنی پاس افشان غفران بیلی
بلبل ہور انبیدا زور آیا ہوئی گل دینال خوابان بیلی
طائر جہج نیند خاموش کیتی ٹہکی چاند باالحان بیلی
ہور وحوش دا شور تہیں سنے جگ دا کل حیوان بیلی
انکھیں تھیاں ٹھری کولوں ٹھہا پیار زار اندو لنان بیلی
آیا حق دی کیتی وقوں کھول ان تے آستان بیلی
دتا حق سلام پیغام ربی تھے تہر خوب خندان بیلی
گھوڑا پاس ہے اس تساوڑی تے اندر جنتوں تیز جولان بیلی
الحمدللہ بخت جاگ پئے نوری لبس فردوس دا آن بیلی
رکیہو رکاب ہتھ جبرئیل پھڑیا لگا زین ہر سیاسو ہان بیلی
حضرت ہوا اسوار روان ہوئے جبرئیل ہمی جوش دو ان بیلی
چھنڈ گھوڑا پاک رسول سچے ذرا انگ نوں چاہوں بیلی
اتے پاک رسول امام ہوئے پڑھے نفل نماز دو گان بیلی
سبے کہیں مبارکاں کہتیوں ہوئے پاک ہو یا مہربان بیلی
ایسا تیز براق چلایا سی شاہ دوجہان سلطان بیلی

گھوڑے عرش برین زمین نوں تیں جبرئیل سبیل خیر زبیلی
لگہا پیاں بوٹیاں برگ نے پھول شاخاں نوں معنوی میوہ جات بیلی
ہیلو خنک نسیم شمیم کولوں آہے شادیوں اشک بیزان بیلی
وڈو چاندی جان نوں خبر دیندی دل دستان ختم انسان بیلی
ہوئی رات خیرات فشان آئی ساری خلق دا خلق جہان بیلی
قمری سرو دیاں فریاد کردی سوتی ہے کے وصل جانان بیلی
علیم عین تہیں حق یقین پایا شمع پاس پتنگ دی جان بیلی
ستا ہا حبیب عجیب ربی گھر ام ہانی خاندان بیلی
اہر جاگ کہ دل قران آیا ہیر یا شوق دا وصل خرمان بیلی
جبرئیل نے ہیراں تھیں جاپ چاہاں کہدے شاہ شاہان بیلی
جان مٹیا ٹھیا جاگ جلدی تیتوں سدیا مہربان بیلی
موہ گوش تاں زین رکاب سبے جبرئیل ہتھ سر تے استال معراج بیلی
سرے گل دستار رخسار روشن چہرہ محمد انور تابان بیلی
اتے حمد تسبیح ہوئی نبی یاک دوہ زبان بیلی
فلک فلک زمین پکار اٹھے سبحان اللہ سبحان بیلی
بر فلک براق نے جست کیتی ہو تہا تھا قعیان بیلی
پچھے صفتی جانیاں نوں سوا ندی آدم نیک [illegible]
حضرت [illegible]
نقل [illegible]

بزرگاں کی محبوب فیض ہن جاری اسی طور خواجہ احمد یاں
باقی باللہ بغداد یا فیض خواجہ شیخ احمد سردار میاں
حضرت خواجہ معصوم تیں حجۃ اللہ پایا فیض ازلی آشکار میاں
بحر عشق عرفان جو شان آیا شاہ جمال اللہ ذی وقار میاں
شاہنشاہ تیراہ دا غنی الرحمن جہے نور فیض ظہور انوار میاں
خواجہ نور محمد نے فیض کولوں لکھاں وچ سینا جھلار میاں
آئے شاہ دا حافظ شریف حضرت بابا جی بالا اقتدار میاں
وفیض و تشریف ذی بال حضرت فیض وقار تے ذی شعار میاں
فقیر محمد حضرت بابا صاحب حاجی گل نسیم بہار میاں
شہا ماہ محراب ہوت ابرو جھکے شوخ انکھیں مستوار میاں
لباں شیر از بحث کوثر شکر شیریں ہنر گفتار میاں
باد و ساعد قمر بدر و قد طوبیٰ حال قال تلقین تکرار میاں
ہلئے جامہ سفید سبز عمل لاچہ کلاہ گول دستار میاں
بوشید زلف رنگیں عنبرین آہی سنت سروری روش زنار یاں
چشم گوش سے ہوش خاموش ہوند علی عقیق [illegible] میاں
پاؤں ایکنوں ہیکہ محبوب مطلق خالی جہت ہیں یسار میاں
دلوں نور جمل قندیل والگوں آفتاب یسار آثار میاں
صورت بدر منیر نور ابدی ہیگی صفت کبیر منار میاں
آفتاب تیں سبق سنجادی کہن آثار الوالابصار میاں
آستان ہدایت نشان ہیگی اندر قصور شریف مزار میاں

خواجہ محمود افیض دا روشن پایا سوں خواجہ افضل ہوشیار میاں
حضرت شاہ سرہند خوں جب اظہار انوار میاں
حضرت خواجہ محمد زبیر پاسوں خواجہ شیخ محمد دو بار میاں
خواجہ پیر تے دستگیر کولوں خواجہ فیض الرحمن سپر یار میاں
جگ جگ سنہرے فیض ربانی ہٹے ہوئے بلخ وہتے لالہ زار میاں
بوٹے باغ اسلام دے سبز ہوئے ملک ملک سے شہر دیار میاں
جس تیں جان جہان قربان کیتی لکھ لکھ کروڑ ہزار میاں
طوبیٰ شاخ دا گل فراخ چہرہ تازہ ترطیب ہو تید ار میاں
پھماں قلم نوں چم کے لال سینے لکھے اسم بالنور نور میاں
تک ہوا ترکو ادیب رسنا بہار رنگ گورے رخسار میاں
مردہ دلاں نوں ملے حیات ابدی جیہڑے سعد کے کر دیدار یاں
گویا عرش تیں اتر دا نور جیہا سوچ تاب نے اظہار یاں
کدے کوئی جناب نفل سہیدی کی ہند خاندا نہ ہو بیمار میاں
جدوں ہن جناب مراقبے نوں والوال جو دچشمہ سار میاں
پانوں تم کرفانہ وچ لگے ہوون شمع بجا طیار میاں
طبق نور پور حضور تیوں حضرت ہی تے ہوون نثار میاں
نور قدم ہوندا مشتعل جیہے ہوگم قسمت نار میاں
حجۃ القلب ید بیضا موسیٰ شرعی اصل ہے قمر قرار میاں
بوم شوم نوں ایک غبار ہوندی موشکوں دے جم نوں طار یاں
فضل دین حضرت مرحوم اُتے دتے فیض ستار عطار میاں

ذکر بیعت نمودن مصنف کتاب ہذا بجناب باباجی صاحب کالطوی قدس سرہ معہ شمہ احوال خود

چودہ پندراں سالاں دی عمر ہے خوشی عیش دا آسودہ اٹھیا
موسم نوجوانی خضر کی تیں چہرہ ہورہا کھلہو اٹھیا
لیکھے عشق آتش خنداں جیہا آن آن قصور آشنا اٹھیا
اول چشمہ بے غم دھوئی آن فان دریا بھرا اٹھیا
ہکا وسد ابر نیسان آیا چھٹ طوفان بجا اٹھیا
گھیر شیر شیر خوز کیتا دل جان میرا بیلا اٹھیا
طلیس پانی ہکا زیدی جان سوئے صدل ددی بانحو اٹھیا

ہر سرخ گلزار رنگ دا آپ کولوں سبز زار خوب نما اٹھیا
لبالب طریقت جیں جان بند عندلیب دا آن ندا اٹھیا
ہکا خلیق شفیق آیا کلکت رنگ بجا اٹھیا
ہکا وانسیم دی باک مٹھی بجا [illegible] تند اود دا اٹھیا
ہکا گریہ مسکین آکولی بیٹھی بجا [illegible] جنگل اٹھا اٹھیا
ہٹ آن آرام حیران بیٹھے صبر تسے تے بیپر چا
شرم دست دیال نے نیہا [illegible]

جہل پلک یار اغیار نوں بانی بخون نیر وہا اٹھیا
بلکہ ہیل دے زیر تیل ہو گیا وانگ تنوں رہنا اٹھیا
گیا دے حضرت بابا جیہے جدوں جی میر اگھبرا اٹھیا
ہاتھ پکڑ حضور شاہ نے بھی جیہا نور ضیا اٹھیا
رستہ خاص سوالیہ نقشبندی حضرت ہی تھیں مجھے عطا اٹھیا
مینوں فیر مراقبہ دیونے خوب تے پیر دا آن شعاع اٹھیا
ضرب الاللہ جناب توں آہی ہو تھیں جوش جو شا اٹھیا
سینہ پر بیکار دا الاللہ آنا جوش کولوں دست پا اٹھیا
سینے نال جناب نے لا یا سی آ جوش بابھوں انتہا اٹھیا

خون جگر فسردہ ہو گیا سد اپھول سجل کولوں کملا اٹھیا
طیبا غیب تھیں آن ارشاد ہوا آیا درد جاں گرد ہلا اٹھیا
قدم چم جناب دے دست بستہ بیعت واسطے ہو فدا اٹھیا
استغفار تجدید تلقین کولوں ذوق شکر دی جان نوں آ اٹھیا
دل جان تھیں میں قبول کیتا غوث حق شاباش فرما اٹھیا
خاصہ اسم اللہ دی ضرب کولوں دم زور دا دل ہلا اٹھیا
دل جان زبان تھیں آن ظاہر اسم جل علا خدا اٹھیا
کدے ذکر لسے کدے اللہ ہمیشہ حالت نور دی زور دا آ اٹھیا
فضل دین سی یا مسکین بیٹھا جدوں حضرت دا دست چا اٹھیا

باعث تصنیف نمودن قصہ سیمرغ و معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام بتعین تاریخ

۱۲۹۲

باراں سو چورانویں سال ہجری جدوں وقت اوستاد ارشاد آیا
ہر ہے باغ تسیم نسیم کلیاں چہرے باغ دا نجے نوزاد آیا
نوں درس تعلیم سی بیبلاں نوں ہتھ پیر دا عشق اوستاد آیا
تختی پہلڑی دوسری تیسری آہی جیہڑا سبق شداد آیا
الم قرآن اللہ دا ویکھ ارشاد آیا
آن چمکیا غیب لبیب توں ہجر کولوں اداس بیداد آیا
آہ و درد فغان موداں کیتا جبر لعین امان بیداد آیا
درد کر دلیے بیہا آ سینے جیونکہ اوستاد آیا
قمری جان پر داغ کشتاں آہی سرو باغ دا تخت آزاد آیا
بچھڑ محبوب کتنوں عشق دا اصل بنیاد آیا
قد شرقی مغربی نظر کیا قصا قدردی شرح مرساد آیا
واسطے جاندا دو دینکا اہر شعر دا نام نہاد آیا

بلبل شہر دا نسیم آیا ہے کو ہزار دوستاں ندا کھیاد آیا
نادروں لے تاز بو گھر دے نسترن دا دم کشاد آیا
پڑھ کے بسم اللہ تھیں شروع کر دا دید اسم اللہ سواد آیا
آیا درس قرآن جوتے کوش پکڑ دا بخت سعد آیا
اگے منزلاں ہستہ پر سیریاں تی پیچھے پیر تنا اعتقاد آیا
اُدھر حسن نوں نعل شعلہ آتش ادھر عشق نوں سوم شداد آیا
مست آہوں شیر نوں زیر کیتا حسن پیر اعتقاد کتیاد آیا
نار اللہ الموقدہ کدن چھپے دا خوا ابراہیم وقاد آیا
ایہہ پاس پیر دی شہر عجب پاس گلشن بلبل ناد آیا
لکھی لوح محفوظ قضا ازلی جیو جان با صدق منقاد آیا
بو جہ دل لجان حیران اُنے شعر آکھنا کسنوں یاد آیا
فضل دین دا شعر ہے نیشہ جاے رب نال کماد آیا

تخلیص نمودن مصنف طبعت خود را بر اتمام بردن کتاب

حمد نعت خدا نوں لعد سواری رشد بلا عین اٹھ آیا
ساقی عرش طور دے نور کولوں سینہ نال شوق عجیب آیا
شاخ شاخ دا شوخ فراخ ہر سبزہ بلبلاں شور آیا
قطرے شبنمی لیکے طلب ہنسے آیا سوسم پھول بہار آیا
بیٹھے شاخ گل اُتے روبرو بلبلہ دن چار آیا

اللہم آمین آمین فضلوں فیض ایزدی بحر ذخار آیا
خیابان جہاندی ابر لیکے بوستان دلدا گلزار آیا
ساون گرد سیاہ میں بھیجے پھول ہنسے کان تیار آیا
عیسے رخ نے اشک بھی لیکے اہل خلق تہیں باد فخار آیا
بول کھول منقار نوں بول شہا اثر ابو انفیض ایثار آیا

فرصت آہیں تجھے بلا رہیا تیرا اونہاں مجھے خدکار آیا
دلا ہن ہمت دینہ جاوندا ئی وقت گذر ریا ہیں دو جار آیا
اول ساز و خور و دنیل ہے جغرافیتاں تہیں جو بار آیا
پھیر کہوں بیان تفصیل کر کے جغرافیہ کریم غرے سال آیا
سوزن وچہ رشتہ جیکوٹ کھاوے بخیہ کاراں نوں دشوار آیا

اطمینان او یار آئیشہ تیرے جیو چیر تھیں بیقرار آیا
قلم لکھے چار اذکار پہلے قصے وچ ہے جو تکرار آیا
پھیر ابن داؤد دا ذکر مجمل جغرافی نے شہریار آیا
پھیر قدر قضا دا اوہوں قصہ جیہڑا شاہ فرض لاچار آیا
فضل دین چلے سخن صفا تیجیوں موتی لعل فرنگی تیار آیا

ذکر دریائے نیل

ہویا حکم خدا کہو بیان اوہوں حاضر امر دی کرن تعمیل بیلی
مجھ وچ اٹھا کے نیل تائیں کیتا طرف زمین رحیل بیلی
کئی میل بلند زمین کولوں نکلے ہو نیچاں سخت مسیل بیلی
بالا کوہ جیہں نکلے جیہل ہوجوں اوہو طرف پائیں نزیل بیلی
اہو زیر عنبر عمیق ہیگی خوفناک ہے جھیل شیل بیلی
اوہوں جدا اسطح زمین اتے پاس عمرو دے پکڑ سبیل بیلی
اہو بحر جیہڑا باراں درجے ہو گئے پار بنی اسرائیل بیلی
اہو بحر پر سارا دی موج اندر لیندا لذت عمرو دی شیل بیلی
کوہ قمر اسدا منبع ہو لکھی جغرافیہ دان قلیل بیلی

جبرائیل ہے میکائیل آہے عزرائیل ہے اسرافیل بیلی
کوہستان ہے ایک فردوس دنیا آسمان اندر ہم عقیل بیلی
راستے نیل نوں آن اوتارے چشمہ واسطے پیو سبیل بیلی
بالا زیر شان عمود سداہے صاف وشش گئی میل بیلی
اٹھے بحر تے ریزے سنگ ہیگے موتی لعل یاقوت شکیل بیلی
ہر دن اس بحر تے تن واری کرے نظر کریم جلیل بیلی
اہو بحر جیہڑا اندر غرق ہوئے فرعونی کل رذیل بیلی
اہو بحر جیہدی طرف خط لکھیا حضرت عمر خطاب جمیل بیلی
فضل دین ایہ مختصر معاف کرسی اہو بحر بیچارہ ذلیل بیلی

دربیان ذکر حضرت سلیمان ابن داؤد علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام

لشکر وال ہے جاہ و جلال دتا سلیمان داؤد دا ذیشان میاں
قال و وحش طیور کلام کردے بولی سمجھدا لیندا پیچان میاں
قلعے کوٹ سنگین بحکم سلیمانی کان بنان میاں
کاسے حوض سنگین جو بیس کردے وڈے حوض تالاب دیبان میاں
جن آدمی ہور طیور وحشی سیما اندر لشکروں کھان میاں
لشکر آیا حضرت سلیمان سندا بیعد بحد بیان میاں
بست پنج فرسخ انسان کاراں بست پنج فرسخ جنیاں میاں
دھوم دھام ہے اژدحام اندر بیس دھرتی نہ قدم نشان میاں
آیا فرش فرنگ عجب رنگ رنگ ریشمی خوب وچھیان میاں
کنگھی وچہ چہو دکھاں زر وادلی برآہ برال حلان میاں
چلے تخت میں اوہ ہی مرکتے جاندا تاشہ نگوں یکسان میاں
واہو تابع سی سلیمان سندی ہوندی حکم دیا ... رواں میاں
پندرہ ماہ کر ... اندر تیج شام کی ہجر جہان میاں

وڈا فضل جبری خاص آہی کئے معجزے سن سبحان میاں
دیو جنیاں کام تمام کردے تابع حکم دے نہیں شیطان میاں
ہور سب ہتھیار تیار کردے جنگ جدل دے اصل سامان میاں
دیگاں سنگ تراش پہاڑ و نگوں ... جہڑی روز شبان میاں
دیو جنیاں سب خدام آہے شہر روز طعام پکان میاں
لشکر گاہ سی کوہ رسو فرسخ جس جاگے کرن مکان میاں
بست پنج دیو پہ طیور بست پنج وحشی بیابان میاں
آہی کسے دی نفس نوں کیا طاقت ... نال زبان میاں
تخت لعل جواہر حضرت ... فرش بیان میاں
سایہ ... کرے لشکر ...
ہور ...
اوہ ...
چاہیں ...

بیان سیمرغ

چہرہ آدمی وانگ دراز گردن مثل بگھیاڑی باہر جانی
پار کوہ دا تخت عظیم جیندا جنگل بنی ڈال شجر جانی
چھوٹے وڈے حیوان ہے چوگ اسدی کھاوندے جانور جانی
ہویا مرغ دا چین پر ایک اتھن بسا کار دیہش گذر جانی
ہے موجود نگارستان اندر چینی دیکھ ہوئے کاریگر جانی
بعضے کہن بگار رنگ نقش روشن بعضے طوق گردن جو بہتر جانی
دو ہزار برس اس عمر کہن جنی بچ تو سال نکلے مادہ نر جانی
آہنوں کہن شکار دلیر عربی جان جو کجھ جو اہل ہنر جانی
کوئی جوڑ بنا کے نار لیکے گھات لائی بہندے بند در جانی
گاڑی بیل نوں چک نہ سوٹ سکے نکلی پر وجلدی تیز تر جانی
ناخن کاٹ نقش بنان کاسے قیمت بہت اکسیر و زر جانی
ہویا تیر طیران قدیم اکا کرے دور دراز سفر جانی
زمین اہل برس دی چھیں آتا جیڑا فلک نوں ہیں قدر جانی
اپر حال اندر ایک بار آوے جاوے پکھیاں نوں چک چر جانی
ایک دن اٹھا لیگیا آنا دو عروس مثال قمر جانی
ہمے حنظلہ نال خدا لکھ سو دی مرغ اودو عشر جانی
اندر نماں جزیریاں جن آہنوں جنگلی نبی گا وگور خر جانی
آہنے پیراں اندر بود و باش کردے صدیاں تکیں بے خطر جانی
بعضے کہن چمکنی برق آہی جیا حقہ دینال اثر جانی
بعضے کہن عنقا خالی نام ہیگا ناہیں جسم کوئی جانور جانی
نبی آخر زمان دا جیں ویلے ہویا حنظلہ پیغمبر جانی
مرغ سارا ہی کوہ سارے گا ز روز بیم جسر جانی
تر دے شاخ شجر دسا بر اندر ز وند ہی سر جانی
ایہہ بیان نی ایک راوی کسے خبر دا ایہہ خبر جانی

پارس کہن سیمرغ تے عرب عنقا بولی ترکی نام و غر جانی
پنکھی سب بسیار منقوش جیہے پر لٹے سر اسر جانی
وانگ چیل دے میں اٹھا بند نال بچیاں با شعور جانی
ناگہاں نگر یا ایک رہ گجری جنیان پیا نظر جانی
عجب عجب تماشیاں کرن پیدا اچرے پر تے نقش نگر جانی
بعضے کہن عنقا خالی نام ہیگا نا ہی نام نا ہیں نامور جانی
پنجتو سال بچے بعد وضع ہوندا ہو دے الم تھیں بہر جانی
سخت جھگڑدے بیل جا ہیں گاڑی پیاری کرن ہر بو و نجر جانی
اجن جیت مرغا مارے آن بچہ پہنچے بیل دیوچہ اظفر جانی
آتش بال شہپر اس غول جال شش پیر رسے تیغ تبر جانی
نقشے بال بنے استخوان کلون کاریگر جو اصل گہر جانی
آہدے وچہ پرواز آواز نائل عندلیب یاباد فرفر جانی
آہدے نال طیور کثیر ہوندا اتے نال عنقا افسر جانی
بعضے سال اندر آوے سخت بھکھا جاوے آدمی جنت پسر جانی
آئے حنظلہ پاس دعا کارن روندے آدمی شور حشر جانی
خدا استوا تھیں پرے فور سٹیا تا بوچہ محیط بحر جانی
ناہیں اُنہاں جزیریاں وچہ جاندے آدم زاد شریعت بشر جانی
پاندے آہلنے تے بیضے دین بچے ہوندی اسنوں نہیں خبر جانی
بعضے ہور عنقا اتے دعوی کرتے کہن سیمرغ دگر جانی
اپر مرغ ذیشرف اعزاز حسن ہیگا لکھیا شیخ عطار جانی
جبھڑ لکھیا جو حضرت حنظلہ دا تا حضرت صفوان پیدا جانی
آہدے نال طیران جہان اندر ہوندے اجی اصل قوتیں اعمر جانی
دور تر لگ سی تیں تا قدر بیک ہو تا اودر اود ر جانی
فضل دین نہ سے لغات اندر آیا سارا نظری منتظر جانی

دربیان تنگ آمدن وزیران و سعود دیدن شخصے را

رستے وچ وزیر حیران ہوئے ڈاہڈے تنگ پئے وچ راہ اندر
پاتھیوال خیال کے سائیاں او روشن دل طبع بادشاہ اندر
جان تنگ آئی سعودی دے با کراں زاریاں خاص درگاہ اندر
تیرے بابجھ نہ کوئی بیلی ہور ساڈا لے سعود تے حال تباہ اندر
کالی رات آئی اگوں سعریاں نوں کردے زاریاں نسل سیاہ اندر
زاری تنہاندی رب قبول کیتی پلیا ایک بندہ صبحگاہ اندر
مرد پیر ضعیف نحیف بزرگ بندہ ہوں تنگ آ وہی کیتوے نگاہ اندر
روشن بزرگی تن آثار چہرہ نور چمکدا ہے جیوں ماہ اندر
بڈھے کان سلام بولان سعودی پیش مین عقل اشتباہ اندر
پیر جیل سلام قبول کیتی پتے نظر سعودی دا لاجاہ اندر
دم لے کے نام مقام پچھدے بولے سخن خوئے خیر خواہ اندر
ابتدا ابتاندا پچھیوے پلیا باغ اک کس پناہ اندر
نالے باراں عجائب ہی ہور دیکھے اسے سعود نے جا فکاہ اندر
ایہ ساڈی تاویل نہیں ہن باہر عقل ڈٹھیا حیرت تکیاہ اندر
اندک پیش کجہ تدہ نوں خبر معلوم صحی غلط شہرہ افواہ اندر
ہوندے بھید پرانے او فقطہ دتیا خبر بد ہیاندی سنگاہ اندر

دربیان حیران شدن پیر مرد از شنیدن ایں خبر و فرستادن ایشاں را بسوے برادر کلان خویش

بڈھا پیٹ حیران حیران ہویا سنی خبر جاں حیرت افزا میاں
سر سٹ کے رہیا خاموش بالکل کہندا ویکھ گوش چا میاں
سال ڈیڑھ سو دار فناہ اندر گئی عمر عزیز وہا میاں
زن مرد بیتے بہت ڈٹھے بہہ مجلسیں پیر جوان میاں
واقف تھیے کہانیاں ہتیاں اگوں گئے جوابل صفا میاں
وحشت اجیہی اس خبر دی نہیں لیکن گوش ہوش تونہیں پیا میاں
ایہہ قصیں اس بیتے نوں مت چھوڑ دو گونگ جاؤ ودا ہلاہ میاں
تھوڑے بندہ پیچھے کلاں ویر میرا ہوگ تسانوں ملوگا میاں
السلام علیک بجا کہتے نیا سعریاں قدم اوٹھا میاں
ہنڈے ویہڑے بہہ تجلی کر کجہ بیتے وڈے اخوانی پیا میاں
پیٹھا نیم بزنا فرش وری اتے ہویا کان مہمان بپا میاں
بیٹھے آن مہمان ہی فقط دتا السلام علیک بولا میاں

پرسیدن وزیران ازاں شخص احوال باغ و شب گذاردن۔

تھوڑا دم لیکے پچھدے اس کولوں ہے کجہ تساں نوں علم اعلام بیلی
ہے اک باغ اجہوں نہیں موتیا ندا جا مخال گجے انتظام بیلی
عقلوں زبر اس باغ دی خبر باسوں کجہ ہوگ تساں استعلام بیلی
بہت لوڑنا اساں قرور ہویا وڈی بخت عظیم مہام بیلی
باہر عقل نہیں باراں عجب ڈٹھے ڈٹھیاں بندہ ایہ سعرناکام بیلی
بجھے زاساں نوں بہت معلوم ہویا ناں جو در ہے تیرا کہی جام بیلی
سنی بات جاں بہت عجیب اونے ہویا رو حیرانگی بام بیلی
کیسی نیم فرتوت سکوت قدرے کیتے فیر اسطور کلام بیلی
اس اکسو برس گذار چکا اندر وادفانی صبح شام بیلی
سبز سرخ سفید سیاہ پیلے علم بہت دیکھے باعام بیلی
گوشے عزلتاں خلوتاں بن والے بہرو نیک ڈٹھے ازدحام بیلی
پر ایہ بات حیرت فراش ہی آج تیک سن تیں گمنام بیلی
لیکن ایک اعلام انوں یاد رکھنا نابت عقد دیتال انجام بیلی
اس راہ پر جیونا گاہ ملسی اگے باغ روشن ابتسام بیلی
چمن پاس ہو وسواس جاؤ گرد پاس نہیں اس مشام بیلی
رہندا روشن دماغ اوس باغ اندر میرا اخی اعلے مدام بیلی
عالم علم فروع اصول حکمت ہیئت جفر تاریخ ارقام بیلی
حالد ہے اہل ایثار رملے خلق ٹھیک حلیم منعام بیلی
عرض حال دی کہو سعال اس نے نیک فال اسے شاند تمام بیلی
شاند تساں نوں ملے مقصود اس تھیں میری بات پہنچی خاص بیلی
غرض آ گئی کوٹ سفید اندر ہویا اج دا روز تمام بیلی
جانا جاگ سویرے فقط دیا کر کے رات نوں ذرا آرام بیلی

دربیان رفتن سعریان بامداد بباغ پیش آں روشن دماغ برادر کلان تر

لبہ لبہ جیا کاں شادیاں ہی گذری سحر پیر دیسیا رات میاں
تاڑی مار کے مرغ پکاردا سی گئی رات آئی پربات میاں

جھڑی جھڑدی اچھلدی بہت سارے جیکھ صفتوں دی دیکھ آیات میاں
جھڑی جھڑدی عشق دا سوہنی چالے قدم کرے تسلیمات میاں
نکی نکی ہوا وچ بوندلاں حقلوں جھنک جہے حجابات میاں
پڑھے بسم اللہ باغ نوں ہوئے داخل فردوس دے دیکھ درجات میاں
ہری شاخ ڈالی ہری رس والی ترا تر اودے پھول پات میاں
ٹہنی ورد نوں دھرن برگ بیکے زیور لعل موتی جواہرات میاں
سوسن شاخ پر جیم مزاج کردا گجے صبح قدرت دا حیات میاں
روحی نال سنبل دیہے وال ملیں جیند سے جند ڈوڈے فوارات میاں
چمن وچ سوا ہے چمن کی جہدا اسی بیبیا دسیا تعجبات میاں
طوطی قمریاں کوئلاں بول بیان کردے شوق ظاہر علامات میاں
ملکہ شور کرے بیپہوں پیا دسے اپیوں تہاں ہمیشہ عادات میاں
کھلے باغ دے پھول چراغ دا نگوں روشن چمن ہر جا ہر جہات میاں
بوستان قدرت دے سوہنی آن پردے تقریباً صاحب کرامات میاں
اوہ جہیا ندا ہی ہیک پایا گردے جانفزے تعظیمات میاں
بیٹھے فرش پر دیو قار لگے رکھ ادب سندی رعایات میاں
جو کجھ لازم کان بیہان ہے سی رکھے آن حاضر ضیافات میاں

شور و طرب ہویا شرق و غرب اندر دھن قطب ...
چلے اپنی کاروں تے مستغرق نول شیخ ذات میاں
بندہ کیسے گئے دربار تے آنا باغ جو رشک جنات میاں
دیکھ نغز گلشن ہویا مغز روشن تازہ تر ناز کے نباتات میاں
ورق سبز اتے برگ سرخ اتے نقش در شبنم قطرات میاں
ملکہ اہر کنار عنبر دھوکے کر دا ناز نظیر دی جہات میاں
غنچے مسکرا اندی چہکے ذوق نادی بلبل ناز ہنس کھیڈے ذوات میاں
بیٹھی کول رو علی میں بل بچکے کرے ایس ڈالی خضر و برات میاں
بیا کل مقصود آکھے دا بیں کرے جو خوشبو دیدات میاں
سینہ چیر کے کرے تقریر بلبل کیسا ناز نیاز دی بات میاں
ساڈے بیٹھے پھول نوں ویکھ بیٹھی الگ کئے ولی مناجات میاں
کردے سیر جھڑی ہندے سیر نابیں چپ ساکت کر دا التفات میاں
گڑی رکھ شباب حوض اتے انگیری آبیات میاں
اوہ ہی نال تعظیم تکریم اٹھیا دیکھ شان والے مردست میاں
عزت نال بٹھاں بچھو نام ذات اتے مقامات میاں
فضل رحمان کھانا طعام بیٹھے لگے ہن ایہو ہیں دردات میاں

دربیان عرض کردن سفیران کیفیت خویش براں روشن دماغ باشندہ باغ ۔

اکرم کل مخلوق خدا دے ہیں ہویا آدمی جو دانشمند ہے جی
پیاوے کھول تاریخ ازل تقدیں علم عقل دی عاقلاں سند ہے جی
ڈٹھا ساڈے سلطان جہان اندر کردیاں سیر گلستان پسند ہے جی
گجے سو بیاڑے جامے نال پیتے جام شوق تقدیر دی تند ہے جی
ساں نوں امر تہیا سلطان دے تیں مہت موعدہ بی اپنے چند ہے جی
ابتدا بستان تلاش کرے بولو جلد ایہ شاہدی پند ہے جی
لبھناں پھید بدا ساڈوں عرض ہویا شاید خوف جان بھگتیں جان گند ہے جی
اسیں واسطے آیا آن ڈٹھا تیرے رو چہرہ شکر خند ہے جی

نیا نال حکمتاں کرے ایجاد نالے کھولے راز جرا راز بند ہے جی
کرے سیر عجیب غریب بیکے اسیں واسطے شاد خورسند ہے جی
سبز باغ نوں جھل ہے موتیاں دا روشن انجوں خوش دو چند ہے جی
ضد ہے باد خزاں نقص اوس کا رنگہبان حافظ خداوند ہے جی
لیا خواں کھول اسرار گلزار سندا نال شاہد قسم سوگند ہے جی
نالے باراں عجیب جا ہور دیکھے جس نہیں عقل ساڈا فکر بند ہے جی
کتنی مدت گزری پھر وہاں فلک اندر ... ساڈا ... ہے جی
فضل رب بہار اسرار دے کھول کشف راز ایہہ العبد ہے جی

دربیان شرح دادن بکشف اسرار گلزار گوہر بار آں مرد عاقل و ہشیار العبد از دریافت کیفیت

سخی کھول بیان آسانی ہے عسروں یسر فرمان غفار یار رو
طالب راز دے عرض گزار بیٹھے اگے مرد عاقل ہشیار یار رو
خاطر جمع ہو ساں مقصود دسی ہووے نال ایزد کردگار یار رو
اگے آن نہ پند لوچہ ہویا او سے ملک اندر شہریار یار رو

آخر طالباں کان مطلوب ملے سیروں ہن بہار اندے بہار یار رو
پھر اوہ جھکے مناجات والی کہند العبد سکوت گفتار یار رو
جیوں علم تاریخ دیو چہ ڈٹھا دیوں نشان نوں گوش گذار یار رو
سیرت خوب صورت محبوب ہوئی روشن ... العبد یار رو

اوہی ذات تے تجلی صفات آہی تجلی بات تے عکس گرو یارو
غصہ قہر قلیل حلیم بہتا اثر غصیوں ذرے سینسار یارو
اہد عراج لندر پیداوار ہویا ایہو باغ نوری گوہر بار یارو
اگلے لوک بھی نیک سے تھا نیا نہ صدق سچ دے سے یکو کار یارو
ایہہ تیرے دسی اک ایک زمیں واہن کارن کشتکار یارو
جویں گنج خزن ہیرا پنج سیتی چادر آہی زیر چکار یارو
ہیرا لعل جواہر بیش قیمت زرو سیم سی بیشمار یارو
ویکھ دیکھ کے عجب حیران ہویا ہے سی صدق صفا دلدار یارو
تیری زمیں وچ لعبیا گنج مخفی بے شمار کہندا دیندا یارو

عادل اہل انصاف تے لشکری بھی آپے کل عاقل ابرار یارو
زانی چور چکار نہ ہور فاسق نہ مجبور تے نہ جبار یارو
آپے سب جیتی نیک سارے شاہی ہٹ دی ایہو ثمار یارو
کھاون حق حلال مقال سچی حق غیر تھیں کرن کنار یارو
زمیں وچ اہندیاں دستاں ہیں ہویا گنج مخفی نمودار یارو
جدن چا سیر ہوش ہنوں ویکھ سو عقل ہوش ہو گیا فرار یارو
دسی تنہاں زنگار آلودش کوئی ششکن لعل جیہوں چمکدی نار یارو
ہل چھوڑ کے دوڑیا طرف مالک کہیوس جا سنوں خبردار یارو
فضل دین ایہ سب ہے مال تیرا میر انصف عز پیداوار یارو

جواب مالک زمین

مالک سُندیاں سار حیران ہویا کہندا ہے ایہ بات موزون میاں
میں بھی دست بدست زمیں لیتی آیا گنج نہ مول بیرون میاں
ایہ ہے حق تیرا مینوں نہیں لگدا غیر دا حق زبون میاں
فضل دین ایہ سب نصیب تیرا ہویا بخت روشن ہمایون میاں

سوال مضارع

تیری زمیں ایہ مال ہی ملک تیرا میرے واسطے نہیں حلال میاں
جا کے اسنوں سب اٹھا لے آہو چھڈدے قیل قال
مینوں لگدا ہی ہرگز نہیں جائز جان وسر کے طرف خیال میاں
فضل دین بیشک ایہ مال تیرا میرے واسطے جان وبال میاں

جواب مالک

سو سو بار جکیر مینوں کہیں یاراتاں ہی اک تیں میں بیزار جانی
مینوں مول ایہ مال حلال ناہیں تیرے وقت دے ایہو نار جانی
جکیر حق ہوندا میرے واہن دے بیلے ہوندا ایش میں لیتا جانی
فضل دین بھانویں کرے قبض اینوں بھانویں روڑھ دریا چا جانی

دربیان باہم مشورت نمودن مالک و مضارع درباب بردارگی

آخر لگے صلاح دی بات کرنے گوشے بیٹھکے دونو فہیم میاں
تاں ایہ مال کریئے بیت المال داخل زرو سیم تے دُرّ یتیم میاں
ہووے خرچ غزا جہاد اندر نالے کھان مسکین یتیم میاں
اسے گل اتے ٹرے شاہ دے لئے یاد خدا رحیم میاں
اسیں اس تھیں دست بردار ہوئے کہندے مرد حلیم کریم میاں
دولت شاہ انزی معدی ہے بادشاہاں ایہو جگدی رسم قدیم میاں
اوس تھیں اساں ہی کجھ ثواب ملسی نالے شاہنوں نفع عظیم میاں
فضل دین اگے بارگاہ اندر ٹرپئے اہل اوہ نیک دہیم میاں

دربیان عرض گذاردن ایشان بہ بارگاہ شہنشاہ عالیشان

فدوی عرض گذار دربار اندر کہندے سخن جو وچ دربیان آیا
نال دلو انصاف آباد خلقت دکھ دشمنوں داد خواہان آیا
ملک شاد آباد اسلام روشن زمیں ہوس جہان جہان آیا
ایہو فدویاں کان گذارشاں دی مظہر صاحبا عرض بیان آیا
اسیں دونویں تکھر تکرار اندر حرف دوسرے کان گویان آیا
مخفی گنج اک سے سلطان اندر ہے مال شاہ دا لائق شان آیا
حضرت عالیجناب غریب پرور صاحب قبلہ عالم عالیشان آیا
شوکت شان میدان مصاف اندر لشکر میخ محکم کوہستان آیا
آیا جو دربار سرکار اندر پایہ تخت ہر جان قربان آیا
زل واہندیاں زمیں اساڈڑی تھیں مخفی گنج بے رنج عیان آیا
جدن دست بردار بیزار ہوئے عقل اسطرح سخن فیصلان آیا
بیت المال اندر کرو سب داخل [illegible] سلطان آیا

اتی عرض اوہ شاہ سے عرض سنائے مطلع مخزن تیں سخن ولن لیا

فضل دین تفکر دس بعد انہوں گوہر بار زبونے لسان آیا

پاسخ سلطان گوید

بادشاہ کی عالم پناہ عادل سنے سخن جاں عرض گذرانیا نے

لیندے عشر زکوۃ خراج جزئے اہل ملک رواج جہان دے

دستیاب جے کے نوں بخت سیتی ہو نوں گنج میرے دیر لیا نہ

حق عجز دتوں اجتناب کرنا ایہو کم ہی اہل ایمانیاں دے

کہندا ملک دے اسیں بیشک مالک وارث تاج تے تخت شاہانیاں دے

لائق نہیں خلاف انصاف لیکن کھانے مال ناحق بیگانیاں دے

اوں جیہیں ہسا ستم بیداد کرنا ایہو کم اخوان شیطانیاں دے

فضل دین کہو ہو آفرین اوہنوں جیسے آدمی نیک دانیاں دے

عرض دیگر بار نمودن

دوہو اہل صفا جیہاں بیٹھے اس نیں شاہی دست بردارے جی

کس دو واسطے ہے درکار صاحب ایہ مال جو بے شمارے جی

بار دو کری کہن تدبیر کارن فدوی اس طرح عرض گذارے جی

فضل دین کیا تدبیر ہوو ے پیا مال زمین دچکارے جی

دربیان تدبیر نمودن بادشاہ

دو جی عرض جہان پناہ سنکے دیو ے ایہ تدبیر شاہ میاں

کہیا ایک میرے گھر ہے بیٹی پالی نازدی جان بجا میاں

کہیا دو جے میرا ایک بیٹا دانشمند شکیل دانا میاں

بادشاہ جیہدم دونو طرف تیوں انہوں پاپنہا حاجر ایاں

بعد عقد نکاح دے نال جیندا ہویا انہاں نوں سب انجا میاں

دونو مرد گئے کھل کھل گئے بادشاہ لغل کہن دعا میاں

لے شکر احسان سلطان دے ہیں دونویں چلے گھر اندامیاں

ہو ٹے دناں ہیچھے مرد ان والا گیا پوتری کنج جڑا میاں

قاضی مرد بلایا جی نوں سد نجری دین عقد نکاح پڑھا میاں

مل نال خوشحال نہال ہوئے دونویں بو بڑی سے ار خالیا

ہیگی تساندے گھریں اولاد کوئی دختر پسر عطا خدا آیاں

سیرت خوب تے صورت محبوب ہدی عاقل ہی بچھا یاں

کار و بار اندر ہشیار عاقل نالے طبع حلیم صفا میاں

کہند انہاندی کرو تزویج باہم جیکر تساندی ہے رضا میاں

لسان واسطے ایہو تدبیر کافی دتی شاہ تاکید فرما میاں

پایہ تخت دا تخت ہمیش عالم زمین عجم دکھیں ہوا میاں

اے بات اُتے راضی ہو کے تے دتا ترت ویاہ رچا میاں

رات گاں بجان دیو جد گذری صبح فجری آن صفا میاں

ڈولی پائے بنت وداع کیتی دین گنج بے سنج انجا میاں

فضل دین دونویں کھن ہین نالے نام رب شکر عطا میاں

دربیان بار دیگر آں شخص گاو راندن در ہماں زمین وغلہ افشاندن و پیدا شدن درخشن بقدرت الٰہی

بار دو کری اوہ زمین واہی لے نسل اشراف جیہاں میاں

جہڑے وقت روئیدگی ہوئی ظاہر سبحان اللہ سبحان میاں

شاخ شاخ اُہدی بار دار آہی گوہر پھول دونویں توامان میاں

رکھ رکھ وچوں پیدا ہوئے سچے پھول تے لعل تابان جی

گل سرگلیو انگ لطیف جامہ اُہدی قدرتوں کی لیسان میاں

جنگ جنگ اندر مشہور ہویا روشن باغ نوران نوزان میاں

نالے لوگ جہاں تہت اوہنوں بوستان سیدی جوہیاں میاں

بیچ شجر تان شاخ دی جہد تہریں روشن لعل موتی بیگمان میاں

دانے موتیاں دے ایتھے پھوٹے بیچ تے اسنو سد سلطان میاں

وقت بیجنے دے آگے جیہو کوئی بیج اناج دا آن میاں

اُہدی قدرتوں ہوئے درخت پیدا ہوئے آن کے کم جوانیاں

جدوں فصل بہار دا فیر آیا رستے ابر خندید جہان میاں

لیکن سب آہے جاے نال جیتے جامہ قسم الوان الوان میاں

تار تار سیتے شاہوار ہوتی نالے پھول نسرین ریحان میاں

بادشاہ جی سنکے خبر اُہدی گیا دیکھنے نوں بوستان میاں

آن گرد گھر انتظار کھڑے دیکھن لعل تے دُر یکان میاں

نالے عجب خوشبو تے پھول تازے بولن بلبلاں تے قمریاں

کہندا بیج اناج دا ایہا ہیں قدرت ربدی ہوئی عیاں میاں

باغ دیکھ عجیب حیران ہویا قدرت ربی سمجھ پچھان میاں
کیہا شاہ ایس باغ نوں سانبھ رکھیں کسے نال نہ کدے ویران میاں
اوس عام سنے بادشاہ اگے کردے عرض حضور اہل ایمان میاں
لشکر ہور اعیان سلطان سندے گوڑ دور رنگان لیجان میاں
فیر ہور موتی پیدا وار ہوئے دسدا اوہنا دے بیان میاں
ایہا باغ حسن جو زیبی باغی ہے جیہی بولدے خوش الحان میاں
بول بلبلاں صلصلاں کوملاں بھی نغمہ رنگ برنگ اعجہان میاں
ایک عمر جے نور سے خرچ کردے مالک باغ سندا باغبان میاں
کدے کدے اس باغ دے بیچ پھول گوہر بادشاہ ہے نظر گذران میاں
کسے چور چکار نوں نہیں طاقت اوہدا برگ بھی کرے زیان میاں
کیسے آدمی ہو جہان اندر سبھے صاف ہتھے ہو شدا بیان میاں
ایہو تخم صفا ہے ثمرہ باغ ارم دسان نشان میاں

اتے عمل دلیل دی جاندا ہیں اوس صدق یقین ایمان میاں
کہندا باغ آزاد ہے جیہیں پایا کوئی قدرت رب دا اسب جان میاں
بادشاہ بھی یار رضا اوہدی ہویا سبحان اوس گویان میاں
کجھے ہو نیا ند جتر ہے نال جان جائے در ریا پاس سوان میاں
آبدار عجیب غریب جتھے سکے بول نہ صفت زبان میاں
لیکن اس دی بوتے باس وچ ہی نہکی رو دنیاں خوب بیان میاں
صبح شام نسیم تازی دیکھ ہوندے لوگ حیران میاں
بہتر اس کو نوں پیدا وار ہوندے آبدار صفا رخشان میاں
نالے کرن عطا گدا تائیں بے ریا بنام رحمان میاں
صدمے باد خزاں نہیں اوس تائیں نگہبان حافظ نگہبان میاں
لوگ سب سلطان بھی نیک اوہے جیہے نیک تے نیک نشان میاں
فقیر دین صفا یقین والے جنت دیکھ دو کسے جہان میاں

بیان نمودن آں شخص تاویلات دوازدہ عجائبات کہ ایشاں بسفر دیدہ بودند

بعد اس تہیں باراں عجیب جتھے نشان سفر اندر لکھایاجے
لیکن نشان کجھ تاویل پائی دیکھ کے بہت حیران ہوئے
تاویل ۱ — اول اوہ جو کبیری وچ رستے آئی نشان تاں تمہیں دس سو یارو
اوہ مخلوق خدا نشان کردا ملک الموت کرکر جستجو یارو
تاویل ۲ — اوہ جو شخص نہیں بھار اٹھا سکدا اوہ ہے ہور کے بھار اٹھا ندیا
زاوس خوف تے نہ پشیمانی ہے ہرگز نہیں کردا استغفار میاں
تاویل ۳ — فیر اوہ تیسرا ایہو خوف جتھے ایشا دیکھیا بر چاہ میاں
اوہ ہے رزق کماوندا نال محنت آپ ہے ہتھ کجھ ہیں شنیاں
تاویل ۴ — اوہ جو کیسری عمر پیاوندا ہے ہوئی آپنی سک ویران سائیں
جان اپنی نسے اولاد دے نال سمجھدا اوہ نادان سائیں
تاویل ۵ — اگے ہور جوان شکیل جتھے انسان ورتے رزق کماوندا اے
اوہ ہے عالم جو علم تحصیل کر کے بیٹھا خلق نوں وعظ سناوندا
تاویل ۶ — بعد اوس قصیں لپٹے جند اوسے ہوئے اگے نظر آئیا
اوہ ہے دل سوراخ دہان سمجھیں بیکھی اہل پرواہ نہ آیا
تاویل ۷ — فیر اوہ جو دیکھیا سانپ کالا ستے ہوندوں چہ جتھے ہے جی
بر انیک نسے شاہ گدا سارا تو سمجھ دستے اہل قدر ہے جی

ہر ریزہ باریک باریک سمجھے قدرت ربدی نال عیان ہوئے
فقیر دین تہیں سمجھو تاویل ایہدی تا کجھے نشانیوں پچھان ہوئے
ایک ہو اُسنوں کیکپ سند ایہو کارکردا چارسو یارو
دیندا اجل پیالا افضل دینا سینو نال ہلاوے گفتگو یارو
گو بسیار گناہ دے بھار ہوئے ہوجو کردا بد کردار میاں
فقیر دین نوں کجھ پناہ صاحب جیہدا نام ستار غفار میاں
گھڑے ہو رہا ندہ ہر سے نال پانی پیا آپنا خالی تباہ میاں
فقیر دین اوہ لوکاں جانوندا ہے تا کجھے کہیں اُسنوں واہ واہ میاں
اوہ ہے رزق کماوندا زور سیتی ایہہ جانے نہ نفع نقصان سائیں
ہور اپ رزق کھوانوندا افضل دینا تا کجھے کہے شاباش جہان سائیں
نہیں اُسنوں نفع بہبود کوئی ہو کہیا آپ ہے خلق جاتوندا
لوکاں نوں وعظ سناوندا افضل دینا آپ عمل نہ اتے لیا توندا ہے
اُنہے اتے سوراخ تائیں ایک ہیکھی گیا دور کر کے پرواز پیارے
فقیر دین اسرار اظہار ہوئے آکھوں نال تدبیر نہ باز پیارے
آخر روز جانا سنگھیر اندر سب خلق دا ایہو گذر ہے جی
یکساں جاسن گورستان اندر فقیر دین کہیں گوردا قدر ہے جی

تازہ رنگ جنہاں دے جیہے بکری دی رکھ گھاہ اشیر میاں
ہوسی اک زمانہ ایوجہ خلقت ظالم تے زار ظہیر میاں

یعنے آسی جہاں ایوجہ ظالم اوہ لیگئے رزق شریر میاں
فضلدین مخلوق مظلوم نا تہیں ہوسی ہاں بے چیز فقیر میاں

تازہ رنگ جنہاں دے جیہے بکری دی رکھ کا اشیر میاں
وجہ ملک دے ظلمانی نوں ناہے ہوسی ظلم تہیں خلق ظہیر میاں

جیہی دیو فریاد دیاں کان اوہس کرس وڈیائی بہت شریر میاں
ستمکش گناں کرلاس ہوس فضلدین تہیں سو تقریر میاں

اوہ جو ست طاقت دی بام اگے کرس اسدا راز افشا جانی
اُہدے پیٹ اندر بچے ہونگے لیس آئے گئے نوں نال بلا جانی

ہوسی اک زمانہ ایوجہ جو لڑکے ماں باپ تہیں بیچیا جانی
فضلدین ہر آئے نوں گھور تہیں والدین نوں ناخوش جانی

اوہ جو شخص سرتے دیگاں چاڑی ہر دے ہیریاں محرم حرام حلال بنیا
ہوسن اک زمانہ کوک زمانی کرس طرف حلال خیال میاں

زناں مرد گنایاں سنگ لیس کرسی کو نقل تے قال میاں
فضلدین آکھو آپ نعوذ باللہ کیجے حفظ ایزد متعال میاں

نیر بن جو دوڑدا نظر آیا اوہ ہے دنیا دی ہوس برباد بیا رے
ہفت رنگ پچھان جہان دنیا جیفہ دنی ہے بے بنیاد پیارے

تخت گھوڑے جیہی انہوں گذر گئے نوں کرن نہ یاد پیارے
دنیا ملک فنا نوں فضلدینا لوگ ہوجدے برباد پیارے

جامہ اطلسی زری لطیف دلکش نظر پیا جو نور افشان بیلی
اوہ محمدی دین اسلام جانی جس تھیں جان جہان قربان بیلی

جس والے اس نوں ہیں حوصن وارو کے سنڈے جان بیلی
فضلدین ایماندار نال جانوں مسلمان شادل قربان بیلی

پھر سیدن وزیراں اہل در خورد جزا پیر شدہ است

ایہو سوال پیارا محمد پڑھ کے کردے ہو سوال شتاب میاں
اک ساعت ہو بجھی ہو واقعہ سگیا باراں عجب تہیں بہت عجاب میاں

اسدے راز تاویل تہیں عقل ساڈا ہو یاد وہمت آپ جواب بیا
دسیں اسدا ہی ساتھوں راز کوئی تہیں ہوگئے بصواب میاں

یعنے پیاں تیرا تیں ہمت چھوٹا وڈا ضعف تہیں حال خراب بیا
دو جا ویرو چکاریاں غم وڈا لیکن پیرے دچہ حساب میاں

اُنہاں دونہاں نہیں بہت گلاں ہیں توں کالے وال سفید ہویا
ایہ کے تراسرارا ہے فضلدینا دسیج نہ کہیں حجاب میاں

جواب باصواب گفتن آں شخص

فرد شکر اکے اس بات کولوں انہیں بولیا اوہ گھوڑا یارو
بخت اپنے آپنے ہیں سہنجاں لیکن ایہہ زمانڑی کاریارو

جو رو چھوٹے برادری ہے کبوتی رشت زوجہ تے سخت گفتار یارو
اٹھے مرنہ دے جنگ شور کولوں ہویا دیر دلگیر تے زار یارو

زوجہ جدو سریری اوسط حال اٹھے کردے شور گاہے سازگار یارو
کردے شادو شاد دے فسادا اس تہیں ہویا اوہی ضعف آثار یارو

بیری واصلو دے خواحسن پارسا فرمان بردار یارو
اُہدا اصل فرزند گی فضلدینا سیدنہ شاد دلگیر اتفاق نا یارو

میں نال آپنے بھائی وچکارسے اتیں تیس برس وڈا ہوشیار یارو
دیر خورد دیر خورد بردہو سکیتے زناں دے سخت لاچار یارو

زن نیک بہشت جہان اندر بری نار سقر دی نار یارو
فضلدین ایہ عمر وزیب تیی سنٹھ ہولکی پیٹ سینا یارو

مقولہ شاعر

کیا خوب ایہ قول رسول سچے بچیاں طالباں کان مطلوب ملدے
ہو بڑی تر کھ تا خیر نصیب بیٹی آخر عاشقاں نحب محبوب ملدے

سچے بخت ہی ہوں بیدار جنہاں صادق رغباں اصل مرغوب ملدے
فضلدین بہانوں روروہوں اندہے تاریکی آخر نوں یعقوب ملدے

دعا گفتن وزیراں درحق آں شخص بزرگ

مطلب پا کے شکرگذار ہوئے انہوں کہن دعا جزاک اللہ
دولت مال اقبال ہمیش ہووے وچ وجود دتی جزاک اللہ

سدا خیر آب گلاب جیہا جیہا تازہ تاب بیا جزاک اللہ
گیسو کالڑے ہوئے مشکیں ہردم جیہے سنبل دا جزاک اللہ

جس تھیں مشکلاں ساڈیاں حل ہوئیاں ہیں تمن مشکل کشا جزاک الله
شاد تساں کیتا من مقصود ساڈے کر فضل خدا جزاک الله

تیری بات تے بہت بنی مصری آب زندگی جا جزاک الله
فقیرین شادی شکر شیر ہوویں ہاں توں خوب گویا جزاک الله

دربیان وداع شدن سفریان از ان شخص و رسیدن بخدمت بادشاه و عزت نائی شدن ازو

خوشی نال طعام دا حال ہووے جدوں منزلیں رحت پہنچی سفری
باکے دلی مقصود مسعود ہوئون نفع پان جان بخت جوان سفری

دیکھ خوب محبوب جہان الله بدو دینگ کرکے امتحان سفری
وطن آپنے طرف اٹھیاں پاگاں شاد مان فرحان خندان سفری

دے دن سویر عیہ خبر و یے وطن جاندا کرن سامان سفری
بچے وار بدار دے اس تائیں سینے لان ممنون احسان سفری

فیر لاں شاہزادے کوں نال چاتی شش جاندے چاڑی یکسان سفری
پر ساہت بخیر و بال الله دے رو رو کہدے دو لوں ار مان سفری

بجہوت آہے کہی آپے ہمسفر آتے ہمخوان سفری
اتس تھیں رانہے بنے ہیں کہید ہا ہتھ بہنے کے حق کجشان سفری

آتے چل پائیں بستان تو ویں گلاں عذر معذور گو یان سفری
کرکے ناز کلام سلام اتہوں طرف ٹھندی پائی انہاں سفری

صبح شام منزل آرام کر دے بہندوں منزل شبان سفری
کتے روز ٹھیوں بندھیر آئے تے پہنچے آپنے آن مکان سفری

گوہر باغ گلزار دے وچ آ کے دیکھن تخت نشین سلطان سفری
بعد کورنش آپنے شاہ تائیں تہہ جوڑ کے سلطان سفری

بادشاہ نوں بہت سفارا عزت نال کیا خلعت پان سفری
فقیرین خوش جا خوشحال ہوئے ملے جان چانی سفری

دربیان روان شدن شهزاده بکناره دریائے نیل

شاہزادے چی اٹھاں تھیں ہو رخصت سایلا بزرگ دے دانیا سی
کرکے یاد خدا رسول تائیں قدم نیلی طرف اٹھایا سی

دو تن روز شہر باد مار کرکے کنڈ بے نیندے سر بہ پہنچایا سی
لب نیل پر چلیا نال تیری کسے چیز تھیں خوف کھایا سی

بہندا کرن تھیں آگو لعل نا ہی تے کو ماندا پندھ دو ہایا سی
راتیں بیٹھ کے آرام کر دا دے چو لون نت سو لیا سی

اجن چیت ہی چلدیاں نیل پاسے ایک شہر اتہوں نظری آیا سی
چو نے گچ عمارتاں خوب رنگین کول بیچیاں باغ سوہایا سی

دروازے شہر دے ایک مرد دانا اتہوں جا سلام بولایا سی
سوہنی شکل جوان شکیل اگوں تسلیم جبیں سیس نوایا سی

اُس نے جیں سلام کلام کیتی اگوں جاندا ذکر ہلایا سی
دے آکھیا مشرقوں ہیں آیا جاناں نیل وچ بتایا سی

جدوں جاندا ذکر بیلاں وچ ہے ایہ فرمایا سی
دو تن روز رہو میرے پاس رہنا پلو پکڑ کے ایہ الایا سی

تاں پیر پنچیان نے آسمان ہوسی مژدہ اُس نوں ایہ سنایا سی
اُس تھیں اتنی بات نجی خوش ہو کے رب کا شکر بجا لیایا سی

یکبک شہزادہ دیاں ہاتھ پیچھے گہر آپنے آن بہایا سی
نال علی اخلاص دے فقیر نیا اُسنوں ان طعام کھوایا سی

جدوں شاہزادے طعام بیٹھے دیکھو ہور کے رب دیکھیایا سی
بزرگ شاہزادہ کوں نیند آئی تا کہاں ایک اپنی دکھایا سی

ہل دو اہ فتنے کیہاں کالھاں و نبڑے حال جبر لے آئیا سی
ایک بیل نغمی وہر سے ہنس کے بچی جو رسمتی گہا دیا یاسی

دوجا بیل ہر ماگدے نال اُسنے گہاہ ایکی دوکان منگ پایا سی
کہو تاکا گانوں بیل نہ ساکہ آتنی بلاڈی ہوش مجھو دیاسی

ہجر ہوے جیں گہاہ وں کہاں تاگدے اس ونے [illegible]
اُسنوں گہیرا اج بے کے تینوں بیل فیر ونہ جان چھپایا سی

ہکم تس تے روز دی دھوپ کالوں ہوکے بیل وچ اس بنایا سی
فقیرین دیکھ بے شعور گدھا کیسا اسنوں مکر سکہایا سی

دربیان حیله نمودن خر نزد گاو و اوعمل نمودن بران

گدہے آکھیا سنواہیں بیل پیارے ساڈے مشتے اینج اپنا ہی
حیلہ اک سکہانوندا ہیں تینوں تینوں ہی سکھ کمانا ہی

اکیں کوٹ تے وند گھسا سمے ہرگز جہا دانہ منہ لانا ہی
اپنا آپ دکھانا بیمار نظر تیرا اس طرح جان بچانا ہی

گلشن آرٹ پریس راولپنڈی

بلبل جال اندر جان بچاون دوتی روز اہل گھسا بھائی
بیل اس نے عمل کا بیٹھا دتا خصم داحق بھلا بھائی
جے بد سہا کے نیک تاثیں جھوٹا طرفوں برا بنا بھائی

مجری لکھے دانہ لا جا ہویا ہیگا مرضد ینان بچا بھائی
بری مجلسوں اہو تاثیر ہوئی نفرت کہا ہویا بیو فا بھائی
فضل دین ایہ براسکھانو تہیں دیکھیاں ملیگی کیا سزا بھائی

شنیدن شاہزادہ از گفتار خرباگاڈ نر

گدے بیوقوف دی بات سنکے ذرہ ہیا سی شرق زادہ میاں
ہندا اپنے گھرسے دی الٹو پیٹے آئی باسیوں بات سچے یاد میاں

ہر والیاں ہو دلگیر کیا کاہنوں سیوں نیک نہاد میاں
فضل دین بیگانیاں پاس بہنا فیر ہسناں بڑا افساد میاں

در بیان بیمار یافتن آن غلام گاڈ نر رابوقت فجر و باذن صاحب خر راباگاڈ نر زور آور جفتن

کاماں جاکے سویرے فجر دیلے طرف بیل دی جو نہٹیا نوند جی
دیکھے لگا جگہ تمام پیٹا ظاہر شکل بیمار دیکھیا نوند اجی
دوہوں جید کھر سے آن کھلے کاماں ہو لدی ہاتہ چلانوند جی
دیکھے گدہا تماشا تے خوش ہوندا اوڈ کے اپدے سر پانوند اجی
صاحب آکھیا گدے نوں جو ہی لاسے دو سطے حکم فرمانوند اجی

اول بیل نور اور نوں دسے گدہا پیر فیر جا اٹھا نوند اجی
اہو دیکھ گیا سائیں پاس جلدی جا کے بیل دا حال سنوند اجی
ہندا دسار از دولا ہے سر زمین تیں کل جانوند اجی
ہانوں ہو دولا جا گی بہت بیری زمیندار نہل گھسانوند اجی
کاماں گدہے نوں جگڑ کے فضل دیناں آن وچہ زمین کہاں نوند اجی

در بیان کلبہ آنی کردن آن غلام

لگی دیے جدن چلایا سوکر سے سخت آواز جو ناہ میاں
اول تیز رفتار سی بہت ایدی اک سے آگے سیاجدن واہ میاں
دہوپ سخت عذاب دی آن تپی ہی ترٹی رونا گاہ میاں
بھے روح تے فرشتے ہی بابلی عقل اسخت کوتا ہیاں
گدہے ہیا اندہیر اچشم اگے اکھیں چھٹیاں نظر سیاہ میاں
ایکے ہیں چابک جو جا دہوپ لوہڑی کیتا بیچ نے مار تباہ میاں
آخر وار بیحال ہو لیٹ رہیا کر کے یاد آپنی خیمہ گاہ میاں
لوں میں جا بکاں نال الشیو سوکھی کوں مسکین جی لا جیاں
سنگ جنھڑی لباں تے آن پوچی دیو رب رحیم پناہ میاں
اج چلے جاں طبیلڑے نے ہساں بیل نوں جے چاہ نہا میاں
جس دا کام آخر سو گہرے بود اسکے دور انہ پناہ میاں

کاماں آکھیا گدہا ہے ٹھیک نالی ایستے چل لے واہ واہ میاں
قدم پورے بولدے جان تک پیاما ن جشار آن واہ میاں
ہک جسکے نال تراخ ہویا ہسڑی جان آسے کملا ئیاں
چابک مار داخر مسکین تائیں دیندا بال کلیجڑے بہاہ میاں
قدم ہور تیں ہور دہ پانوندا سی دسے مول نہ لیندا راہ میاں
لگی لوک عزیزی جان اوکہی کیوں ابتلی پیتی یاہ میاں
کے اپنے نوں تیجو تانوندا سی بہتا مرن تو رخیر خواہ میاں
لیکن آکھنے تہیں اوہ ہی چل رہیا ہندا اہو بات ہی خیر خواہ میاں
بچاں اج جے ظلم شریر کولوں کر ساں پیر نہ ایہ گناہ میاں
نہ دا کہ نہ چھوڑ جو ہان تینوں دناں کہہ جو جس دی جا نہا میاں
فضل دین جو اوپیں مت آہی لگیاں اوکھڑ آئی نگاہ میاں

خر آن غلام از کلبہ رانی رہا کردن

کاماں بہت بیزار لاچار ہویا پیا آگے وقت زوال میاں
بس ہیں آکھے نہیں کدھا رہیگیا آخر کھیتوں دے نکال میاں
قدم ڈنگرے ڈنگرے چا ٹریا کہی جہاں تے انتقال میاں
دیگر دیر سے نوں دوہڑے آن ڈریا جدن گھر دی ہوش سنبھال میاں
بیچ جیہڑا اللہ دیا رذ کیوں اہو یار ستگی نیک فال میاں

ماری مار سکے تہہ ہی رہگئے کدہا ہو گیا بہت بیحال میاں
دم گوش نوں جھٹ اٹھا لیو سو بیل دہوں ہو ہلال میاں
گے دکھ تے تہ مار کہو اکھیں نوٹ اے کن ڈہال میاں
جگڑ ہی نے عاجز آ بہتا کہی دیکھ کے ہویا نہال میاں
گدہا جھوٹے دی گل بنا ہندا روز گذریا بہت خوشحال میاں

جیئوں چہجوڑ سو بیڑے دتو سوں زہیں وانگے ایک کنال میاں
بیل گئے سبھنوں جان ہمراز جانی اُہندا نازدی شیریں مثال میاں
اوسے اپنی جان بچان کارن جیوں شیر ہو لیا مونکال میاں
بیل بہت بیمار لاچار ہویا کالا دہوں دے کہلے دوال میاں
ڈریا بیل اس بات نوں گوش کرکے ہویا جانیا سچ وبال میاں
کڈھے آکھیا ایک تدبیر دسّاں اسیں ہوشیار سنبھال میاں
فجری آئے جے اٹھان تینوں اٹھیں بہت جلدی کھال میاں
گئی ٹنگ حرامگی سب اُس تہیں کل دا بل لیتا اونہوں حال میاں

چرے گوڑے گوڑے گھاہ ساوے نالے آب پیتے جیوں حال میاں
بھلا مجھ بی کجھ یاد کرو یارا کہوں نالے خیال میاں
دوویں سائیں کا کاماں بل جو ڈھکے نے چیتے ہندے آ بجو کال میاں
اج رات نوں جج کھاوے گھاہ دانا ایں بیلے فجر نوں کر احوال میاں
نام ربدے کہیوں بچا مینوں کیہڑی خرچ نوں کرے سوال میاں
بدن صاف کر بہت اگلاں منہ تھیں پاتوں گھاہ دانے تھیں نکال میاں
آخر اسے تدبیر دیناں پکے سیں فجری موند لیسی بجل میاں
فضل دین ایہ نیک صلاح دیتی پڑھی گدھے جا بکا تاں میاں

خندیدن شاہزادہ بار دوم و غصہ ناک شدن اہل خانہ

جدن وچ طویلے بیل گدھا کردے آپس اے کلام جیلی
ایہو گدھے دی بات واہیات سنکے فیر ہسیا عالی مقام جیلی
منہ وٹ پلنگ اُتے جھٹ بیٹھا کوئی سخن نہ بولیا خام جیلی
کہندی ایہو جیوں کاہنوں ہسیا ایں تیری گل کوئی سمجھ نہ کام جیلی
اگے شوہ نوں وسوسہ ہو ہو یا کہندا سمجھے نیک فرجام جیلی
لڑکے آکھیا توبہ نعوذ باللہ حسان تدھنوں کہا انعام جیلی
پچھیں فیر اس تھیں دو دن رن وانگ ایسی بات ہٹ کر کام جیلی
فرنے سمجھا جے پچھے بیٹ لگے کہنے اجھو تہ ہوئے مستہام جیلی
ہس والڑے کر غرو نوں ساد دیتی خلق تہیں اوشلام جیلی

تدوں شوہ دی بی تجاگیہ حسرتی کہاندا شام دا آپ طعام جیلی
ایدے نہ سے تہیں غضبناک ہویا پھر والٹرہ نیک انجام جیلی
ایہہ رن اُسدی بہوں عمر سندی ایچی جرعہ موت پچھری جام جیلی
ساڈے نال جے سخن تدکیوں ناسا ہے نادا اپنے کام جیلی
تیری دا ادا ار کیتی ہوویں یار نہ غلط حرام جیلی
پھر دی بات مڑ فر ہویا دسیں کوئی اسے اک تہیں ناسا دام جیلی
جس تہیں روز نوں نوں سرہسد ایں ہو لساوے بچہ اعلام جیلی
بیلے فجر نوں سب سناد یساں کر دہو شہزدہ شورام جیلی
فضل دین ایہ رشت نازیب جانن اہل مجلسی خاص عوام جیلی

بسیار تفحص کردن آن زن و مرد بروز دوم

پچھ پچھڑی منہ سڑی اوہ رن ایہدی کھیڑ پیا عقل دی کوئی جانی
شرفی بول کہندا اسے شخص تائیں سنو بات میری مگر دکھ جانی
راز دسنے وچ ہے موت میری بس نہیں چھپاندڑا ہو جانی
عقل منددی اہل خانہ سنکے بات جو یاد نہ ہو جانی
لیکن رن اُہدی کوتاہ قد آہی ایہیں کوریا وانگ سنو جانی
بولے سو کری بوری نال فطے آہی کر فریبی جہر جانی

دوجی فجر نوں جاگ سویرتے نے لگی سخت ہجائوں نے شوہ جانی
سنی چاہیں ناں یار تیار کر لے میرے واسطے کفن تے گور جانی
بھکو رن آکاہ جے راز آکی میرے واسطے ہے ایہو جور جانی
اُس تہیں بیر تکے فیر نہ تھیسو بیا بندہ عقلمند زور جانی
ہوہنوں برکری بلدی جھکدی نہ ہوئی پیچ گھس مسور جانی
فضل دین نہ چھڈدی موہ گیا دلوں کر کے سبھے ہو خور جانی

چاپلوسی کردن شہزادہ

شرفی سمجھیا جے دلوں عجز ہوئے کہندا ہوند ایہ ضد پیارے
پر جو ایک فیر قرطاس والا جلدی نالے قلم دوات منگا پیارے
اتنی بات سنکے دوڑی رن اہدی کاغذ قلم دوات دیا پیارے

تینوں سب اسرار ہر کراں مطلع میری تسی جو ہے رضا پیارے
اپے دیکھ لے اسنوں واچ لیویں لکھ دیسا جابجا پیارے
سعی فجر دی کہانو دی اہدہ وڑی واقف ہو دیندا دوا پیارے

پارو نال اوہ نوں کیا ایہو سندی حرص ہوا پیارے ۔ ڈرنے دیکھیو سو کتا ایک عاجز ہیسی ششتا خیر گدا پیارے
بھجا دیکھ کے بہت نا تاں انہوں تہوں سندی خیر گا پیارے ۔ اہدا مرغ سی ایک چالاک شاطر لیند اترت طعام اٹھا پیارے
پارو نال لے خروس جلدی بیٹھا جا بلند تے جا پیارے ۔ کتے مرغ نے شور مچایا سی فضل دین آ دیکھ غوغا پیارے

سوال سگ با خروس و جواب او

کتا کہے خروس تین نال مینوں بہتی ندہ نوں لعین خدا میاں ۔ نہ ندہ سہم نہ رحم نہ خوف کوئی نا ہیں آؤندا شرم حیا میاں
لقمہ خیر گدا اسا اڈا اندر سچ جھٹ لے جانیں اٹھا میاں ۔ فضل دین ایہہ چال او چکیا نذری کھانوں رزق حرام کھا میاں

ج — بھکھے رہنیں سینوں کریں طعنہ تسیں جیہے کھاؤ دا ایہہ رجے ۔ لے خصر دا آسرا ایتھوں رکھے نت اعزہ دا خواہ کرم ہیں توں
فضل دین سوال منہ کالی ہے لیکن بیجا بجے عقلوں خرم ہیں توں ۔ ...دا دکا یار پیرا ہو ندا ابے بوجا گو آؤندا ہیں توں

س — ایہہ باتاں ساری ورایا سنگی کر کوں ہستے اعتبار میاں ۔ بھلا مرغ نے اسے ہی جھمدا ہیں جنوں عقلدی نہیں آثار میاں
عقلوں عزیز یدی موت کارن لگا کرن ساماں تے کار میاں ۔ فضل دین ایہہ ظلم کمان نکلاس اکھیا زن مکار میاں

ج — میرا خصم حکم ہے عاقل اس جیہا نہیں ۔ ۔ ان انعام کوئی ۔ ساہے جگہ وچہ نظر آوے ثانی اسدے کام دا نام کوئی
تو وی اسدے ٹکڑے نت کھاویں ناظم کریں نہ صبح تے شام کوئی ۔ فضل دین دی ہی کریں عیب جیہی تیرے جیہا نمک حرام کوئی

س — بھلا پیا ہی ہیں توں ہی نس کیتوں آکھ چھوں جان بچا مرغا ۔ بیٹھیوں جگہ بلند تے جا نا ہیں گلاں کریں بنا نا مرغا
جھلا کے شکر تاں تیری جھکر یا پھیر جے جاندیں آ مرغا ۔ فضل دین جیسی دیوند اہند تینوں کہہ دو لیکھ شکر ادا مرغا

ج — جاں جاں چار رنے سارا تے تینوں لئے سدھا لیا او ۔ ہو سکے ہو رہیا امشکا کریں نرے نچے کسے نال دیکھیا او
تینوں شکریہ لسند اہت لطف اکیتا جو کسے کھایا او ۔ فضل دین دینال کے زور تیرا لبھ سو ہو دے منہ کالا یا او

خندیدن شاہزادہ بار دوم و بیان کردن باعث خندیگی و روان شدن از انجاہ

سنے بحث جواب خروس یا سو کتا عاجز ششتا بند زبان ہو یا ۔ آسے گفت شنید نوں گوش کرکے سند شرقی فرخزان ہو یا
اہدی تیسری وار آ ہنسے تیہیں وچ فساد طوفان ہو یا ۔ گرو الزا عقلوں بیدے چھوڑکے نے بڑا مغضوب ہو ترسان ہو یا
چھوا سد اوہی کے شہزادہ خوف جار وتوں پر سان ہو یا ۔ ہیسی جو سبب خندید کیدا کذب چھوڑکے راس گویان ہو یا
کہندا خلق خدا دی جو کوئی تیرے جیہا صبح جہان ہو یا ۔ صورت سیرتوں بہت پسند ہیں توں تیرا عشق تیں میں جب بان ...
باعث بخشدا وے سانا شب جس جیہیں تہ دانوں پر آگاں ہو یا ۔ میں اہی ہو تیہیں ہو دیناں جاندا ہے دست ریابان ہو یا
عامل ہو جو سد احمر اندر تیرا امبر بحری سلیمان ہو یا ۔ تن سال میں اسدے دیناں رہیا ایک جان اسے بحران ہو یا
دارو دے پیوں کیڈھ اہو آیا سو جاں میں اس تہیں ہو دے خدا ...۔ کہندا اس خون کھانوند امرد عزرا جیوا ماندی بات پہچان ہو یا
لیکن نہاں بچے اس تہیں ہون واقف جانو سوند ایہو سماں ... ۔ میں پیر کہاں دو انوں چل پیا سخی آن کے نفع عیان ہو یا
کہے بیل دا قول تہیں ہسیا میں کتے مرغ دا ایہو بیان ہو یا ۔ میں ماں ہسیا اس تہیں ششیا او کہیا سچ فراز چھپان ہو یا
غرض اپ اندر ہسیا خوش ہو وے جو جوان راضی وال جان ہو یا ۔ خاطر داری عذر معذور کرکے دوداع اس تہیں مہمان ہو یا
اسد بیل پکار کے چل پیا کار اپنی طرف دھیان ہو یا ۔ فضل دین او دا سیاں وانگ چلے گھند انبد اکبر روان ہو یا

دربیان آنکہ آں شخص زن خویش را زدوکوب نمود

اجڑ لب قوم دوات ہی لگے تے ہجروں آن ہوئی اُہدی زن بیلی   بحر دی نس نسے اُٹھیا ویٹ ویکھے بحر چ آئی بن تن بیلی
جدوں نظر شہزادڑا نہ آیا بچے خصم کو دیں بدظن بیلی   بحر دہ اساں نوں ہسکے گیا کتھے کسے علکدا ایہہ سخن بیلی
کھیے نال بیگانیاں گم تیر لگے خصم نے ایہہ سخن بیلی   سونا بکرئے ہی بیٹھا سوہنی یا مجو سوہا پاس لاہن بیلی
توبہ توبہ پکار دی عارنا ہیں نام رب دا واسطہ من بیلی   فضل دین اُسنوں سارہی ہے خورد کھڈے کن بیلی

رفتن شہزادہ بکنارہ دریائے نیل و ملاقی شدن بلیکے از اولیاء اللہ بسر حد ربع مسکون

ملیا کل مخلوق نہیں بہت بہتر آدم زاد نوں شان فزوں میاں   ہوئی بس مراد تے ختم راستے جیویں آتشی اُہن زبون میاں
لیکن ایک بے خاقلی بہت اُسنوں ہارے طاقتوں قدم ایہہ دوں میاں   فضل رب مقبول امید اُہدی ختم چشم ابلیس ناقوں میاں
شاہ فرزند پوت بے بس کیتی اوکھے بندہ پیر بحجوں نوں میاں   لب نیل پر جدے پچے جا بیٹھے ہوئے پیر جیلے ونخوں میاں
چھائی گرد و غبار تے خوش تھا تف کرد اندر وں میاں   خوفناک پہاڑ آفات و اشتوں کوہستان اُچے پرلسوں میاں
گیا اُہن پہاڑ دی جا اندر دیکھی بہت سختی گوناگوں میاں   کسے طرف نہ سد راہ کوئی جا سوکوہ بیستوں میاں
روہ وقت آسودگی یاد کرکے خستہ جان جگر تے فزوں میاں   اوہ کے وقت آئی اُہنو یاد مائی پیا بحر دے زخم تے لون میاں
اوہ بے دیڑے زار پکار کیتی یا سمیع بصیر بیچون میاں   جامہ ولید اُٹھ جوڑی نہرو ہو تا لاکے عجز و انکسن صابون میاں
بیٹھا عجز دا نیر اکھیج اُسے جائے آ کے تخت میمون میاں   بڑی ہوکہ ہے نکلیا جا ڑوچ گئی گنذ سختی دوں دون میاں
اکھوں نظر آئے سبزہ زار اُہنوں الٰہی چل سی بو تفرب میاں   لکھ دست امید اللہ نوں چہ دیکھی ڈنگی ایک سی نور مخزن میاں
دیکھے ہو اگیرو کیے اُہدے بیٹھا ایک شہ ہمایوں میاں   یُمن نال خدا امید اُہدو نوری شاغل شکل نال مقرون میاں
کیتی بہت تعظیم تکریم اُہدی بیٹھے ہو لیئے ذو فنون میاں   اُسنے بعد لیا بے پُچھیا سی آؤں جان تے نام مسکون میاں
اُسنے سب قصہ اُہدے پیش کیا جل ادب دی باجھ نہ دون میاں   بیٹے سفر او کیہڑے پیش پیر کا ری طالع تخت نگون میاں
عابد آکھیا ایہہ کال شکل لیو پھڑ خیال جنوں میاں   آؤں فلک تھیں نیل فرات دوویں تھلے بحر جیحوں سیحوں میاں
اگے بس آبادگی ختم ہوئی ایہہ حد ہے ربع مسکون میاں   اگے سخت ہے فلک ملا نیا نہ کو ہسار بینگی آفتوں میاں
ایہہ رب بجا دی جاتیوں ہیں ہاں عزیز یار اُہنوں جون میاں   پیر کیے تے عقل بجا لاؤں کریں کام ناہیں واژگون میاں
ناہیں ولی خدا دے کم کوئی ناہیں آفتاں تھیں خاکفون میاں   فضل دین مرید دے پیر کامل اوہ کجھ پرواہ نہیں آفتوں میاں

معقولہ شاعر رحمۃ اللہ علیہ

مجلس ولی خدا دی کیمیا ہے سونا ہو وندا اُس وجود جانی   جتھے عقل تے فکر نا ہو جو ہوندے اُتے اودیا جان سو بود جانی
جا ایہہ سیر تے ارض سماء ایہی پاسیوں نزدیک مقصود جانی   جا فنا اولیاء بیٹھے فضل دین فنا کاغذ تے وجود تھیں تو شہود جانی

راہ نمودن آن ولی اللہ شہزادہ را و وصیت کردن

نوری مرد خدا امید اکھیا تینوں دعا دم حضور خدا پیارے   ہادی رہنما ہی پیر کامل سینہ صاف سی اہل دل کا پیارے
سنگی کان طعام پھوا ٹیو سو دم دی نہیں کم کما پیارے   فیر اُسنوں راہ نوں بیہاں لکا نال ادب دے کول بہا پیارے
اسے طرف نوں دیکھ بیچان سنگی دیکھو تماشا دنیا دا پیارے   وسے پاس نوں چلو تماشا حقیقی کی بات تیری دل لا پیارے
کیتی روز پیو لیا ملسی ایک ڈیہی ہوئی اپنی خاک کا پیارے   ہوسن آفتاں اُس زمین اندر کوہسار دے جا بجا پیارے

جانویں کہڑا ان خوفاں تینوں قہر غضب جیک چلا پیارے
تھم جان نوں ہوش سنبھال کہیں بلی رب نوں یاد کیا پیارے
اگوں لنگری اوہ قنات جلدی جھڑ جاوی دی وجہ ہوا پیارے
لگے بہت بھاری راہ لنگھن تیں آدی عقل فنا پیارے
جتا ڈھیر نوں تینوں جھلا دیوں پیری شکل نوں کہیا پیارے
تینوں جاؤ واری فلک اُتّے لب بیٹھ پر دے نگاہ پیارے
اُسّے بھر کنار جاویں ذرا جلدی نوں قدم اُٹھا پیارے
نوری گنبدوں نکلے چا کیتے چار طرف تھیں جان جلا پیارے
وضو ساز نہائے اُس جائی کریں نفل دوگان ادا پیارے
کرکے یاد خدا نوں پرت اُتوں قدر حاجتے دیر نہ لا پیارے
اکھیں پُورے ٹکے اسّوں جھڑ جانویں اصل طور نہ دلوں بُھلا پیارے
لیکن فیر اُتوں بعد راہ جتے مرد ہو کے اپنی وفا پیارے
غسل کفن نماز ادا کرکے جانویں خاک زیر سوا پیارے
ناہیں ڈریں تے بند زبان رکھیں ورد ایک لطیف نوں جا پیارے
پیر ایک ایک کرکے جڑ جانویں چھیڑیں اکھیاں نوں پشت پا پیارے
جیتا اکھیاں نفس ست کھول دیکھیں دیویں جان نوں لنگھ اپار پیارے
مینوں یاد رکھیں رب فضل سیتی تینوں ہنر گیا بار شکیبا پیارے
میری یاد سے بچے مرلو ملسی ہادی پیر ہیں راہنما پیارے
اُس جائے اکھیاں کھول دیکھیں نظر آوسی زمیں طلا پیارے
تھوڑا جا اگیر سے دیکھیں گا گنبد نور دا نور افشا پیارے
ایک نیل فرات جیحون تیجا چوتھا آب جیحون دریا پیارے
بخشش منگ خدا اشد افضل چاہیں کریں بوستان کا پیارے
فیر پرت اوتھوں اُن دیکھیں گا جی جوہی اڈبل پیارے
بار فیر پرواز نال ات تینوں دسی آپ دی پرت جانا پیارے
دیکھیں اُن اگے تیرے اُنوں تے نہیں ہویا ہووسا میں فنا پیارے
فضل دین جانویں نہ خبر کوئی جانویں ہتھیں مرد وجرا پیارے

وداع شدن شہزادہ از پیر کامل و رسیدن او در زمین آہنی

جس نے فضل کرنا چاہے فضل سیتی شب نصر دا اجل جلال یارو
ایک شہر تھیں دوجے شہر جانا بازوں راہنما محال یارو
صفری سفر نے اُٹھ تیار ہویا ساعت بیٹھ کے عقیدہ خیال یارو
رہی جلد اجلد اسود داسی معادم نوں لا یزال یارو
کیتی روز مریا اُسے طرف جھڑی دتی راہنما دیکھال یارو
تھوڑا اینڈ گیا اگوں نظر آیا اوہنوں اُتے مرغ اشکال یارو
آدم زاد نوں ویکھ کے دوڑ آئیاں اکھیں کہیاں لال انگال یارو
آدم زاد جگر سے سوکو سوب بیلے ہویوں وجود دے بال یارو
تو آتف کلیجہ آکھے بکس رکھے جان تے عقل سنبھال یارو
اُڈ جھڑی ہوا نوں بہت جلدی ناسے جھڑیا اپنی چال یارو
اُتھوں پھر گیا نال وصال اوہدے کرکے کرم ایزد متعال یارو
ہادی پیر کامل بے کون جاوے جنہے عقل دی نہیں مجال یارو
بہتی عجز تعظیم تسلیم کرکے اُتھوں چلیا خوب خصال یارو
صورت پیر دی بدر منیر دل تے جیہی بیٹھی اعلیٰ اقبال یارو
آئی او بیدی او زمین اگوں آہن جانسی بے زنگال یارو
ہور چار پہاڑ ہموں کوئی بابجھوں آتش کوہ مثال یارو
جیکاں مارے غضب دے کر نعرے گویا زمیں تیں آن بھچال یارو
اسپر اسعد الپشت پناہ ہویا کامل پیر دی اہل کمال یارو
اکھیں نوٹ کے ایک نوں جھڑ گیا کرکے پیر دی یاد خیال یارو
فضل دین سمجھ جاری صفت رب تیں ہار و چہال یارو

رسیدن شہزادہ بر زمین زرین و دیدن گنبد نوری کہ مولد شمس است

آخر یار طالع محمود کا ہووے رب فضل تھیں نکت جوان بیلی
دوویں پیر زمین تے لا کہ کھڑے ہوش دینال حیران بیلی
جیہے تیک اُہدی نظر جد نسی پہ یا دیکھ کے بہت حیران بیلی
اگے گرم ندی لالہ رود ویکھے وگ پر شجار میان بیلی
کامل پیر پہنچایا نال جلدی پلک مار تے آسمان بیلی
چار طرف نظارے نظر کیتی اُٹھے دیکھیا عجب جہان بیلی
کوہاں تیک نہ زمین زرین دسے مٹی آکھو دی سان میدان بیلی
ساؤ برگ تے پھول لال لال بیلے تن و شاخ زرین پیکان بیلی

لب بحر دے چلے چال او سطوں آ سوچ آ سوگی جان بیلی
دیکھے جا کے چار چوفیر اُتھوں دل جہان شادان فرحان بیلی
چار طرف نہیں نظر دے پار گنبد ہو ویں جان روان بیلی
فیر پیر سلام دعا منگے سجدے پئے رگے رحمان بیلی
ٹانے بخش مخدوم میرا ٹانے بخش جملہ مسلمان بیلی

تھوڑا جا اگیرا آ دیکھیو گنبد نور دا نور فشان بیلی
نین جہل نہ سکدے تاب اُہدی آفتاب دیاں تابان بیلی
چوا نو چھپا کے ساز و نمونہ ہے شکر دے نفل دوگان بیلی
جیہنوں بخش رحیم کریم اہیں عیں ٹانے بخش پیر والدان بیلی
ٹانے پیر میرا فضل دین بخشیں پاتوں خاتم بالایان بیلی

رفتن شہزادہ بسوئے روضۂ جنان و ممانعت نمودن رضوان و واپس آمدن بزمین و دفن کردن او آن پیر روشن ضمیر را

سدا خاکیاں نوں رہے شوق تازہ جو شوق تیری تھیں بیزار خاکی
وہ کہو سو نہ جال دے دیاتوں کرنی لوڑ دے پیر گھار خاکی
گھوڑے سیر دے شوق سوار چڑھے کر گشت جھے کل ساکھ خاکی
چار سو جہان نوں دیکھ لیوں رکھی سیر دنبال بیار خاکی
جدوں لٹکیاں شکل سندر دیکھا شکر دے نفل گذار خاکی
پچھے نور دیوار دا باغ روشن سمجھے عقل سیتی ہوشیار خاکی
تواں سیر دا شوق پیدا ہویا ہویا باغ دی طرف تیار خاکی
آ کھا کیاں انت نہ جاتی حدوں باہر قدم نہ مار خاکی
حد نیری اصل مطلوب تیرا جگہ ایک دی دیکھیو چار خاکی
ایہی حد دی قدرتوں ہیں باہر دسے جا تینوں کر دگار خاکی
خانزاد جا سنی ایہ غیبی جائے گوش دے ابصار خاکی
ایہ کہو لوتوں کون ہیں باغ کھنڈا جا لیا پرت کے فیر بار خاکی
سائل کان جو آ جواب آیا سنے غیب دے قول موبار خاکی
ذاکریں خدا کیہ کلف المیہو فردوس دجان طیار خاکی
تیری عاجزی دیکھ عطا یار جتنی سیب عطر خاکی
ایہو سندیاں دیکھیا غیب تو ں سیتو آئی جہول وچار خاکی
اودیں کہی اکھات دوں دیکھیو سنے حوفند ہے پیچار خاکی
اُڈی جار اُڈ دا آفا جلدی گئی پیلا تن ہیبت بچا خاکی
ہکی پیر دی پھند ہر عمل کیتا اُسے لہ آیا وفادار خاکی
غسل کفن پہنا کے دفن کیتا کسی خاک دی خاک مزار خاکی

سنن کے محبوب دی صفت جگر ہوئے خواہش پیر دیدار خاکی
جدوں گفت شنید ہو چاہندے پرت کھو کس کنار خاکی
تاں ہی پیر تیں ہو دوند سیر ایک جا ہندے عجب عجیب سیار خاکی
بیاتویں دیرت اکاس توں اس دیکھیں تاں ہی کرن قطع نظار خاکی
پاکے دل مقصود تو یخ فارغ دیکھی تو ردی ایک دیوار خاکی
سنی ذکر تسبیح تہلیل اسنے چلی باجھ حضرت اددار خاکی
اگوں تنہوں سنی آواز غیبی آئی اندروں باغ بہار خاکی
اپنے زندیاں آونا نہیں جائز سر موہ کریں فکار خاکی
سولہ آب جیحوں سیحوں دیکھے نالے نیل فرات بحار خاکی
جیکر قدم اٹھاویں باغ وچ آ جاسیں جان تہیں صفت بیزار خاکی
ناہیں آؤ سنا ہر بستا ناہیں پاک واسطے نام غفار خاکی
لگیجے دوجہ آواز دستے بیٹھ گئی کر دا عجز اتے انکسار خاکی
میرا نام رضوان دربان ہاں میں خاصہ جنتی ایہ گلزار خاکی
اپنے مومناں ہوگ لقا ربی جلوہ کریگا رب ستار خاکی
پیر چلا ہن جا تہیں ملے سیتو ہوس سیب چکھن بیزار خاکی
لکھ لکھ گذارے شکر ربی پچھے پیر تیا گلعذار خاکی
ایسے جیہنوں یار دی نگیا لوٹ الحیاں خوب کردار خاکی
جتھوں اُسنوں جائے لیگی دنیا اُن اُس جا اُتار خاکی
پچھے پچھی اگے دیکھیو سو جیا پیا سی اہل وقار خاکی
منگی فاتحہ خیر دعا اُتے فضل دین رو یار اوزار خاکی

مقولہ شاعر رحمت اللہ علیہ

خاکی جگ عجیب غریب سارا ایہہ خوب ہے اصل دی جا دھنی
آشیان پکھیرواں یاد رہندے دیوں آ ملنے مدن بیلا دھنی

دو دیس بیگانیاں جان کوئی ملے لاڑی ڈار ربنا وطنی
چین چگن بیگانیاں وچہ دیسا ہووین یار جدا جدا وطنی
ہو آدمی پی مشم مینیاں ندی کرکیو پردیسے نوں تاں وطنی
دیس کیس پردیس دکھ تاں ہی نہیں اوکڑ دسرا وطنی

ایہا طور شیر بالے دور ملکیں بالکے جان سنگی آشنا وطنی
جتھے موئے سو مرن قضا سیتی پچھے جنید بینید بیاچا وطنی
پھر کے دیس بدیس پر یاد رکھے مائی باپ تے بھین بھرا وطنی
فضل دین بے نجف بریں دیکھے تاں بھی دلاں نوں ہے ہو وطنی

بیاد آوردن شہزادہ وطن خویش را و روان شدن بسوئے مشرق

غسل کفن تے دفن تہیں ہو فارغ اٹھ چلنے کان تیار ہویا
آنسوں ڈھلکے ڈھلکدے نہیں بیٹے مائی باپ دا یاد پیار ہویا
طرف شرق دی جیہا سیدو نکے اگے بار سیدہ کوہسار ہویا
نگے وال سفید لباس اتا تسبیح ذکر دا ذکر شمار ہویا
شاہزادے نوں پکار کہندا ایہران ہیں تیرا انتظار ہویا
مرن ویلے کہیا سام تینوں ایک سیتو بہی تجھے ایثار ہویا
سیتو پڑھے کہو بچاوندا سند شادیوں باغ بہار ہویا
پچھاں جا رہے لعنتی ہس پیا بندا ہیں شیطان مکار ہویا
ایہو کہے لعنتی چھپ گیا پیر رحتوں خاص بیزار ہویا
جدن سیب جنگ واڈ گیا لڑ کا زار پکار پکار ہویا
گئے سیتو داتخت ارمان اتھوں شہد نال سی غم غدار ہویا
بیابان ویران اوجاڑ سارے کئے پہاڑ اتے کئے غار ہویا
کیتی کاہ گئے ایتھوں چدکوں گیلا آب اگوں نمودار ہویا

پھر بی جلدی جلدی وا وطنی آن بیٹا انہوں گیر بار ہویا
یاکاں وطن دی طرف نوں چا پیا تاں کوہ بار بچوں بیلی بار ہویا
ادچن چیت اوجاڑ نوں دیکھو سو چاند بدھ پرا ایک تھی ار ہویا
طبع نرم تے رو نوندا درد کولوں خون اکھیاں تھیں اوز ہویا
تیرے پیر دا ایک سنہوڑا سی تینوں دیونا فرض پچار ہویا
دیویں جا شہزادڑے کان جلدی میرے نال ایہ قول قرار ہویا
سیتو شیخ تہیں لیندیا سار اوتویں سینہ جھٹی ترت فرار ہویا
آدم زادیاں ہیں ضرور دشمن ناہیں چھپیا پیران ظہار ہویا
بہت دشمناں شکل ہے دوستاں دی عاقل کوئی نہ جس ہشیار ہویا
آخر وس رہیا سول کوئی لبھے لڑ کے شکر گزار ہویا
مائی باپ داود اوراگ سی اگے پندہ ہی سخت دشوار ہویا
طبع تنگ تھسنگ تے سول کوئی غمخوار نال ناچار ہویا
فضل دین ایہ بحر عظیم بیسی ایک جل عمیق جل زار ہویا

دربیان ایستادہ شدن شہزادہ بر ساحل دریا و دیدن کشتی ہائے ملک التجار و سوار شدن ہمراہ ایشاں و آمدن طوفان و غرقاب شدن اہل کشتی

کنڈھا آن حیران دریا اتے کوئی ڈھنگ پہناسی آب بیلی
پانی دیکھ شو کار گھو ٹھدا لیندا جاوے خوف تہیں نکل شتاب بیلی
کیوں پار اوتار ستار میں نوں تھیاں منان وہاب بیلی
پیاں نظر ماکان آب ویکھے اوس جہاں رنگ غراب بیلی
سندر دا ویدا فریاد کیتی سن کشتیاں ندا ارباب بیلی
بنے ڈالے بیڑیاں بھیو نے تو تیں کون ہیو طن خراب بیلی
سنگ آپنے کوسوار میں نوں باؤ رب تہیں جز ثواب بیلی
کشتیاں دستے مہربان ہو یا ویکھ خوب رنگیل شباب بیلی
ہوئی بو بسیار یا گھوڑیاں ندی ہو وال سی بیحساب بیلی

پانی دیکھ کلیجہ آب ہو گیا چڑھی کاہنگ سیاست بیلی
بے گزر نہ یا کوئی ڈھب ناہیں کیتی عاجزی وچہ جناب بیلی
سنی زار پکار ہزار اوہدی کیتا کرم کریم تواب بیلی
پیدی لا نجاری ناں انوں آن پوچھیاں کول شتاب بیلی
آہیسی ملاکھیا کوئی تجاریا کے سنے لشکر امیر نواب بیلی
کہیا سب مصیبتاں گذریاں نوں دتا سائلاں خوب جواب بیلی
ایہو کہندیاں مُکھ زار روزار رویا بول درد انجہ وچہ جواب بیلی
کیتا سنگ سواری چا انہوں مڑ پیا شکر سی اہل آداب بیلی
جاندے سندکا نوندناں عیشاں چین کہاں پکان کباب بیلی

تین روز گئے خوشی عیش اندر رنگ رونق راگ رباب بیلی
چوتھی رات نوں پئی آفات ڈاہڈی گئے ہیں شراب طراب بیلی

ہاہا ولیل کالیا کالیاں آن چڑھیاں وسے آنگے سخت سحاب بیلی
چھٹکے مغز کلیجڑے کنبگئے تھیں گوش ہوش دے ہیپے سیماب بیلی

کالی رات طوفان غضب دی کہ بائی ہڑلا آن سحاب بیلی
ہتھ ہاتھ تے غاریاں غردے جیہلن نہیں نہ برق دی تاب بیلی

پانی زمین زمین دے جمیع ہوئے دریا کو نہ بن تالاب بیلی
روڑھ ریا ولدلاں میریا کسیاں تھیں ہویا غضب غدیر گرداب بیلی

گہہ زاہرہ بیچ کہندیا ندوبی کاہنگ جیوں دل قصاب بیلی
لہروں گھمبے شور گھمبور ہیسی پایا عاجزاں شور شغاب بیلی

گھوڑے چھاجیا یا کار کھا آب اندر روڑ کر آپنے آپ دواب بیلی
ستھن ہیچ ہیں اوتہل ا دتہل نیڑے ہوئی آسیا آب گرداب بیلی

گرکیا کے تٹ جہاز گئے ہوئے آدمی کل غرقاب بیلی
ایک لعجے تے روئوند ا رہگیا شہزادڑا ایہوں گلاب بیلی

نے لوح لئے دہا تین گھوڑے زرینک سی زین رکاب بیلی
ایہی رات آئی ایہی رات دا اتھوں گذری جو غضب عذاب بیلی

لیسے کہا تو ند اروئوند ایہی مویا خوف جاند اوڈ اعذاب بیلی
کیہویں اجھہ غریب نوں کہو سائیں دیویں موت دا نہ عقاب بیلی

اوکہے ویرے یا رغفار جانی اسے طرف رجوع مآب بیلی
ایہدی سنی فغاں ملاں بیچے کیتا اوندا دور نقاب بیلی

ناٹھی پاٹ ہوا صفا ہوئی آفتاب ہیں گیا حجاب بیلی
گئی لہر دریا دی چڑھی کہنڈے سکے ریگ خلاب بیلی

نیلے بلور لگی سوہان سبزی داری لاجدوں آفتاب بیلی
لیتی کاہنگ نے موج دی زیر ہوئی گئی رات مہیب مہاب بیلی

لڑکا خضر الیاس نوں یاد کردا غوث پیر حضور افطاب بیلی
فضل دین تضرعات نال یچے لائی لوح ای انتخاب بیلی

مقولہ حضرت مصنف رحمت اللہ علیہ

کہی اوسعی اس نہ جانو ندی ہے نہیں کوئی قدر قضا میاں
ہاں توں نہ زیر زمین دہیپ جاوے یا کچھ چڑھے سما میاں

آخر مہا نہ ہو ند لیکھ ظاہر نہیں جانو ند بھلا میاں
فضل دین ایہہ قدر قضا دی ویکھ اہم کجا بیا میاں

دربیان بیرون آمدن شاہزادہ از گرداب وہمراہ اوسہ اسپ یکران

پھر رات کولوں جدوں نکلیا سی شش اسد تیں ہمراہیاں
کوہسار بلند سی ایک ڈہیری کلے نال پیر دا آسمان میاں

دامن اس دے سبزہ زار تا کیلے ہو کر آہیاں میاں
قطعہ خوب جو خشرنگ ہموار آہا گو دست محبوب دلیسان میاں

پانی فضو وسے کہ دبہ گئے دہوتی سبزیا نوں زبان میاں
آب حیات توں تازگی پھیرائی ہوئی شکر نے حمد گویاں میاں

ساوے گھاہ بیچ قطرے شبنمیں گویا شادیوں آب ریزان میاں
جنہاں خشک بیاں سوکی ہو رہن ٹھنے حمد خواند ابہو فرمان میاں

ایسی جانند دیہہ جہان شرقی سبزہ دیکھ کہ پڑھ سبحان میاں
عشرت شب دی تہیں میسرت دی ملی شادیوں نیرد ہان میاں

پایا بچا آہا طوفان کولوں بڑے شکر دے نفل دوگان میاں
شکر ہزار ہزار پڑھ شہزادہ قربان ہویا مہربان میاں

گھوڑے پاس آہے گھاس لگے چرچگ بہ خاطر ہو تازہ جان میاں
آند شکر جا حضر احمد اجیا جو کلی حمد خوان میاں

رستہ ڈھونڈنے واسطے اٹھ ٹریا شاغل شکر دینال لسان میاں
گھوڑے سنگ اہدا ڈھونڈن جانا ہیں فکر خواندیاں میاں

چڑھ بار پہاڑ کوہسار چھنا ہویا فکر حیران حیران میاں
رستہ جاند آنا نہ معلوم کوئی چار طرف سی آب روان میاں

ہو یا تدوں معلوم نامیں کوہسار ایہ خضر میاں میاں
اتھوں نکلنے دا نہیں راہ کوئی پیر ہو سکے ہوش زبان میاں

زیر زبر آساس ایہہ پریشان ہویا پریشان میاں
لغا تفنگ گھوڑے بل پئی بچہ یا تنگ میدان جہان میاں

آخر بجوان آگے زور کیتا یا وطن دی طرف دھیان میاں
نگیان نعل غزا قدیاں ڈیکان حانی بابے سندا ارمان میاں

گویا آج گرداب بیجھو وچہ ہانیں ہٹے کہر طوفان طوفان میاں
جنگل جا ہوند نا ہی ہر شاید کدئی ہوند انسان میاں
کرے سبب تاں سبب کاراں چاہے فضل جے ذوالمنان میاں

ہکڑے روز دیکھا اس جا اندر میری زندگی ہوگ زیان میاں
اہے آدمی دی پوچھے وا ناہیں آدم زاد دا کیا نشان میاں
فضل دین جے رب ملان تھگے مشکلیں جان آسان میاں

دربیان بود باش نمودن شہزادہ در انجا و صبر را کار بستن

جیکچہ علم خدا دے وچہ ہویا اُہدے بغیر نوں علم اعلام ناہیں
آخر جبر کر کے سند ریشہ گھیا بچو ہیں وسنگی خاص عام ناہیں
ایہہ ریاں خرش ہزور جاندے رہے جبر پنگاہ تمام ناہیں
لگی بھکھ پیاس نا رس ہویا بیٹھا اس تھے پاس طعام ناہیں
اوڑک رزق مرزوق دسنگ ہے خدا بابجھ ہر بدذوالاکرام ناہیں
جہڑی پاس آئی تھی گھوڑا ذبح کیتا سیا ہو مسفوح حرام ناہیں
کدہی نال ہے ماس لون بھن کھادا گرچہ گو ہر انعام ناہیں
چھری چقماق تے جوب چیتا تی کہیں خالی اس تھیں ہر دو [illegible]
کھل خاک بہ کہ دسہے رکھدی خالی حکمتوں اہل فہام ناہیں
اُہدے وچہ لگا بود باش کرنے رہے رات باہر رو خام ناہیں
دو وچہ پاس اُہدے باد پاچر دے چھد دسنگ اہدا تیر لگام ناہیں
جبر شکر اندر کئی روز گذرے ہوے دکھ تے غم تمام ناہیں

خاص وہ رضا قضا اُتے بس ہور کوئی سخن کلام ناہیں
جگہ یاں دی آس خدا باجھوں دلا دکھیاں موں انجام ناہیں
دو جارات کاراں شبستان جے ہے جنگلی خانہ بدوش دو خام ناہیں
ناہے جھونپڑی بنے آرام کیتے وحشت جلاندی ہو توں آرام ناہیں
عقل سوچ کے سمجھیا فرس بابجھوں اُتے ہور دا کو کل لگام ناہیں
اُبدی کھل او بچھ کے لئی تنگ کوششوں ہر دو دام ناہیں
باقی رکھیا چند ایام کارن بنے شکر رزاق دو کام ناہیں
خاص جان مسافراں کارن بساسنگی ہور کوئی نیک نام ناہیں
ہوئی خشک تاں خاک بیٹھیو سو ہوند ا زم فرسنگ جام ناہیں
ایہو جھونپڑی بنی مسافری دی ہور عزیزاں کو پیغام ناہیں
کتے نکے جان تقدیر کولوں کھیں اپنے دست لگام ناہیں
فضل دین چھپیاں اُہن بجھوں اختیار دو وچہ زمام ناہیں

درخواب رفتن شاہزادہ و دیدن شاہزادی مغرب بخواب

کئی روز گئے انہیں ویں رو رو ہوندنوں یاد دن رات گذار داجی
بیاباں ندی عشوے کھاوندا سی اوہ ارمان شہزادہ یار دا جی
دوستے اُٹھکے پھرن لگے پھر سبب گردا گو سا داجی
خبر ہر تھے جھونپڑی وال دے تکی پاس تے ہیں آیا ماداجی
ایک رات اُہنوں اودا غم ہویا پیا ایک نوں شو شمہ دا جی
کیوں آدمی زادلاساں وچہ تب کار جو ہر دی تار داجی
کدے ذکر زمین ستے کجرے آرزو دے ہتھ پسار دا جی
او ویں روندیاں روندیاں نیند آئی جیو گیا ہوشیار دا جی
لیے پیاں مصیبتاں جس کارن آنا ورتنا قدرتی کار داجی

کرے آپ ہے دل آرام پایا لگ [illegible] شہزادا جی
پیاں سخت مصیبتاں عیب توں آپا پایا ناز پیار دا جی
انہیں گھیری چار چفیر اُتے پانی شور دی لہر اولاد دا جی
طلوعی زمین انسان تکی نہ کوئی ہور وحشی جنگل بار داجی
میرا کرن سبب رب کوئی آناسو دا نام غفار دا جی
تیرے فضل سیتی ہووے یار میرا دے مجھ نوں [illegible] جی
کدے کٹ دے [illegible] جسم تائیں [illegible] جی
سنگ عجب دکھایا رب مجھے چہرہ نظر آیا دلدار دا جی
فضل دین ہو کیویں دیکھیو حسن سوہنا مغربی یار دا جی

دربیان ذکر خواب

ویلا وقت سحر دا فجر نیڑے مٹھی نیند نوں اوہ جوان دیکھے
ہویا پیشا قدرتاں وچہ [illegible] خواب خزان دیکھے

ظاہر اکھیاں بند بیدار باطن وچہ خواب دے ماہ تابان دیکھے
زلف کافر کافر کے [illegible] ٹیک [illegible] خم زنان دیکھے

سہنا چہرہ ویکھ ارتندا چاند اکھاں ابرو کالے قوس کمان ویکھے
نین کالے سرخ سفید آہے شک بدری دی اکھیان ویکھے
بانوں دے مسکڑی نازدی سی گویا لعل مرجان دی کان ویکھے
بوٹی ہری شرابی دی غنچہ گردن سینہ خرمن گل ریحان ویکھے
سارا قد ویکھے سرو ہی نور سہاسر ویکھوں وچ میدان ویکھے

تقصیر کیتا ند فہر کاں بنان دلئوں جھجھے تیر درستا تر کان ویکھے
آہے خوب عذار گلبرگ تازے نگ دہار توار دیستان ویکھے
ٹھوڈی سیب ہے سیب تازہ چاہ غبغب آب چکان ویکھے
ولی زخم تے پانو ندے نمک آہے بہر سندے انار پستان ویکھے
ویکھیں نوں بہر سنگے تیریکن فضل دین دیوانگی ہیران ویکھے

دربیان بیدار شدن شاہزادہ از خواب

ستی نیندر جاگیا فجر ویلے بڑے شوق تہیں انجمن دود فجری
بڑی شوق چھاتی سینہ ذوق والی عاشقاں واسطے مود فجری
ہے اکیلا کان بیدار کرنے ہویا شاہ محبوب موجود فجری
اُٹھ گئی مزاج نوں نیندری سی ہوئی عشق دی آتش دی دود فجری
آخر ہوئے نماز نوں ساز وضو ہر جا حمد حمید محمود فجری
ہوئے دست دعا خدا اگے ہوئی شاہ دین مشہود فجری
اوڑ گئے حسان جہان آہے ہوئے جگر آرام نابود فجری
درد والم غریب اُٹھ ہوئے کیہ ہزار کشود فجری
غنچہ ریہی یاد تہیں بھول گئے بھول سمجھی بیل داؤد فجری
چار یار اُنہوں اکہیں چار ہوئے ڈٹے یار جو دلی مقصود فجری

نیز روحی تعظیم تکریم سیتی پڑھے نبی تے سر سود فجری
صدق نال تسبیح تہلیل پڑھی کارن مومناں احسن بہبود فجری
گیاں اکھیاں کھل ناگاہ دو نویں والواں تہیں تکیا دود فجری
ہوئے وطن ویرانگ سے فکر آنسوں ڈھوئے اشک فقر انتہ دود فجری
حاصل ہوئے خضوع خشوع اصلی کیتے خوب رکوع سجود فجری
کھڑ کھڑ حیران حیران ہویا نا ہیں کرے قیام قعود فجری
برچھی عشق دی دیدار الواں زخم آناں ہوئی وردتے صد فرود فجری
قطرے شبنمی لگ بہار آئے ہوئے اشک فراق نمود فجری
تازی زلف شمیم نسیم کولوں عطر فلفل تے عود فجری
فضل دین بیان دردا ایسے سنو عشق دی گنج نمود فجری

گشت نمودن شاہزادہ بیرموں آں کوہ درفتہ بلکہ کوہ سیدن زمرد زیر شجرہ برسبز وغ و دیدن شاہزادہ منور

اگے عشق دا ہن نہ ور آیا ہے نہیں عاشقاں من درکار میاں
پیر لموں بہار دو سے بہر زرد ہو دی سرخ سند اشہر یار میاں
نیتاں دیاں گھڑے ریشم جو جا ذری ہی نہ سار میاں
حق ہوش سہ جگر دا مٹی ہوئے جگر دی اہر فگار میاں
ہویا یار دی یڑیوں انوندی ہے چند نیوندی یاد بہار میاں
قدم قدم پر یار بک بوٹا شاخ شاخ دیکھے ہوشیار میاں
ہتھی انسری یار عظیم نے آہا جیسی رہسی انجار میاں
تند سیلا قد بند آناں سر اسے تے ڈال چار میاں
گویا کوہ تلا سنج تربیت ساحر گھڑے پھول جیوں نگار میاں
بہر گہ سیر بیت جو اور گھیے بلند خوب سنوار میاں
ہنوں دیکھ الرزا پرٹیو سو گیا جان تہیں امن قرار میاں
جوش جگر تہیں اچھلیا خون دل اجھیاں فہم بیان جیوں میاں

شمع بلری پاس پتنگ ویکھو ول شغل سلیہ بہر دے دوار میاں
جیوں جیوں رلدی خوانی یاد کرداتی جیوں تیوں شاہ نجوں [illegible]
ساقی یا بیدا جوش رنگ گتے آوے یاد شہر یار میاں
گویا ملک چہاند اشنگ ہویا نی شوخ فراق دی نار میاں
آدم دیس دی رات نہ وا آوے جانے رنج کیا اسرار میاں
اوڑ نیہ بہر دیا بہر یاں گیا جو تی ڈھونڈ چپال گلی کوہسار میاں
یادے اُسدے گھاہ برگ آہے رکھ جنگل بلکہ دیار میاں
ہر ہر ڈال اُتے سو سو ڈال آنا شاخ شاخ ہے انت شمار میاں
پھول بات ایہ گویا بات کردے غنچہ اتہیں کہیں اخبار میاں
دستے رکھ تے پھول گلاب غربی شہزادے دی لال رخسار میاں
ایک عشق تہیں سو نام جیہا کوئی دکھ تہیں درد ہزار میاں
بلبل یاد کیتی جیوں آنسوں ویں لگے گویا گل ہے جو شار میاں

بھجی شہزادی تہیں نا چار حرف ڈیکھے جال تیل سی غمر و غفار میاں
ہشری جان تہ ہا تیجان کوئی نا امیدگی نال لاچار میاں
پیلو کے نین تے ہا گردی زردی ظاہر ایہری رخسار میاں
جیہڑے ہر یا جان نون بہت تکی منہ تے عرق دی بہ ند فوار میاں
بیسے حال اندر کیتا فضل میرے ہوئے بخت میمون بیدار میاں
میوہ ڈیکھیا کیڑ غم انہوں سلیمانوں وچہ دربار میاں
بیٹھی شوخ تے ہول گستاخ وانگوں کیتے تیر تہیں شرم نہ عار میاں
اجہی جیت ڈیکھے زمیں زیر تے ڈیکھیں سار اگی تلوار میاں
ہر اک جس غنچہ دہن سی حسن آپ نوں کہد سنگار الوالابصار میاں
بڑا ہشر کیتو تمام لیندی لگی دلوں تیر جار میاں
میوہ لگی وساوے اس تے جیوں بارش فضل غفار میاں
پہلا یک ہویا ہوشیار مجنوں کیتا فضل نے کرم ستار میاں
ہوئی غیرت حور حضور انہوں ڈٹھا چاند وانگو جاتی یار میاں
لوہ ہی ڈیکھیا ایں کنوا دا نگوں بیٹھا خاک تے زور وقار میاں

بانی مشک معلک مانند تیز جیہڑ تنگ سی نظر غفار میاں
والواں جیہڑ ہیٹ پہمت ہتھ لاوے دکھ درد دی زار پکار میاں
ایہو جان غشیان تجہ اندی بجھے موتیدان انگار میاں
ہو امیر نی قبض جان کرے ملک الموت دا انتظار میاں
بیٹھی رکھ جیب محبوب غربی چارپا ڈیکھے جنگل بار میاں
میوہ کہ ہو قدی لکا نودی گیت دلدے ڈیکھے چاں بہر سعلا دی زار میاں
نالیں فخر ترنج دیجا ندیسی آدم جن رحمتی کوہ خار میاں
اول شہر قیتر ہا اگلا جیسا پیا خاک اُتے خاک سار میاں
لائی جہر تیری ہجر لے ساگتے دلوں جو نزار ہوئی ہو نہار میاں
میوہ نا سیم غنا پاس اہدے اللہ و کھیری مثل خزہ دار میاں
پیا مرد لہو جگر اتے ہیر ہوش مدہوش بیدار میاں
سمت رکھدی ڈیکھیاں نظر آئی شکل خواب خیالی بدار میاں
بیاں غیرت تقرر وچند ہوئی جیو رب دا شکر گزار میاں
فضل رحمن ہو کیہیں دیہدے یار دا وحدہ دار میاں

دیدن شہزادہ شہزادی مغرب را

جدوں نظر ہیر ڈیکھیا رکھ تے پیا نظر محبوب مہتاب وانگوں
متھا بدر منیر دی چاندی سی بھواں ڈنگرے قوس محراب وانگوں
اکھیں مثل بادام باریک نوکاں نظر تیر تے مست شراب وانگوں
دہن مثل غنچہ ہونٹ لب پتلے لالی بہاں مرجان آب وانگوں
ٹھوڈی سیب سی دو غریب اُبہری گردن صراحی شیشہ شراب وانگوں
سینہ صاف درہت باریک سینی تنی قمر توں لال خضاب وانگوں
نازی نار نازک ابی گول پستان ہر یہ جہرکا نو حباب وانگوں
زیبا دتاں نا نوار نیک پیر دا لائق بولنان نہیں دو ر وانگوں
رخ زلف ڈیکے دوچی داورڈیکا دے دیو پائیر سی محبوب وانگوں

وال کالڑے روغنی مشک آہی سینے لٹکدے سیخ قلاب وانگوں
مثل تیر بیکان بیکان مژگان یا جنگل باز عقاب وانگوں
بینی راستی زرا بجو رہائی نازے عطر پہول گلاب وانگوں
جہاں دی دندرے دندے چنبیل کلیاں تری دو تبسم نایاب وانگوں
بازو گول تے بغل سیوں جیسے سینہ صاف زرین رکاب وانگوں
نازک انگلیاں بہت باریک گلکاں جارن دا داغ نقش کتاب وانگوں
شکم صاف مانند سفید ریشم یا شکر سفید دی جاب وانگوں
سیمیں ساق بلور دیو انگ جاتی نازک بہار حباب وانگوں
لباں وچہ مسکری نازدی سی فضل حق تہیں مہتاب وانگوں

دیدن شاہزادی جمال شاہزادہ مشرق

ادھی ڈیکھدی ہیرزمیں وے بیٹھا زمیں تے مشرقی یار دسدا
متھا بدر منیر نظیرا نا یکے رخ نوار دی سار دسدا
ہر یا گوشتوں مہر اصاف ابدالا حسن عجب عجب رخسار دسدا
خط و خال غریب سبزہ چاہ غبغبی سے آب حیا ر دسدا

گیسو کالڑے عنبریں بوزلفاں والواں سی مشک تاتار دسدا
ابرو قاب قوسین نا بیوست گوشے ہلال لیکا دسدا
لباں دی نبات نبات مصری عقدہ موتیاں در شاہوار دسدا
گردن اوسطی جہاں صفا سینہ بازو گول یا قوت دا حار دسدا

کف دست کشادہ خطوط نازک دسی جود سخا دا یار دسدا
نازک انگلیاں بہت باریک پنجہ آفتاب اندر ہوشیار دسدا

کمر سینوں بہت باریک [illegible] سینیں تابدار دسدا
گویا سانچیوں ڈھلیا جسم ایہدا شہی چاندوں نکھر اچیار دسدا

گیسو مکھڑے اتے گئی نظر ثانی سنبل گل دنیاں بہار دسدا
چہرہ خلق تبسمی کمر ایہہ فضل دین جیا انتظار دسدا

سخن گفتن شاہزادہ باماہ مغربی و [illegible] فضل دین امر

پشت شاد دی شاد آباد ہو یاد تاں رب [illegible] جانی
جوش عشق نے کھسیا ہوش عقلوں کشش دل نے تاب تاں جانی

لباں فرط محبتوں خشک ہویا جگری درد شوروں خشک زبان جانی
زیر ٹیک ہیاں کہیں تیز دونویں دیکھن شیرشاں حیران جانی

لگا کہن جاناں میں یار بابل [illegible] اصل دا جانو مکان جانی
اگے ہور تے نکلا اہو رستے [illegible] عرض [illegible] ہو بیان جانی

[illegible] نام مائی دلآرام [illegible] آباد [illegible] جانی
بالی نار پیاری دا حال لکھے نسل کون سلطان ذیشان جانی

[illegible] [illegible] وطن جانی
ترا انوں اس طرح یار ہویا [illegible] آسان جانی

[illegible] اس طرح [illegible] جانی
چار یار ویکھیں سبز [illegible] نظر بیوے جہاں جہان جانی

[illegible] جانی
جائی تنگ اندر شادمان بیٹھی فضل دین غمگین دیوسی جانی

[illegible] سوال [illegible] کارن [illegible] عجب [illegible] توں
بھلا ایسے تے ہو کہاں آدمی ہیں یا کہ حور یا جن یا پری ہیں توں

[illegible] توں
[illegible] خود بری ہیں توں

[illegible] توں
[illegible] قید یا بری ہیں توں

[illegible] تری ہیں توں
[illegible] جادو سرا سری ہیں توں

یوسف [illegible] توں
[illegible] آفتاب [illegible] نور قمری ہیں توں

[illegible] توں
[illegible] اصل [illegible] ہیں توں

[illegible] توں
فضل دین دی نظر باریک اندر [illegible] مغربی [illegible] ہیں توں

[illegible] جانی [illegible] اشک روان وے تے
گوش ہوش [illegible] جہان [illegible] فغان وے تے

تیرے درد کولوں [illegible] آسمان وے تے
[illegible] عرب [illegible] تقدیر [illegible] وے تے

کیسی [illegible] عاجزی [illegible] وے تے
کیا فضل عظیم کریم [illegible] جانی جان وے تے

[illegible] سلیمان وے تے
اچار [illegible] فلک [illegible] خاکسار وے تے

جاں [illegible] رحم [illegible] عاجزاں [illegible] وے تے
[illegible] عظیم کریم [illegible] شان وے تے

[illegible] جان [illegible] نوں تے
دم دم اندر [illegible] صلوات صلوات گویاں وے تے

[illegible] یوسف [illegible] سلطان نوں تے
[illegible] شادیوں روشن ہیوں عزیز جان نوں تے

[illegible] جان [illegible] نوں تے
بالا عرش [illegible] فضل دین [illegible] جہان [illegible] نوں تے

دربیان تامل کردن شاہزادی در حال وقال او

ایسی دلبند [illegible] جہان اندر [illegible] عجب ہوسی
جائے رب ایہ کون ہے کیا [illegible] غریب ہوسی

[illegible] ہوسی
[illegible] ہوسی

صورت خوب ایہدی سینے رس گئی شاہزادا عجب ہوسی
اول سدھ سنبھال کے حال لگے متے آفتوں سخت سبب ہوسی
ایہہ دل دلاں سنگ مل گئے رب میلسی جد نصیب ہوسی

کیوں اتھے اساں نوں آں پھاتی میرا یہجان کون قریب ہوسی
جے مارے کان فریب ہوو کہڑی کارنوں فیر اسباب ہوسی
فضل دین جناب غیبی فضل ہوسی سبب بن جایا کوئی عجیب ہوسی

پرسیدن شاہزادی از وے بلغت طائراں

بولی طائری لغت سیمرغ اندر پچھے دستوں کون شہسیر جیویں
کہڑی جنس تیں اصل ہے نسل کہڑی لقب نام تے شان ہویں جیویں
کاہنوں دکھ ویکھ ہو وں ایلانی تے اینویں اپنی اشتیں جیویں
میں منہ باجھ سیمرغ بجھاں دی اس دی بات توں نال یقین جیویں

کہڑی جا مکان ہے دیس کہڑا کہڑا ملک ہے کون زمین جیویں
مذہب دین نے روش گذران کیسی کہڑی بولدی لغت تیں جیویں
ڈریوں کیتے یاد نہیں بولی رکھوں تا ہیٹھ دھعلا ایک غریب جیویں
صورت خوب تیری سینے سما گئی ایہہ توں تیر کاری فضل دین جیویں

تیرا روحنا عاقلا کس کاری کی کار دی زار بیمار ہے او
رزق آدمیوں وحش تیار کیتا سال مدتاں اٹھ ہزار ہے او
آفتوں مشکلاں وچ بچے آدمی نوں کارساز ازلی مددگار ہے او
لوح قلم دا لکھیا حق جانی ہو نوں ہار او تھے ہو نوں ہار ہے او
اکھیں مومناں نور یقین سرمہ اتے کافراں دھند غبار ہے او

کرم ستار ہے کار کن ازلی کارساز غفار ستار ہے او
اول جان شفا تے مرض پچھے درداں کان دوا تیار ہے او
دلاں واسطے خاص دلیل آپے او دیار او مختار ہے او
ایہہ جانے اسو جو حق کئے صدق نال اقرار دا یار ہے او
فضل دین حق دی بات کجیں کیسی ایہہ دی دشمناں دی اگ جلاو

گفتگو کردن شاہزادہ معشوقہ خود بزبان سیمرغ

آفتوں مشکلوں وچ بچے آدمی نوں کرے سب آسان خدا جانی
شرق زاد نوں رب بھوا دتی عاقل مرد تیں اوہ دوا جانی
دارو کھا بیا علم ہوں چنگا حکمت محض خدا دی پاء جانی
غرض جنسی یا محبوب کی دتی رب رحیم سیہا جانی
جنس آپ نے خاک تیں جسم آدم دنا قدر توں پچھو جانی
میرا ملک شرق زاد روم اصلی خاصہ قدیم دیکھا جانی
زمیں فوق شیطان تے ملک دیکھے وحشی آتش ہور ہوا جانی
کئی بار گرفتار ہوگیا ایہہ لیا رب رحیم بچا جانی
دی خفگیا سو تیں ایک ہی دلوں جو تہہ داخل لگا جانی
کئی بار بچار یا تدھ تائیں بھلا کچھے سخن الا جانی
تینوں دیکھ کے میں فدا ہویا چھڈی جیوڑا جان گھولی جانی

ایہدی قدرتاں نوں جانے آپ او دا اتے آدمی درک کا جانی
بولی وحش طیور ہیا ثمازی دی قدرتوں سب سکھا جانی
جیوں تیم خیال اتھا کلی وچ صدق یقین لیا جانی
بولی وچ سیمرغ بغیر انہوں دیو سرت جواب سنا جانی
میں ہاں ابوالبشر دی پشت وچوں جس تہیں آدمی سب دا بنا جانی
پانے وہم خیال خیال پچھے شرق غربدی لئی ہوا جانی
کوہ وغار تے بیلڑے بار دیکھے بحر بر تہیں ہوش بچا جانی
تنگ سخت جیبان چلدے نوں اتھے سٹیاں قضا جانی
تیرے قدم اندر ایتھے آن پہتا جیہڑے سختیاں کئی ہوا جانی
ملک دیس ہے نام نشان و تو کجھ اپناں راز جتا جانی
فضل دین وانگوں جے مغز اندر تیری خوشبو آہر سو دا جانی

بادشاہ کشور جواں ہمایا ایہہ باپ سیمرغ پچھان جیویں
اس رکھ نوں حق تحقیق جانا شاہ خاں مرگ تیں ہوش بخدا جیویں
بس چور نہ کجھ معلوم مینوں کہڑی چیز نوں کہن انسان جیویں
شرق غرب اک نام سینا لے پند او ایہہ بیان جیویں

ایہہ رکھا ہے دیس قدیم ساڈا گھر بار ایہو آشیان جیویں
اس آلنے تے ہو نہ باپ میرا دو جی جگہ عزیز پچھان جیویں
کون آدمی تے کون ملک پریاں کون جن تے کون شیطان جیویں
بحر بر جو توں دیں کیتوں کوہستان بڑا بیابان جیویں

ایہہ دل تیرے ول بھل گیا پانوین جاندی نہ نشان جیویں — فضلدین ایہہ عقل تاہیں اکھی ازلدی ہوگئی عیان جیویں

تیری اوہ میری بات خلاف عقلوں ناہیں نسل تیکی تیہیں ہیں تو سا — بلکہ خاکیاں تاں شان تیکی آدمی شکل یقین ہیں تو سا

تیرا ونگ انسان خاص تیہہ ودی شان وای نازنین ہیں توں — مثل نور دے چمکدی خاک کیوں کرکی خاص رب العالمین ہیں توں

زلفاں جیں ہندوں دیکھی تیہانوں تیہہ تو خوب رنگین ہیں توں — اوہ الکھیا ئنگ عود دونیں خاصہ شیخ زار ان قسمیں ہیں توں

تیری بات عجب ہندہ ماتھری ڈی مہربان بنا شیریں ہیں توں — ہسن دیکھ چاند نند گلدے لسے جاچگان نیش ہیں توں

ڈیں ڈول انساندی خاص تیری عقل ہوش اندیشہ ہیں توں — خاصہ عقل دیکھا اندر بیٹھی موم تے نقش نگیں ہیں توں

میری بات نال ایک واہیا جانی جان یچ جیا اہل یقین ہیں تے — جیکر نہیں باور فضلدین اتے شیشہ دیکھ لے کی حسین ہیں توں

تیری بات عجب ودی حیرانگی دی عقل ہوش تیہیں دوستا ہوئی — بیٹھی ہیں ہیہ عذرے ہاتران تیہیں جنس اپنی تاب رلا ہو سی

شیشہ دیکھیاں آپ دیے صورت اپنی جیہی عجب جتا ہوئی — ڈٹھی سنی نہ شکل محبوب آدم صورت آکھے خوب دیکھا ہوئی

تیری ڈول نے قول پسند منیا ودی حکمتوں سخن الا ہوئی — دانہ خوب آوٹیاں دیکھ تے جیہ جیوڈا مرغ بنا ہوئی

ایہہ دس ہیگا شیئرتے جانی نام دس مقام اچھا ہوئی — ناہیں ایہہ پوشیاتاں ہیں منگ لیساں چا تاری

میری شکل جے تدہ مثال چہرہ خاصہ جان تاں یار بنا ہوئی — فضلدین ہوسی آہڑی جا کرسی بھائی شوقدی آہ وہ

آدم دیس اندر ہوندا آئینہ جیا ساز اوہدے ہوش منہ چڑے — ہاہوڑی تیمتوں حجرہ عجیب عذرا جیہڑا اوہ کر خند چڑے

حال خاص دیا پاس عزیز اوہ بہت دیکھیا قدر بلند چڑے — دیکھیں ترہ جیسے ستے قند نالے فضلدین جیسے گرہ بند چڑھے

فرار شدن شاہزادہ بقوت ماہ مغربی از آمد سیمرغ

گوزپشت ایہہ فلک فرتوت ہیگا چھوٹے اپنی دادا جانی — رہے درد فساد ہمیش بادر دے رلت بے بچ رو جانی

ہیگے یار زنگ سو کہاوندا ہے ہاگی ہیں اسدی مدعا جانی — جال سجیاں مسن ہجوم جگر کرے ترت جدا جدا جانی

دونویں یار گفتار مشغول ہے جیہی آگے سرد ہوا جانی — بوندلاں تیا کیا نال اوہدے دا شبنمی جا بجا جانی

آیے سرد ایہی گویا درد کوئی ہجوم دے دین وٹا جانی — چہرہ مغربی یار دا زرد ہویا ہوئی غرقدی بوند نما جانی

پنڈی یار نوں ہو فراحیری کیوں جب کے جا بچا جانی — بیتا جان سیمرغ نوں التوسلیا جیوب دہ قسم خدا جانی

اوہدے آونے کان نشان ایہو داؤ آوندی ہوند وسا جانی — اسدی قدر میتوں کی مجال اہگی چنگی تر جے ورسانواں جانی

ایہی سندیاں سار فرار ہویا شہبا اپنی جیوٹری دا جانی — قدر ترنیہ سے آستانیاں دے لبے آگے جد چلا جانی

خوف لگ گیوں مثل پھڑ زیدی لیا خوف تیہیں دم چرا جانی — گو تیے جیو ہر تیہ اودونیں لگ گیا ئی جیب کے جان بچا جانی

ایک درد ظہیر سپاہ لاندی ڈال ڈال آکھیہ ہیسا تاہ جانی — فضلدین نہ خبر تیہیں مہر اوہ رنگیا دوستیاں دکھ کھا جانی

در بیان آمدن سیمرغ

اردو ہوا دسے تاں اندر پہتا اوہ سیمرغ شتاب بیلی — جیہڑا رنگ بیرنگ دے پاس اوہدے شیریں ترش تے خشک تر بیلی

حلواں نال بلا شیریں قلیہ زردہ قورمہ خشک کباب بیلی — بھیجے ان سیمرغ قربان ہوسکے لگے مغز ہیوں گلاب بیلی

نکا تانہ بیار ہزار کرنے سینے لا فرنی آفتاب بیلی — ہتھے آہیوں گھسے ہتھیہ پیر جیہے کرسے لاڈ بیحد حساب بیلی

ایہہ مغرب زادہ شاد ہوئی کہے معمول نگل جواب بیلی — چہرہ زرد بیہرہ حیرانگی دی پریشانگی حال خراب بیلی

صورت یار دی جگ دی جان سیتے کفر ہے جانا کدھ دیار میاں ۳۸ پانی شور جوش جاں گوش بندے چاوے خوش خبر جی

حال ویکھ بیحال بلال ہویا آکھیا رحم نہیں لکھیں آپ بیلی
چاہویں ہور سیو ستاں ہی چڑ دیو کانہوں تنگ ہیوں نکھڑ ناں بیلی
یار کے غم الم یار حزن کوئی کسے چیز نہیں تنگ مہتاب بیلی
ہندی آہ دی شفقتوں شادیاں ہیں غم دردوں کیوں جب بیلی
ایہہ سک ڈاہڈی شیشہ دیکھنے دی جیو شوق اندر غرقاب بیلی
سنگاں سنگ اتھوں چل پیا جیویں بنھیا کان آداب بیلی
عطر پان گلاب مشک نالے میوے نعمتوں ہور رکاب بیلی
ربے ان ہتھ شیشہ جلدی کر کھیر دیہاں خطاب بیلی
شیشہ دیکھنے لگی خوشحال ہوکے جیویں دیکھدا ہیں ارباب بیلی
تک ایہہ مکھ نوں ہیک یار دا گوں مشرق خوب شباب بیلی
دم دم یار دی شکر ہزاری کیتا فضل کریم تواب بیلی

بیلی

ہندا کیوں نا مٹھی پریشان ہنگی بہت کجھنا نہیں صواب بیلی
یار کے جامہ یار دل دیہ تیر اندر لوا پٹ مجھل کھواب بیلی
کراں نذرت دوا شفا ہووے جلدی کیوں جلد جواب بیلی
کسے چیز دی نہیں پرواہ مینوں شکر لوٹے روح جناب بیلی
ایہو کہندیاں ہیں مجھوں دل بیشاں تیر [illegible] دو [illegible] بیلی
شیشہ تیر چلا بازار وچوں لیا عجب نہیں بہت نجاب بیلی
گیا وچ لطفے آیا پلک اندر گویا رعدوں برق سحاب بیلی
اسے کان ایڈی پریشاں آہیو لا دیکھ [illegible] بیلی
صورت آہی یار دی سب پائی بیٹھے دو انسان وراب بیلی
ہو پیا اپنی جنس دا شوق غالب ہر کے اگی التہاب بیلی
فضل دین دا گوں ہن ہوں سکی جمعر دیو جہ غرق بیلی

کالی رات فراق دی بہت کالی کالی رات فراق سے تنہدی ہے
راتیں کالیاں جانے جہاں سینے کالی اگ دی درد الم دی ہے
کدوں سند کوں پورے بیاب محبوب دی کالی جان جیوا ستم دی ہے

[illegible]

انکھیں سک پیاں جاں دیکھنے نوں ہائے [illegible]
چشم اشک چلدی ہر جا دی [illegible]
عیش اروں فضل دین [illegible]

در بیان گزاردن شاہزادی شب بصد رنج وتعب در فراق یار محبوب رخسار رو نالیدن بجناب رب الوہاب وقبول شدن دعائے او و نزول شدن آن از وقت بدست سیمرغ بر پایہ سریر

کالی رات فراق دی بہت کالی جہڑے جاگدے تہاں نوں ساریاں
راہ دی اس طرح ہو لیا پاس یار دی صورت جاں وچ [illegible]
خوشی نال کر خیال ہویا دیکھی شاد رنگین عذار میاں
مار عشق دی ہندا دیتھ ہووے یار تے جان ہجر قرار میاں
پر فیر ہجار ہجر دیکھے کالی رات آئی دکھ وندو کار میاں
اس پاس نہیں پاس آکاس دیکھے جاگدے جو جوہ اعیاں
جگ اپنی صورت یار سندی لگی ہر رگ وجود نوں نار میاں
غرض رات ساری خیالات اندر چھیڑی بیقرار گذار میاں
ہلی برہی سحر دی خوب ہوئی گویا عاشقاں دی یار غار میاں
پیج درد کنا صفا دیکھ روئی وچ جناب داور میاں
جاں وچ ہجر یار دی ذات پاک تیری یار دکھیا نہ اگر وکار میاں
ہویا ہجر منظور مقبول آیا اس نزار پکار ستار میاں
کیویں انوں نہیں ہو دیو بیٹھی کیت ہجر نوں صبر نا جار میاں

اوہدی ہجر دی سک لگے دردوں کوں چلی ہجر دی بادو غبار میاں
لیں کیوں زلفاں گئی یار ہجر دردوں دینار ایثار میاں
سن آپنے دے اگر کہنا ہیں خوف قرار غدار میاں
صورت یار دی آؤ ندی یاد ہر دم آتش جگر نوں جوش بخار میاں
کالی رات اندر نظر پیندی ناہیں جیتوں یار ہووے غمخوار میاں
الکو نال سنبھالدی تاریاں تیں نجم غم دا اگر ہے شمار میاں
جیہری یاد دا گفتگو سندیاں نوں پہنچ دا اندوہ غبار میاں
ایہے نال افسوس دلال ہویا مینوں درد نہ خوشی جو بیار میاں
دیکھی رات جاگے پیا گئی کہیا اندر نہ سے جھلے دو جبار میاں
رحمان سائیں سبحان سائیں خاص غفور المنان غفار میاں
مہربان میلیں مہربان میلیں مہربان العالمین رحیم میاں
روون والیاں نوں آخر شاد دیا کہیں والیاں صدہزار میاں
حال لکھیا تو مجھوں جلدی کیتے بیٹھی بستر ستے ہوشیار میاں

بادشاہ بجھیروں سارا یاندا ہو کے شوق بیدار میاں
جاں چت شاہزادی دے دل کیتی رت دے ورد قرار میاں
کہیں جب لہر آیاں نظر آیاں نظر شوق تے تیز قرار میاں
کھنڈا جاں تینوں مرض کوئی ناہیں ہو کے بیچ تے شوق پیار میاں
ہنس کے چپ چلا سیماں تو تینوں اکلی بچھوڑ لاچار میاں
مینوں شاد آباد جے لوڑ ناہیں دساں حال دی گفتار میاں
سنو زار دیکھا کو سارا اندر کرن نار دیناں یار میاں
ساڈے گھاس آتے چھوڑ اس ہوئی جاسی شاد ہو گذار میاں
کجھ خوف ناہیں کسے چیز کولوں تیری ہتھیں سب قرار میاں
مرغ سندیا سارا ادھار دی کہندا شاد ہو کے روتا زار میاں

ہو جا بند ذکر او دا کرے سیماں ندے دل غبار میاں
بیٹھی درد اتے گرد درد کولوں ہوئی بیٹھی زرد و سار میاں
سر جن کن نا رنجور ہوئی دسے چاج ناہیں لشکر مسار میاں
نیا بس غم کولوں پھول جھڑ گیا گھور دسی نور لعبار میاں
جیونگ جیسی صورت منگ لیسی رونق جیس حسن زار و زار میاں
اج رکھ تینوں زیر او تار رکھے تیز تیز دیناں سدھار میاں
دوویں گچھے میرا جیونڈے تا زرے ریکھ پھول بہار میاں
رائیں غیر آویں مینوں شاد باہوں آپ اپنے وچ دوبار میاں
جس صورت دا شور رہو گئی جوڑ کی چھوڑ چکار سنگار میاں
فضل دین میاں سیماں تو مرغ چلیا مار اڈار میاں

رفتن شاہزادی بجانب یار خود

شکر شکر ہزار کر دی دعا دم ہکار دی رب نوں جی
دل بول باجی چل جانی یار دے اگے قدم اٹھاؤندی عجب ڈھب جی
کوہستان ناہیں گئی کوہ اندر ملاقات کرنے شیریں لب جی
چھکی یار دی جدوں مخمور ہوئی گھنڈی آفرین یاد طرب جی

جو ڈرے رب تے بی بیبیاں نہ ڈرے دی ہک اہی اسے ڈھب جی
اسے تاں دیناں ہو ہوئی گویا ناہیں دلاں وچ رب نوں جی
شوق یار دے سب وسار دتا دلوں مٹ گیا خوف غضب جی
فضل دین حسین قریب گئی شاباد ہوندی عجب جی

به پنهان نشسته دیدن شهزادی یار خود را

بھانویں دل اوداس دلدار دا سی جو شوق عشق غبار آیا
اکلے بیٹھے جھونپڑی پاس دیکھے کیویں یار دا اکار آیا
دیکھیا جو پھول رخسار جانی خالی سخن تیں یار بیمار آیا
پلک پلک تیں انسواں ٹپک رہیا گویا برس ابر بہار آیا
جوش جگر نوں دیگ اوبال جیویں ویہن یار دیناں گفتار آیا
دل پھکد اچھے یار دے ایہہ غرا خوف ہزار آیا
وصل یار دا بہت محال دسے بیٹھا کج جیسے نے عار آیا
چھک ٹھیک بہی نے دیکھ رہی جیہا جو خبر دیو چیکار آیا
ایہہ شوق تے اسنوں ہمن دیوے سینے اگ الفراز آیا
خالی یار نوں ویکھ تے رہ سکے دل دو ستاندا زار اودا آیا
شاد ہند حبیب قریب گئی طالع یار دے بخت بیدار آیا

ایہہ سوچیا علم دانا دی عقل غفری دا ہوشیار آیا
ایہہ اسنوں نظر معمول آئی کالی گھاس دا بیعز ابار آیا
پیچھے آندی نذر پکار کولوں چہرہ یار دا زیر غبار آیا
چشماں خوند جوش خروش چشمہ رخ تے ہر جیہا جو بہار آیا
کیویں آ جانی سینے لا جانی سبق یار دا خوب تکرار آیا
دہشتنا کیوں جیولا چار آہے تے شوق گرم بازار آیا
دامن یار نوں پہنچ ہتھ ناہیں سلخ ڈرلا بد اغیار آیا
بکی جان حیران جانان دسے کوئی ہور نہ یار اغیار آیا
ہتھوں رہند حسرت قبول کر کے اٹھ چلے کان تیار آیا
جدوں روز مشتاق دا تیغ ہوئے دلاں دلاں دیناں پیار آیا
فضل دین نہ کجھ سیٹے جانیاں جا سجن جیہا یار لیسیندا آیا

در بیان وصال جانان

دربیان وصال ہردو جانان

مے یار ہزار ہزار شادی جا ہے میلے ذوالمنان دو دیں
انسوں سب فراق دے دہ گئے ہو سنگھا دیوں چد و سنداں فیض دو دیں
سینہ صدکوں تیغ عطش یا ہویا دو غش جسم جیب جان دو دیں
نرگس نرگسیں قرب سو تار ہے بساں مٹھیاں لعل نوشاں دو دیں
ذوق نال وصال گرم آہے ہو شحر بیو عرق پیران دو دیں

خوشی دہشتوں بہت حیران آہے ہر نے لالہ کے دونوں دیان دو دیں
دست گئر نہاں گر دھا ئیالی جام ودی مستان دو دیں
فرہا شیر ہم شیریں آہے خوان وصل تیک شکر دو دیں
پھول نہال گلبرگ خوشحال چہرہ ہو گو عرق نسیرین ریحان دو دیں
فضل دین وصال آخوان اُستے جاہوں شاد دوعرق بان دو دیں

ایضاً دربیان وصال

کالی زلف تے خال رنگین چہرہ مژگان تاراج انگیز دو دیں
پلکاں تیر خدنگ باریک دوکان جھکے قوس تیر بلا خیز دو دیں
نوش جان یاقوت مرجان ہنس مکھی نگ ریز دو دیں

چشماں خوب ہر ایک شوخ دیدہ نین مست شراب تیز دو دیں
غنچہ تنگ دہان عناب تاب نرے عشق ناز دانہ دلاویز دو دیں
فضل دین شیرین بہت مٹھے شکر تری نے شیر آمیز دو دیں

ایضاً دربیان وصال جانان

زلف عجب جلال ناگ آہے جیو گرد آہے زیر بل دو دیں
نین برقوں تیز شوخ آہے تیر جیسے تیغ فولاد اصیل دو دیں
ٹھوڈی دلاند کھے خال کرد جانی حسن تیم صفا جمیل دو دیں
یلاں وچکی قند نبات مصری لب کوثر واں سلسبیل دو دیں
بو باس نعیم دی سیب ٹھوڈی بستاں نارحیم العدیل دو دیں
آہے نین بادام گلفام چہرہ ہو بہشتوں قند قلیل دو دیں
دوسی زیب جلیل توصیف واہ واہ علے بابچہ تکمیل توسل دو دیں

فرش کالا نے زیر ہر کالاترش ہیبو خوب تریاق رسیل دو دیں
کاریں دید گستاخ پتنگ ہیچہ اندر بزم وصال قندیل دو دیں
آہے نال حیا گلاب جیسے بتہا ہیرے جا کیوں ہے تشکیل دو دیں
باہوں زیب مکری نازدی جہیں جیٹے ہر نے ہو شرخ تکمیل دو دیں
بغل یاسمین بوا ایل جیسی ہو مشک ریحان جمیل دو دیں
سیب ونار دی ریس انسار آہے باہوں جاشنی بخش قلیل دو دیں
فضل حق پیر جان جیوں جاہس دلوں جان مشک عرق آدجل دو دیں

دربیان گفتگو کردن باہم ہردو معشوقان

زلف یار دیکھ کے یار مدہوش باہوں خالقہ بوس کنار جانی
لطف ناز اٹھاندیاں جانیاں تہیں شرقی حیرت کہے گفتار جانی
کوہستان تیں طرف جوان آکھوں دل وجان اکھاں بیمار جانی
ہستی ذوالمنان احسان کیتا مدعا ملیا جان نثار جانی
دو فیری تہیں دعا یار عرض کوئی ہمند امید دیدار جانی
بینوں سند یا ستار دا تار دیسو کیتا بھی مہر تکرار جانی
فرض ملیا مٹھیاں کرن باتیں ہو بند شکر گزار جانی

ہس ہس کے ناز نیاز دستہ لعل نال رخسار دلدار جانی
کیوں ہو کچھ تیں اتریوں جان میری اجڑا کہ جو شمار جانی
نیم جان تے حضر الیاس ونگوں کیتو یا مسیح دیدار جانی
میرا دیکھ کے سرخ گلفام چہرہ ہو تیں زرد وسار جانی
سینے لگیا سب جگر جیو جاہند اندر باہر اندر سبزہ زار جانی
گیا مرغ حضرت سلیمان وچلے کیتا میل ساڈے کردگار جانی
گیا دن اجو کر عیش اندر ڈہگی دیری وقت بہار جانی